

ظلم ہوشیہا میں ہندوستانی زندگی کے عکس

Reflections of Indian Life as Depicted  
in  
Tilism-e-Hoshruha

تخلیق مظاہر

جسے

مصوم رضا

نے

ظلم ا مسلم ہوشیہا کی ہی - ایچ - ڈی - کی ڈگری کے لئے لکھی گئی



T3870

T. 3870



*h*  
CHECKED-2002

CHECKED 1996-97

## اشہار شکر

راقم الحروف کوئی رسمی شکریہ ادا کرنا نہیں چاہتا ۔ ان سطور کی حقیقت  
ایک راق کی بھی ہے ۔

راقم الحروف صدر رحمہ 'اردو پرویز سرگال احمد سرور کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے  
کیونکہ خالقہ ان کی رہنمائی اور راقم الحروف کی محنت کا مشقہ نصیب ہے ۔

صدر رحمہ 'تاریخ ڈاکٹر سید نور الحسن کے علاوہ رحمہ 'تاریخ کے استادوں میں  
ڈاکٹر بان حبیب ڈاکٹر اطہر علی انتہار عالم خان اور احسن جان قیصر کا  
شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ ان حضرات کے مشوروں اور علمی اعانوں کے بغیر  
تاریخ خواہد کو اکٹھا کرنے انعام تو عیب دینے اور ان سے نفع اخذ کرنے کا کام  
دعوا ہو جاتا ۔

رحمہ 'جنرل ایجوکیشن کے کواڈینٹر اور رحمہ 'جنرل ایجوکیشن کے ریڈر مونس رضا صاحب  
کا شکریہ ادا کرنا بھی راقم الحروف کا فرض ہے کیونکہ اس بزرگ عالم کی توجہ اور تعلق  
میں اہل مشورین نے بڑا سہارا دیا ہے ۔ راقم الحروف نے جنرل ایجوکیشن عہدہ تون کی  
زبان میں طور پر انعام سے سبکی ہے ۔

راقم الحروف رحمہ 'مدنی کے استاد ڈاکٹر میا فاضل اور ڈاکٹر محرم کے علاوہ  
رہنما سالار کنوینال سنگھ کا بھی ممنون ہے کیونکہ ان حضرات نے قدم ہدایت میں  
ادب گراستون پر رہنمائی کی ہے ۔

نرمین رحمہ 'جنرل ایجوکیشن کے فیکلٹی اسٹنٹ ایس صاحب کا شکریہ  
ادا کرتے ہیں بہت ضروری ہے کیونکہ انعام نے ہمیں عہدہ تون کو تعلق میں تبدیل  
کرنے کی ہمت دی اور میں اس کام کو آسان کیا ۔

## کچھ حوالوں کے بارے میں

حوالوں کے بارے میں کچھ مزید کرنا ضروری ہے۔

اردو کے اس مقالہ میں ہندی اور انگریزی کے حوالوں کا مسئلہ خاصاً درمیان آ رہا ہے۔ سوال یہ تھا کہ ہر زبان کے حوالے اس زبان میں دئے جائیں یا اردو میں ان کا ترجمہ کر دیا جائے۔ راقم الحروف نے ترجمہ کو مناسب سمجھا۔ اس لئے اس مقالہ میں جو حوالے ہیں وہ اصل حوالوں کے تراجم ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ کہیں کہیں مترجم بہت کامیاب ترجمہ نہ کر سکا ہو۔ لیکن اصل عبارت کی بچ کہیں مبالغہ نہیں ہوئی ہے۔

رسم الخط کی یہ دقت کتابوں اور مصنفین کے ناموں کے ساتھ بھی پیدا ہوئی۔ چنانچہ اس مقالہ میں بعض کتابوں کا حوالہ صرف مصنف کے نام سے دیا گیا ہے اور کتاب کا نام نہیں لکھا گیا ہے۔ کتابیات سے اس کتاب کا نام معلوم کیا جاسکتا ہے۔ لیکن کہیں کہیں کتابوں کے نام کا بھی اردو میں ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ مثلاً اہلادھیا کی کتاب India in Kalidasa کو حوالوں میں "کالیداس میں ہندوستان" لکھا گیا ہے۔ یا اسٹوارٹ کی کتاب The Gardens of the Great Moghals کو حوالوں میں "عظیم مغلوں کے باغات" لکھا گیا ہے۔ Ramayana of Tulsidasa کا ذکر صرف "رامائن" لکھ کر کیا گیا ہے۔

راقم الحروف کو اس طریقہ کار کے ناقص ہونے کا پورا احساس ہے۔ لیکن اس کے علاوہ کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔

"طلسم ہوشیہا" کے حوالوں میں کتاب اور مصنف دونوں ہی کے ناموں سے پرہیز کیا گیا ہے اور صرف جلد اور صفحات کے حوالے دئے گئے ہیں۔ مثلاً اگر حوالہ احمد حسین قمر کی "طلسم ہوشیہا" جلد ہفتم کے ایک سو بارہویں صفحے کا ہے تو اس کے حوالہ (۱۱۲) ص ۱۱۲ صرف جلد اور صفحہ کے ذکر سے دیا گیا ہے۔



ہریکٹ سے باہر والا عدد جلد کی علامت ہے اور ہریکٹ کے اندر والے اعداد صفحات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک سے زیادہ جلدوں والی ہر کتاب میں یہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

ذیل میں ان کتابوں کی فہرست پیش کی جاتی ہے جن کے ناموں کا اردو میں ترجمہ کر دیا گیا ہے۔

Altekar A.S.,	... The Position of women in Hindu Civilization.	ہندو تہذیب میں عورت کی حیثیت
Basham A.L.,	... The wonder that was India	حیرت انگیز ہندوستان
Cox P.M.,	... The Mythology of Aryan Nations.	آریائی قوموں کی دہرمالا
Crook W.,	... The Popular Region and Folk-lore of North India.	عوامی کہانیاں
Chopra	... Indian Culture.	ہندوستانی تہذیب
Fox R.,	... The Novel and the People.	ناول اور لوگ
Hell J.,	... Arab Civilization.	عرب تہذیب
Munshi K.M.,	... Indian Inheritance.	ہندوستانی ورثہ
Mustafa Khursheed.	... Travel in Moghal India.	فضل ہندوستان میں سفر
Shastri S.R.,	... Women in the Secred Laws.	مقدس قوانین میں عورت کی حیثیت
Shushtery A.M.A...	Out lines of Islamic Culture.	اسلامی تہذیب کا خاکہ
Stuart C.M.V.,	... The Gardens of the Great Mughals.	عظیم مغلوں کے باغات
Upadhyia B.S.,	... India in Kalidasa.	کالی داس میں ہندوستان

آپ - (معارف)

لہذا

۲۴ - ۱

طبری ماحول

ساج

۶۵ - ۲۵

۱۸۳ - ۹۴

۳۵۱ - ۱۸۴

۳۵۲ - ۴۰۰

جہان اللہ

۴۰۹ - ۴۰۱

اختتامہ

ضمیمے

۴۲۳ - ۴۱۰

۴۲۳ - ۴۱۰

۴۳۱ - ۴۲۴

۴۳۱ - ۴۲۴

۴۴۴ - ۴۳۶

۴۴۴ - ۴۳۶

۴۵۱ - ۴۴۸

۴۵۱ - ۴۴۸

۴۶۹ - ۴۵۲

۴۶۹ - ۴۵۲

۴۷۷ - ۴۷۰

۴۷۷ - ۴۷۰

۴۷۷ - ۴۷۰

۴۸۶ - ۴۷۹

۴۸۶ - ۴۷۹

ابتداء

- ایک -

اس مقالے کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ "طلسم ہومبریا" میں جوزف کی بہن کی گئی ہے وہ ہندوستانی ہے۔

آزاد ہندوستان میں یہ مطالبہ ایک بہت بڑی ضرورت ہے۔ کیونکہ آج اس الزام کو جس کو نہیں ٹالا جاسکتا کہ اردو ایک غیر ملکی زبان ہے جو عرب و ایران کی طرف دیکھتی رہتی ہے۔ یہ بات اپنی جگہ بہت مضحکہ خیز ہے۔ پھر بھی اپنے وطن میں اسے لوگوں کی ایک خاص بڑی تعداد موجود ہے جو اس بات میں یقین رکھتے ہیں۔ اسے لوگوں کے لئے ہینواری کے اس رسالہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے جس میں اردو کو اپ بھونپ کے عہد سے پہچاننے کی کوشش کی گئی ہے ! یہ لوگ یا تو لسانی قوانین سے ناواقف ہیں یا بعض مصالح کی بنا پر ان کا اقرار اور احتیاط کرنے پر آمادہ نہیں ہیں۔ ان لوگوں کو بلبل شعوبہ <sup>انہیں</sup> فرہاد قسم لیتی طور۔ کلم اور اس قسم کے چند اور الفاظ یاد ہو گئے ہیں اور اس بات پر اصرار ہے کہ اردو کی ساری ہونیں انہیں چند الفاظ پر مشتمل ہے ! اس لئے یہ ضروری ہے فصل مطالعہ کے ذریعہ یہ بات واضح کر دی جائے کہ ان چند الفاظ کے علاوہ اردو کے پاس اور بھی بہت کچھ ہے۔ اس کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ ہندوستانی ہے اور بالکل اسی طرح ہندوستانی ہے جس طرح قلمی آرم ہندوستانی ہیں !

یہ مطالبہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس کی روشنی میں یہ بات دیکھی جاسکے کہ تہذیبیں مذاہب سے ملنے ہوتی ہیں۔ کہ لباس مکان دسترخوان رہن سہن اور زبان کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ مذہب محبت کی ظلمتوں میں ڈھلنے ہوئے اس ملک میں اس قسم کے مطالعے کے چراغ جلائے گئے۔

یہ مطالبہ دراصل ایک بڑے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

اس مطالبہ کی بنیاد تین چیزوں پر ہے۔ "طلسم ہومبریا"۔ ہندوستان اور زندگی۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے ان تینوں کو سمجھ لیا جائے۔ ممکن

ہے کہ اس سلسلہ میں مطالعہ نگار کی رائے سے اطلاق نہ کیا جاسکے لیکن اس کے باوجود یہ بات مفید ہوگی۔ کیونکہ یوں یہ بات صاف ہو جائیگی کہ مطالعہ نگار کے ذہن میں ان نمونہ بنیادوں کی کیا شکل ہے۔

ہمارے مطالعہ کی بنیاد وہ "طلسم ہوشیا" ہے جسے جاہ اور قمر نے لکھا اور نول کشور اور اودہ اخبار نے شائع کیا۔

ہم اس بحث میں بڑنا نہیں چاہتے کہ یہ داستان کب اور کہاں لکھی گئی۔ اس داستان سے دو ہی بنیاد باتیں بھی وابستہ ہیں۔ ایک کی رو سے یہ داستان عہد غزنوی میں لکھی گئی اور اس کا مصنف کوئی ابوالصلیٰ ہے۔ اور دوسری کی رو سے یہ داستان عہد اکبر میں لکھی گئی اور اس کا مصنف نہیں ہے۔ لیکن ان دونوں باتوں میں سے کسی کے حق میں کوئی تاریخی شہادت موجود نہیں ہے۔ یہ ضرور ہے کہ عہد اکبر میں اس داستان کا سراغ ملتا ہے۔ بدایونی کا کہنا ہے کہ اکبر نے پندرہ سال<sup>میں</sup> "شاہنامہ" اور "داستان امیر حمزہ" کو ستر جلدوں میں تیار کروایا اور اسے سنہری حروف سے لکھوایا۔ (۱) یہ بھی ثابت ہے کہ سیر احمد آباد میں اکبر ایک ایرانی داستان کو سے یہ داستان سنا کرتا تھا۔ "آئین اکبری" کا یہ کہنا ہے کہ یہ داستان بارہ جلدوں میں ہے اور عہد اکبر میں مومبار اور مہر مصروف نے اس کے تقریباً چودہ سو مناظر کو مصور کیا۔ (۲) شہر کا کہنا ہے کہ یہ داستان عہد اکبر میں کسی امیر خسرو نے لکھی۔ لیکن انہیں کا بیان یہ بھی ہے کہ یہ داستان عہد قلیق میں موجود تھی۔ اب اگر یہ داستان عہد اکبر میں لکھی گئی تو عہد قلیق میں اس کا وجود کسے ممکن ہو سکتا ہے۔ شہر کا بیان یہ ہے کہ

"امیر حمزہ کی داستان جو داستان گوہر کی اصلی اور حقیقی

جولان گاہ ہے وہ دراصل فارس میں تھی۔ اور کہتے ہیں

(۱) بدایونی : منتخب التواریخ ۳۲۹

(۲) آئین اکبری ۱۱۵

۔ نہیں ۔

کہ شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں امر خسرو نام کے ایک قابل شخص نے اسے تصنیف کیا ۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ملوک تعلق کے عہد میں داستان امر خسرو موجود تھی ؟ (۱)

افسوس کہ عہد نے یہ بتانے کی زحمت نہیں گوارا کی کہ یہ بات کس تاریخ سے ثابت ہے ! اور ایک ذرا آگے بڑھ کر عہد کا بیان اور دلچسپ ہو جاتا ہے ۔ وہ جاہ اور شعر کو " طلسم ہوشیہا " کا متوجہ نہیں کہتے بلکہ مصنف کہتے ہیں ۔

" ناولوں کا ذوق پیدا ہونے کے بعد جب اس بات کی کوشش کی گئی کہ داستانوں کو داستان گوئی میں کی زبان میں قلم بند کرالیا جائے تو لکھنؤ میں اسے پاکمال داستان گوہن کر سکا جنہوں نے ضخیم جلد میں لکھ کے اردو ملک میں پھیلا دیں ۔ چنانچہ جاہ اور شعر کے تصانیف ملک میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں ؟ (۲)

عہد مطابق مقابلہ میں ان داستانوں سے بہت زیادہ قریب تھے ۔ اس لئے ان کا یہ بیان بہت اہم ہے ۔ ان کا یہ بیان اس لئے بھی اہم ہے کہ عزیز احمد کے قول کے مطابق دراصل اس داستان سے ان کے ناولوں کے چراغ جلے ہیں ۔

" لشکر کفار کی قیام حسن نازنین عورتیں لشکر اسلام کے معرقت اور عیاروں سے عشق میں مبتلا ہوتی ہیں ۔ ایک لاکھ مرتبہ بہت ہی دھندلے نقوش پر منصور مودنا حسن انجیلنا ملک المنصور جیٹا اور فلپانا کے نقشے تیار ہوئے ہیں ؟ (۳)

اب اگر عہد پر ان داستان نے اتنا اثر کیا تو یہ مان لینے میں کیا نقصان ہے کہ اس کی تصنیف کے سلسلہ میں انہوں نے ذمہ داری سے بیان دیا ہوگا ۔ اور پھر عہد میں

(۱) عہد : مضامین عہد ۹۸ (۲) ایضاً ۹۸

(۳) حسن عسکری : انتخاب طلسم ہوشیہا ۱۱

- چار -

کون خود ناشر اسے تصنیف معلوم کرتا ہے اور ترجمہ کہے بیچتا ہے ! کم سے کم ناشر کو تو یہ بات معلوم ہن رہی ہوگی کہ یہ ترجمہ ہے یا تصنیف - چنانچہ حقوق کی یہ عمارت بہت دلچسپ ہے اور عجیب ہے کہ گمان چلتے ہے اس عمارت کو بالکل نظر انداز کر دیا -

"جلد اول

طلسم ہوشیاریا

ترجمہ داستان

تصنیف ناظم و قارئین داستان گوئے شہین بیان ..... مکتب  
محمد حسن مکتبہ بہ جاہ " (۱)

یعنی ناشر کے قول کے مطابق یہ داستان ایک ایسا ترجمہ ہے جو دراصل تصنیف ہے ! گمان چلتے اس سلسلہ میں کوئی فیصلہ نہ کر سکے - ان کا کہنا ہے کہ :

"نول کشور ہرے کا داستان امرحمزہ کا ترجمہ اور اس کی توسیع  
۲۶ جلدوں میں ہے" (۲)

ان کا کہنا یہ بھی ہے کہ :

"امپریل لائبریری کلکتہ کے پورے مجموعے میں ایک قصہ حکیم فیلسوف کا ہے - بیانہ فہرست میں لکھا ہے کہ اس میں طلسم ہوشیاریا والا قصہ ہے - ۱۰۰۰۰۰ ان کے علاوہ داستان امرحمزہ کے فارسی دستوں کا کہیں یہ نہیں چلتا - خصوصاً طلسم ہوشیاریا کی اصل ناہید ہوگی ہے" (۳)

---

(۱) جلد اول (۲) گمان چلتے : اردو کی شری داستانیں ۱۸۱

(۳) ایضاً ۱۹۲

- 4 -

اب ان کا یہ بیان ملاحظہ ہو

"امیر حمزو کا بہترین نسخہ نول کشور پریس کا توجہ ہے۔ اس کے مترجم یا مصنف شیخ تھاق حسن محمد حسن جہ اور احمد حسن نیر ہیں۔ گو یہ دفتر فارس سے توجہ ہوئے ہیں لیکن ان کے توجہوں نے انہیں اتنا مشافہ کر دیا ہے کہ یہ توجہ نہیں تصنیف بن گئے ہیں..... مثلاً طلسم ہوشیا کی جہتی جلد تقریباً تمام مرکب تصنیف ہے" (۱)

اب اگر گمان چند کو یقین ہے کہ یہ داستان فارسی سے توجہ ہوئی ہے تو "مفہوم  
یا مصنف" کہنے کی کیا ضرورت رہی آئی۔ اور اگر "چشمی جلد" ظہراً نظام قمر کی  
تصنیف ہے تو توجہ کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر "خصوصاً طلسم ہوشیاری کی  
اصل ناہید ہوگی ہے" تو داستان گوہن کو توجہ کرنے کے لئے اصل کہان سے  
دستباب ہوئی۔ کیونکہ اگر ان کے سامنے فارسی کے دفتر موجود تھے تو آج وہ کہان  
ہیں۔ نول کشور نے یہ "توجہ" سنہ ۱۸۵۷ء کی بغاوت کے بعد جما ہا تھا۔ اس  
لئے یہ بھی/کہا جاسکتا کہ فارسی دفاتر سنہ ۱۸۵۷ء کے جنگاموں میں تلف ہو گئے۔

اس داستان کے ناشرین تک توجہ کے طلسم کو سورت سے آکر • لیے جاسکے •  
 شہر کے ہمارے کو جھٹلایا جاسکتا ہے • لیکن نول کشور ہوس کے اس ہمارے کو کہا  
 جائے جو "طلسم" کو تصنیف ہتا رہا ہے •

..... سلام ہو شریا مسئلہ جناب ناظم دہلی ناظم جرنل سخن  
سلیج و سخن پناہ مفتی سید محمد حسین جاہ طبع فیضی منیع مشہور  
نزدیک و دور جناب مفتی نول کشور دام اقبالہ میں یہ حسن انتظام  
کاربرد از ان ماہ جون سنہ ۱۸۸۹ء میں چھپ کر تیار ہوا ۛ (۲)

(۱) گمان چنگ : اردو کی شری داستانیں ۲۵۸

(100) 2 (2)



ایسا نہیں ہے کہ داستان گوہن نے پہلے نسخوں کا ذکر ہی نہ کیا ہو۔  
 قمر نے ایک ملا ظہر غاریاں کو ڈھونڈ نکالا۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ :

"یہ موجب روایت ملا ظہر غاریاں بہ زمہل عطیہ حضرت آدم ہے" (۱)

اور جاہ نے انہ پرشاد کے نسخہ کا ذکر کیا ہے۔

"اس مقام پر صاحب دفتر نے نوہ لکھا ہے کہ ملکہ مذکورہ کو شاہ جادوان

نے گرفتار کر لیا۔ لیکن انہ پرشاد صاحب جو ایک بڑے داستان گو لکھنوی

تھے ان کا بیان ہے ملکہ مذکورہ کو چارہجی نے آفرید کیا" (۲)

اب پوچھئے کہ جب آپ توجہ کر رہے ہیں تو انہ پرشاد اور ان کے بیان سے آپ  
 کو کیا غرض اور اس بات سے آپ کا کیا تعلق کہ دوسرے داستان گوہن نے کس بات  
 کو کس طرح بیان کیا ہے۔

"بیان پر دوسرے داستان گوہن نے بیان کیا ہے کہ ملکہ ہلال سرور

المن سحاب دریاہادی اور خورشید آتش بدن وغیرہ سے نہیں لڑی

ہے بلکہ ملکہ اختر سہلان فعل نور بہت سے کوکب روشن ضمیر کے واسطے

دریافت حال ملکہ بران آجانی ہے اور وہ مقابلہ کرتی ہے۔" (۳)

بعد داستان گوہن نے ابھی فوج بران کا مقابلہ کرانا مناسب نہیں

جانا کہ سب فوج توہ رخ کی لڑی ہے ایک اگلی اخترا کر لئیے تو کچھ

حسن بیان نہیں" (۳)

بیان اس بات کو نظر انداز کر کے کہ سحاب دریاہادی لکھنؤ کے بالکل قریب کا  
 رہنے والا ہے۔ مولانا عبدالحاجد دریاہادی کی وجہ سے یہ قصہ بہت مشہور ہو گیا  
 ہے !

داستان گوہن نے اس ایک جگہ دوسروں کا ذکر نہیں کیا ہے۔ ایک اور مقام ملاحظہ ہو

”اور یہ بھی واضح ہو کہ صاحب دفتر نے حال جہانگیر کا نہیں لکھا ہے۔ بلکہ یہ گھڑا میرے ایک دوست تھاقی حسین ناسی داستان گوہن انھوں نے بیان کیا تھا۔ اپنی طبیعت سے اس کو داستان کہنے والوں نے مسئلہ کر کے مطلقوں میں قصہ خوانی کے بیان کیا۔ اور ہوشیاری نے لکھنؤ کے سنا۔ پس میں نے یہ خیال اس کے کہ ناظرین میرے کلام کے ہیں اس داستان سے حظ اٹھائیں و نیز کوئی یہ نہ کہے کہ افسانہ مضمون ہم نے قصہ خوان سے زیادہ سنا تھا کتاب میں وہ نہیں۔ کیونکہ یہ داستان مشہور بہت ہو چکی ہے (اس داستان میں شامل کر لیا) (۱)

”بھئی داستان گوہن نے بیان کیا ہے کہ ملکہ خمارچشم مصروفہ“ غیاثین بیچ میں آجانی ہے اور اس کے دو کٹیے ہو جائے ہیں“ (۲)

اور اب یہ آئیے بیان فیض۔ لیکن وہ بھی بیرونی کی حد تک۔  
”ایک امر اور گزارش کرنا ضرور ہے۔ ملا فیض کی بیرونی کرنا داستان روا کو واجب و لازم ہے“ (۳)

”بیرونی“ کا استعمال بہت اہم ہے۔ ترجمہ میں بیرونی کرنے کا حوالہ پیدا نہیں ہوتا۔ حالی نے جب یہ کہا تھا کہ ”حالی اب آؤ بیرونی خبریں کہیں۔“ توان کا مطلب یہ ہو کر نہیں تھا کہ اے حالی چلو خبریں کا ترجمہ کیا جائے ! اور پھر ہم اسے ترجمہ کہے مان لین اگر مترجم خود مصنف ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے نظر آئیں۔

”خدا چاہیگا (نو) آئندہ قصہ بیان کرنے کی نسبت یہ ذریعہ اشتہار اطلاع دونگا“ (۴)

"انھا اللہ ناظرین اس داستان حیرت بہان میں لطف تازہ پائیں گے۔  
مصنف کو یہ دعائیہ خیر یاد فرمائیں گے" (۱)

"اس داستان شوکت بہان کو حقیر اڑلی منشی احمد حسین خوسہ جین  
خوسہ فضل و ہنرمند مخلص بہ قمر بہ طرزِ نولفظاً لفظاً تصنیف بلکہ تالیف  
گزار ہی خدمت سامعین میں کرتا ہے (کہ) اس داستان کی تصنیف میں  
خون دل کھایا ہے۔ بیٹے بیٹے شاہزادگان والا نظام و ریسان نظام کو  
یہ مضمون سنایا ہے۔ ۱۰۰۰۰۰ اپ یہ مضمون فرحت آئین مشہور ہوتا  
ہے" (۲)

"یہ واضح رائے ناظرین ہو کہ یہ حجرہ ہفت بلا خلیں توتیب کردہ  
حقیر ہے۔ مصنف اول کو اس میں کوئی واقفیت نہیں ہے۔ اول کی  
داستانوں میں انھا تحریر فرمایا تھا کہ طلسم ہوشیہا میں حجرہ ہفت  
بلا ہے۔ جب کل طلسم کی سرکشتہ نہ پایا۔ ۱۰۰۰۰۰ دوسرا امر یہی  
واضح ہو کہ جناب میر احمد علی صاحب مرحوم نے طلسم ظاہر کو زور  
دیا۔ جب طلسم کشا کو لہجہ ملی وہ کیفیت باقی نہ رہی ۱۰۰۰۰۰  
تلم طلسم باطن حقیر نے لفظاً لفظاً تازہ کیا۔ ۱۰۰۰۰۰ حقیر نے سراپا  
تصنیف کر کے نام توالیہ طلسم ہوشیہا رہنے دیا مگر کل داستان ہائے  
رنگین فصاحت آئین کو تازہ کیا۔ سامعین بلکہ مقام و شاہزادگان ذوی  
الاحترام سالہا سال زبان سے حقیر کی یہ خوبی سماعت فرما چکے ہیں۔  
اور اب ان سامعین کے سامنے عرض کرتا ہوں کہ جن صاحبین (صاحبان)  
نے استادان قدیم و جدید کو سماعت فرمایا ہے لیکن حقیر کی آہرو پڑھانے  
میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جس طور سے حقیقت میں دنانو منشی نوٹسروان  
نامہ وغیرہ ہوشیہا تو نے بہان کیا یہ داستان ہائے دلچسپ کہیں نہ سماعت  
کی نہیں" (۳)

چلتے ایک میراجد علی اور طے جعفر نے طلسم ظاہر کو زور دیا تھا لیکن جن کا  
طلسم باطن کچا رہ گیا تھا۔ دراصل انہیں میراجد علی نے پہلی بار یہ داستان  
لکھ رکھی (۱) اور ہماری داستان گوین نے انہیں کو صاحب دفتر کہا ہے۔ قمر نے  
انہیں طلسم باطن کو پکا کیا۔ اور یہ نول کشور کا ترجمہ کروا رہے ہیں۔ یہ داستان  
تو قمر پر حق ہے "ساحین بلند مقام و شاہزادگان ذوی الاحترام" کو سناتے کرہے  
ہیں! اور ان لوگوں سے انہیں یہ سند بھی مل چکی ہے کہ یہ داستان جیسی وہ  
سناتے ہیں کوئی اور نہیں سناتا! لیکن قمر اس منزل سے بھی ایک قدم آگے بڑھ  
کر باقاعدہ مصنف ہونے کا دعویٰ کرتے بھی نظر آتے ہیں۔

"انشا اللہ اس حجرہ کی داستانیں ایسی تحریر کریں گا (کہ) ناظرین و  
مستحقین نہایت خوب ہوگی۔ یہ ملحوظ خاطر کر چکا کہ ہذا اس حجرہ  
بلا کی اس حق پر تصویر نے خاص کر کے بنا کی۔ عیار ہاں اور لڑائی  
تصنیف کر کے درج کیں۔ لیکن مصنف نے یہ داستانیں رو بہ روئے شاہزادگان  
والا مقام مجمع عام میں بیان کی ہیں۔ جن صاحبوں کو دزدی کا مزاج  
انہوں نے لوگوں سے بے پروا کیے خود بھی کسی طور سے اس حق پر لے  
کر اس نقطہ نایاب کو پایا۔ کوں لمن الطلک بجایا۔ اور شہر والے تو بہت  
ہے کہ یہی جانتے کہ یہ حجرہ بلا مصنف سابق کا ہے۔ لیکن حق پر مکر  
عوض کرتا ہے کہ صد ہا داستان حیرت بیان تصنیف کر کے اس طلسم ہوشیہ  
میں ملا دیں ۱۰۰۰۰۰ اگر حیات مستعار باقی ہے ۰۰۰۰۰ تو انشا اللہ جب ان  
ہر چہار جلد کو اپنے طور پر تحریر کریں گا تو ناظرین پر واضح ہوگا کہ یہ  
خاکسار مصنف طلسم ہوشیہ ہے" (۲)

حد تو یہ ہے کہ طلسم میں جادو کی ہتھکان تک قمر کو "طلسم ہوشیہ" کا مصنف  
کہتی ہیں!

(۱) راز بردانی : ماہنامہ نیا دور لکھنؤ ۲۸

(۲) ۶ (۲۳۹)

"ماہیان نے گھبرا کر پوچھا: کون ہیں یہ موزاج کسا ہے ۰۰۰۰۰ ایک  
نے آہ بھر کر کہا۔ ملکہ، علم فارس کے شہر بہمان قمر مصطف طلسم  
ہو شہیا نے کہا خوب مصرع لگا ئے ہیں۔ اس کو سماعت فرمائے۔ جاؤں  
جاؤں کر کے ہمارا سونہ بھرائے؟ (۱)

چنانچہ اب جھوٹی موزی داستانوں کے اضافہ کی کیا حیثیت رہ گئی۔  
"ملا فیض صاحب رفیعہ نے جو ہفت دفا تر نو شعروان نامہ رفیعہ تحریر  
فرمائے بدیع الزمان گرد لشکو شکن کے بہت موزے پڑھائے۔ کوچک  
باخترا بالا باخترا میں بدیع الزمان وقاسم نے بڑی لڑائی ان فتح کیں۔  
سرفتنہ سنجان لقب پایا۔ حفر کو حفظ مراتب کا خیال آیا کہ اسد  
بھانجے ہیں بدیع الزمان فرزند صاحبقران کے۔ مامون اٹھے بڑے طلسم  
ہو شہیا میں کوئی لیاقت نہ پائیں۔ پس حفر نے داستانیں خورشید  
روشن شہر کی تصنیف کیں؟ (۲)

ملا فیض نے اس قسم کی کوئی داستان لکھی نہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں  
کہ فارس کے دفا تران داستان گوین کے سامنے نہیں تھے۔ اس بات سے انکار نہیں  
کیا جاسکتا کہ عہد اکبر میں داستان امیرحمزہ موجود تھی۔ لیکن وہ داستان یقیناً  
ظف ہوئی کہ اس کا کوئی حصہ نہیں چلتا۔ داستان گو اس داستان کو بہمان کوئے  
رہے۔ ممکن ہے کہ طلسم ہو شہیا کا ابتدائی ڈھانچہ اسی داستان امیرحمزہ سے لیا  
گیا ہو۔ لیکن اب یہ بتانا مشکل ہے کہ موجودہ داستان اور اصل دفتر میں کتنا فرق  
ہو گیا ہے۔ ظم سب سے نہ جانے کتنی تبدیلیاں کی ہوئی اور جودت طبع کے دعوں  
کو تو ہم ابھی دیکھ ہی چکے ہیں۔ چنانچہ فطری طور پر بات یہاں آتی ہے کہ

"اصل دفتر میں کچھ ذکر اس کا نہیں۔ ہاں داستان گواہی  
قوت یہاں سے اگر بہمان کرے اس کو اختیار ہے؟ (۳)

یعنی اصل کمال قوت ہمانہ کا ہے۔ اس لئے اس شایع غلطی "طلسم ہوشیہ" کو توجہ کہنا درست نہیں ہے۔ غالباً یہ دوسرا ہی توجہ ہے جیسا توجہ ابن نفاطس نے کیا تھا۔ کہ "بھول پن" اب بھی موجود ہے اور اصل دفتر کا تذکرہ کسی تذکرہ میں بھی نہیں ملتا ! مگر یہ بالا شہادتوں اور نصیحتوں کے ذکر کے بعد یہ بات بحث طلب نہیں رہ جاتی کہ جاہ اور قہر کے سامنے فارسی کا کوئی نسخہ نہیں تھا۔ یہ لوگ بھی داستان کو ترجمے اور دوسرے داستان گوئیوں کی طرح یہ بھی "طلسم ہوشیہ" کو بیان کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اصل قصہ میں جہان اختلاف ہوا ہے اس کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا ہے اور جہان اضافہ کیا گیا ہے وہ مقامات بھی دکھا دیئے گئے ہیں۔

لیکن جس طرح یہ بات قابل قبول نہیں کہ یہ داستان توجہ ہے۔ اس طرح یہ بات بھی ناقابل قبول ہے کہ جاہ اور قہر اس کے مصنف ہیں۔ اس داستان کا مصنف کوئی نہیں ہے۔ پوری داستان تاریخ گوئی ہے اس داستان کی تخلیق کی ہے۔ چند ناموں سے ہم واقف ہیں اور یہ شاعر ناموں کو ہم نہیں جانتے۔ پھر بھی ہمیں اتنا تو معلوم ہے کہ اس شایع غلطی داستان سے پہلے کم سے کم تین بار یہ داستان لکھی جا چکی ہے۔ دو نسخے تو کتب خانہ رام پور میں موجود ہیں اور ابتدائی نسخہ کا سراغ بھی انہیں دونوں نسخوں سے ملتا ہے۔ (۱) اور

(۱) نماذور "مفتی غلام رضا نے طلسم ہوشیہ کے دو سطحیے لکھے ہیں۔ پہلا "طلسم ہوشیہ" آٹھ جلدوں کے نام سے چار جلدوں میں اور دوسرا "طلسم ہوشیہ" کے نام سے دس جلدوں میں۔ پہلے سطحیے کو دیکھ کر مجھے یہ تعجب ہوا تھا کہ اس میں اور مطبوعہ طلسم ہوشیہ کی ابتدائی چار جلدوں میں اختلاف بیان کے علاوہ ایک مضمون کے لحاظ سے کوئی فرق کون نہیں ہے۔ لیکن دوسرے سطحیے کے دیکھنے کو دیکھ کر یہ تعجب جاتا رہا۔ ۰۰۰۰۰ یہاں (دیکھاجہ کا ایک اقتباس ہے) ۰۰۰۰۰ اس سے ظاہر ہوا کہ قمر لکھنوی کے ہاتھ جو اجزا آئے تھے وہ مراجعت ملی

منے کی بات یہ ہے کہ رام پور والے ذنون نسخے بھی اردو میں ہیں اور وہ پہلا نسخہ یعنی نسخہ لاہور بھی اردو میں تھا !

اب اگر یہ خیال صحیح ہے کہ یہ "طلسم ہوشیہا" ترجمہ نہیں ہے تو اس داستان کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے اور اگر رام پور کے نسخوں سے اس کا نقلی مطالعہ کیا جائے تو ممکن ہے کہ خاص رد کا گہرا فرق بھی نظر آجائے۔ لیکن یہ بات ہمارے موضوع سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ ہمیں تو مندرجہ بالا باتوں نے یہ بتایا کہ یہ داستان لکھنؤ کے دو داستان گوہن کی بیان کی ہوئی ہے۔ یعنی ایک حقیقت ہمارے ہاتھ آگئی۔ اور اس حقیقت کا نام لکھنؤ ہے۔

(بقیہ صفحہ گیارہ سے آگے)

کے طلسم ہوشیہا کی وہ صورت تھی جسے مرزا صاحب عام طریقے سے قسم کردیا کرتے تھے۔ اس میں طلسم باطن کا ذکر نہیں تھا۔ اسی لئے قیصر نے دعویٰ کیا کہ "حجرہ ہفت بلا خلیٰ توفیق کردہ" حقیقہ ہے۔ مصنف اول کو اس میں بالکل واقفیت نہیں تھی (۱۱۴۶)

راز ہندوی : نیا دور لکھنؤ ۴۶

"دوسرا غیر مطلوبہ نسخہ مرزا طیم الدین رام پوری کی تصنیفات میں سے ہے۔ مرزا طیم الدین ہمیشے دہلی کے ..... مرزا رحم الدین حیا کے ..... (ان کی تصانیف میں) آخر کے چار طبعیہ طلسم ہوشیہا سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ چودہ جلدیں ہیں جو ۵۱۲۵ صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔

ایضاً ۵۱

منشی غلام رضا انہ برشاد کے صاحبزادے تھے۔ انہ برشاد نے بعد میں اسلام قبول کر لیا تھا اور ان کا اسلامی نام عبد الرحمن رکھا گیا تھا۔

ایضاً ۲۸

یعنی پہلے بنیادی لفظ نے لکھنؤ کی طرف اشارہ کیا۔  
 ہماری موضوع کا دوسرا بنیادی لفظ ہندوستان ہے۔ تو یہ ہندوستان کیا ہے  
 ظاہر ہے کہ ان داستان گوین سے نیشنل انم کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔  
 یہ لوگ نیشنل انم سے ناواقف تھے۔ ان کے ملک کا تصور سچ ہو چھٹے تو شہر تھا۔  
 پورہ۔ انرا سیاب کو ساٹھ ہزار مالک کا بادشاہ نہ بناتے (۱)۔ ہماری اس چھوٹی سی  
 دنیا میں ساٹھ ہزار ملک تو شاید ہیں بھی نہیں۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ  
 کہا جا سکتا ہے کہ حکومت اودھ کی حدیں ان کے ہندوستان کی حدیں تھیں۔  
 اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ لوگ کثیر گجرات دکن اور بنگال کو ملک نہ کہتے۔ مثنوی  
 "بہار عشق" کا ایک شعر اس سلسلہ میں ہماری کافی مدد کرتا ہے۔ "عصر واجد  
 طلی شاہ کی مدح میں ہے۔

کر رقم اب دعائے شاہ زمان  
 کہ وہ ہے ملک ہند کا سلطان (۲)

اس مطالبہ میں جس ہندوستان کی زندگی کا مطالعہ کیا جا رہا ہے  
 وہی ہندوستان ہے جس کے بادشاہ واجد طلی شاہ تھے! اور واجد طلی شاہ کا  
 یہ "ہندوستان" ایسا کیا گویا نہیں تھا جیسا اسے حسن عسکری اور عزیز احمد نے  
 سمجھ لیا ہے۔ یہ کوئٹل دیس بہت پرانا ہے۔ شراوصی اور ابودھیا کی کہانیاں  
 صدیوں سے آنکھیں ملاتی ہیں۔ رام چندر سے واجد طلی شاہ تک زندگی کی ایک  
 طویل داستان پھیلی ہوئی ہے۔ اور تہذیب کی کوئی اتنی بڑی عبارت صرف مثنوی  
 قدرون کی بنیاد پر تعمیر نہیں ہو سکتی۔ حسن عسکری اور عزیز احمد لکھنؤ کو طوائفوں  
 کی بستی سمجھتے ہیں۔ اسی لئے انہوں نے "طلسم" کی عہزادہوں کو بھی طوائف  
 کہا ہے اور اس بات کو نظر انداز کر دیا ہے کہ اودھ کے حافظہ میں سنا سر لے کر  
 حضرت محل تک کی کہانیاں محفوظ ہیں۔ "لڑنے مرنے والی شاہزادہاں" "شاہنامہ"



کی نہیں ہیں ۔ "شامنامہ" میں تولے دے کر صرف دو عورتیں ایسی ملتی ہیں جنہیں متحارون کی پہچان ہے ۔ گرد آفرید اور گرد بہ ۔ اور ان کی بھی کوئی خلیس اہمیت نہیں ہے ۔ گرد آفرید سہراب سے ایک بار لڑ کر لاپتہ ہو جاتی ہے ۔ گرد بہ بھی "شامنامہ" کے آخر میں اپنی جھلک دکھاتی ہے ۔ "شامنامہ" لڑنے مرنے والے مردوں کا ایک رزمہ ہے اور "طلسم" ہوشیار گزرتے مرنے والی عورتوں کی ایک داستان ! اس بہار اور مغور اور اس ہران اور مجلس اور اس ناہومان اور لعل سختدان کو صرف وہی لوگ طوائف کہہ سکتے ہیں جو اودھ کے ہارے میں صرف اتنا جانتے ہیں کہ شریف زادے طوائفوں کے دربار میں آداب مجلس سیکھنے کے لئے بھیجے جاتے تھے ۔ یہ بھی لکھنؤ کی حقیقت کا ایک رخ ہے ۔ لیکن یہ پوری حقیقت نہیں ہے ۔ لکھنؤ کا یہ دور بھی سیرات کی غزلوں سے انیس کے موشن تک پھیلا ہوا ہے ۔ لیکن عسکری وغیرہ اس حقیقت کو ہر طرف اور ہر زاویہ سے دیکھنا اور دکھانا نہیں چاہتے ۔ کیونکہ یہ بات ان کے سیاسی مصلحتوں کے خلاف بیٹگی ۔ ان کو تو یہ نسبہ نکالنا ہے کہ مسلمانوں کے لئے ہندوستان میں اب کوئی جگہ نہیں رہ گئی ہے ! لیکن جو لوگ اس بات کو نہیں مانتے ان کے لئے اودھ قلیل احترام ہے ۔ کیونکہ اودھ بہت قدیم زمانہ سے ایک تہذیبیں اکائی رہا ہے اور آج بھی ہے ۔ کوشل دیش ابتدائی بدھ عہد میں بھی ایک اہم ریاست تھا ۔ پرانی کوشل ریاست دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی ۔ سوجو کے شمال میں شمالی کوشل تھا اور جنوب میں جنوبی کوشل ۔ بدھ نے کوشل کے دار الخلافہ شراوسٹی میں کافی دن گزارے تھے ۔ لیکن ابودھیا اس سے بھی پرانا دار الخلافہ ہے ۔ (۱) ناہیان نے ابودھیا کو شاجی کے نام سے یاد کیا ہے ۔ برہمن ادب میں اس کا ذکر ایک گاؤں کی حیثیت سے ہے ۔ لیکن بعد میں یہ ساکتہ اکشواکو پھوی رام پوری اور کوشل کہا گیا ۔ "بھگوت ہران" نے اسے بالگادہ شہر مانا ہے ۔ "سکند ہران" اسے مچلی جیسا شہر کہتا ہے ۔ "مہامہارت" میں اسے "پورنپہ لکھنپوران" کہا گیا ہے ۔ جن مت کی تاریخ میں اس کی بڑی اہمیت ہے ۔ (۲)

ایودھیا کے علاوہ شراوسٹی کو بھی نظر انداز کرنا ناممکن ہے۔ یہ شہر نہ صرف یہ کہ بدھ مت کا ایک بہت بڑا مرکز تھا بلکہ برہمنی اور وہی تعلیمات کا بھی ایک مرکز تھا۔ یہاں تجارت میں ہروان نہیں جڑی۔ بلکہ اس شہر کی فضا میں مذہب اور تہذیب میں ہروان جڑی ہے۔ جینوں نے اسے چند راہوری یا چند بکاہوری کہا۔ اور شمعوناتھ اور چندر رہیسا ناند جسے جین عالم نہیں بدھا ہوئے۔ سنت کھل نے اس بستی میں مسلم ہائی۔ یہ شہر اتنا اہم تھا کہ فاطمان اور ہوان سادگ نے یہاں آنے اور اپنے سوتناموں میں اس کا ذکر کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ حالانکہ فاطمان کے زمانہ تک ۵۰۰۰ خاندانوں کی یہ بستی مٹھی بھر لوگوں کی آبادی میں چکی تھی۔ ہوانگ سادگ نے اسے صرف ایک کھنڈر پایا جہاں ٹھوٹے سے لوگ آباد تھے۔

عربیوں نے اس کا مطلب یہ ہے کہ اودھ کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ اور اس کا تہذیبی سلسلہ افراط ہے۔ اس تہذیبی بت کا سنگار لودھین نے بھی کیا اور شاہان شرقیہ نے بھی۔ مغلون نے بھی اس سے بہار کیا اور نوابین اودھ کے زمانہ میں تو فتح آباد اور لکھنؤ کا طوطی بول رہا تھا۔ شراوسٹی اور ایودھیا سے لے کر آباد اور لکھنؤ تک یہ داحقان کہیں سے غوی ہوئی نہیں ہے اور "طلسم ہوشیا" پر اسے ہزاروں سال کی تہذیب کا سایہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ "طلسم" جس زمانہ میں لکھا گیا وہ زوال کا زمانہ تھا۔ لیکن اگر فاطمان اور ہوانگ سادگ شراوسٹی کے کھنڈروں کو دیکھ کر شراوسٹی کے بارے میں سچ سچے توہم اس کھنڈر کی سرکھنے ہوئے کہا ان صدیوں سے ملاقات نہیں کر سکتے جو اس "پورنٹریہ لکھنؤ" سے گھر چکی ہیں اور جنہوں نے سوجو کھا گھرا اور گوشتی کے کنڈرے رک کر ہاتھ مہ دھوا ہے اور پھل اور برگ کے سائے میں دم لیا ہے۔ "طلسم ہوشیا" اس عظیم تہذیب کی ایک کڑی ہے جو بد کے اشلوکوں کی گنگاھٹ سے شروع ہوتی ہے اور جو آج بھی لب گوشتی بھٹی ہوئی ہے۔ یہ تہذیب نہ واجد علی شاہ کے ساتھ ملتا ہے گی اور نہ حسن عسکری اور عزیز احمد کے ساتھ پاکستان۔

- 4 -

یعنی یہ لکھنؤ جو "طلسم" کے ہر ہر ورق میں سانس لیے رہا ہے ایک عظیم تہذیبی سلسلہ کی علامت ہے اور قابلِ احترام ہے۔۔۔ حالی کے "مقدمہ غمرو و غامری" اور حسن عسکری کے "مقدمہ انتخابِ طلسم ہوشیہا" کے باوجود قابلِ احترام ہے۔

حالی نے لکھنؤی غزل کو اس کے سلسلہ سے جدا کر کے دیکھا اور عسکری نے لکھنؤی تہذیب کو اس کی تاریخ سے الگ کر دیا۔ چنانچہ دونوں نے زیادتی کی۔ حالی نے پھر بھی دیانت سے کام لیا۔ عسکری کے بارے میں تو یہ بھی نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ جس اودھ میں کوشاں جیسی ماں دوست جیسے باپ بیٹا جیسی بیوی رام جیسے بیٹا لچمن جیسے سہاوی اور بھرت جیسے بھائی نے سانس لی ہو اور جس اودھ میں حضرت محل جیسی جلالی خاتون پیدا ہوئی ہو اس اودھ کی ساری حقیقت طوائف نہیں ہو سکتی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا جیسی طرح عواموں کے کھنڈروں میں ہوانہ سادہ کو کچھ جیسے جاگتے لوگ مل گئے تھے اس طرح کیا اودھ میں تہذیب کے اس کھنڈر میں بھی کچھ لوگ طینگے اس مقالہ میں اس سوال کا جواب تلاش کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ داستانیں بھی خلا میں پیدا نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ اس مطالعہ سے یہ پتہ چلے گا کہ جس تمدن کو فراق نے مصحفین کا تمدن کہا ہے کیا وہ صرف مصحفین کا تمدن ہے کیا صرف منفی قدروں پر کسی تہذیب یا تمدن کی عبارت کھڑی ہو سکتی ہے۔

اور یہاں آکر اس کی ضرورت محسوس ہوگی کہ " طے کرلےا جائے کہ خود زندگی کیا ہے۔"

بعض لوگوں کے خیال میں زندگی بچ ہی بچ ہے۔ اور بعض حضرات کے لئے وہ مادہ میں مادہ ہے۔۔۔۔۔ یعنی بالکل دوا اور دوا چار ہے۔ لیکن حقائق نگار کے خیال میں نہ تو زندگی فلسفہ کی کوئی پیچیدہ گتھی ہے اور نہ یہاں کا کوئی فارمولا۔

اس لئے ہم نے زندگی کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ فطری ماحول - سماج اور جہان اقدار۔

فطری ماحول میں وہ تمام چیزیں آجائنگ جن میں انسانی صحت پر کوئی  
تہدہ ہی نہیں کی ہے۔ جسے جنگل، پہاڑ اور آب و ہوا وغیرہ ۔

سماجی زندگی کو ہم نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ صحت سیاست اور سماج یعنی ہمدرد اور حکومت اور گھر۔ صحت کے باب میں ہم ہمدرد اور ہمدردی رشتوں اور ہشون و غیرہ کا جائزہ لیتے۔ سیاست میں ہم حکومت اور جنگ و امن کی فضا کا مطالعہ کرتے اور سماج کے باب میں رہن سہن کھائے پئے ہول جال اور اس قسم کی دوسری تمام چیزوں کا جائزہ لیتے۔

جہاں اقدار کو بھی سماج میں کے باب کی طرح ہم نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ کیونکہ قدرون کو انہیں تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ یعنی سچائی اچھائی اور حسن۔ سچائی کے تحت مذہب اور جادو کا مطالعہ کیا جائیگا۔ اچھائی کے تحت نظام اخلاق کا اور حسن کے تحت فنون لطیفہ اور فن تصویر و مافیانی کے علاوہ عبق بھی زیر بحث آجائے گا۔

اب تک اس داستان یا کسی اور داستان کا اس زاویہ سے مطالعہ نہیں کیا گیا ہے۔ گمان جلد سے داستانوں پر کام ضرور کیا لیکن انہیں حیات سے زیادہ ماخذ میں دلچسپی ہے۔ حسن عسکری نے "طلسم" کو اس زمانہ کے لکھنوی زندگی کی ایک دستاویز ضرور کہا لیکن انہوں نے اس زمانہ کی زندگی کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ چنانچہ ان کا "انتخاب طلسم ہوشیہا" بک رہا ہوگا۔ اس میں طوائفوں کے علاوہ شاید کچھ نہیں ہے۔ وقار عظیم نے "ہماری داستانیں" میں "طلسم ہوشیہا" کے بارے میں کچھ کہا ہے۔ اس نے دے کر کلم اللہ نے اس داستان کی اہمیت کا پورا اندازہ لگایا۔ لیکن وہ چونکہ "اردو میں فن داستان گوئی" کا مطالعہ کر رہے تھے اس لئے انہوں نے بھی "طلسم" کی دنیا کی سرور را جلدی میں کی۔ / پہلی نظر میں وہ بھی اس دنیا کو نہ پہچان سکے۔ اور دراصل ان کا مطالعہ بھی جہاں اقدار کی بنیاد پر ہے۔

اس لئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ مطالعہ اپنی نوعیت کا پہلا مطالعہ ہے اور چونکہ ہماری سامنے کوئی اور مثال نہیں تھی اس لئے ہمیں خود راستہ بنانا پڑا۔

## - اعلیٰ -

ظاہر ہے کہ "طلسم ہومبولڈ" بنیادی معیار کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہم نے "طلسم" سے زلہ کی کئی عناصر کو مختلف ابواب کے تحت اکٹھا کیا۔ پھر ہم نے اس عہد کے ادب میں اس کی مثالیں تلاش کیں۔ ہم نے نسانہ "آزاد" کو اس مطالبہ میں نظر انداز کر دیا ہے۔ کیونکہ اس میں لکھنؤ کا خاکہ بنایا کم کیا ہے اڑیا زیادہ کیا ہے۔ لیکن ہم نے رسوا جسے حقیقت نگار اور "مضامین شری" کی شہادتوں کو تسلیم کیا ہے۔ یہ مطالبہ نالغی رہ جاتا اگر ہم قدیم ہندوستان کے ادب اور تاریخ کے پس منظر میں ان شہادتوں کا جائزہ نہ لیتے۔ اس لئے ہم نے قدیم ہندوستانی ادب کو بھی گواہ کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ اور ہم نے صرف ادب کی شہادتوں کو کافی نہ سمجھتے ہوئے تاریخ سے بھی شہادتوں مانگی ہیں کیونکہ ادب چاہے شخصیت سے فوار ہو یا اس کا اظہار وہ بہ ہر حال اپنے تاریخ عہد کی عکاسی کرتا ہے۔

—————

## نظری ماحول

\_\_\_\_\_ آب و هوا

\_\_\_\_\_ زمین

\_\_\_\_\_ نباتات

\_\_\_\_\_ جمادات

\_\_\_\_\_ حیوانات

\_\_\_\_\_ انسان

یہ مطالعہ " طلسم ہوشیا " میں ہندوستانی زندگی کا ہے ۔  
 ا مطالعہ کی ابتدا فطری ماحول کے جائزہ سے کی جا رہی ہے ۔ پہلے  
 " طلسم " کے علاقہ کا تعین کرنا ضروری ہے ۔ علاقہ کے تعین کے بغیر  
 " زندگی " کا مطالعہ ناقص ہو گا ۔ کیونکہ ہندوستان آب و ہوا کی کئی اکائیوں  
 پر مشتمل ایک بڑا ملک ہے اور ا ہویے ملک میں نہ " زندگی " ایک ہے اور  
 نہ ہو سکتی ہے ۔

صرف اوپر شہادتوں کی بنا پر نتائج اخذ کر لینا آسان تو ضرور  
 ہے لیکن ا صورت میں گمراہی کے امکانات زیادہ ہیں ۔ اگر اوپر شہادتوں  
 کو علاقائی صحت کی سند بھی مل جائے تو غلطی کے امکانات ختم ہو جاتے ہیں ۔

ا لئے ا مطالعہ کی ابتدا ان شواہد کے مطالعہ سے کی  
 جا رہی ہے جو ا ضخیم داستان میں فطری ماحول کے بارے میں ملتی ہیں ۔  
 ا " طلسم " کے داستان گو ماہرین علم جغرافیہ نہیں تھے ۔ انہیں اپنے  
 علاقہ کی جغرافیہ میں کوئی دلچسپی بھی نہیں رہی ہو گی ۔ وہ تو ایک  
 داستان بہاں کر رہے تھے ۔ پھر بھی ا داستان میں ایسی شہادتیں وافر  
 تعداد میں موجود ہیں جو علاقہ کے تعین میں مدد کر سکتی ہیں ۔

فطری ماحول کا جائزہ ا لئے بھی ضروری ہے کہ ا کی رہنمائی  
 میں زندگی کی اس جہلکوں کا تجزیہ کرنا آسان ہو گا جنہیں ہم " طلسم ہوشیا "  
 میں تلاش کر رہے ہیں ۔ کیونکہ زندگی کے کسی مظہر کو اس کے فطری ماحول  
 سے الگ کر کے دیکھنا درست نہیں ہے ————— جاہے وہ انسان ہی  
 کیون نہ ہو ۔ انسان بھی اپنے فطری ماحول کا ایک جز ہے ۔ حالانکہ وہ ا  
 سے برسر ہیکار رہتا ہے ۔ تہذیبیں اسی کشمکش کا نتیجہ ہیں ۔ فنون لطیفہ  
 بھی ا سے متاثر ہوتے ہیں اور نظام اقدار بھی ا سے کلپنا آزاد نہیں ہوتا ۔  
 سماجی ارتقا کی کوئی کڑی یہ دعوی نہیں کر سکتی کہ وہ سلسلہ فطرت سے

کوئی تعلق نہیں رکھتی ۔ مذہب فطرت سے کسی قدر متاثر ہے ا کا ایک

نبوت تو صحرائے عرب میں پیدا ہونے والے اسلام کے تصور جہنم و جنت ہی میں مل جاتا ہے ۔ سماجی زندگی تو فطری ماحول سے الگ ہو ہی نہیں سکتی ۔ مثلاً لہا، پیر، کے فیشن ایبل بازاروں یا قرآن اور ود کی درسگاہوں میں نہیں ایجاد ہوتے ۔ پیغمبر اسلام نے بھی وہی لباس پہنا جو عرب کے بت پرست صدیوں سے پہنتے چلے آ رہے تھے ۔ لہا، علاقوں میں پیدا ہونے ہیں ۔ گم ملک میں جست اور دبیز لباس مقبول نہیں ہوتا ۔ سرد علاقوں میں ہندوستان کی نفی، اور باریک دھوتیاں نہیں چل سکتیں ۔ عبا دراصل اسلام کا نشان نہیں ہے ۔ عبا دراصل صحرائے عرب کی علامت ہے ۔ یہی حال غذا اور مکان کا بھی ہے ۔ زیادہ بارش کے علاقوں میں جھٹی جھنوں والے مکان نہیں چل سکتے ۔ بنگال والوں کی خاصی غذا گہیوں نہیں بن سکتا کیونکہ بنگال کی آب و ہوا گہیوں کی پیداوار کے لئے موزوں نہیں ہے ۔

انسان بھی دریاؤں پہاڑوں پھولوں اور موج ہوا کی طرح اپنے فطری ماحول میں رہتا ہے ۔ لیکن انسان اور فطرت کے دوسرے مظاہر میں ایک فرق ہے ۔ دوسرے تمام مظاہر ایک دوسرے سے پہلے ہوا ہو کر جی لیتے ہیں — یا کبھی کبھی مر بھی جاتے ہیں ۔ لیکن انسان ایسا نہیں کر سکتا ۔ وہ دوسرے مظاہر سے پہلے نہیں ہو سکتا ۔ وہ انہیں اپنی زندگی میں سمو لینا چاہتا ہے ۔ وہ پھولوں کی طرح مہک تو نہیں سکتا اس لئے وہ پھولوں سے عطر نکالتا ہے ۔ اور پھر عطر کو محفوظ رکھنے کے لئے عطردان بناتا ہے ۔ وہ تمدن کا پہلہ ۔ پہاڑ جب اس سے اپنی سر بلندی کا ذکر کرتے ہیں تو وہ انہیں تراش کر اجنتاؤں کی تخلیق کرتا ہے ۔ آبشار اور ندیوں اور ہواؤں کی گنگناہٹ سن کر وہ راگیناں ایجاد کرتا ہے ۔ ساز بناتا ہے اور شعر لکھتا ہے ۔

سماجی زندگی کا ارتقا انسان اور فطرت کی کشمکش کی کہانی ہے ۔

جب وہ ہارنا ہے تو فطرت کو خدا تسلیم کر لیتا ہے اور جب وہ جیتا ہے تو جاند ستاروں پر جانے کی تمناہاں کرنے لگتا ہے ۔



انسان اور فطرت کی یہی کشمکش ہماری جذباتی زندگی کی تصویر

کرتی ہے۔ لوگ گیتوں اور کہانیوں میں یہی کشمکش سادہ لے رہی ہے۔ اگر  
بادل نہ اٹھتے اگر کالی گدگدائیں نہ اٹھتیں اگر بجلی نہ چمکتی اور اگر بارش  
کے پہلے جھپٹنے کا لہر زمین کو ہون نہ گدگداتا کہ اس کے آنچل میں پھری  
دوٹی حوشبو بکھر جائے تو ہم کجری کے رسیلے ہوں نہ سننے اور فضا میں ملار  
کا الپ پہنکے نہ لبتا۔

اب اگر سماجی زندگی کے ہر مظہر کا نقطہ آغاز فطری ماحول ہے

تو زندگی کے مطالعہ کی ابتدا فطری ماحول کے مطالعہ سے کرنی چاہئے۔  
اسی لئے ا مطالعہ کا آغاز فطری ماحول سے کیا جا رہا ہے۔

دہائیے سامنے پہلا سوال یہ ہے کہ " طلسم " ک جغرافیائی

وحدت کی نمائندگی کرتا ہے۔ ہمیں ا سے غور نہیں کہ یہ داستان فارسی  
میں لکھی گئی یا اردو میں۔ ا وقت یہ بات بھی خارج از بحث ہے کہ یہ  
داستان تصنیف کی حیثیت رکھتی ہے یا ترجمہ کی۔ ا وقت تو " طلسم " کے  
علاقہ کا تعین کرنا ہے۔ علاقہ کے تعین کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ  
پہلے یہ دیکھا جائے کہ داستان گوہر نے کتنے جغرافیائی نام استعمال کئے  
میں۔ اگر ا داستان کے پہاڑوں دیہاتوں شہروں اور ملکوں کے نام اکٹھا کئے  
جائیں تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ داستان گوہر نے ایک وسیع دنیا بنانے کی  
کوشش کی ہے۔

۱ داستان میں مشرق کی طرف چین (۱) اور مغرب کی طرف

انگلستان (۲) کا ذکر ملتا ہے۔ درمیان میں رو (۳) ہندوستان (۴) روم (۵)

ایران (۱) شام (۲) عرب (۳) سنگدھپ (۴) ساسان (۵) آرمینہ (۶) اور عراق (۷) کا ذکر ملتا ہے۔ حبش (۸) یمن (۹) پرتگال (۱۰) اور ترکی (۱۱) کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ ان کے علاوہ باختر (۱۲) دمشق (۱۳) اصفہان (۱۴) خراسان (۱۵) سیستان (۱۶) بلخ (۱۷) شہراز (۱۸) کاشغر (۱۹) زنگبار (۲۰) ختن (۲۱) ہرمک (۲۲) کاشان (۲۳) بدخشان (۲۴) بغداد (۲۵) اور لندن (۲۶) کی باتیں کی گئی ہیں۔ مصر تو خیر ہے ہی کیونکہ طلسم ہوشیا کی لوح دیباچے نیل میں ہے۔

یہ دنیا کافی بڑی ہے۔ لیکن یہ بات صاف طور پر نظر آتی ہے کہ داستان گوہن نے صرف انہیں علاقوں یا شہروں کے نام لئے ہیں جن سے ہندوستان کا تعلق پرانا ہے۔ سنگدھپ اور سن دھپ (۲۷) کے سلسلہ میں وہ ضرور دھوکا کھا گئے کیونکہ یہ دونوں ہی نام جزیرہ لنکا کے ہیں۔ اور یہی غلطی اہل بات کی شہادت دیتی ہے کہ داستان گو ان علاقوں سے ناواقف تھے اور انہوں نے صرف نام سے رکھے تھے۔ اہل خیال کو اہل بات سے بھی تقویت پہنچتی ہے کہ داستان گو ان علاقوں اور شہروں کے نام لئے کر رہ جاتے ہیں۔ وہ ہمیں ان علاقوں کی سہر نہیں کراتے۔ اور کوئی ایسی شہادت بھی نہیں ملتی جس سے یہ اندازہ لگایا جا سکے کہ خود انہوں نے اتنا طویل ذہنی سفر کیا ہو گا۔ مثلاً وہ چین اور انگلستان کے درمیان بکھرے ہوئے پہاڑی سلسلوں میں سے صرف دو پہاڑوں کے نام لیتے ہیں۔ ان دو میں سے بھی ایک کوہ قاف ہے۔ لیکن یہ کوہ قاف دراصل کہانیوں والا کوہ قاف ہے جو ہون کی دنیا میں ہے اہل لٹے ہم اسے نظر انداز کرتے ہیں۔ جانچہ صرف کوہ البرز (۲۸)

---

۱۔ ۲ (۶۹۸)	۲۔ ۲ (۶۹۸)	۳۔ ۲ (۶۹۸)	۴۔ ۱ (۳۶۴)	۵۔ ۲ (۱۳۸)
۶۔ ۲ (۱۶۷)	۷۔ ۲ (۱۲۲)	۸۔ ۱ (۲۲۰)	۹۔ ۱ (۳۰۷)	۱۰۔ ۲ (۲۵)
۱۱۔ ۱ (۱۲۵)	۱۲۔ ۶ (۱۷۵)	۱۳۔ ۲ (۱۳۳)	۱۴۔ ۲ (۹۷۵)	۱۵۔ ۲ (۹۷۹)
۱۶۔ ۲ (۹۷۵)	۱۷۔ ۲ (۹۸۸)	۱۸۔ ۲ (۹۸۸)	۱۹۔ ۲ (۱۰۴)	۲۰۔ ۲ (۱۸۰)
۲۱۔ ۲ (۶۰۵)	۲۲۔ ۱ (۵۴)	۲۳۔ ۱ (۳۳۶)	۲۴۔ ۲ (۳۱۴)	۲۵۔ ۲ (۲۷۱)
۲۶۔ ۲ (۱۶۷)	۲۷۔ ۱ (۷)	۲۸۔ ۲ (۵۴۰)		

وہ جاتا ہے۔ داستان گو ہمالہ کے سر پہ فلک سلسلہ کو پورا کی بلند ہون کو  
آپس کے وجود کو اور ہرگز کی حقیقت کو ہکسر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ پہاڑوں  
کی طرح دریاؤں کے پارے میں بھی وہ تقریباً خاموش ہیں۔ دو آب گنگ و جمن  
کے علاوہ وہ صرف دریائے نیل کا نام لیتے ہیں۔ وہ بھی ا لٹے کہ دریائے  
نیل میں طلسم کی لپی ہے۔ ا دریا کے ذکر کا سبب وہ اسلامی مفروضہ ہے  
جس کے مطابق جادو مصر میں ایجاد ہوا اور نیل پار کرنے کے بعد سامری نے  
بولنے والا گائے کا طبعی بچہڑا بنایا۔ چنانچہ موسیٰ کو بھی جادو کا معجزہ  
مہم تھا۔ اور چونکہ نیل ہی نے موسیٰ کو راستہ دیا تھا ا لٹے نیل ہی نے  
اسد بن کرب غازی کو بھی راستہ دیا۔ اب اگر نیل کو بھی نظر انداز کر دیا  
جائے تو " طلسم " کے علاقہ کو شمالی ہندوستان سے باہر لے جانے والی  
کوئی شہادت نہیں رہ جاتی۔ لیکن یہاں پھر یہ سوال پیدا ہو گا کہ کیا  
" طلسم " میں سارے شمالی ہندوستان کی زمین سمائی ہوئی ہے۔

ہیں تو ا داستان میں بنگال (۱) کامرو (۲) یا کانور (۳) (۴)

کشمیر (۵) مارواڑ (۶) سندھ (۷) راجستھان (۸) کاشمیر (۹) پنجاب (۱۰)  
اور کجرات (۱۱) کا تذکرہ ملتا ہے۔ اور ا کے یہ معنی مرنے کے آسام سے  
پنجاب تک کا سارا علاقہ آ گیا۔ تو کیا " طلسم " کا علاقہ اتنا ہی وسیع ہے  
ا سوال کا جواب انہی میں نہیں دیا جا سکتا کیونکہ مددگار شہادتیں نہیں  
ملتی۔

۱۔ ۱ (۱۶۸) ۲۔ ۱ (۳۶۵) ۳۔ ۳ (۱۹) ۴۔ ۱ (۱۰۳)

۵۔ ۱ (۱۷۱) ۶۔ ۲ (۶۹۸) ۷۔ ۴ (۹۷۱) ۸۔ ۲ (۱۲۲۲)

۹۔ ۳ (۷۴۳) ۱۰۔ ۳ (۷۴۳)

شمالی ہند کے شہروں کے تذکرہ میں داستان گوہن نے بخل سے کام نہیں لیا ہے۔ ہمیں جالندھر (۱) کلکتہ (۲) بنار (۳) لکھنؤ (۴) دہلی (۵) شملہ (۶) متھرا (۷) کاشی (۸) اندر کوٹ (۹) ڈھاکہ (۱۰) لاہور (۱۱) اور لدھیانہ (۱۲) کے نام ملتے جاتے ہیں۔ ان ناموں میں بھی ایک دلچسپ حقیقت واضح ہوتی ہے۔ بہار کا پورا علاقہ غائب ہے۔ عظیم آباد تک کا ذکر نہیں ہے۔ سندھ کا شہار اور راجستھان کا ذکر ہے لیکن ان علاقوں کے کسی شہر کا ذکر نہیں ہے۔ ممالک متحدہ آگرہ اور اودھ کا ذکر نہیں ہے لیکن بنار، کاشی متھرا مہوبہ (۱۳) اور لکھنؤ کے علاوہ غلام حسین کے ہل (۱۴) تک کا ذکر ہے۔ یہ غلام حسین کا ہل لکھنؤ کے ایک محلہ کا نام ہے۔

جوہری بازار (۱۵) اور جوک (۱۶) بھی لکھنؤ کے محلے ہیں۔ ا کے معنی یہ ہیں کہ مارواڑ سندھ راجستھان اور کشمیر وغیرہ کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ داستان گوہن نے صرف ان علاقوں کے نام لیے لئے ہیں۔ اب جیسے آسام بنگال ہوی اور پنجاب کے علاقے۔ داستان گوہن نے ان علاقوں کے شہروں کے نام بھی استعمال کئے ہیں۔ تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ " طلسم " کا علاقہ ان ریاستوں پر مشتمل ہے۔ یہ خیال بھی درست نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ جو داستان گو کشمیر کا ذکر کریں اور جہلم کو نظر انداز کر دیں پنجاب کو یاد رکھیں اور یہ بھی بھول جائیں کہ ا کا نام پنجاب کیوں پڑا سندھ کا ذکر کریں اور دریائے سندھ کو اہمیت نہ دیں اور جنمیں کانپور دیں تو یاد رہ جائے اور برہمپور جن کے حافظوں سے نکل جائے وہ داستان گو پنجاب سے آسام تک کے علاقہ کے بارے میں باتیں نہیں کر سکتے۔ دریائوں میں تو نیل کے

---

(۱۸۵) ۶-۱	(۱۵۳) ۲-۲	(۲۵۵) ۳-۳	(۴۴۴) ۳-۴	(۴۴۴) ۳-۵
(۴۴۴) ۳-۶	(۲۴۹) ۳-۷	(۲۴۹) ۳-۸	(۲۰۰) ۴-۹	(۲۴۰) ۵-۱۰
(۲۴۴) ۶-۱۱	(۴۴۲) ۶-۱۲	(۸۷۵) ۱-۱۳	(۱۳۸) ۵-۱۴	(۲۹۵) ۱-۱۵
(۵۹) ۱-۱۶				

لیکن کہا علاقہ کے تعین کے لئے اپنی شہادت کافی ہے۔ نام دھوکا دے سکتے ہیں۔ کیونکہ ہندوستان میں ایک ایسا خاص گروہ ہندوستانی عبدالرحمان اور علی شہر یا محمد حسین کو صرف اس لئے ہندوستانی ماننے پر تیار نہیں ہے کہ یہ نام ہندوستانی نہیں ہیں۔ اس لئے ہمیں طلسم کے فطری منظر پر ایک نظر ڈالنی ہو گی۔

ہوں تو " طلسم " کو ہستانی سلسلہ سے بھرا ہوا ہے ۔ قدم  
قدم پر پہاڑ ملتے ہیں جر کے نیچے لشکراتیے ہوئے ہیں۔ یا جن کے اوپر  
کوئی عمار مہنت بنا ہوا دھونی روائے بیٹھا ہے اور دشمن کا انتظار کر رہا ہے۔  
لیکن جو داستان گو مطالعہ کا نام لینا بغول جائے ہوں وہ پہاڑی سلسلوں کی  
تحلیلی کیا کر سکتے ہیں ۔ داستان گوہوں کے ذہن میں پہاڑ کا تصور ہے  
وہ بہت غافل ہے ۔ یہ پہاڑ کر " ٹیلے والی مسجد " یا " رومی دیوڑ "۔  
قسم کی کوئی جہز مسجدیں ہیں جو زیر سے سیدھی اوپر اٹھ گئی ہو اور  
ان کے نیچے جھانک کر کچھ دیکھ لینا ممکن ہو ۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر یہ  
ہے کہ ان کی متعلقہ ٹیلوں کو پہاڑ بنا دیا ہے ۔

" مہتر قرآن ۱۰۰۰ ، پہاڑ پر گئے ۰۰۰  
 ۰۰۰ اور نہیں پہاڑ کے جمعہ کر دیکھا  
 تو وہ ۱ ، مدر بلند ہے کہ نہیں گئے  
 آدمی بالذات ہانشت بھر کے مسلم ہوتے  
 ہیں ۔" (۱)

پہاڑوں کا یہ ناقص تصور ۱ ، بات کی شہادت ہے کہ داستان کہن  
 کی آس پاس کوئی پہاڑی سلسلہ نہیں تھا ۔ ۱ ، لٹے ان پہاڑی سلسلوں کو جو  
 فرض میں نظر انداز کیا جا سکتا ہے اور یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ  
 زمیں ارضائی نہیں ہے بلکہ جوڑے ہے ۔ اس خیال کو " طلسم " کے پے شمار  
 جادو کے دریا بھی تقویت پہنچاتے ہیں ۔ ان جادو کے دریاؤں کا ہات بہت  
 بڑا ہے ۔

" کسی ساحر نے دریا سحر کے زور سے  
 ظاہر کیا ۔" (۲)

" لحد بحر میں ۱ ، آب نے وہ طغیانی  
 کی کہ پہاڑ سے تا بہ لشکر حیرت  
 دریا نے زخار موجزن ہوا ۰۰۰ ہانی اس  
 بحر کا ایسا شہیں و سرد تھا کہ جوئے  
 شہیں بھی ایسی شہیں نہ ہوگی ۔" (۳)

جادو کے ان دریاؤں میں لوگ ڈوب جاتے ہیں ۔ ان دریاؤں میں پہاڑی جشمن  
 کی روانی نہیں ہے ۔ ہانوت سخندان مالکہ حجرہ پنجم کے ہا ، تو ۱ ، قدر  
 سنم الطبع دریا میں کہ ۱ ، کے ساند ساند چلتے ہیں ۔  
 " دو نہیں ملو از آب ہوا سے اتر کر  
 زمین پر آئیں ۔ طائروں نے ۰۰۰ آواز  
 دی ۰۰۰ ملکہ ہانوت سخندان ۰۰۰  
 شریف لائی ہیں ۔" (۴)

یہ مبدائی علاقہ جس کی زمیں چورس ہے هندوستان میں پہنچانا  
جاسکتا ہے۔ اور اگر اس علاقہ میں گومنی بھی رواں ہو تو اس علاقہ کو پہچان  
لینے کا کام اور آسان ہو جاتا ہے۔ یہ لکھنؤ اور ا کے آ رہا، کا علاقہ ہے۔  
" طلسم " کی آپ و ہوا بھی اس خیال کو تقویت پہنچاتی ہے۔  
یہ شمار جہیلوں نالایہوں اور کنڈوں (۱) کا وجود یہ ثابت کرتا ہے  
کہ یہ علاقہ زیادہ ہار کا علاقہ ہے۔

" ہر طرف نہیں اور چشمے جاری۔۔۔

جہیلین لہرائی ہیں۔۔۔ " (۲)

زیادہ ہار کے علاقہ کے خیال کو جادوگوں کے جادوؤں سے بھی سہارا ملتا  
ہے۔ کیونکہ جادو میں بھی فطری ماحول کا حکم دیکھا جاسکتا ہے۔ کم  
ریگستانی علاقوں میں زہی جادو آپہنچا ہو سکتے۔ " طلسم ہوشربا " میں  
فطرت سے نملیں رکھنے والے جادوؤں کی کمی نہیں۔ لیکن " طلسم " کا جادو  
بنیادی طور پر زرخیز زہی علاقہ کا جادو ہے۔ اور جہاں جہاں داستان گوہن  
نے جادو کی تحلیل میں فطری ماحول کا خیال نہیں رکھا ہے وہاں ان کے  
جادو سے معنی ہو گئے ہیں۔ مثلاً ملک اخضر گوہر ہو، جب سرو کی زہیل سے  
نکلتا ہے تو وہاں کے حادث ہوں بہاں کرتا ہے۔

" وہاں وہ فصل ہے کہ دروازے بند ہو

جائے ہیر۔ حونی ہر ہر ہڑی ہے۔

وہاں کے باشندے منقلہائے آتشیں لوہے

کی زنجیریں گلے میں ڈالے پھرتے ہیں۔

چار مہینے کوئی گھر سے نہیں نکلتا۔ " (۳)

یہ بہان ہمارے ذہن کو کشمیر کی طرف منتقل کرتا ہے۔ کیونکہ وہاں ہر کے  
زبانہ میں لو " کانگڑیاں " استعمال کرتے ہیں۔ لیکن ان کی کانگڑی ان منقلہائے

آتشیں اور لوہے کی زنجیروں سے مختلف ہوتی ہے ۔ یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ مگر ہے داستان گواہ " حوی ہرہاری " کے علاقہ سے واقف ہوں ۔ لیکن جب وہ ہر ہار کے مناظر دکھاتے ہیں تو یہ مفروضہ بے بنیاد ہو جاتا ہے ۔ اور یہ بات کہیں جانی ہے کہ داستان گو ہر ہاری کے مفہم سے نا آشنا ہے ۔ اور اسی لئے وہ زالہ ہاری اور ہر ہار میں فرق نہ کر سکے ۔ خود ان کے علاقوں میں زالہ ہار ہوتی ہے ۔ چنانچہ اسی زالہ ہاری پر انہوں نے حادر کی بنیاد رکھی ۔

" طلسم ہر کی کرنے لگن اور وہ سردی

دوئی کہ دانت بچنے لگے " (۱)

زالہ ہاری کے علاوہ بھلی کا جادو بھی ظم ہے ۔ طلسم ہرقون کے علاوہ دوسرے جھوٹے بڑے جادوگر بھی بھلیان گرانے نظر آتے ہیں ۔ کبھی ہر (۲) کرتی ہے اور کبھی ہر شعلہ ہار (۳) کبھی " بھلیان سنہریے روہلیے رتہ کی " (۴) کرتی ہیں اور کبھی " بھلیان چمک کر کرتی لگتی ہیں " (۵) ان بھلیوں نے ساندھ رتہ کا ہونا بھی ضروری ہے ۔ ا لٹے ہرق لامع کے لڑکے کا ظم رتہ ہے اور وہ گرجتا ہے ۔ لو بھلیوں ہوتے ہیں اور اوپر سے ٹپ کر ہر دھج کرتی ہیں اور حریب کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہے ۔ ہار کا تو حیر کوئی ٹھکانہ ہی نہیں ہے ۔ (۶) ہار تو ایسی ہوتی ہے کہ جل نعل لے جاتا ہے ۔

" وہ روشی کا گالا ایک ابر میں گیا ۔۔۔

ہکاہک وہ ابر محیط ظلم ہوا ۔۔۔ اس

قدر ابر ہرما کہ زمین پر مثل دہائے

قہار پانی کی طغیانی ہوتی " (۷)



جادو کے دریا بنانا تو ان حادوگوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے ۔ وہ سیلاب  
آتے ہیں کہ لشکر اسلام کی کشتی حیات ڈوبنے لگتی ہے ۔ (۱) جادو سے زالہ  
باری بھی موتی ہے ۔

۱ " پتھک ابر آسمان کی طرف سے نمایاں  
ہوا اور ہوا سرد چلی اور چند ہونڈیں  
ہانی کی ہڈی اور اولا پڑنے لگا " (۲)  
اور ہوائیں ایسی چلتی ہیں کہ نیند آ جاتی ہے ۔  
" ایسی ٹنڈنٹ ہوا چلی کہ جو جاگتی  
تھیں وہ بھی سرگھٹیں " (۳)  
اور پھول کھل جاتے ہیں اور درخت نشہ جوں بہار سے جھومنے لگتے ہیں ۔  
" اسی وقت ہوا سرد چلتے لگی اور گھٹا  
چار طرف چھا گئی ۔ سارے پھول باغ  
سب کے کھل گئے ۔ درخت نشہ جوش  
بہار سے جھومنے لگے " (۴)  
کبھی مہین مہین ہونڈیاں پڑتی ہیں ۔  
" گھٹا تخت پر چھائی تھی اور مہین  
مہین ہونڈیاں پڑتی تھیں " (۵)

کہی وہ گھنگھور گھٹا اٹھتی ہے کہ آدمی دیوانہ ہو جائے ۔ اور کہی ہر سات  
پر شہاب آ جاتا ہے ۔

" یہ عالم اس وقت نظر آیا کہ کالی گڈٹھن  
بھاڑوں سے اٹھ کر لے تدر تھپی ہوئی  
تھیں کہ سبز ہر لوت رہی تھیں ۰۰۰  
ہر دم بہ دم گھٹ میں : مکتی ۔ ہوا  
دوار ہر گنگا جل لاتی ۰۰۰ اس گھٹ میں  
بارش پیدا ہوئی اور کوئل کے کوئلے کی صدا  
آئی لگی ۰۰۰ درختوں سے پانی ہوا کے  
جھکریے سے جدڑتا ۰۰۰ وہ اندھیرا گھپ  
ہو رہا تھا کہ رعد برق کی مشعل جلائے  
تھا ۔ بجلی جدمر جاتی ادھر رہ جاتی ۰۰۰ " (۱)

لیکن یہ بہار تصویر کا ایک رخ ہے ۔ " طلسم " میں ہر طرف بہار ہی بہار  
نہیں ہے ۔ " طلسم " میں آندھیاں بھی آتی ہیں ۔ (۲) جو ٹہرہ و تار ہوئی  
ہیں ۔ (۳) لون بھی جلتی ہے ۔

" الراسیاب نے دیکھا ابر عظیم بلند ہوا ۔  
جھونکے ہوائے گرم کے جلنے لگے ۔ شعلے  
زمین سے نکلتے لگے ۔ ۰۰۰ وہ ہوائے گرم  
جلی کہ شاحبائے نعل جل گھن ۔ پئے

کا ہند نہیں - جہنم میں کہولا ہوا  
ہانی - ۱۰۰ ہونڈ لے گرد کے تیغ مار  
کر ہرائے تعظیم افراہاب اٹھتے دین - (۱)  
یہ تو خیر فطر موسم ہے - لیکن جادو فطرت کے دواں بہ دواں

تے -

" یکایک ہوا تیز رفتاری اور ہونڈ لے  
اٹھنے لگے اور کچھ ہگولے پیچ و تاب  
کھاتے ہوئے (۲) مزار کے گرد چکر  
مارنے لگے اور لاں کو چکر دیتے ہوئے  
زمین سے اڑا کر ایک سمت کو لے چلے " (۲)  
طلسم " میں " ہوا " بھی جلتی ہے (۳) اور اتنی شدید گرمی بھی پڑتی ہے  
کہ ہر فہم جلدی ہوئی صراحتوں کا ہانی استعمال کرنا پڑتا ہے - (۴) کہی  
کہی جادو میں زلزلے بھی آ جاتے ہیں - (۵)

مندرجہ باد شواہد کی روشنی میں یہ نتیجہ نکاد جا سکتا ہے  
کہ " طلسم " کی آب و ہوا گرم و مرطوب ہے - یہ ایک ایسا علاقہ ہے جہاں  
بارش عام اور وافر ہے - جب اس تو ساری " طلسم " میں جھیلوں اور تالابوں  
کا ایک سلسلہ نظر آتا ہے - لیکن گرمی بھی کافی پڑتی ہے - لہذا جلتی ہے  
اور زمین اکثر ا ، قدرتی جاتی ہے کہ تالاب اور کنوئیں کھول کر خشک ہو جاتے  
ہیں اور موسم کے جھونکے نہات کو جلد دیتے ہیں -

یہ داستان گر صحرا کا ذکر کر کرتے ہیں لیکن بہاڑی کی طرح ان کا تصور صحرا میں کافی ہے۔ یہ صحرا میں آب و گیہاں نہیں ہوتے۔ ان میں بھٹے اور گھوٹیں ہوتی ہیں جو جھٹکے ہوئے ہیں اور درخت بھی نہ ہوتے ہیں جو گریں کے سب سے بڑے و بار نظر آتے ہیں۔ (۱)

ہندی "طلسم" کا علاقہ مجموعی طور پر ایک سرسبز و شاداب علاقہ ہے۔ بارش زیادہ ہوتی ہے۔ گریں زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن سردی کا موسم اتنا صحت نہیں ہوتا۔ کیونکہ سردی کی بہان میں داستان گو کو سردی کی زنجیل کا سفر کرنا پڑتا ہے اور وہ لشکر کی سب سے سٹائی سردی کا ذکر کر کے مطمئن ہو جاتا ہے۔ (۲)

"طلسم" کا چار نہانات اسباب و سوا کا منوا ہے۔ اور اس کا جو حصہ ۱ فطرت ماحول سے ہیں نہیں کھاتا اسے ہم فطرت ماحول کی شہادت پر نظر انداز کر سکتے ہیں۔

جنگلوں کا بہان کمزور ہے۔ کیونکہ جو زمانہ میں یہ داستان لکھی گئی اس زمانہ میں لکھنؤ شہر میں جگا تھا۔ حالانکہ سولہویں سترہویں صدی میں یہ پورا علاقہ ایک گھنا جنگل تھا۔ (۳) لیکن ان جنگلوں اور داستان گوؤں کے درمیان سدیاں حائل ہیں۔ چاندیہ یا تروہ جنگل کہہ کر گزر جاتے ہیں یا باغ کو ہی ترتیب کر کے جنگل بنا لیتے ہیں۔

۱۔ ۶ (۶۱۸-۶۱۹) ۲۔ ۶ (۷۷۳) ۳۔ اسپندر۔ ہندوستان اور پاکستان۔ (۷)

• بعد لمحہ بدر کے شادزادہ کی آنکھ  
کالی - ایک سحرانے سہزادہ میں اپنے  
تین ہایا ۰۰۰ کوئیں جا ہجا پختہ ہئے  
ہیں ۰۰۰ ہر طرف ہشمت اور نہہیں  
جارت ہیں ۰۰۰ درخت گل دار ہلا مونا  
نسترن ۰۰۰ کہیں نہی نازکی ۰۰۰ کی  
میشی میخی ہسینی خوشبو ۰۰۰ جملین  
لہرائی ہیں ۰۰۰ گداس کوسون تک ہری  
اگی ہوش ہے ۰۰۰ ہرن ہمنل ہائی ۰۰۰  
کوکلا ہریل ہئے کوئل ۰۰۰ درختوں پر  
جھونڈا جھولتے ۰۰۰ نہروں کے کنارے قاز  
مرغاب فرقتی ۰۰۰۰ (۱)

اسے جنگل کو مان سکتا ہے - پھر بھی یہاں باغ پر ہالفتہ کی گنجائش نکل  
آئی - زحمت و تپاں ہرنی ہے جہاں کوئی سہارا نہیں ملتا - چنانچہ جب  
انہیں کلک کے جنگل کا ذکر کرنا پڑتا ہے تو وہ صرف ذکر کر کے رو جائے ہیں -

• اقوال نے سوامی اہرن کو جھوڑ دیا  
۰۰۰ شہنشاہ نے وہ اقلیم خارستان  
محد کر عنایت فرمائی ہے کہ بارہ ہری  
سے لڑ رہا ہوں ۰۰۰ کلک کے جنگل  
میں تن تنہا جا کر دانتھیں کوللکارا  
۰۰۰ " (۲)

لیکن درختوں کے بہان میں بڑی حد تک حقیقت نگاری سے کام لیا گیا ہے۔ اور ہم ان کی مدد سے علاقہ کو پہچان سکتے ہیں۔ مثلاً جھاڑوں پر دون اور خاردار درختوں میں مہین دھتورا (۱) کھٹلا (۲) ٹاگ بھی (۳) نموہڑ (۴) بھنگ (۵) بھنگٹا (۶) گوکھرو (۷) سوار (۸) بانس (۹) سرکلڈا (۱۰) مدار (۱۱) اور بھول (۱۲) کا ذکر ملتا ہے۔ یہوں کے تو خیر جنگل کے جنگل میں (۱۳) ان کے علاوہ کھجور (۱۴) ڈھاگ (۱۵) اور آم کے درخت بھی نظر آتے ہیں۔ لیکن یہ داستان کو اتنے مکن میں کہ پہاڑوں پر آم کے درخت لگا لیتے ہیں۔ یہی بات کا ثبوت ہے کہ داستان کہوں نے ٹیلوں کو پہاڑ بنا لیا ہے۔ انہوں نے ٹالپوں کے گرد ٹیلوں پر آم کے درخت دیکھے ہونگے کیونکہ اودھ میں یہ منظر عام ہے۔ اس لئے جب ان کی متخلیہ نے ٹیلوں کو پہاڑ بنا لیا تو اس پہاڑ پر آم کے درخت بھی لگا دیئے۔

” سرو بھاگا اور ایک پہاڑ پر جڑھ کر ایک  
درخت پر جڑھا۔ اتناں سے وہاں درخت  
سب آم کے تھے۔“ (۱۶)

پہاڑوں کو ہم پہلے ہی نظر انداز کر چکے ہیں۔ کیونکہ یہ جوہر زمین کا علاقہ ہے۔ آم یہ ہر حال ہے۔ ” طلسم “ میں پہل کا ساہ بھی ملتا ہے (۱۷) اور برگد کی جھاڑیں بھی۔ (۱۸) ساکھو (۱۹) کہتے درخت بھی ہیں اور نم (۲۰)

( ۲۹ ) ۱ - ۱	( ۲۴۵ ) ۲ - ۲	( ۲۵ ) ۱ - ۳	( ۲۵ ) ۲ - ۴
( ۲۴۵ ) ۱ - ۵	( ۲۴۵ ) ۲ - ۶	( ۱۶۱ ) ۳ - ۷	( ۳۱۲ ) ۳ - ۸
( ۲۲۶ ) ۳ - ۹	( ۷۷۵ ) ۴ - ۱۰	( ۱۲۳۵ ) ۴ - ۱۱	( ۹۵ ) ۱ - ۱۲
( ۸۲۳ ) ۱ - ۱۳	( ۵ ) ۲ - ۱۴	( ۵۵ ) ۲ - ۱۵	( ۳۵۵ ) ۱ - ۱۶
( ۹ ) ۶ - ۱۷	( ۱۶۵ ) ۴ - ۱۸	( ۵۴ ) ۴ - ۱۹	( ۵۶۰ ) ۳ - ۲۰

اور املی (۵) کی جھاڑ بھی - تاڑ (۶) بھی گردنیں اٹھائے نظر آتے ہیں -  
ادھر ادھر جنگلی پھر (۷) بھی پکڑے ہوئے ہیں - جامن (۸) اور گولر (۹) کے  
پہر بھی ہیں -

یہ بات بلا خوف تردد کہی جا سکتی ہے کہ یہ تمام درخت  
ہوئے اور جھاڑیاں اودھ میں پائی جاتی ہیں اور انہیں سے اودھ کی گم و  
مضطرب آب و ہوا کا منظر نامہ مکمل ہوتا ہے -

" طلسم " میں حیوانات کی بھی ایک وسیع دنیا آباد ہے -  
ہالتو جانوروں سے ا وقت ہمیں غصی نہیں۔ کیونکہ وہ فطری ماحول کا حصہ نہیں  
ہیں -

درندوں میں سب سے زیادہ زور شیر پر دیا گیا ہے - شیر کا  
شکار بھی کہلا جاتا ہے - اور اس کے لئے ہکوا کروایا جاتا ہے - (۱۰) ان  
جنگلی شہروں کے دوں یہ دوں، جادو کے شیر بھی دھڑو کے مارنے نظر آتے ہیں -  
انگٹ جادوگروں کی تو سواری ہی شیر ہے - جادوگر دھوئیں کے شیر بھی پٹانے  
ہیں - (۱۱) شہروں کے علاوہ جنگلوں میں کہیں کہیں شیر پھر بھی نظر آ جاتے  
ہیں (۱۲) تیندوے بھی ہیں (۱۳)

۱۔ ۲ (۱۴۴)	۲۔ ۲ (۱۱۷۵)	۳۔ ۲ (۳۶۵)	۴۔ ۲ (۹۱۹)
۵۔ ۲ (۱۴۰)	۶۔ ۲ (۶۷۸)	۷۔ ۱ (۱۵)	۸۔ ۲ (۴۸۵)
۹۔ ۲ (۴۸۵)			

ترائی کے علاقہ میں اب بھی شیر پائے جاتے ہیں - اس لئے  
شہروں کا ذکر تعجب خیز نہیں ہے - شہروں کے علاوہ تیندوا ہے (۱) بچہ  
ہے (۲) بھیڑیے ہیں (۳) کرگدن ہے (۴) جیتے ہیں (۵) اور ہاتھی ہیں (۶)

ہاتھی کے ذکر پر اب تعجب ہوتا ہے - لیکن ابھی سولہویں  
سترہویں صدی کی بات ہے جب مغل بادشاہ اسی علاقہ میں جنگلی ہاتھیوں  
گینڈوں شیر اور بھر وغیرہ کا شکار کیا کرتے تھے - (۷)

بندوں کا شکار نہ درندوں میں ہے نہ پرندوں میں - اس لئے  
ان کا ذکر طحہہ کیا جا رہا ہے - معمولی بندوں (۸) کے علاوہ " طلسم "  
میں لنگور بھی مل جاتے ہیں (۹)

جواہیوں میں نیل گائے (۱۰) آہو (۱۱) ارنہ بھیڑیے (۱۲) جیتل (۱۳)  
اور بارہ سنگے (۱۴) ملتے ہیں -

دیہاتی جانوروں میں نہنگ (۱۵) حوس (۱۶) کچھوے (۱۷) اور  
مچھلیوں (۱۸) کا ذکر کیا گیا ہے - مچھلیوں میں مہا شیر (۱۹) کا نام بھی  
لیا گیا ہے -

پرندوں میں لال (۲۰) حوس (۲۱) کلجڑی (۲۲) کوا (۲۳) کھنٹر  
(۲۴) گرو باز کھنٹر (۲۵) لقا کھنٹر (۲۶) کوئل (۲۷) کوکلا (۲۸) طاز (۲۹) قمری (۳۰)

---

۱-۲۸۵	۲-۴۲۳	۳-۸۵	۴-۴۸۹
۵-۸۰۵	۶-۳۹	۷-اسپیٹ	۸-ہندوستان اور پاکستان - ۷۹
۹-۳۸۷	۱۰-۱۲۲۵۴	۱۱-۳۴۳	۱۲-۵
۱۳-۸۰۴	۱۴-۶۱	۱۵-۲۴	۱۶-۹۱
۱۷-۲۲۵	۱۸-۱۱۷۳	۱۹-۱۵	۲۰-۱۵
۲۱-۱۰۷۲	۲۲-۱۹۰	۲۳-۱۸	۲۴-۱۶۷
۲۵-۲۱	۲۶-۶۴	۲۷-۶۷	۲۸-۶۱
۲۹-۶۱	۳۰-۶۱	۳۱-۶۱	۳۲-۶۱



فرقے (۱) فاختہ (۲) شہا (۳) شاک (۴) چمد (۵) جیل (۶) جکور (۷) جہا  
 (۸) ہدا (۹) پھنگا (۱۰) پٹ (۱۱) پیل (۱۲) مور (۱۳) اہیل (۱۴) مرطی  
 (۱۵) ہیل کٹھ (۱۶) ہند (۱۷) ہگلا (۱۸) سرخاب (۱۹) ڈھیر (۲۰) ہن ڈی  
 (۲۱) لک لک (۲۲) تیر (۲۳) سار (۲۴) گلم (۲۵) کلنگ (۲۶) طوطی (۲۷)  
 گدھ (۲۸) طوطا (۲۹) دھانواں (۳۰) شہری (۳۱) طاب (۳۲) پھر (۳۳)  
 جرکوا (۳۴) مینا (۳۵) ست رنگا (۳۶) کویلا (۳۷) لوا (۳۸) پلک (۳۹) مولا (۴۰)  
 ہا (۴۱) اگن (۴۲) اور ہیل (۴۳) کا ذکر کیا گیا ہے - شکاری پرندوں میں  
 طاب کے علاوہ باز بھری جرو اور شاہین (۴۴) شکیے (۴۵) نرخی ہاشہ اور  
 نیہو کا تذکرہ کیا گیا ہے (۴۶)

ان میں بیشتر پرندے اودھ میں پائے جاتے ہیں - شکاری پرندوں  
 میں بھی باز اور شکیے عام پرندے ہیں - باقی پرندے شکار کے لئے استعمال  
 ہوتے تھے - جرو تو ایسا پرندہ ہے کہ نفعہ میں دیا جاتا تھا - (۴۷)

(۴۴) ۱-۵	(۱۲۳) ۱-۴	(۶۱) ۱-۳	(۲۱) ۱-۲	(۲۹) ۱-۱
(۱۶۹) ۱-۱۰	(۱۶) ۱-۹	(۱۳۳) ۱-۸	(۳۲) ۱-۷	(۲۲) ۱-۶
(۶۲) ۱-۱۵	(۴۴) ۱-۱۴	(۵) ۱-۱۳	(۵) ۱-۱۲	(۲۹) ۱-۱۱
(۱۸) ۲-۲۰	(۶۵) ۲-۱۹	(۶۴) ۲-۱۸	(۲۹) ۱-۱۷	(۱۶۹) ۱-۱۶
(۵۴۳) ۲-۲۵	(۵۱۴) ۲-۲۴	(۵۱۴) ۲-۲۳	(۵۱۴) ۲-۲۲	(۲۴) ۲-۲۱
(۱۸) ۳-۳۰	(۲۱) ۳-۲۹	(۵۴) ۳-۲۸	(۵۰۵) ۳-۲۷	(۵۵۴) ۳-۲۶
(۱۲۱۰) ۳-۳۵	(۱۲۱۰) ۳-۳۴	(۹۹۵) ۳-۳۳	(۷۵۵) ۳-۳۲	(۹۱۳) ۳-۳۱
(۱۲۱۰) ۳-۴۰	(۱۲۱۰) ۳-۳۹	(۱۲۱۰) ۳-۳۸	(۱۲۱۰) ۳-۳۷	(۱۲۱۰) ۳-۳۶
(۲۴) ۴-۴۵	(۶۳۷) ۴-۴۴	(۶۱) ۴-۴۳	(۱۲۱۰) ۴-۴۲	(۱۲۱۰) ۴-۴۱
(۱۰۷) ۴-۴۶ خان - طالعیر نامہ فولیو (۱۰۷)				

نہلے (۱) اور حرکوں (۷) کے بعد صرف حشرات الارض کا ذکر

رو جاتا ہے ۔

حشرات الارض میں سانہوں کے ذکر کو اولیت حاصل ہے کیونکہ

" طلسم " میں سانپ سے حد ہیں ۔ جادوگر سانپ کے جادو بھی کرتے ہیں (۱۲)

اور ان پر سوار بھی گانشعے ہیں (۸) " طلسم " میں قسم قسم کے سانپ

پائے جاتے ہیں ۔ از دھا طم ہے ۔ جادوگر طم طور سے اسی پر سواری کرتے

ہیں (۵) ان کے علاوہ کالے (۷) اور سرخ چھالے (۴) ہیں ۔ کولہالے (۸) اور

دھامن (۹) ہیں ۔ سانہوں کے علاوہ ہزار پائے (۱۰) اور گنگھجیے (۱۱) بھی

موجود ہیں ۔ مینڈک (۱۲) بھی ٹرائے ہیں اور جھینگر (۱۳) بھی بولتے ہیں۔

کلبھیاں (۱۴) بھی پھدک رہی ہیں اور دیواروں سے چھپکلیاں (۱۵) بھی

جمٹی ہوئی ہیں ۔ کھٹلون (۱۶) کی مصیبت بھی ہے اور مجھروں کی پھینچاھٹ

بھی ۔ مجھروں اس قدر زیادہ ہیں کہ ان سے طلسمی فوج بنائی گئی ہے ۔

" ہر ایک کنوئیں میں ہے شمار مجھروں کے

ہیں۔ مگر وہ مجھروں نہیں ہیں بلکہ ساحران

طلسم اور لشکر افراسیاب ہے۔" (۱۵)

ساکنان طلسم کے بالوں میں جوئیں (۱۸) بھی پڑی ہیں ۔ گرگ (۱۹) بھی رنگ

بدلتے نظر آتے ہیں۔ جیونشیاں (۲۰) بھی اپنے دائروں میں مست ہیں اور

بہر پہوٹی (۲۱) کا محفل بھی نایاب نہیں ہے ۔

ان میں سے کوئی چیز اوردھ میں نایاب نہیں ہے ۔

(۲۴) ۱-۲ (۱۲۸) ۱-۳ (۳۸۹) ۲-۲ (۴۲۵) ۲-۱

(۶۴۷) ۲-۸ (۳۳) ۲-۴ (۶۴۷) ۲-۶ (۲۹) ۱-۵

(۹۱۳) ۳-۱۲ (۱۸۸) ۲-۱۱ (۳۸۹) ۲-۱۰ (۶۴۷) ۲-۹

(۹۱۳) ۳-۱۶ (۳۳۳) ۱-۱۵ (۳۹۵) ۱-۱۲ (۹۱۳) ۳-۱۳

(۱۶۳) ۱-۲۰ (۳۵۹) ۵-۱۹ (۲۳۸) ۲-۱۸ (۱۵۰) ۱-۱۴

(۱۴۵) ۱-۲۱

فطری ماحول کے سلسلہ میں داستان کی کمزور ترین کڑی جمادات اور انسان کا بیان ہے ۔ جمادات کے سلسلہ میں کوئی ایسی شہادت نہیں جس سے یہ پتہ چلے کہ " طلسم " کے علاقہ میں بھی وہ دستیاب ہوتے ہیں ۔ اور یہ ہر بھی کہے سکتا تھا ۔ کہنکہ اودھ میں جمادات کا کون سا خزانہ ہے جسے داستان کو بیان کرتے ۔ لیکن انسانی جسم کی ساخت کے بارے میں شہادتوں کی کمی حیران کی ہے ۔ بات یہ ہے کہ داستان کو جسم انسانی کے بیان میں مبالغہ اور روایتوں کی دنیا میں جائز راستہ بدھوں جانے ہیں اور ناہن کرتے لگتے ہیں ۔ اس لئے یہ پتہ نہیں چلتا کہ " طلسم " کے باشندوں کے جسم کی ساخت کیا ہے ۔

پھر بھی سراپا کے بیان میں جو شہادتیں ہیں ان کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ " طلسم " میں گندوی سانولے اور سیاہ لوگوں کی آبادی ہے ۔ کہیں " زن سبھی بدن " (۱) ہے اور کہیں " شمع روشن ہے گلا شعلہ ہے بن " (۲) کہیں کوئی " ماہ ہار " (۳) ہے کہیں کوئی " سمن ہر خورشید خد جہرہ زیبا رشک ماہ " (۴) ہے کہیں " گوری گوری ہے ہر ایک گول کلائی " ۔ (۵) اور دوسری طرف " اکہ جوان صف شکن چہرہ آفتاب ظلم تاب " (۶) ان دونوں کی دنیا میں " ایک ضعیفہ ساحرہ سانولی صورت " والی بھی رہتی ہے ۔ (۷) اور کہیں نور الدھر ایک " ساحرہ سبہ فام " (۸) کو اپنے پہلو میں پانتے ہیں ۔ اور کہیں " ایک شخص مہیب کالی کالی صورت والا " (۹) نظر آتا ہے ۔

۱۔ ۲ (۵۳) ۲۔ ۲ (۶۳) ۳۔ ۶ (۷۲۸) ۴۔ ۵ (۹)

۵۔ ۳ (۱۲۳) ۶۔ ۶ (۷۲۸) ۷۔ ۵ (۲۲۵) ۸۔ ۵ (۲۲۳)

۹۔ ۶ (۶۳)

داستان کہوں کے سامنے ایک دشواری بھی تھی - ان کے لئے شہزادہوں کو " ماہ ہارا " اور " گلزار " کہنا ضروری تھا - اور لشکر امیر میں تو ظاہر ہے کہ جو تھا وہ چندے آفتاب اور چندے ماہتاب تھا - اہل مہالہ سے کھلتا ہوا گندمی رنگ نکالا جا سکتا ہے - سانولی صورت والی ضعیفہ ملکہ اسرار جادر ہے - یہ اسرار معززان طلسم سے ہے - خود افراسیاب کا رنگ بھی سانولا ہے - تو معزز لوگ سانولی رنگ کے بھی ہیں - لیکن معمولی درجہ کے لوگوں کو داستان کہوں نے ہلا جھجھک سیاہ فام کہا ہے - ظاہر ہے کہ آبادی کا بڑا حصہ معمولی لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے - یعنی " طلسم " کی غالب آبادی لوگوں کی ہے اور گویں رنگت کے میل سے سانولا رنگ فکال آیا ہے - رنگ گنگنائے ہوئے آنے والوں نے بھی ہندوستان کے باشندوں کو کالا کہا تھا - دراوڑوں کے بعد کوئی سیاہ نسل یہاں آئی ہی نہیں - اہل لئے باہر سے آنے والے سدا اپنے رنگ کے بارے میں خون فہمی میں مبتلا رہے - رنگ وہ ہے " جھڑپ " کہ کر اس سلسلہ کی ابتدا کی تھی - چنانچہ داستان کو بھی یہی رویہ اختیار کرتے ہیں - اودھ میں انسانی رنگ کی یہ تینوں قسمیں ہائی جاتی ہیں - اس لئے داستان کہوں نے بھی تین رنگ استعمال کیے ہیں -

جسم کی ساخت کے بارے میں بھی زیادہ شہادتیں نہیں ہیں - لیکن ایک بات ضرور معلوم ہوتی ہے کہ " طلسم " کے لوگ لمبے نہیں ہیں - لشکر امیر میں طہماسپ کے علاوہ کوئی لمبا نہیں ہے - یہ طہماسپ ہندوستانی مسلمانوں کا نام بھی نہیں ہے - چنانچہ وہ غیر ملکی ہے - لشکر افراسیاب میں بھی کوئی اہم آدمی لمبا نہیں ہے - صرف وہ پہلوان لمبے ہیں جو آفرے ہیں اور کہانی پر کوئی اثر ڈالنے پر فرزندان صاحبزادوں کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں - جادوگر تو خیر کوئی لمبا ہے ہی نہیں - ان باتوں سے یہ نتیجہ نکالنا غالباً غلط نہ ہو گا کہ " طلسم " کے باشندے اوسط قد والے لوگ ہیں -

- آنکھیں تو " رشک دیدہ غزال " (۱) یا " رشک دیدہ شہلا " (۲) سے کمتر نہیں ہی نہیں - لیکن یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ یہ علاقہ سیاہ آنکھوں والوں کا علاقہ ہے - پیشانیان کشادہ ہیں - کہونکہ داستان گو پیشانی کو " ماہ آسمان کمال " (۳) کہتے ہیں - ناک کھڑی ہے یعنی " وہ الف جو ہمزہ وصل کہلاتا ہے " (۴) دھن جھوٹے ہیں - بال سیاہ ہیں - چنانچہ کہیں زلف کو " دود " (۵) کہا گیا ہے اور کہیں " گیسوئے مشک آگین " (۶) کی بات کی گئی ہے - گردنیں لمبی ہیں - چنانچہ " شمع روشن ہے گلا " (۷) کہنا پڑا - اور شمع کہہ کر تسکین نہ ہوئی تو ع و گردن نہ تھی مشعل نور تھی - (۸) جیسی بات بنائی گئی - " ابھری ہوئی سخت نوکیلی ہستان " (۹) کا ذکر قدم قدم پر ملتا ہے - بدن مخمل کی طرح نرم ہے (۱۰) اور جلد ہتلی ہے - چنانچہ ع رنگ بان پھوٹ نکلتا ہے صفائی دیکھو - (۱۱)

داستان گوہن نے عورت کا سراپا بڑی فراخ دلی سے بیان کیا ہے - لیکن اسے کوشش میں وہ روایتی زیادہ ہیں اور حقیقت نگار کم - ان کے " سراپا " میں جسم کا وہ احساس نہیں ہوتا جو شوق کی مثنویوں میں ہوتا ہے -

گر سے رحسار گول گول بدن  
گات ج ، طرح قعقمے روشن

---

۱- ۶ (۷۴۸)	۲- ۶ (۷۴۸)	۳- ۶ (۷۴۸)	۴- ۳ (۶۳)
۵- ۳ (۶۳)	۶- ۵ (۶)	۷- ۳ (۶۳)	۸- ۵ (۱۲۳)
۹- ۳ (۱۲۳)	۱۰- ۳ (۱۲۳)	۱۱- ۳ (۶۳)	

یہ داستان گو اپنی شہزادیوں کو ہر منہ کر کے دیکھنے اور دکھلانے میں ۔  
مگر گل سے رخسار گول گول بدن والی بات پیدا نہیں ہوتی ۔ لیکن داستان  
گوہوں سے شکایت بھی نہیں کی جا سکتی ۔ کیونکہ انہیں ا کی کیا خبر تھی  
کہ اردو ہر ایک ایسا وقت بھی آئے والا ہے جب کچھ لوگ ا کے ہندوستانی  
کردار پر شک کہیں گے اور ہمیں ا کے دفاع میں شہادتیں تلاش کرنی ہوں گی ۔  
وہ تو ایک داستان بہانہ کر رہے تھے ۔ داستان سننے والا ایک دم ٹوڑتا ہوا  
سما ۔ تھا ۔ ا لٹے ان کے سامنے بہانہ کی صحت سے زیادہ لذت اور تسکین  
کا مسئلہ تھا ۔

پھر بھی انہوں نے " طلسم " کے فطرت ماحول کے بارے میں  
جو اطلاع فراہم کر دی تھی وہ " طلسم " کے علاقہ کا نمین کرنے کے لئے  
کافی ہیں ۔ اور ان شہادتوں کی سند پر یہ بات بلا خوف تردد کہی جا سکتی  
ہے کہ اودھ کے علاوہ دنیا کا کوئی علاقہ ان شہادتوں کی کسوٹی پر پورا  
نہیں اترتا ۔

علاقہ کے نمین یہ سما ۔ کے مطالعہ کا راستہ صاف کر دیا ۔  
کیونکہ اب ہم یہ جانتے ہیں کہ " طلسم " کے سما ۔ کو ک علاقہ کی کسوٹی  
پر کتنا ہے ۔

---

سماح

مہمت - سیاست اور عمرانیات

معیشت

- \* معیشت فراہمی
- \* ابتدائی معیشت
- \* ثانوی معیشت

\* صنعت

- \_\_\_\_\_ جس کا مدار معیشت فراہمی پر ہے
- \_\_\_\_\_ جس کا مدار معیشت ابتدائی پر ہے
- \_\_\_\_\_ جس کا مدار معیشت ثانوی پر ہے

\* رسل و رسائل اور نقل و حمل

\* آبادیان



تو شب آفریدی چراغ آفریدم

سفال آفریدی اماغ آفریدم

یہ انسان کا رجز بھی ہے اور اس کا کارنامہ بھی

انسان دوسرے موجودات کی طرح ایک مخصوص فطری ماحول میں پیدا

ہونے کے باوجود ان کی طرح اپنے فطری ماحول کی پابندی قبول نہیں کرتا ۔

وہ اپنے فطری ماحول پر اثر انداز ہوتا ہے ۔ وہ فطری وسائل کی شکل تبدیل

کرتا ہے اور انہیں اپنی ضرورتوں کے سانچے میں ڈھال کر انہیں استعمال کرتا

ہے ۔ وہ رات کی تاریکی میں چاند تاروں کی روشنی سے مطمئن نہیں ہوتا ۔ وہ

چراغ بناتا ہے ۔ وہ گہیوں کی شکل تبدیل کر کے روٹی بناتا ہے ۔

اس مطالعہ کا یہ حصہ دراصل انہیں تبدیلیوں کے جائزہ کے لئے

مخصوص ہے ۔ اس وقت ہمارے سامنے سوال یہ ہے کہ " طلسم ہوشربا " کے

سماجی ماحول کا کردار کیا ہے اس مطالعہ کی ایک شکل تو یہ ہو سکتی ہے

کہ " طلسم " میں بکھری ہوئی شہادتیں یکجا کر لی جائیں اور انہیں کی بنیاد

پر نتائج اخذ کر لئے جائیں ۔ دوسری شکل یہ ہے کہ ہم اس عہد کے اودھی

معاشرہ کو دیکھیں جس میں ہمارے داستان کو پروان چڑھے تھے اور اس معاشرہ

کے کردار کو سمجھنے کے بعد اس کی رہنمائی میں " طلسم " کی شہادتوں کا

جائزہ لیں اور یہ دیکھیں کہ " طلسم " کا سماج داستان گوہوں کے سماج سے

کس قدر مطابقت رکھتا ہے ۔

ہم نے دوسری شکل اختیار کی ہے ۔ کیونکہ اس صورت میں ہم

ان اجزا کو الگ کر سکتے ہیں ۔ جو اودھ کی معیشت سے مطابقت نہیں رکھتے ۔

سماج کا مطالعہ تین زاویوں سے کرنا چاہئے ۔ سب سے پہلے

تو اس کا مطالعہ معیشت کی بنیادوں پر کرنا چاہئے ۔ پھر سیاست کی بنیادوں

پر اور پھر عمرانی بنیادوں پر ۔ اس حصہ میں سماج کا مطالعہ انہیں بنیادوں

پر کیا گیا ہے ۔ اس لئے پہلا سوالیہ نشان معیشت کا بنتا ہے ۔

انیسویں صدی میں اودھ کی معیشت زری تھی ۔ ظاہر ہے کہ اس زری معیشت نے پیداوار کے ذرائع اور پیداواری رشتوں کے علاوہ صنعتوں تجارت و سائر نقل و حمل اور آبادیوں کے انداز پر اثر ڈالا ہو گا ۔ چنانچہ ہمیں دیکھنا ہے کہ " طلسم " میں یہ اثرات کس حد تک ظاہر ہوئے ہیں ۔ لیکن یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہئے کہ اودھ کی معیشت کے بارے میں اعداد و شمار فراہم کرنا داستان گوئوں کا مقصد نہیں تھا ۔ اس داستان کا مقصد تفریحی ہے ۔ اس لئے معیشت کے بارے میں جو اطلاع ملتی ہیں وہ اس داستان کی رفتار پر اثر انداز نہیں ہوتیں ۔ داستان گو کا خیال دشواریوں کو حقارت سے دیکھتا ہوا اور سے نکل جاتا ہے ۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود " طلسم " کی معیشت ہمیں اودھ سے نکلنے کا موقع نہیں دیتی ۔

معیشت کو کئی حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔ معیشت فراہمی ابتدائی اور ثانوی ۔

معیشت فراہمی کے سلسلہ میں صرف تین قسم کی شہادتیں ملتی ہیں ۔ ہمیں لکڑھاریے (۱) ملتے ہیں جو شے میں کوئی تبدیلی نہیں کرتے ۔ فطرت لکڑی فراہم کرتی ہے ۔ وہ اسے جنگل سے لاتے ہیں اور بازار میں بیچ لیتے ہیں ۔ پھر ہمیں گھسیارے (۲) ملتے ہیں جو گھاس بیچ کر گزر اوقات کرتے ہیں ۔ یہ گھاس بھی فطرت فراہم کرتی ہے اور اس کی پیداوار میں گھسیارے کا ہاتھ نہیں ہے ۔ " طلسم " میں مجھیے تو نظر نہیں آتے لیکن کباب ماہی کا ذکر ملتا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ مجھیے ہوں گے جو مچھلیوں کا کاروبار کرتے ہوں گے ۔

اودھ میں فطرت یہ تین چیزیں فراہم کرتی ہے ۔

اصل میں " طلسم " کی فضا میں لوگوں کے حیران ہو جانے کی وجہ یہ ہے کہ اب تک ا، پر زیادہ بحث ہوئی رہی ہے کہ ا، میں " مصطفیٰ کا تمدن " ہے یا نہیں - اور ا، بات پر غور کیا جاتا رہا ہے کہ ا، کا ماخذ کیا ہے - لیکن اب تک ا، داستان کا سائنٹیفک مطالعہ نہیں کیا گیا ہے۔ اگر کیا گیا ہوتا تو کلم الدین کو یہ نہ کہتا پڑتا کہ " ساری فضا انوکھی ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ چیزیں جانی ہوچکی ہیں - شروع میں اجنبی سرور ہوتا ہے لیکن آہستہ آہستہ ہماری حیرت مٹنے لگتی ہے اور ہم مختلف چیزوں کو پہنچانے لگتے ہیں " (۱) یہ جو حیرت اور اجنبیت کا احساس ہے وہ ا، لے ہے کہ کلم الدین نے " طلسم " کے اقدار کا مطالعہ کیا لیکن وہ " طلسم " کے فطری ماحول کو اور ا، کی معیشت کو نظر انداز کر گئے - ج، دنیا میں ہوا گنگا جس لے جا رہی ہو اور جہاں کوئی بہہ رہی ہو اور جہاں غلام حسین کا پل ہو وہ دنیا اجنبی کہے ہو سکتی ہے - یہ تو اودھ ہے اور اودھ ہمارے لے اجنبی نہیں ہے -

ہم فطری ماحول کو دیکھ چکے ہیں - ا، میں ہمیں کوئی چیز اجنبی نہیں معلوم ہوئی - یہ گھساریے اور لکڑھاریے اور مچھیرے بھی غالباً اجنبی نہیں ہیں - زری ماحول کا بھی یہی حال ہے -

" طلسم " میں زراعت کی تین قسمیں نظر آتی ہیں - اناج کو اولیت حاصل ہے - دوسری قسم ان چیزوں کی ہے جن کی حیثیت کچے مال کی ہے - اور تیسری قسم فرکاریوں کی ہے -

اناج میں " ظلم " کی زمین ہمیں کہہوں (۱) دینی ہے ۔  
کہہوں کہ علاوہ ارہر (۲) چنا (۳) جوار (۴) چھوٹی جوار (۵) مٹر (۶) کاہلی  
مٹر (۷) اور (۸) مان (۹) جو (۱۰) دھان (۱۱) اور رائی (۱۲) کا سراغ ملتا ہے۔

اناجوں کی مندرجہ بالا فہرست میں کوئی اناج ایسا نہیں ہے  
جس کی کاشت اودھ میں نہ ہوتی ہو ۔ خاص طور پر ارہر کا وجود بہت اہم  
ہے ۔ کیونکہ ارہر مٹیوں پر ہی میں شوق سے نہیں کھایا جاتا لیکن اودھ  
اور مشرقی ہریانہ کی غذا کا ایک اہم جز ہے ۔ تعجب ہے کہ ارہر کی اس  
زبردست شہادت کے باوجود کلم الدین کو " ظلم ہوشربا " کی دہا کچھ  
اجنبی سی لگتی ہے ۔

کچے مان والی فصلوں میں گنے (۱۳) اور بان (۱۴) کا تذکرہ کیا  
گیا ہے ۔ دساوری (۱۵) اور بنگلہ بان (۱۶) کے ساتھ ساتھ مہوے کے بان (۱۷)  
اور بیگی بان (۱۸) کا ذکر کیا گیا ہے ۔ یہ بیگی بان خاص لکھنؤ کی چیز ہے۔  
سرسوں (۱۹) کا تذکرہ بھی بہت ہے ۔ کہا کہ ذکر تو نہیں ملتا لیکن کچے  
سوت (۲۰) اور پتولوں (۲۱) کا ذکر ملتا ہے ۔ یہ دونوں جینین کھاس کی کاشت  
کی طرف اشارہ کرتی ہیں ۔

---

۱۔ ۱ (۸۰۳)	۲۔ ۲ (۲۸۳)	۳۔ ۲ (۲۷۷)	۴۔ ۲ (۲۷۷)
۵۔ ۶ (۶۹۸)	۶۔ ۲ (۴۵۷)	۷۔ ۵ (۶۱۵)	۸۔ ۲ (۳۳)
۹۔ ۴ (۱۰۴۰)	۱۰۔ ۲ (۸۰۳)	۱۱۔ ۳ (۷۸۹)	۱۲۔ ۱ (۱۱۰)
۱۳۔ ۱ (۸۶۸)	۱۴۔ ۱ (۷۶۹)	۱۵۔ ۱ (۷۶)	۱۶۔ ۱ (۸۷۳)
۱۷۔ ۱ (۸۷۳)	۱۸۔ ۱ (۸۷۳)	۱۹۔ ۱ (۳۳۵)	۲۰۔ ۲ (۷۷۵)
۲۱۔ ۱ (۳۳۵)			

اودھ میں گئے اور بان کی کاشت ہوتی ہے - سرسوں کے کھیت

بسی عام ہیں اور ایک ناقص قسم کی کہا، بھی پیدا ہوتی ہے - اس لئے وہ دنیا اجنبی نہیں ہو سکتی جس میں گئے کے کھیت ہوں اور سرسوں کے پھول ہوں اور جس کی فضا میں کہاں کے پھول اڑ رہے ہوں اور جہاں ادھر ادھر بان کی نشان نظر آ رہی ہوں -

سہیون اور ترکاریوں میں بولی (۱) کسیر (۲) آلو (۳) اروی (۴)

کٹوں (۵) شلجم (۶) کدو (۷) ناری کے ساگ (۸) اور کھلے (۹) کا ذکر کیا گیا ہے - ان میں کوئی سہیون اور ترکاری اودھ کے لئے اجنبی نہیں ہے - ا، لئے اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ یہ " اصلی نسخے کے ساتھ ایران پنجاب یا دلی سے آئی ہو گی -

مصالحوں میں لونگ (۱۰) زہر (۱۱) الائچی (۱۲) مرجا (۱۳)

خلدی (۱۴) پیاز (۱۵) لہسن (۱۶) ادرك (۱۷) اور کالی مرچ (۱۸) کا تذکرہ کیا گیا ہے - لونگ کے بارے میں امیر خسرو کا خیال ہے کہ یہ ہندوستانی ہے - (۱۹) یہ جہان کی بھی ہو لیکن اودھ میں پیدا نہیں ہوتی - یہی حال سیاه مرچ کا ہے - لیکن یہ دونوں جہیز ہندوستان کے دوسرے علاقوں کی طرح اودھ کی غذا کا ایک لازمی جز ہیں ا، لئے ان کا تذکرہ فطری ہے - زہر اور الائچی کا بھی یہی حال ہے - لیکن مرجا خلدی پیاز لہسن اور ادرك کی اودھ میں کاشت ہوتی ہے - داستان گوہر سے ایک چوک ہو گئی ہے کہ انہوں نے الائچی کا درخت (۲۰) دکھا دیا ہے - لیکن الائچی کا استعمال

۱ - ۱ (۸۷۵)	۲ - ۱ (۸۶۹)	۳ - ۱ (۱۳۳)	۴ - ۱ (۱۳۳)
۵ - ۵ (۲۷۵)	۶ - ۳ (۲۳۵)	۷ - ۲ (۱۷۷)	۸ - ۱ (۱۶۸)
۹ - ۲ (۳۱۴)	۱۰ - ۳ (۱۷)	۱۱ - ۱ (۸۵)	۱۲ - ۱ (۳۸۷)
۱۳ - ۱ (۱۱۰)	۱۴ - ۱ (۱۳۳)	۱۵ - ۱ (۱۳۳)	۱۶ - ۲ (۶۷۵)
۱۷ - ۳ (۷۸۷)	۱۸ - ۳ (۸۲۵)	۱۹ - جمفرہ	۲۰ - ۳ (۵۰۷)

اس قدر عام ہے کہ داستان گو نے اس کا درخت کھڑا کر دینے میں کوئی نقصان نہ دیکھا - سننے والوں نے بھی سوال نہ کیا ہو گا -

منشآت میں تمباکو کے ذکر سے یہ داستان بھری ہوئی ہے - تمباکو سے قدیم ہندوستان ناواہ تھا - یہ پرتگالیوں کے ساتھ پہان آیا لیکن پھر یہیں کا ہو گیا اور ہماری تہذیب کا ایک حصہ بن گیا - چنانچہ " طلسم " میں نہیں سے پہچوان تک ہر چیز استعمال ہوئی ہے - تمباکو نوشی اس قدر عام ہے کہ تمباکو کی کاشت شہادت بن گئی ہے - تمباکو کے علاوہ ہمیں افیون (۱) نظر آتی ہے - یعنی خشکائی کی کاشت ہوئی ہے - بھنگ (۲) بھی ہے اور گانجہ (۳) بھی - یہ جھاڑی بھی اودھ میں پائی جاتی ہے -

لیکن یہ داستان بنیادی طور پر شہروں کی داستان ہے - کیونکہ شہر والوں کو سنائی جا رہی تھی - اے لکھے اس میں دیہاتی زندگی اور کھیتی باڑی کے بارے میں تفصیلات کم ہیں - کھیت خال خال ہی نظر آتے ہیں - ایک جگہ سرسوں کے کھیت (۴) کا ذکر ہے اور ایک جگہ ارہر کے کھیت کا - (۵) لیکن ارہر کے کھیت کا سلسلے کاشتکاری سے نہیں ہے بلکہ عیاشی سے ہے - اور ایک جگہ دھان کے کھیت کا نقشہ کھینچا گیا ہے - لیکن یہیں دھان کے کھیت کی اگلی شہادت ہمارے لئے کافی ہے - کیونکہ یہیں ایک کھیت پہ بٹانے کے لئے کافی ہے کہ یہ کھیت کے علاقہ کا ہو سکتا ہے -

" ایک سمت کھیت دھانوں کے سر سبز لہلہے

برابر برابر بانسواڑی اور بھولوں اور تھوڑ

کا پشنہ دیا ہوا - ڈھبکی جلتی ہوئی -

کسان سینجائی کرتے ۰۰۰ " (۶)

اس قدر عام ہے کہ داستان گو نے اس کا درخت کھڑا کر دینے میں کوئی نقصان نہ دیکھا - سننے والوں نے بھی سوال نہ کیا ہو گا -

منشآت میں تمباکو کے ذکر سے یہ داستان بھری ہوئی ہے - تمباکو سے قدیم ہندوستان ناواقف تھا - یہ پرتگالیوں کے ساتھ پہان آیا لیکن پھر یہیں کا ہو گیا اور ہمارے تہذیب کا ایک حصہ بن گیا - چنانچہ " طلسم میں نہیں سے پہچو ان قدر چھو استعمال ہوئی ہے - تمباکو نوشی ۱، قدر عام ہے کہ تمباکو کی کاشت شہادت بن گئی ہے - تمباکو کے علاوہ ہمیں انہوں (۱) نظر آتی ہے - یعنی خشکائی کی کاشت ہوئی ہے - بھنگ (۲) بھی ہے اور گانجہ (۳) بھی - یہ جھاڑ بھی اودھ میں پائی جاتی ہے -

لیکن یہ داستان بنیادی طور پر شہروں کی داستان ہے - کیونکہ شہر والوں کو سنائی جا رہی تھی - ۱، لٹے اس میں دہائی زندگی اور کہنی باڑی کے بارے میں تفصیلات کم ہیں - کھیت خال خال ہی نظر آتے ہیں - ایک جگہ سرسوں کے کھیت (۲) کا ذکر ہے اور ایک جگہ ارہر کے کھیت کا - (۵) لیکن ارہر کے کھیت کا ملس کا شکاری سے نہیں ہے بلکہ عاشر سے ہے - اور ایک جگہ دھان کے کھیت کا نقشہ کھینچا گیا ہے - لیکن یہی دھان کے کھیت کی اگلی شہادت ہمارے لئے کافی ہے - کیونکہ یہیں ایک کھیت یہ بتانے کے لئے کافی ہے کہ یہ کھیت کے علاقہ کا ہو سکتا ہے -

" ایک سمت کھیت دھانوں کے سر سبز لہلہے

برابر برابر بانسواری اور بولوں اور تھوڑے

کا ہشتہ دبا ہوا - ڈھکی جلتی ہوئی -

کسان سینجائی کرتے .... " (۶)

یہ کمیت ہمیں اودھ میں لے جاتا ہے ۔ بنگال میں بھول اور تھوڑے کا ہشتہ نہیں دیا جا سکتا کیونکہ بارانی علاقہ ہونے کی وجہ سے وہاں نہ بھول ہوتا ہے اور نہ تھوڑے ۔ دلی اور پنجاب میں بھول اور تھوڑے ہوتا ہے لیکن ہانس اتنے وافر نہیں ہیں کہ ان کا ہشتہ بنایا جا سکے ۔ چنانچہ یہ کمیت وسطی اور مشرقی ہوئی کا ہے جہاں بارش اتنی نہیں ہوتی کہ بھول اور تھوڑے پر اثر انداز ہو اور اتنی کم نہیں ہوتی کہ ہانس نہ ہو سکے ۔

آبپاشی کا انداز بھی ایسا ہی ہے ۔ اودھ میں بارش اتنی کم نہیں ہوتی کہ نہروں کے پارے میں سوچا جاتا اور اتنی زیادہ بھی نہیں ہوتی کہ آبپاشی کے لئے کنوئیں کی ضرورت نہ پڑے ۔ " طلسم " میں آبپاشی کنوئیں کے ذریعہ ہوتی ہے اور کنوئیں پر ریت لگے ہوئے ہیں ۔ (۱) موٹ بھی چلتی ہے۔

" (تویج نے ) جب درہ سے سر نکالا تو  
ایک طرف ایک کنواں پختہ بنا ہوا پایا ۔  
ہراس میں جلنا تھا ۔ جوڑی تر گاؤ کی  
جتنی تھی ۔ کنوئیں کے نیچے نالی پانی  
سے بہتی تھی ۔ " (۲)

جہاں کنوئیں نہیں ہیں وہاں گڑھیوں اور ٹالابوں سے ڈھینکلی کے ذریعہ آب پاشی کی جاتی ہے ۔

" ڈھینکلی چلتی ہوئی ۔ کسان سہنجائی  
کرتے ہوئے ۔ " (۳)

لیکن جب کمیتی باڑی کے پارے میں تفصیلی شہادتیں نہ ملتی  
ہوں تو زرعی رشتوں کی تفصیلات ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ کہیں



کہیں زمیندار کسانوں کے غول لئے لڑتے آ جاتے ہیں تو ہم ان کی ایک جھلک دیکھ لیتے ہیں ۔ لیکن ہمارے زمینداروں کی شکل میں ہماری کرتے اکثر نظر آتے ہیں۔

" قراں جھٹ پٹ روغن ہماری کا لگا کر ایک

زمیندار کی شکل بنے ۔" (۱)

اس کے معنی یہ ہیں کہ زمینداری ہے ۔ لیکن یہ بات حیرت انگیز ہے کہ اوردہ کے ان داستان گوہن نے تعلقہ داروں کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے ۔ ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ تعلقہ داروں کے شہر میں تعلقہ داروں کی باتیں کرتے سے اندوں نے پرہیز کیا ہو ۔ اندوں نے زمینداروں سے اپنا کام چلا لیا ۔ زمینداری کی اصطلاحیں بھی استعمال ہوئی ہیں ۔

" فصل بہار پیشکار ہوئی ۔۔۔ گلشن میں

صبا پرچے دخلی کا پروانہ جاری ہوا" (۲)

" صبا رفتار اس کے ساتھ ہوئی ۔

قرب اس کے آکر سلام کیا اور کہا کہ

میں زمیندار ہوں ۔ ملکہ نے میرے گاؤں

کا لگان زیادہ کر دیا ہے ۔ میرا ضبط

کر کے نان کاری کا حق بھی لے لیا ہے ۔

مقدمہ میرا کچھری میں ملکہ سے رخ کے

پیش ہوا ۔" (۳)

کہیں ہاڑی کی اصطلاحوں کا استعمال بھی نظر آتا ہے ۔ کوت (۴) ہوتی ہے ۔

کہتہ بٹائی (۵) پر دئے جاتے ہیں اور ہشتی (۶) بھی چلتی ہے ۔

یہ اطلاعیں کم سہی لیکن ناکافی نہیں ہیں - لیکن باغوں کے  
 بیان میں ا، بخل سے کلم نہیں لیا گیا ہے - " طلسم " میں پھولوں کی  
 ایک دنیا آباد ہے - ہارونہ (۱) ہنفشہ (۲) جوہی (۳) جعفری (۴) ہیرا (۵)  
 اشرفی (۶) چاندنی (۷) چنہا (۸) جنہیلی (۹) جوگلا (۱۰) خیری (۱۱) داؤدی  
 (۱۲) رتن سنجر (۱۳) رائے بیل (۱۴) رحمان (۱۵) زہی (۱۶) زہران (۱۷)  
 سوسن (۱۸) سورج مکھی (۱۹) ساوئی (۲۰) سنہل (۲۱) سیوتی (۲۲) شیو (۲۳)  
 صد ہرک (۲۴) عشق پہچان (۲۵) عا، (۲۶) فرنگ (۲۷) کیتکی (۲۸) کھوڑا (۲۹)  
 کنول (۳۰) کوٹھالہ (۳۱) کلفا (۳۲) کنول گڑ (۳۳) کوکا بھلی (۳۴) گڑھل (۳۵)  
 گدب (۳۶) لالہ (۳۷) مہندی (۳۸) مونہا (۳۹) مدن بان (۴۰) موگرا (۴۱)  
 نرگس (۴۲) نسترن (۴۳) نسرتین (۴۴) نسرتین زرد (۴۵) نافروان (۴۶) ہزارا (۴۷)  
 باجین (۴۸) یاسمین (۴۹) اور مولسری (۵۰) کی خوشبوئیں موج ہوا میں پہچان  
 نظر آتی ہیں -

(۵۷) ۱-۱	(۱۸) ۱-۲	(۶۱) ۱-۳	(۵۷) ۱-۴
(۵۷) ۱-۵	(۲۲۵) ۱-۶	(۳۷۰) ۱-۷	(۵۷) ۱-۸
(۶۱) ۱-۹	(۳۷۸) ۱-۱۰	(۳۷۰) ۱-۱۱	(۵۷) ۱-۱۲
(۳۷۰) ۱-۱۳	(۳۲۵) ۱-۱۴	(۵۷) ۱-۱۵	(۵۰۷) ۱-۱۶
(۹۵) ۱-۱۷	(۶۱) ۱-۱۸	(۱۳۷) ۱-۱۹	(۱۲۸) ۱-۲۰
(۵۷) ۱-۲۱	(۵۰۷) ۱-۲۲	(۵۷) ۱-۲۳	(۵۷) ۱-۲۴
(۳۶۷) ۱-۲۵	(۲۵۵) ۱-۲۶	(۶۱) ۱-۲۷	(۱۲۸) ۱-۲۸
(۵۷) ۱-۲۹	(۵۷) ۱-۳۰	(۵۵) ۱-۳۱	(۱۲۷) ۱-۳۲
(۲۱) ۱-۳۳	(۲۱) ۱-۳۴	(۵۷) ۱-۳۵	(۲۳) ۱-۳۶
(۲۲) ۱-۳۷	(۹) ۱-۳۸	(۶۱) ۱-۳۹	(۳۷۰) ۱-۴۰
(۵۷) ۱-۴۱	(۵۷) ۱-۴۲	(۶۱) ۱-۴۳	(۳۷۸) ۱-۴۴
(۶۵۷) ۱-۴۵	(۵۷) ۱-۴۶	(۳۷۰) ۱-۴۷	(۵۷) ۱-۴۸
(۳۰) ۱-۴۹			

ان پھولوں میں سے بیشتر پھولوں کو ہم جانتے ہیں - اس وقت ہمیں اس سے بحث نہیں کہ کتنے پھول ہندوستانی ہیں اور کتنے غیر ہندوستانی۔ اس وقت تو صرف یہ دیکھنا ہے کہ اودھ کی سر زمین ان میں سے کتنے پھولوں سے واقف ہے - ناموں کی اجنبیت سے گھبرانے کی ضرورت نہیں - زہق کے حق میں امانت کا یہ شعر موجود ہے -

توڑنے والے گل زہق کے ہیں  
کاٹنے والے چمن کی ناک کے

رائے بیل بیلے کی قسم ہے - اس کے پھول بیلے سے ایک ذرا بڑے ہوتے ہیں - چاندنی تو اس قدر عام ہے کہ سفید فرش چاندنی کہا جائے لگا - لالہ بھی اجنبی نہیں ہے - سوسن اور سنبل فارسی غزل کے ساتھ آئے - نسہن و نسہن ایرانی ہیں مگر ہندوستانی بن چکے ہیں - ہاسمین ہے تو ایرانی مگر جنبیلی کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے - (۱) گلاب کا نام کس نے نہ سنا ہو گا - یہ بھی ہاسمین ہی کی طرح بدیسی ہونے کے باوجود دیسی ہو گیا ہے - (۲) ہمارے شعرا معشوق کو گلرو " باندھتے " جلیے آ رہے ہیں - یوں دیکھا جائے تو " طلسم " میں کوئی پھول بدیسی نہیں ہے - جو پھول بدیسی ہیں وہ آہوں اور مفلون کی طرح ہندوستانی ہو چکے ہیں - زعفران اور ہنفشہ کے سلسلہ میں داستان گوہوں سے غلطی ہو گئی ہے - یہ دونوں پھول ایرانی ہیں اور ہندوستان میں کشمیر کے علاقہ میں پائے جاتے ہیں - اودھ میں ان کے پیدا ہونے کی کوئی صورت نہیں - لیکن زعفران کھانوں اور دوائیں میں اس قدر استعمال ہوتا ہے کہ داستان گوہوں نے ان کے کھیت لگا دیئے - (۳) یہی حال ہنفشہ کا ہے - طبیبوں نے اس کی اجنبیت ختم کر دی ہے - چنانچہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بدیسی پھول صرف تو ہیں یعنی ہنفشہ ہاسمین نورگس ہاسمین کہو

۱۔ عظیم مفلون کے باغات (انگریزی) (۲۴۶) ۲۔ ہیشم - (۲۰۳)

نہیں نافرمان سوسن رہ جان اور کلفا۔ ان میں سے بھی صرف ہفتہ ایک ایسا  
پتھر ہے جو اودھ میں نہیں ہوتا۔ اور پتھروں کی ان شہادتوں کی بنا پر  
یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ " طلسم " کے باغ اودھ کے ہو سکتے ہیں۔  
درختوں کا بھی یہی حال ہے۔

" طلسم " میں پھلدار درختوں اور پتھروں کی اچھی خاصی  
نعداد ہے۔ انگور کی پتھریں تو علم ضرور پر نظر آتی ہیں۔ (۱) انار اور امرود  
کے درخت گہروں کے آنکھ میں لگے ہوئے ہیں۔

" اپنی نے دیکھا کہ ایک مکان چھوٹا  
سا ہے۔ جار پانچ درخت انار اور  
امردوں کے لگے ہیں۔ (۲)

آم کے تو خیر باغ شہنہ (۳) باغوں میں املی کے پتھر بھی نظر  
آ جاتے ہیں۔ (۴) الائچی کے درخت بھی ہیں (۵) ان کے علاوہ بید مجنون  
ہے۔ (۶) بھی کے درخت ہیں۔ (۷) بادام کے پتھر ہیں۔ (۸) تلسی کے پتھر  
میں۔ (۹) تری کی پھوٹا ہے۔ (۱۰) ترشاد ہے (۱۱) جنار کا حقہ سایہ  
ہے۔ (۱۲) خویانی ہے۔ (۱۳) سب کے باغ ہیں۔ (۱۴) سرو (۱۵) کی تو  
خبر کوئی کسی ہے ہی نہیں۔ سرو اور شمشاد کا ساتھ پڑا ہے۔ (۱۶)  
سنور بھی موجود ہے۔ (۱۷) صندل کے تو جنگل ہیں۔ (۱۸) پھر شریفہ  
ہے۔ (۱۹) فالسہ ہے۔ (۲۰) کپلا ہے۔ (۲۱) کنگھی کے پتھر ہیں۔ (۲۲)  
اور کھری ہے۔ (۲۳) کھنار ہیں۔ (۲۴) گولر ہے۔ (۲۵) مولسری ہے۔ (۲۶)  
ناریکی ہے۔ (۲۷) ناسپاتی ہے۔ (۲۸) ناریل ہے۔ (۲۹) نیو ہے۔ (۳۰)

۱۔ ۱ (۹)	۲۔ ۲ (۱۰۳۸)	۳۔ ۳ (۷۱۱)	۴۔ ۴ (۱۰۳۸)	۵۔ ۵ (۳۷۲)
۶۔ ۶ (۵۰۷۳)	۷۔ ۷ (۲۶۳)	۸۔ ۸ (۲۵)	۹۔ ۹ (۵۰۶)	۱۰۔ ۱۰ (۲۵)
۱۱۔ ۱۱ (۸۹)	۱۲۔ ۱۲ (۹۸)	۱۳۔ ۱۳ (۶۱)	۱۴۔ ۱۴ (۲۳)	۱۵۔ ۱۵ (۶۱)
۱۶۔ ۱۶ (۸۵)	۱۷۔ ۱۷ (۱۲۷)	۱۸۔ ۱۸ (۶۱)	۱۹۔ ۱۹ (۶۴)	۲۰۔ ۲۰ (۱۰۵)
۲۱۔ ۲۱ (۵۷)	۲۲۔ ۲۲ (۳۹۶)	۲۳۔ ۲۳ (۶۲۷)	۲۴۔ ۲۴ (۲۰)	۲۵۔ ۲۵ (۲۰)
۲۶۔ ۲۶ (۶۶۴)	۲۷۔ ۲۷ (۴۵)	۲۸۔ ۲۸ (۲۰)	۲۹۔ ۲۹ (۲۰)	۳۰۔ ۳۰ (۲۰)

اور ناکسیر ہے - (۱) کھیرا ہے - (۲) ترنہ شہین ہے - (۳) انناس ہین - (۴) شفتالو ہے - (۵) انجیر ہے - (۶) رنگرہ ہے - (۷) اور ہانی مین سنگھارہ ہے - (۸)

۱۔ فہرست مین سے ترنہ خویانی اور نارہل کے درخت نہیں دکھلائے گئے ہیں - درخت تو گولر کا بھی نہیں دکھایا گیا ہے - لیکن گولر اودھ کا اہم عام درخت ہے - نارہل اور خویانی اس علاقہ کے نہیں ہیں - لیکن نارہل کی ہندوؤں میں بڑی اہمیت ہے - اس لئے وہ ساحلی علاقوں سے منگواہا جاتا ہے - انسانی سر سے مشابہ ہونے کی وجہ سے ہوجا کے موقع پر اس کی ضرورت پڑتی ہے - سروں کی جگہ اب نارہل ہی چڑھایا جاتا ہے - (۹) اس لئے شمالی ہند کے بازاروں مین عام طور سے ملتا ہے - پھر نارہل کا گودا مشعائوں مین استعمال ہوتا ہے اور اس کا خول نول بنانے کے کام آتا ہے - اس لئے غیر مسلموں کے لئے نارہل اجنبی نہیں ہے - خویانی بھی ایک عام پھل ہے جو اودھ کے بازاروں مین بکتا ہے -

بید مجنوں ہیں بنار سب ناسباتی اور سندل کے درخت بھی اودھ مین نہیں ہوتے - لیکن بید مجنوں اور بنار کے درخت غزل کی دین ہیں - سندل عام طور سے استعمال ہوتا ہے - ناسباتی سب اور بھی کے پھل بھی اودھ والوں کے لئے اجنبی نہیں ہیں -

سرو و صنوبر بھی اس علاقہ کے درخت نہیں - لیکن لگائے جاتے ہیں اور لگے بھی جاتے ہیں - اردو غزل سے بھی ان کا گہرا تعلق ہے جو ہر وقت سرو قدوں اور صنوبر قدوں کی بات کرتی رہتی ہے - شمشاد کو بھی ہم اشوک کے نام سے پہنچاتے ہیں -

---

(۲۲۷)۳ - ۲	(۲۲۷)۳ - ۳	(۲۱۵)۳ - ۲	(۵۰۷)۳ - ۱
(۸۷۹)۳ - ۸	(۲۲۵)۳ - ۷	(۱۳۵)۳ - ۶	(۲۲۷)۳ - ۵

انار امروہ شریفہ فالسہ اور کھرنی کھلا گولہ نارنگی اور نیہو اس علاقہ کے عام پھل دار درخت ہیں۔ انگور اس علاقہ کا ہے تو نہیں لیکن باغون میں اکا دکا اس کی پہلین نظر آتی ہیں اور ایک ناقص قسم کا انگور پیدا کر لیا جاتا ہے۔

تلسی کے پودے کی ایک مذہبی حیثیت ہے اور " طلسم " میں ایسی جگہوں پر دکھایا گیا ہے۔

کنگھی کے درخت بھی ہماری شہری دنیا میں آباد ہیں۔

کنگھی کے شجر سے شانہ لہکر  
سنبل بھی بنا رہا تھا گھونگھر

مولسری کے درخت بھی اس علاقہ میں عام طور سے مل جاتے ہیں چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس داستان میں تین قسم کے درخت نظر آتے ہیں۔ پہلی قسم ان درختوں کی ہے جو اس علاقہ کے ہیں۔ دوسری قسم ان درختوں کی ہے جو اس علاقہ کے نہیں ہیں لیکن جن کے پھل عام طور سے بازاروں میں مل جاتے ہیں۔ اور تیسری قسم ان درختوں کی ہے جو غزل کے راستے سے آئے ہیں۔

آخری دونوں قسمیں ہمارے کام کی نہیں کیونکہ وہ زندگی کے منظر نامہ کا حصہ نہیں ہیں۔

لیکن " طلسم " کے باغون کی ایک بات خاص طور پر ہمیں اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔ ان باغون میں پانی کا بہت اچھا انتظام ہے۔ ہر طرف نہروں اور آبیاریوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ یہ ایرانی اثر ہے۔ (۱) باغون میں جو پھل پودے اور درخت ہیں ان پر بھی مغل اثر نمایاں ہے۔ (۲) لیکن ہندوستان میں بھی باغون اور پھل دار درختوں کا تعلق بہت پرانا ہے۔ (۳)

۱۔ عظیم مغلوں کے باغات (انگریزی)۔ (۵) ۲۔ اسلامی تمدن کا خاکہ (انگریزی) ۱ (۳۲۷)  
۳۔ کالی داس میں ہندوستان (انگریزی) (۲۱۵)۔

اس لئے " طلسم " کے باغوں میں پھل دار درختوں کو دیکھ کر ایران اور ترکستان کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے - چنانچہ یہ جو منظر ہے -

" بنی سنگ مرمر کی جوڑ کی نہر  
گئی جار سمت اس کے پانی کی لہر  
قہقہے سے گرد اس کے سرو سہی  
کچھ اک دور تھے اس سے سبب وہی  
جمن سے بھرا باغ گل سے بس  
کہیں ترک، وگل کہیں یاسمن (۱)

یہ ہندوستان ہی کا ہے - داستان گہون کے لکھنؤ میں یہ باغ موجود تھا ورنہ انہوں نے " سحر الہیان " کے انحصار نہ نقل کئے ہوتے - اور یہ جو پانی کی افراط ہے کہ

" جادہین تعین جھوٹی ہر سو وہان  
حوس سے لہریز نہیں تعین روان (۲)

اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ شمالی ہندوستان میں باغ صرف باریکی کے سہارے زندہ رہ سکتے - مثل اپنے ساتھ آب روان کی جو روایت لائے وہ بھی اسی لئے تھی - چنانچہ نہروں اور فواروں کو ہندوستانی باغوں نے اپنا لیا - اور یہ نہروں اودھ کے منظر نامہ کا بھی ایک حصہ بن گئیں - چنانچہ رسوا نے " امراؤ جان ادا " میں باغ لگایا تو انہیں بھی پانی کا انتظام کرنا پڑا -

" وسط باغ میں ایک پختہ تالاب بنا ہوا  
تھا ۰۰۰ اس تالاب میں نہر سے پانی  
گرتا تھا - " (۳)

رسوا کی اس شہادت پر " طلسم " کے باغون کو اودھی مان

لہئے میں کوئی نقصان نہیں ہے - کیونکہ رسوا حقیقت نگار ہے -

اب ا میں تو شک کی گنجائش ہی نہیں کہ میرے شمار باغون کے

ا " طلسم " میں میرے شمار مالی بھی ہوں گئے - لیکن یہ " طلسم " ایک

داستان ہے اور اس میں باغانی کی تفصیلات اس طرح تلاش کرنا درست نہیں

جس طرح یہ تفصیلات اسول باغانی سے متعلق کسی کتاب میں تلاش کی جانی

ہیں - " طلسم " میں ہمیں باغیاں ملنے ہیں لیکن اس کا کوئی " وجود " نہیں ہے -

وہ منظر کا ایک حصہ میرے - پھر بھی اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلچہ

(۱) دنیا (۲) کہیں (۳) اور فہمی (۴) استعمال کرتے ہیں - اور یہ باغیان

درختوں کے گرد چھوٹے بناتے ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ توڑ کی بارش مٹی پہاڑ

لے جائے اور جڑیں تنگی نہ دو جائیں -

" ہر درخت کے نیچے چھوٹے پلور کے

بنے ہیں - " (۵)

ان چھوٹوں کے پلور کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے - پلور تو مبالغہ محسوس ہے -

لیکن یہ چھوٹے حقیقی ہیں اور موسمی تغاصوں کو پورا کرتے ہیں -

جب پھلون کا زمانہ آتا ہے تو خوشون اور پھلون پر تھلپان

چڑھا دیا جاتی ہیں تاکہ پرندے انہیں خراب نہ کریں -



"خوشون پر تمامی کی ٹھیلیاں چڑھی ہیں ۔ کلاہن کی ڈوریاں کس ہیں ؟ (۱)

انگور کے لئے ٹھان کھڑی کی جاتی ہیں ۔

"مصل نہر کے انگور کی فاکہ ۰۰۰۰۰ جواہر نگار ستون ۔ کھانچ کے

بدلے سنہری بنیان ۔ خاتم ہندی کا کام ؟ (۲)

اس بیان سے بھی جواہر نگار ستون سنہری بنیوں اور خاتم ہندی کے کام کو نظراہ از  
کہا جاسکتا ہے۔

طلسم کے باغبان درختوں کو کاٹتے چھانچے رہتے ہیں اور باغ کو عام طور سے

بہت صاف رکھتے ہیں ۔

"چمن کی روش بھری خوش قطع ۰۰۰۰۰ ڈالی مرد درخت کی ہموار کم و

بیش چھانٹ ڈالی تھی ۰۰۰۰۰ نہروں کے گرد پھریاں بلور کی ۰۰۰۰۰" (۳)

یہ ہے "طلسم" کی باغبانی جس کے لئے ہمیں اودھ سے نکلنے کی ضرورت

محسوس نہیں ہوتی ۔ یہی جال "طلسم" کی گہ ہانی کا بھی ہے۔

جواہروں میں ہمیں درآند کٹے ہوئے گھوٹوں کی کئی قسمیں ملتی ہیں ۔ لیکن

"طلسم" میں گھوٹے اسقدر زیادہ ہیں کہ صرف درآند سے کام نہیں چل سکتا ۔ اس

کے ہنی ۰۰۰ میں گھوٹوں کی نسل کش ہوتی ہے ۔ ہمیں ٹٹو (۴) خچر (۵) گہ (۶)

اور اونٹ (۷) بھی نظر آتے ہیں ۔

مصولی کتون کا بھی ذکر ملتا ہے۔ (۸) لیکن شکاری کتون پر زیادہ زور دیا گیا

(۵۶)۱ (۳)

(۱۰۵)۱ (۶)

(۵۶)۱ (۲)

(۳۵۶)۳ (۵)

(۱۸۵)۱ (۸)

(۴۹۸)۱ (۱)

(۱۱)۵ (۳)

(۵)۱ (۷)

ہے۔ چنانچہ تازی (۱) گڈانک (۲) (فالہا پلڈا) اور ہودار (۳) کتے نظر آتے ہیں۔

طلسم میں سور (۴) بھی بہت ہیں کیونکہ جادوگر اکثر سوروں کی پیمینت دیتے نظر آتے ہیں۔

گائے (۵) بھینس (۶) بھڑ (۷) اور بکریاں (۸) بھی نظر آتی ہیں۔

ان تمام جانوروں کی نسل کش اودھ میں ہوتی ہے۔ اس لئے یہ جانور بھی ہمیں کسی ایسی دنیا میں نہیں لے جاتے جو "کچھ اجنبی" معلوم ہوتی ہو اور جسے ہم رفتہ رفتہ پہچان سکیں۔ اس کے معنی اس کے سوا اور کیا ہو سکتے ہیں اب تک جس زاویے سے داستانوں کا مطالعہ کیا گیا وہ زاویہ درست نہیں تھا اسی لئے ان داستانوں کی سماجی اہمیت کا اندازہ لگانے میں غلطیاں ہوئیں۔ چنانچہ ان سے ہوا فائدہ نہ اٹھایا جاسکا۔

اردو ادب پر یہ الزام بڑی غیورہ داری سے لگایا جاتا ہے کہ وہ ایران کی طرف دیکھتا ہے۔ اعلیٰ معیار کی بات کرنا ہے اور ہر رانجھا کو نظر انداز کرنا ہے۔ اگر یہ حضرات اردو ادب کا باقاعدہ مطالعہ کرنے کی زحمت اٹھائیں تو یہ دیکھ لیں کہ کوئی دشواری نہ ہو کہ اردو ادب میں یا تو صرف ہندوستانی عناصر ہیں یا پھر وہ عناصر ہیں جو باہر سے آکر یہاں کے ہو رہے۔

مثلاً یہ بات ہم نے ابھی دیکھی کہ اس ضخیم داستان کی مصیبت فراہیں سو فیصدی اودھ ہے۔ اس کی زراعت اور زراعتی رشتے اودھ میں ہیں۔ اس کے پانچوں میں چند درختوں اور پھولوں کے علاوہ کوئی ایسی چیز نہیں جو اودھ میں نامیاب ہو۔ اس کے جانوروں کی دنیا انہیں جانوروں سے آباد ہے جو یا تو اودھ میں اب بھی

(۵۶)۲ (۳)

(۲۳)۲ (۶)

(۵۶)۲ (۲)

(۸۵)۱ (۵)

(۸۴۶)۱ (۸)

(۳۸۲)۳ (۱)

(۴۱)۱ (۴)

(۸۴۶)۱ (۵)

ملنے میں یا سود و سویر سے پہلے ملا کرتے تھے۔ تو کہا کسی لیلیٰ مجنون یا اس قسم کی کسی اور علامت یا چند علامتوں کی بنا پر ان فطری اور سماجی شہادتوں کو جھٹلا دیا جائے جن سے ہماری ادب کا دامن بھرا ہوا ہے کیا پھل اور برگ کا سایہ بھی ایرانی ہے کیا گولر کھرنی فالسے امروہ اور آم کے پھڑنورانی میں کیا جوہی چنبیلی گندے اور چنہے وغیرہ کی خوشبو بھی عرب سے درآئے کی گئی ہے اور کیا یہ کھیت جن میں دھان کے پودے ہوا کے سمیر سے پرے قرار ہوئے جا رہے ہیں اور جن میں کسان "ہڑ" جلا رہے ہیں اور ڈھنگلی سے آہٹیں کر رہے ہیں کہیں اور سے آئے ہیں

جولوہ۔ ان شہادتوں کے باوجود اردو ادب پر ایرانی کردار کا التزام لگانے میں وہ لوہ شاید خود اپنے ہندوستان سے بہ خوبی واقف نہیں ہیں ! اور جب بنیادوں کو نظر انداز کر کے صرف اوہری عمارت ( Super Structure ) کا مطالعہ کیا جائے گا تو اس قسم کی غلطیاں ضرور ہوں گی۔ ادب ہمیشہ ادیب کی دنیا میں پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے ادب کا مطالعہ کرنے سے پہلے ادیب کی دنیا کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ قصہ گو جاہے کسی میں طلسمی دنیا کون نہ بنا رہے ہوں۔ اگر طلسمی گرد و غبار صاف کر کے دیکھا جائے گا تو اس کی اپنی حقیقی دنیا کے خط و خال صاف نظر آجائیں گے۔ کیونکہ ادب دراصل ادیب اور خارجی حقائق کے تعلق کا نتیجہ ہے۔ اس میں ادب کی جادوگری کا راز بھی ہے۔ اگر یہ دنیا بالکل یا کچھ اجنبی ہونی توقعہ گو اس میں دلچسپی میں کون لیتا۔ وہ تو صرف اپنی دنیا کی بات کرتا ہے کیونکہ کسی اور دنیا کے بارے میں وہ کچھ جانتا ہی نہیں۔ وہ جن چیزوں کو پسند کرتا ہے انہیں اپنی تخلیق شدہ دنیا میں بھارتا ہے اور وہ جن چیزوں کو ناپسند کرتا ہے انہیں نظر انداز کرتا ہے یا ان کا مذاق اڑاتا ہے۔ یا ان کی شکل تبدیل کر دیتا ہے۔ رد و قبول کا یہی عمل طلسم تیار کرتا ہے۔ اور جب بنیادوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے تو وہ تخلیق شدہ دنیا ہمیں کچھ اجنبی میں ملے ہوئے لگتی ہے۔ کلم الدین نے یہ تو کہا کہ یہ قصے خلا میں پیدا نہیں ہوتے (۱)۔ لیکن انہوں نے ان قصوں کی "زمین" کو تلاش کرنے کی زحمت نہیں اٹھائی۔

یہ بات علم طور سے تسلیم کی جاتی ہے کہ طلسم ہوشیہا لکھنوی شاعرت کی ایک دستاویز ہے۔ لیکن لکھنوی شاعرت کے خط و خال دیکھنے کی زحمت نہیں اٹھائی جاتی۔ اس کی بنیادوں کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ اس سوال کا جواب نہیں دیا جاتا کہ ہم اسے شمالی ہند کے سماج اور تمدنی دھاریے سے الگ کر کے کون دیکھتے ہیں۔

یہیں وجہ ہے کہ ہم نے اس مطالعہ کو درمیان سے شروع نہیں کیا۔ کیونکہ اس مقالہ کا مقصد ہی یہ ہے کہ "طلسم ہوشیہا" میں ہندوستانی زندگی کا زینہ بہ زینہ مطالعہ کیا جائے اور تب یہ رائے قائم کی جائے کہ "طلسم ہوشیہا" میں جو زندگی ہے وہ کہاں کی ہے۔ اب تک ہم تین زینوں تک اپنے مطالعہ کو پہنچا سکے ہیں اور ہم نے اس سفر میں یہیں دیکھا کہ "طلسم" دراصل لکھنؤ ہے۔

چوتھا زینہ شہت نانوی کا ہے۔

اس شہت نانوی کا مطالعہ بھی کئی حصوں میں کرنا ہوگا۔ مثلاً ان نانوی بہد اور ان کو ابتدائی بہد اور ان کی کسوفی پر پرکھنا ہوگا۔ یعنی وہ نانوی بہد اور جس کا تعلق شہت خواہی سے ہے پہلے دیکھی جائیگی۔ پھر ان نانوی بہد اور ان کا جائزہ لیا جائیگا جن کا مدار شہت بہد اور ابتدائی پر ہے۔ پھر ہم ان نانوی بہد اور ان کا مطالعہ کریں گے جن کا تعلق "شہت افشردنی" (Economy of Extraction) سے ہے۔ اس تصوی قسم کا مطالعہ ایک دوسرے زاویہ سے کرنا ہوگا کیونکہ اودھ میں جواہرات کا کوئی ذخیرہ نہیں ہے حالانکہ "آئین" کا یہ دعویٰ ہے کہ اودھ میں سونا دستیاب ہوتا ہے۔ (۱) غالباً "آئین" کا یہ دعویٰ درست نہیں ہے۔ چنانچہ جواہرات اور دھاتیں اودھ میں درآد شدہ مال کی شہت رکھتی ہیں۔ لیکن اس درآد شدہ کچے مال پر سب سے زیادہ نفع یافتہ صحت قائم ہے!

سب سے پہلے جس صنعت پر نگاہ پڑتی ہے اس کا تعلق صنعت فراہمی اور  
صنعت افشرونی دونوں میں سے ہے۔ یہ صنعت آتش بازی کی ہے۔ "طلسم" کی کئی  
بڑی عمارتیں اور دوسری بڑے شمار عمارتوں کی بنیاد آتش بازی پر ہے۔ عموماً عمارتیں ملکہ  
صنعت سحر ساز پر جو قیامت کی عمارت کی ہے اس کا اختتام آتش بازی میں ہے۔  
آتش بازیوں میں پہلے جھڑی (۱) سے قلمہ آتش بازی (۲) تک کی منزلتیں نظر آتی  
ہیں اور درمیان میں کہیں چرخ (۳) ناچ رہی ہے۔ کہیں اگلر (۴) داغے جا رہے  
ہیں۔ کہیں پٹاخے (۵) جھوٹ رہے ہیں۔ کہیں ہوائیاں (۶) اڑاتی جا رہی ہیں۔  
کہیں ہتھ پھول (۷) اپنے پھولوں کی باری کر رہا ہے۔ "کہیں مہتابیں بانسوں  
میں باندھ کر نصب" (۸) کی جا رہی ہیں۔ کہیں سو (۹) کا درخت نفا ہوا کھڑا  
ہے اور کہیں آتش بازی (۱۰) کا پتھر کھلا ہوا ہے۔ جگہ کا میدان بھی آتش  
بازیوں سے خالی نہیں ہے۔

"گولا انداز..... دھنی گولے اور بان داغ داغ کر مارنے لگے.....  
ہانڈیاں بارود کی حقہ ہائے غنی پڑنے لگے....." (۱۱)

دوسری بڑی صنعت کا مدار مٹی پر ہے۔ "طلسم" میں کھار (۱۲) میں اور  
حالانکہ مٹی کے برتنوں کا زیادہ ذکر نہیں ہے لیکن مٹی کی اہمیت سے انکار نہیں کیا  
جا سکتا۔ مٹی مکانوں کی تعمیر میں استعمال ہوتی ہے۔ "طلسم" میں زیادہ تر  
مکانات "گچ پختہ" (۱۳) میں اور اس کے مٹی "ہیں کہ کنکر سے چونا بنانے کی

---

(۱) (۷۷)	(۲) (۴۷۸)	(۳) (۸۷۴)
(۴) (۸۷۴)	(۵) (۸۷۴)	(۶) (۱۴۹)
(۷) (۸۷۴)	(۸) (۱۴۸)	(۹) (۱۴۸)
(۱۰) (۱۴۸)	(۱۱) (۲۳)	(۱۲) (۸۶۶)
(۱۳) (۳۰)		

صنعت موجود ہے۔ برتنوں کی صنعت سے انکار کرنے کی گنجائش نہیں کیونکہ طلائی اور نقرئی برتنوں کی بھیڑ میں مٹی کے برتن بھی نظر آ رہے ہیں۔ مثلاً "طلسم" میں گھڑا ہے (۱)۔ ٹھلما ہے (۲)۔ کجیاں ہیں (۳)۔ آبخوری ہیں (۴)۔ کافذی آبخوری ہیں (۵) اور ناند (۶) ہیں۔

لکھنؤ کے مٹی کے کھلونوں کی صنعت کا تو خیر کہنا ہی کیا۔

کیا دوکان کلائی کی ہو صفت • قیل حیران ہے دیکھ کر صنعت مٹی کی کب بنائی تھیں ہریان • قاف سے اڑ کر آئی تھیں ہریان (۷)

ہمیشہ نانوی کا بھی حصہ نشہ بازیوں کے لئے بھند (۸) اور گانجی (۹) کا انتظام بھی کرنا ہے۔ لیکن دھوئیں کی کڑواہٹ کے مقابلہ میں شہد کی مٹھاس بھی ہے۔ ظاہر ہے کہ شہد نکال کر موم بھینکا تو نہیں جاسکتا۔ اس لئے موی (۱۰) شعبوں کی صنعت ملتی ہے۔ موم کی بنیاد پر کھلونوں کی ایک صنعت بھی نظر آتی ہے۔ جنانجہ موم کے سانپ کہیں ڈسے ہوئے ملتے ہیں (۱۱)۔ اور کہیں "جانسوز" ۱۰۰۰۰۰ ایسا سانپ موم کا کل دار بناتا ہے کہ دم بہ دم زبانیں نکالتا ہے۔ اور کہیں موم کی پٹلیاں زمین دیوانہ بناتی ہیں (۱۲)۔ موم کی پٹلیاں اتنی مکمل ہیں کہ ان کی "وضع خوبصورت عورت" کی مسلم ہوتی ہے۔ (۱۴)

کافور کا درخت اودھ میں نہیں ملتا لیکن درآدھ مدد کافور کی بنیاد پر کافوری شعبوں کی صنعت کا سراغ ملتا ہے اور "طلسم" کے شہستان ان کافوری شعبوں (۱۵) سے جاگما رہے ہیں۔

---

(۱) (۱۱۵)	(۲) (۴۱۳)	(۳) (۸۲۳)
(۲) (۱۱۵)	(۵) (۸۷۳)	(۶) (۵۲۶)
(۴) (۴۹۴)	(۸) (۸۶۶)	(۹) (۸۹)
(۱۰) (۳۵۰)	(۱۱) (۱۱۶۹)	(۱۲) (۳۴۳)
(۱۳) (۱۰۷)	(۱۴) (۱۰۷)	(۱۵) (۳۵۰)

اودھ میں ہاتھی دانت بھی نہیں پایا جاتا لیکن ہاتھی دانت درآدھ کہا جاتا ہے اور فن کاروں کی جادوگری اس میں جان ڈال دیتی ہے۔ "طلسم" میں ہاتھی دانت کی کنگھیاں (۱) صرف خوش قدان طلسم کے گسو نہیں سنوارتیں بلکہ فن کاران طلسم اس سے خوش قدوں کی تخلیق بھی کرتے ہیں۔ "طلسم" میں "ہٹلی خوبصورت ہاتھی دانت کی" (۲) بھی نظر آتی ہے۔ ہاتھی دانت سے دروازوں کی نوک ہلک بھی درست کی جاتی ہے۔ یہ تو خیر مبالغہ ہے کہ "جوڑی دروازہ کی خوبصورت ہاتھی دانت کی نوٹس ہوئی" (۳) بنادی جائے۔ کیونکہ یہ داستان گواہی ہٹک میں بھی کوئی اتنا بڑا ہاتھی نہ بتا سکے جس کے دانت سے دروازے تراش لئے جائیں ! لیکن اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دروازوں پر ہاتھی دانت کا کام ہوا کرتا تھا۔

اور جس طلسم میں بہار جیسی ساحرہ ہواس میں اگر صندوق کی جوکھان نظر آئیں تو کیا تعجب۔ صندوق کے درخت تو اودھ میں نہیں ہیں لیکن صندوق کی جوکھان تو ہیں ہی سکتی ہے۔

فطری ماحول کے مطالعہ میں ہم نے سانپوں کی پھر مار دیکھی تھی۔ لیکن سانپ کا چمڑا (۵) استعمال نہیں کیا جاتا۔ صرف امیر حمزہ کے طم اڑدھا پھکر کے لئے سانپ کا چمڑا استعمال کیا گیا ہے۔

آہستاروں (۶) اور لکڑھاروں (۷) کو ہم دیکھ چکے ہیں۔ ان کے علاوہ "طلسم" میں سفون (۸) کے کھوپڑے کھنکرتے ہیں۔ پہلے (۹) بھی ہیں جنھار (۱۰) بھی اور

---

(۱) ۱ (۸۷۰)	(۲) ۱ (۱۸۳)	(۳) ۱ (۳۳۲)
(۲) ۱ (۱۴۹)	(۵) ۱ (۲۵)	(۶) ۲ (۳۰۵)
(۷) ۱ (۲۰۰)	(۸) ۱ (۳۰)	(۹) ۳ (۲۸۷)
(۱۰) ۳ (۲۸۷)		

دام دار (۱) بھی ۔ مداری بھی کھیل نمائشا دکھائے میں معروف میں ۔ کوئی رچھ والا (۲) ہے ۔ اور کوئی بندر والا (۳) ۔ اور کس طرف جو نظر اٹھے تو ہوتا ہے وہ سانپ کا نمائشا (۴) ۔

اودھ کے سماج میں نہ مندرجہ بالا نانوی بہداوار میں اجنبی میں اور نہ مندرجہ بالا ہیشے ۔ چنانچہ " طلسم " کی نانوی بہداوار کی صفت کے اس حصہ کو یقیناً اودھ میں کہا جاسکتا ہے جس کا تعلق صفت فراہم سے ہے ۔

زوی صفت کے آٹھوں میں پروان جڑھنے والی صفت نانوی کا حال بھی کچھ مختلف نہیں ہے ۔

زوی صفت ابتدائی کی بنیاد پر سہاگڑی صفت کہنے کی ہے ۔ اودھ میں ایک ناقص قسم کا کہاس بہدا ہوتا ہے ۔ لیکن اس ناقص کہاس پر کہنے کی صفت نہیں کھڑی ہو سکتی ۔ " طلسم " کے ہزار سے مختلف قسم کے کہٹوں سے بھرے ہوئے ہیں لیکن ان میں سے بہتو اودھ میں نہیں ہیں ۔ لیکن " طلسم " میں جلاہون (۵) کا وجود کہنے کی صفت کی شہادت ہے ۔ روزوہ کے استعمال کے اصولی کہنے اودھ میں بنتے ہیں ۔ " طلسم " میں اس صفت کی ہرجائیاں نظر آتی ہیں جب ہم مسافروں کے کندھوں پر دری (۶) دیکھتے ہیں ۔ کھاروے (۷) اور گاڑھے (۸) کے ذکر کے ساتھ ساتھ کھاروے کی لنگھوں (۹) اور گاڑھے کے انگوچھوں (۱۰) کا ذکر بھی ملتا ہے ۔

اجھے کہٹوں میں اودھ کی جام دانی (۱۱) موجود ہے ۔  
نشہ ہانوں کے لئے جانڈو (۱۲) جرس (۱۳) اور دھک (۱۴) کا بندوبست ہے ۔

---

(۳۸۲)۱ (۳)	(۳۸۲)۱ (۲)	(۲۸۶)۳ (۱)
(۳۴۶)۲ (۶)	(۵۰۰)۳ (۵)	(۵۴۴)۴ (۴)
(۱۲۵)۱ (۹)	(۱۳۸)۱ (۸)	(۴۳)۱ (۷)
(۴۴۲)۵ (۱۲)	(۵۲۶)۱ (۱۱)	(۲۸)۳ (۱۰)
	(۸۶۵)۱ (۱۴)	(۲۳۵)۴ (۱۳)



کشموری چرس (۱) بھی استعمال ہوتا ہے۔ گانجہ (۲) کی کلیان بھی موجود ہیں۔  
 افیون (۳) تو خیر ہے ہی۔ اور افیونیوں کی دنیا مٹھاس پر قائم ہے۔ چنانچہ "طلسم"  
 میں گڑ (۴) شکر (۵) قند (۶) اور راب (۷) کا ذکر ملتا ہے۔ اور ان چیزوں کی بنیاد  
 پر مٹھائیوں کی ایک ترقی یافتہ صنعت کا سراغ ملتا ہے۔ حلوائیوں کی دوکانیں سب  
 موٹی ہیں۔ ان مٹھائی کی دوکانوں کے دوپہ بہ دوپہ خوانچہ والے ہیں جو دال  
 موٹے کچالو کاہلی مٹر دہی بڑے اور گول گھے پہچتے ہیں (۸)۔

اب جس دنیا میں اتنی مٹھائیوں اور جاک کی جاک ہوگی وہاں خانہ ساز  
 سرکے کے ہنر کام چلنا ذرا دشوار معلوم ہوتا ہے۔

کھانے کے بعد حقہ کی منزل آتی ہے۔ چنانچہ طلسم میں تھاکو اور حقہ سازی  
 کی صنعت کافی بڑی ہے۔ جہاں دیکھتے وہاں ساقیوں کی دوکانیں آراستہ نظر آتی  
 ہیں۔

"ساقی بھی مسکراتی تھی۔ سامنے خریدار دھائیں دیتے تھے۔ کشمیر اور  
 سالجہاں مانگتے تھے۔ بارقند ہمسے کی چلم بھروائے والے اڑاتے تھے" (۹)

جس طرح میں یہ دوکانیں ہیں اسی میں ایک ذرا آگے بڑھ کر  
 "تھاکو والے خمیرہ سادہ کڑوا پہچتے تھے" (۱۰)

حقہ اور پان نواہ کی زندگی کے مخصوص اجزاء ہیں۔ "طلسم"  
 میں شہزادہاں سے لے کر مہترانوں تک کو پان کھانے کی لت ہے۔ ہر گھر میں پاندان  
 موجود ہے اور ہر بازار میں تنہولوں (۱۱) کی دوکانیں مل جاتی ہیں۔ ساقیوں (۱۲)  
 نے حقہ پلایا اور تنہولوں نے پان کھلایا۔

---

(۱) ۲ (۲۳۶)	(۲) ۵ (۱۳۸)	(۳) ۱ (۸۷۵)
(۴) ۱ (۸۷۶)	(۵) ۲ (۱۰۴۷)	(۶) ۱ (۲۵)
(۷) ۶ (۶۱۷)	(۸) ۱ (۸۶۹)	(۹) ۱ (۸۶۵)
(۱۰) ۱ (۸۶۸)	(۱۱) ۱ (۸۶۶)	(۱۲) ۱ (۵۸)

"کہیں نیپولی اپنا رد" جھٹتے تھے۔ تختوں پر بہان سلید سلید د ساوری

اور ہنگہ رکھے ہوئے تھے۔ کتھے جونے کے مرقبان د ہرے تھے" (۱)

صبح ہوئی نوصاہن (۲) سے مکہ د ہوا گیا۔ مٹلی اور کشمیری (۳) جاہ سے شغل کیا گیا۔ اس مٹلی اور کشمیری جاہ کا کشمیر یا نوکستان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ جاہ کے نسخوں کے نام میں۔ رہا صاہن تو وہ بھی ہمارے کچھت تھا نہیں ہے۔ واٹ "کمرشل پراڈکٹر آف انڈیا" میں اس خیال کا اظہار کرتے ہیں کہ صاہن سے قدم ہندستان واقف تھا۔ "صاہن یا صاہنی" جسے الفاظ عہد ہمارے میں مستعمل تھے۔ چنانچہ "گرو گرنہ صاحب" میں گرونانک نے "صاہنی" استعمال کیا ہے (۴)

کھانے کو تولکھنوالوں نے فن بنا ہی دیا تھا۔ "طلسم" بھی اس کی شہادت دیتا ہے۔ ہاروجھانے رکاب دارون (۵) ہکاویوں (۶) نان ہائوں (۷) اور ہاروجھن (۸) سے جھٹک رہے ہیں۔ کھانے کی کلریگری کو آگے بڑھانے کے لئے گھون سے مائدہ/ اور روا (۱۰) بنایا جاتا ہے۔ اور مختلف قسم کی روٹیوں کے ساتھ ہاؤ روٹی (۱۱) بھی تیار کی جاتی ہے۔ لیکن اودھ جو ہندی طور پر ایک نوی علاقہ ہے اس میں ستوکے ہسروکام چلنا دشوار ہے۔ داستان گوئے ستو (۱۲) کا انتظام بھی کر رکھا ہے۔

"طلسم" میں مٹلی (۱۳) بھی موجود ہیں اور صدقہ کے سامانوں میں کٹوا (۱۴)

تھل بھی نظر آتا ہے۔

لکڑی کی صنعت بھی کچھ کم ترقی یافتہ نہیں ہے۔ روتہ "چمپرکھٹ اور

مہربان اور جوکے اور جوکمان کرسہان الماریان ہزار ہا تھان نظر نہ آتے۔

- 
- |                 |                                     |                |
|-----------------|-------------------------------------|----------------|
| (۱) ۵۲۶         | (۲) ۲ (۳۶۶)                         | (۳) ۵ (۴۲۲)    |
| (۴) چورا :      | Society and Culture in Moghal India | ۱۵ - ۱۴        |
| (۵) ۵۴۰         | (۶) ۱۴ (۷) ۸۰                       | (۸) ۱۰ (۹) ۱۶  |
| (۱۰) ۱۴ (۱۱) ۲۳ | (۱۲) ۱ (۱۳) ۱۰۲                     | (۱۴) ۲ (۱۵) ۸۹ |

مسموموں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے نوازا (۱) بھی موجود ہے۔

لیکن نرمی ہمیشہ ہمد اور ثانوی کا دائرہ عمل صرف گھریلو زندگی میں تک نہیں محدود ہے۔ یہ ہمیشہ فوجی ضرورتوں میں بھی پوری کرتی ہے۔ وہ سنل ہائی خیمے بارگاہیں راویان شامانیے اور بے چوہے نظر نہ آتے۔

"طلسم" میں تازی کا ذکر تو نہیں ہے لیکن ہاسون (۲) کا ذکر ہے۔ تازی کے درخت بھی ہیں۔ ان دونوں کی موجودگی سے یہ نتیجہ نکالنا غالباً غلط نہ ہوگا کہ "طلسم" میں تازی کی صفت بھی موجود ہے۔

"طلسم" میں دھویں اور درزی بھی ہیں اور ان دونوں پیشوں کا تعلق بھی ہمیشہ ابتدائی سے ہے۔

مندرجہ بالا شواہد کی بنا پر یہ رائے قائم کی جاسکتی ہے کہ نرمی ہمد اور ثانوی ہمد اور ان کی جو ہمیشہ قائم ہے وہ اودھ کے لئے اجنبی نہیں ہے اور یہ ہمیشہ بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس کی ابتدا فطری ماحول سے ہوئی تھی۔

ہمد اور ثانوی کا وہ حصہ جس کا تعلق باغبانی سے ہے اس قسم کی شہادتیں فراہم کرتا ہے۔

"طلسم" میں بڑھوں کا ذکر تو نہیں ہے لیکن لکڑی کا طلسمی کاروبار بڑھوں کے ہنر کے چل سکتا ہے۔ طلسم میں کھڑاؤنوں (۳) کی کھٹ کھٹ سنی جاسکتی ہے۔ لوگوں کو طلسم کی مالا (۴) جہتے ہوئے دیکھا جاسکتا ہے۔ چوکیان (۵) لگی ہیں۔ ہلندہ (۶) بچھے ہیں۔ مسہریان (۷) اور چھپرکھٹ (۸) آراستہ ہیں۔ دنگل (۹)

---

(۱)	۲ (۵۵)	(۲)	۳ (۳۴۵)	(۳)
(۲)	۲ (۷۰۹)	(۵)	۲ (۳۶۶)	(۶)
(۴)	۲ (۲۵۷)	(۸)	۱ (۳۴)	(۹)

موجود ہیں - کرسیاں (۱) لگی ہوئی ہیں - میز (۲) تھپنے سے رکھے ہوئے ہیں -  
 دروازوں پر مونڈھے (۳) پڑے ہوئے ہیں - چھاپے (۴) کھلے ہوئے ہیں - طردان (۵)  
 سے طرکی شیشیاں جھانک رہی ہیں سو قدان طلسم سنگار کورہے ہیں - بالکمان (۶)  
 بالکمان (۷) سکھال (۸) دروازوں پر لگے ہوئے ہیں - لب جو بچے (۹) اور دولہن  
 کی طرح سب ہوئی مورہنگھیاں (۱۰) محو خرام ہیں - دریاؤں میں ڈونگیاں (۱۱)  
 اور کشتیاں (۱۲) بچوں کی طرح بھاگ دوڑ رہی ہیں -

پرتنوں کو غور سے دیکھا جائے تو چینی اور مٹی کے پرتنوں کے پاس ایک کاسہ  
 (۱۲ الف)  
 جوں/بھیں نظر آسکتا ہے -

خوشبوؤں کی دنیا میں غیر اودھی لوہان (۱۳) عنبر (۱۴) اور عود (۱۵) کے  
 ساتھ ساتھ عطر سہا (۱۶) مل جاتا ہے اور موتیے کا عطر (۱۷) بھی موجود ہے -  
 عرق گلاب (۱۸) اور عرق کھوڑہ (۱۹) سے فضا مطر ہے - اور اگر کی پتھریں (۲۰) کا عطر  
 بیزد ہوان فضا میں رقصاں ہے -

اور مولیٰ کی فضا میں صرف مولیٰ ہی نہیں گائی جاتی بلکہ جھر (۲۱) اور گال  
 (۲۲) کا غبار سرخ بھی اڑایا جاتا ہے -

---

(۱۸۹)۱ (۳)	(۱۶)۱ (۲)	(۱۰۱)۱ (۱)
(۷۳۹)۱ (۶)	(۱۹)۱ (۵)	(۱۳)۱ (۳)
(۴۰)۲ (۹)	(۱۹۶)۲ (۸)	(۲۷۰)۲ (۷)
(۱۶)۱ (۱۲)	(۳۷)۲ (۱۱)	(۲۷۱)۲ (۱۰)
(۱۸)۱ (۱۴)	(۳۸۸)۳ (۱۳)	(۷۰۹)۴ (۱۲ الف)
(۳۳۲)۲ (۱۷)	(۲۲)۲ (۱۶)	(۴۳)۱ (۱۵)
(۴۴۵)۳ (۲۰)	(۱۰)۱ (۱۹)	(۱۰)۱ (۱۸)
	(۵۰۰)۱ (۲۲)	(۵۰۰)۱ (۲۱)

کھلونوں کی دنیا بھر آباد ہے۔ اساطیروں کی دوکان پر بچوں کے لئے ہتھیار (۱)  
ڈولیاں (۲) جکلی (۳) اور لٹو (۴) موجود ہیں۔ لیکن یہ کارپوری اسی منزل پر نہیں  
رک جاتی۔

”فیروز جادوئے بہت پر ہتلی کے ہاتھ رکھا۔ ہتلی نے منہ کھولا.....  
شیر۔“ نے ہتلی میں کل لگا کر بے ہوش ہو کر رکھی تھی۔ (۵)

”درخت سب قفل دار ہیں۔ جڑ سب ان کی پیچ میں لگے ہیں۔ ان  
کے کھلنے سے درخت سب شق ہوتے ہیں۔ پیچ میں بڑھنے کے چہرے  
کھلدار لگے ہیں کہ درخت کے شق ہونے سے وہ ہلکتے اور آگے بڑھتے  
ہیں۔ (۶)

بچوں کی دنیا میں آباد ہیں۔ خوشبو سازوں (۷) کے ساتھ ساتھ گل فروش  
(۸) ہیں جو ہلکے کی جہانگیران (۹) موٹے کے طوق (۱۰) اور چھلی کے ہار (۱۱)  
پہنتے ہیں۔ ان کے علاوہ عطار (۱۲) ہیں کنجلیے (۱۳) ہیں۔ سنکونیاں (۱۴) اور  
کبوتریں (۱۵) ہیں۔ اور ان کے علاوہ باغبانوں کا ایک ہوا گروہ ہے۔

منشیات میں گانچہ چرس، مدک، بھند، شراب اور تھاکو کا بول بالا ہے۔ چنانچہ

---

(۱) (۸۶۶)۱	(۲) (۸۶۶)۱	(۳) (۸۶۶)۱
(۴) (۸۶۶)۱	(۵) (۳۷۶)۵	(۶) (۴۸۷)۲
(۷) (۸۶۶)۱	(۸) (۸۶۶)۱	(۹) (۸۷۳)۱
(۱۰) (۸۷۳)۱	(۱۱) (۸۷۳)۱	(۱۲) (۸۶۶)۱
(۱۳) (۴۰)۱	(۱۴) (۸۶۵)۱	(۱۵) (۹۵)۱

ساقی (۱) میں - ساقین (۲) میں شراب کی پھٹان (۳) میں ان میں کلوار (۴) اور کلوارین (۵) میں - کہیں فہرا (۶) چل رہا ہے تو کہیں شراب انگور (۷) لٹھائی جارہی ہے - کہیں کھنکی کی شراب (۸) چل رہی ہے اور کہیں شراب سوخ (۹) -

یہ کھنکی کی شراب سحرالہمان میں لٹھائی جا چکی ہے -

گلابی میں غنچے کی بھر کر شراب

پلا ساقیا کھنکی کی شراب (۱۰)

حقہ نوخراودہ کی جان ہے -

"حقہ دراصل دہلی کی ایجاد ہے اور وہیں شاہی پھنڈی خانوں میں

مختلف وضوئیں کے حقے تیار ہو گئے تھے - لکھنؤ نے جو توفی کی وہ سب

ہجوانوں اور چلموں اور چھروں کی شکل اور قطع کی اصلاح سے متعلق

ہے" (۱۱)

حقہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ شراب پلانے والوں کی طرح حقہ پلانے والوں کو بھی ساقی (۱۲) کہا گیا -

"جب نواب چھپن کی انگوٹھی کے ذریعہ کوتوال نے امام بخش ساقی

کو بلوایا تو اس نے کہا "حضور! میں لب دریا لوہے کے پل کے پاس

حقہ پلاتا ہوں" (۱۳)

(۱) (۱) (۲) (۲) (۵۸) (۲) (۲) (۱) (۱)

(۲) (۲) (۱) (۵) (۸۶) (۶) (۱) (۱) (۱)

(۴) (۱) (۸) (۳۸) (۹) (۱) (۱) (۱)

(۱۰) میر حسن : سحرالہمان ۴۴ (۱۱) مضامین شری ۳۲۶

(۱۲) (۲) (۱) (۱۳) رسوا : امراؤ جان ادا (۲۴) (۱)

"طلسم موشرہ" میں یہ کام ساقین کرتی ہیں ۔  
 "جب اور آگے چلا ۔ ہالمن ساقین کی تنی دیکھیں ۔ نیچے ہال کے چوکا  
 تخت کا بچھا تھا ۔ ۰۰۰۰۰ ایک سمت لگن اور پتلون میں نیچے بھٹکے  
 تھے ۔ سامنے کچھ حقے تیار تازہ کٹے رکھے تھے ۰۰۰۰۰" (۱)

یہ تو ہوا ملون ٹھیلون کا اندازہ ۔ لیکن اودہ کے ہاشرہ میں حقہ گھریلو  
 زندگی کی ایک ضرورت بن چکا تھا ۔ مثلاً خانم کا کمرہ دیکھئے ۔

"کنول روشن ہے ۔ بڑا سا فقہ ، پاندان آگے کھلا رکھا ہے ۔ بھجوان ہی  
 رہی ہیں ۰ (۲)

اور یہ حقہ طوائفوں اور بھگون میں فروق نہیں کرتا ۔ چنانچہ بھگم صاحبہ بھی حقہ  
 سے شغل فرماتی ہیں ۔

"کھانا کھا کے ہاتھ منہ دھو یا ۔ ہان کھا یا ۔ مہری نے حقہ لاکے لگا دیا ۔  
 بھگم نے سب کو بھانے سے ڈال دیا ۰ (۳)

اور خود امراؤ جان ادا حقہ کے حق میں زبردست شہادت دیتی ہے ۔

"اتوار کا دن تھا ۔ ۸ بجے صبح کو بھگم صاحب کی مہری فحش اور  
 کھار لے کر سوہر سزاو ل ہو گئی ۔ میں ابھی سو کے اٹھی تھی ۔  
 اچھی طرح حقہ بھی نہ پہنے پائی تھی کہ اس نے جلدی مچانا  
 شروع کر دیا ۰ (۴)

---

(۱) ۱ (۸۶۵) (۲) رسوا : امراؤ جان ادا ۵۶

(۳) ایضاً ۲۹ (۴) ایضاً ۲۸۹

طوائف اور ہنگاموں میں کی طرح شہزادہ بن کو بھی حقہ پہننے کی سخت عادت ہے۔ "سحرالہمان" میں کمسن بدو منور حقہ سے شامل کوئی نظر آتی ہے۔

خواہ ایک حقہ لٹے بھی کھڑی \* کہ لالچے کی بھی اس پہ بھی جڑی  
لب نازک اور وہ مہنٹال دھر \* نکالے بھی پردہ سے درد جگر (۱)

یہ شہادتیں حقہ کی تہذیبی اہمیت ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اسی لئے "طلسم" میں بھی یہ صفت بہت توجہ یافتہ نظر آتی ہے اور نوبل (۲) گزگزی (۳) مدار (۴) مہم (۵) اور ہجوان (۶) نظر آتے ہیں اور جگہ جگہ نہجہ بند (۷) موجود ہیں۔

"طلسم" میں کافذ کا استعمال بھی نظر آتا ہے۔  
"عروئے جواب اس کا ایک تختہ کافذ پر لکھا" (۸)

یہ کافذ صرف خط و کتابت کے کام نہیں آتا۔ ہر چیز کی طرح کافذ بھی جادو کے کام آتا ہے۔ قدم قدم پر ساحر "ایک آفتاب کافذ کا لے کر ہاتھ پر رکھ کر سحر" (۹) پڑھتے نظر آتے ہیں۔ مصور کا توجہ اس کافذ پر قائم ہے۔ اس میں شک نہیں کہ "طلسم" میں کافذ کا کوئی کارخانہ تو نہیں ہے لیکن/ہندوستان کے لئے کوئی نہیں چیز نہیں ہے۔ کافذ ہندوستان میں مغلوں کے آنے سے بہت پہلے سے استعمال ہو رہا ہے۔ (۱۰) لیکن تارا چند کو اس رائے سے اختلاف ہے۔ ان کے خیال میں کافذ ہندوستان میں مسلمانوں کے ساتھ آیا۔ (۱۱) وشنو سوروپ کا خیال صحیح ہو یا تارا چند کا لیکن یہ

- 
- |     |                     |         |  |           |
|-----|---------------------|---------|--|-----------|
| (۱) | میر حسن : سحرالہمان | ۷۵ - ۷۶ | (۲)  | (۸۹)      |
| (۳) | (۱۸۵)               | (۲)     | (۴۰۸)  | (۵) (۲۳۲) |
| (۶) | (۸۶۵)               | (۷)     | (۸۶۵)  | (۸) (۱۰۳) |
| (۹) | (۱۱۰)               | (۱۰)    | Vishnu Suroop : J.B.O.R. Vol.VIII, Part I, p. 45 - 47. |           |

Tara Chand : Influence of Islam on Indian Culture 141. (۱۱)



ہات طے ہے کہ جاء وقبر کافذ سے خوب واقف تھے اور ان کے زمانہ میں چھاپے خانے کھل چکے تھے اور اشاعت کا کام کافی ترقی کوچکا تھا ۔ اس لئے یہ نتیجہ نکالنے میں کوئی نقصان نہیں کہ " طلسم " میں کافذ کی صحت موجود ہے ۔

فوج سامانوں میں بارگاہوں کے ستونوں سے الگ ظاہر ہے کہ کمانیں (۱) بنتی رہی ہوں گی ۔

باربرداری کے لئے جھکڑے (۲) اور ارابے (۳) نظر آتے ہیں ۔ ان کے درآہ ہوا کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

ریشم نہ پیدا ہونے کے باوجود کلاہتو (۴) کا یہ تکلف استعمال اس صحت کا سراغ دیتا ہے ۔

بلخانی کی اس دنیا میں کوئی چیز اجنبی نہیں ہے ۔ خام چیزیں آسانی سے پہچانی جاسکتی ہیں ۔ گہ ہانی کی دنیا میں بلخانی سے مختلف نہیں ہے ۔ اودہ نہ حقانوں (۵) سے پرے گاہ ہے نہ گڈیروں (۶) سے ۔ کہاں ہو موڑ پر مل جائے ہیں جو سینوں پر کباب (۷) سینکڑے نظر آتے ہیں ۔ کلمیں (۸) کے کباب کی خوشبو میں مل جاتی ہے ۔ کھوپڑے بجانے والے سقون کی ہشموں پر جو مشکیں (۹) ہیں وہ بھی اودہ کے لئے اجنبی نہیں ہیں ۔

جانوروں سے جھڑے اور گوشت کے علاوہ جویں (۱۰) میں حاصل کی جاتی ہے ۔ دودھ تو خرطتا ہی ہے ۔ دودھ سے گھی (۱۱) میں نکالا جاتا ہے اور دھن (۱۲)

---

(۱)	(۲۵)۱	(۲)	(۳۳)۱	(۳)	(۵۴)۱
(۲)	(۴۹)۱	(۵)	(۵۸)۱	(۶)	(۲۸)۳
(۴)	(۱۳)۱	(۸)	(۸۷۵)۱	(۹)	(۷۳)۱
(۱۰)	(۲۱)۱	(۱۱)	(۲۱)۱	(۱۲)	(۸۶۵)۱

میں جمایا جاتا ہے۔ "طلم" والوں کو گور سے اہلے (۱) بنانے کا فن بھی معلوم ہے۔  
بھڑکے اون سے کھل (۲) بنائے جاتے ہیں اور گسوؤن والے سب کے کنگھوں (۳)  
سے گسو سنوارنے میں نظر آتے ہیں۔

گہ بانی سے متعلق سب سے زیادہ ترقی یافتہ صنعت جوتوں کی ہے۔ جمود ہے  
(۴) اور معمولی چمڑے کے جوتے (۵) ہی نہیں بنتے۔ جوتوں کی نوک ہلکے بھی درست کی  
جاتی ہے۔ گتھلے جوتوں (۶) کو چھوڑتے تو نوکدار جوتے (۷) ملینگے۔ خرونو کے جوتے  
(۸) نظر آئینگے۔ موہاؤن (۹) اور کامدار (۱۰) اور ٹاٹ بانی (۱۱) اور زری (۱۲) اور  
نوی (۱۳) کے جوتے بھی نظر آئینگے۔ ہاہو، زردوزی (۱۴) میں اپنا وجود ثابت کریں۔  
شیر نے خرونو کے جوتوں کا ذکر کیا ہے۔ طور پر کہا ہے کہ لکھنؤ کے شرفا بھی جوتے  
بہنا کرتے تھے۔ (۱۵)

ماء اللحم (۱۶) کا ذکر اس سلسلہ کو ختم کرتا ہے۔ لیکن لکھنؤ کا ذکر بالائی (۱۷)  
کے منبر ناظم معلوم ہوا۔

ہمیشہ نانوی افشرونی کا حال بھی گہ بانی اور بانی ہی کی طرح ہے۔ عرف  
فرق اتنا ہے کہ اس ہمیشہ پیداوار نانوی کے لئے اودھ کچا مال فراہم نہیں کرتا۔  
لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ یہی صنعت سب سے زیادہ ترقی یافتہ معلوم ہوتی ہے۔

---

(۱) ۱ (۸۷۵)	(۲) ۳ (۲۸)	(۳) ۱ (۸۷۰)
(۲) ۵ (۵۶۶)	(۵) ۲ (۶۶)	(۶) ۱ (۷۳۰)
(۴) ۱ (۵۴۰)	(۸) ۱ (۵۳)	(۹) ۱ (۸۵۸)
(۱۰) ۲ (۳۹)	(۱۱) ۵ (۵۳۷)	(۱۲) ۵ (۴۷۸)
(۱۳) ۵ (۵۸۴)	(۱۴) ۶ (۵۴)	(۱۵) شیر: مضامین شیر ۴۲
(۱۶) ۲ (۲۹۶)		

"طلسم" میں جاندی سونے پتیل تانبے لوہے اور جست کا استعمال ملتا ہے۔ (۱)  
ان دھاتوں کے علاوہ طرح طرح کے جواہرات ہیں۔ ان دھاتوں پر قائم شدہ صنمیں  
کا میدان عمل گہروں سے میدانِ جند تک پھیلا ہوا ہے۔

گہروں میں برنجی تعالیاں (۲) بھی ہیں۔ اور پتیل کے تعال (۳) بھی۔  
لوہا (۴) لٹا (۵) لٹا برنجی (۶) اور لٹا پتیل کی (۷) بھی موجود ہے۔ لکن (۸) ہیں۔  
پتلیاں (۹) ہیں۔ مٹیے بڑے دیے (۱۰) ہیں۔ طشت (۱۱) آفتابے (۱۲) اور ہمس  
دانیاں (۱۳) ہیں۔

لکن برتنوں کی کہانی انہیں برتنوں کے ذکر سے ختم نہیں ہوتی۔ ظروف طلائی  
ونقری (۱۴) بھی ہیں۔ مثلاً سونے روئے کے گھڑے (۱۵) ہیں۔ جاندی کے کھڑے (۱۶)  
ہیں۔ سونے جاندی کے تعال (۱۷) ہیں۔ طلائی طشتویاں (۱۸) ہیں۔ سونے کے  
قاب (۱۹) ہیں۔ جواہر نگار آفتابے (۲۰) ہیں۔ کاسہ پلورین (۲۱) ہے۔ کاسہ جواہر  
کار (۲۲) ہے۔ پیمانہ جواہر آگین (۲۳) ہے اور پلور کی صراحیاں ہیں (۲۴)۔

---

(۱) ۱ (۹۶۶)	(۲) ۱ (۱۰۹)	(۳) ۲ (۵۹)
(۲) ۱ (۲۲)	(۵) ۱ (۸۵)	(۶) ۳ (۲۱۸)
(۷) ۱ (۸۵)	(۸) ۱ (۸۶۵)	(۹) ۲ (۳۱)
(۱۰) ۲ (۳۱)	(۱۱) ۲ (۳۶۶)	(۱۲) ۲ (۳۶۶)
(۱۳) ۲ (۳۶۶)	(۱۴) ۲ (۳۱)	(۱۵) ۱ (۱۴۵)
(۱۶) ۱ (۳۴۴)	(۱۷) ۱ (۵۸)	(۱۸) ۲ (۲۳۲)
(۱۹) ۲ (۲۳۲)	(۲۰) ۱ (۳۳۷)	(۲۱) ۱ (۲۹۹)
(۲۲) ۱ (۱۹۶)	(۲۳) ۱ (۱۳۳)	(۲۴) ۱ (۳۴۷)

جادوگروں کی کہانی ہے اس لئے لوہے کی منقلین (۱) بھی موجود ہیں ۔  
 زہروں کا تو کوئی شمار ہی نہیں ۔ شہزادہوں سے لے کر کنیزوں تک اور شہزادوں  
 سے لے کر غلاموں تک، جسے دیکھتے وہی زہروں سے لدا پھندا نظر آتا ہے ۔ زہر بھی قسم  
 قسم کے ہیں ۔ جست کی بالہوں (۲) منسلکوں (۳) اور پتل کے نقد (۴) سے اگر یہ  
 فہرست شروع ہوگی تو چاندی کی بالہوں (۵) اور ہات بالہوں (۶) اور چاندی کی سادی  
 بچلوں (۷) کولیتی ہوئی سونے کے جھڑوں (۸) ہاروں (۹) اور کڑوں (۱۰) کو سمیٹتی  
 ہوئی جواہر نگار کڑوں (۱۱) اور جڑاؤ ہاروں (۱۲) تک جائیگی ۔ جادوگروں کے ہاتھوں  
 میں لوہے کے کڑے (۱۳) بھی نظر آتے ہیں ۔ مرجان و گوہر کی سونہیں (۱۴) بھی  
 ہیں اور منے کے سلسے بھول بھی (۱۵) ۔ طاقت کے چھکے (۱۶) بھی ہیں ۔  
 الماس کی انگوفیاں بھی (۱۷) اور زرد کے اکے بھی (۱۸) — اور دھوئیں کے  
 پتلون کے گے میں پتل کی گھنٹیاں بھی بچتی ہیں (۱۹) ۔

یہ زہروں کی پوری فہرست نہیں کیونکہ یہ اس کا مقام نہیں ہے ۔ لیکن اس  
 فہرست سے زہروں کی وہ رنگ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ۔

لیکن داستان گوہوں نے جواہرات یا قیمتی مدنیات کو صرف ہر فنون یا زہروں ہی  
 کے لئے استعمال نہیں کیا ہے ۔ تصصیرات میں بھی ان کی کار فرمائی نظر آتی ہے ۔

یہ داستان گولکھنؤ کے اسوئے ہے ۔ اب یہ کہنا تو درست نہیں کہ ہندوستانی  
 فن تصصیر کے عروج و زوال پر ان کی نگاہ تھی ۔ لیکن انہوں نے لکھنؤ کی عمارتیں دیکھی تھیں

---

(۱) ۱ (۵۰۰)	(۲) ۱ (۱۷۸)	(۳) ۶ (۶۱۷)
(۲) ۵ (۲۲۵)	(۵) ۲ (۱۲۲)	(۶) ۲ (۱۲۲)
(۴) ۲ (۷۱۹)	(۸) ۱ (۵۹)	(۹) ۱ (۶۸۵)
(۱۰) ۱ (۲۳)	(۱۱) ۱ (۵۹)	(۱۲) ۲ (۶۶)
(۱۳) ۱ (۸۲۳)	(۱۴) ۱ (۲۳۲)	(۱۵) ۱ (۷۰۲)
(۱۶) ۴ (۲۲)	(۱۷) ۱ (۷۲)	(۱۸) ۱ (۲۲۰)
		(۱۹) ۲ (۵۲۶)

اور انہیں کے نقشہ پر انہیں نے اپنی عمارتیں بنائیں ۔ لکھنؤ کی جائیداد والی بارہ دری  
نے انہیں جواہرات کی عمارتیں بنانے پر اکسایا ۔ " جائیداد والی بارہ دری ایک  
معمولی اینٹ کی عمارت تھی مگر چھت میں جائیداد کے پنجولے ہونے کی وجہ سے جائیداد  
والی بارہ دری کہلاتی " تھی ۔ (۱) داستان گوہر نے اس پر مخالفہ کیا ۔ اور پھر تو  
ایسی عمارتیں بنیں کہ نگاہ نہ ٹھہرے ۔ کہیں گنبد طلاکار ہیں ۔

رخشان ہے جو گنبد طلاکار  
سونے کا پہاڑ ہے نمودار (۲)

کہیں دیواروں پر نفیس ہیں کاری نظر آتی ہے ۔  
" رن " طلا میں جواہر کو ہیں کر کے جواہر کی گلکاری بنائی تھی " (۳)

کہیں جواہر نگار ستون بنائے گئے (۴) اور کہیں ان ستونوں پر بہت کاری کی گئی  
" بیچ باغ میں بارہ دری بنی تھی جس کے ستونوں پر بہت کاری کی تھی ۔  
عمارت جواہر جڑی تھی " (۵)

" عروئے دیکھا ایک بھاگ عظیم الشان شمسہ مثل آفتاب کے جمک رہا  
ہے ۔ دیواروں پر بہت کاری پھولوں کی گلکاری " (۶)

ستونوں پر خانم بندی کا کام بھی کیا جاتا ہے ۔ (۷) اور " دروازہ تمام جواہر ہیں  
کاری کیا ہے " (۸) اور دیواروں پر تو ایسا مطلقہ ہے کہ شاید وہاں

---

(۱) شیر : مضامین شیر	۵۵ - ۵۶	(۲) ۳ (۲۲۵)
(۳) ۱ (۸۴۹)	(۲) ۱ (۵۴)	(۵) ۱ (۲۵۵)
(۶) ۷ (۶۵۶)	(۴) ۱ (۵۶)	(۸) ۳ (۲۴۳)

"اسد نے مکان رشک دہ گستان کود بکھا کہ چار دیواری پر اس کے  
مطلقہ کیا ہوا ہے۔ جواہر کی ہچی کلری ہے۔ مذہب و مہلا ہے۔  
درود دیواری صفا کے آگے آئندہ سکندر کو زندہ"..... (۱)

شہر پناہوں میں رنگین پتھر استعمال ہوتے ہیں۔  
"چار دیواری شہر پناہ کی مقیم و رنگین پتھر کی ہے" (۲)

شہر پناہ کے دروازوں میں فولاد استعمال ہوتا ہے۔  
"سامنے سے ایک سواد شہر کا دیکھائی دیا..... چار دیواری سندھ مور  
کی بنی ہے..... دروازو فولادی لگا ہے"..... (۳)

معمولی پتھر سے سڑکی بنائی جاتی ہے۔  
"کرسی دوکانوں کی برابر دونوں طرف۔ ہج میں پختہ پتھر کی سڑکی  
....." (۴)

سندھ خارا سے ہافون کی روشن بھی درست کی جاتی ہیں  
"بنا تھا فونی سنگین ہر روش پر" (۵)

سندھ مور اودھ میں پایا تو نہیں جاتا لیکن داستان گوہن نے سندھ مور بھی جن  
پھر کے استعمال کیا ہے سندھ مور کی شہر پناہ میں تو ہم دیکھ ہی چکے ہیں۔ ہافون  
کے جہوتوں میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔

"چار چمن کے ہج میں ایک جہوتو سندھ مور کا تھا۔ کٹھوا طلائی اس  
پر جڑا تھا" (۶)

"سحر الہمان" سے سندھ مور کی چوڑکی نہیں بھی مستحالی گئی ہے۔

- 
- |            |                 |               |
|------------|-----------------|---------------|
| (۱) ۱ (۶۵) | (۲) ۱ (۴۱۵-۴۱۸) | (۳) ۱ (۹۰-۹۱) |
| (۲) ۱ (۳۰) | (۵) ۲ (۳۲۲)     | (۶) ۲ (۱۲۰۹)  |

ہنی سندھ مور کی چوڑ کی نہر  
گی چار سمت اس کے ہانی کی لہر (۱)  
سندھ مور کے علاوہ موسیٰ اور سماق کا استعمال بھی ملتا ہے۔

"دروازہ باغ کا کاریگروں نے پتھر کا حج جو کھٹ بازو بنایا تھا۔ سندھ موسیٰ  
اور سماق اور ہد نہات کو تراش کر مثل آئینہ صاف کیا تھا" (۲)

نصیرات کی طرح آسائش سامانوں میں بھی جواہرات کا استعمال ہے لکن  
سے ملتا ہے۔ کہیں "سائمان زینتی تھامی کے کھنچے میں"۔ مونیوں کی جھالری ہے۔  
(۳) کہیں "نمکروہ ہاسلک مرورید ہے" (۴) اور کہیں ایسے نمکریے میں جن پر  
"جارسو کلس ہاقوت کے جڑھے میں"۔ نلم کے طاؤس کلسوں پر پھٹے ہیں۔ نمکروہ  
کی جویوں میں جواہر کے آویڑے ہیں۔ گوہر کی جھالری ہر طرف لٹکی ہے (۵) کہیں  
"کار جوی کے نمکریے میں جن میں موسیٰ اور جواہر کی جھالری لٹکی ہے۔ (۶) ان نمکروہ  
سے ذرا ہٹ کر دہلچن ہنی ہوئی تلک انگور ہے۔ "جواہر نگار ستون"۔ کھانچ کے بدلے  
سنہری پتھان۔ خام ہندی کا کام۔ خوشوں پر زینت کی تھیلیاں (۷)

محلون اور درباروں میں جواہرات کا بھی بے دریغ استعمال نظر آتا ہے۔  
جواہر کے ہاتھوں کی ہلنگٹھان (۸) نظر لگی ہوئی ہیں۔ موصع ہندی (۹) بچھے ہوئے  
میں۔ ہلنگڑی جواہر کار (۱۰) سچ ہوئی ہے۔ کرسیاں بھی کہیں جواہر نگار (۱۱)  
میں اور کہیں ہاقوت (۱۲) کی۔ اور زین کریموں (۱۳) کی بھی کمی نہیں ہے۔

---

(۱) (۲۵۰)۱	(۲) (۵۶)۱	(۳) (۳۳۴)۱
(۴) (۹)۱	(۵) (۲۳۲)۱	(۶) (۱۳۸)۲
(۷) (۵۶)۱	(۸) (۶۴)۱	(۹) (۴۴)۱
(۱۰) (۱۳۳)۱	(۱۱) (۴۲)۱	(۱۲) (۱۹۸)۱
(۱۳) (۱۳۸)۱		

جواہر کی ہلنگڑی تو " سحر الہمان " میں نظر آئی تھی

وہ سونے کا تھا جو جزائر ہند

کہ سینہ تنوں کو ہو جس پر اندھ (۱)

ان ہلنگڑیوں پر شہزادہاں سونے میں زری (۲) کے موہاف ڈالے طلائی مٹاہن  
(۳) کے سامنے طلائی پاندان (۴) کھولے گھوہان بہت پر تکلف گنگا جمنی ورق (۵) لگی  
کھا رہی تھیں ۔ اور عطر دان سامنے ایسے دھوپے میں کہ دیکھنے والا دیکھتا رہ جائے ۔

" عطر دان جواہر کا مور کی صورت بنا تھا اور فوارہ کی طرح چھوٹا تھا " (۶)

چاندنی راتوں میں سندھ مور کی چوکیاں (۷) پہلی معلوم ہوتی تھیں اور شب  
مہ نہ بھی ہو تو کیا فرق پڑتا ہے ۔ ہر طرف چراغان ہے ۔ کنول (۸) روشن ہیں ۔  
فانوس (۹) شعور کو سنہالے ہوئے ہیں ۔ قند بلبن (۱۰) چمکا رہی ہیں ۔ یہ فانوس  
جواہر کار (۱۱) بھی ہیں اور مینا کار (۱۲) بھی ۔ کنول بلورین منقش (۱۳) ہیں اور  
قند بلبن بلورین (۱۴) بھی ہیں اور جواہر کار (۱۵) بھی ۔

دروازوں پر چوہدار ہاتھوں میں " چھڑی جواہر کی جگنو جڑی " (۱۶) لئے  
موجود ہیں ۔ چوہداروں کے ہاتھوں میں گنگا جمنی (۱۷) عصا بھی ہیں تقری (۱۸)  
بھی اور طلائی (۱۹) بھی ۔

---

(۱)	میر حسن :	سحر الہمان	۳۷	(۲)	(۳۶)۳
(۳)	(۱۸۸)۱	(۲)	(۲۱۰)۱	(۵)	(۳۶)۳
(۶)	(۹۷۱)۳	(۷)	(۱۲)۵	(۸)	(۱۳)۱
(۹)	(۱۳)۱	(۱۰)	(۶۳)۲	(۱۱)	(۶۳)۲
(۱۲)	(۱۸۸)۲	(۱۳)	(۴۳)۱	(۱۴)	(۲۸۰)۲
(۱۵)	(۴۵۲)۱	(۱۶)	(۱۵۵)۱	(۱۷)	(۵۴)۱
(۱۸)	(۵۴)۱	(۱۹)	(۵۴)۱		



روزوہ کے اوزاروں میں جاقو (۱) چھری (۲) قہنجی (۳) کھری (۴) بیلچہ (۵) اور سنسی (۶) جیسی چیزیں ملتی ہیں۔ ان چیزوں کے علاوہ جیسی بھی ہے اور ہسین دانی بھی۔

"جنہن جوکی ہر پٹھی منہ دھورہی ہے۔ کنہزن آفتابہ اور طشت لٹے حاضر ہیں۔ کسی کے ہاتھ میں ہسین دانی ہے۔ کوئی جیسی لٹے کھڑی ہے۔" (۷)

منہ دھل گیا نو سنگار شروع ہوا۔ دانتوں میں مسی (۸) لگی۔ آنکھوں میں دنیالہ دار سرمہ (۹) بھرا گیا۔ مانہ کے راستوں پر سہندور (۱۰) کا نشان ڈالا گیا اور پھر "کرتی ہرزہ" (۱۱) یا "کرتی جالی قہنجی کی" (۱۲) پہنی گئی یا گوکھرو کی انگلیاں نکلی (۱۳)۔

فنگار جاندی اور سونے کے ورق (۱۴) پہنائے ہیں۔ گنگا جمنی (۱۵) ورق بھی تیار ہوتے ہیں۔ کام دانی (۱۶) کا کام ایجاد کیا گیا۔ جاندی قہنجی (۱۷) میں تبدیل ہوتی۔ نفرتی اور طلائی تار کہیں گوکھرو (۱۸) بن کر آنکھوں میں کھمبے۔ کہیں لچکا (۱۹) بنے کہیں گولے پٹھے (۲۰) کے پھیر میں نکلے اور کہیں کین (۲۱) بن گئے۔ محنت کشوں نے لوہے کو اتنا کھینچا کہ ہرنجی تار (۲۲) وجود میں آگئے۔

---

(۱) ۱ (۸۶۶)	(۲) ۱ (۱۳۳)	(۳) ۱ (۸۶۶)
(۲) ۳ (۲۸۷)	(۵) ۱ (۲۹۸)	(۶) ۲ (۱۷۵)
(۴) ۲ (۳۶۶)	(۸) ۱ (۹۳)	(۹) ۱ (۷۱)
(۱۰) ۱ (۶۰)	(۱۱) ۱ (۳۶)	(۱۲) ۲ (۱۷۷)
(۱۳) ۱ (۵۹)	(۱۴) ۱ (۸۶۵)	(۱۵) ۳ (۳۶)
(۱۶) ۱ (۷۰۷)	(۱۷) ۱ (۷۶)	(۱۸) ۱ (۵۸)
(۱۹) ۱ (۵۸)	(۲۰) ۱ (۱۵۷)	(۲۱) ۱ (۵۸)
(۲۲) ۱ (۱۳)		

کہن مناکاری (۱) ہے کہن بنت کاری (۲)۔ کہن خاتم ہندی (۳) ہے کہن کارچوس (۴) اور کہن نوروزی = ۰۰۰۰۰ غرض کہ ہے جان صدعات میں اسی جان ڈالی گئی کہ "طاؤس جواہر کیے ناچنے لگے" (۵)

حلوائیوں کی دوکانوں پر ہینٹل کی گھنٹیاں لٹکی ہیں جو "لوہے کی زنجیر پر لٹکتی ہیں" (۶)

صرافوں میں جائیداد اور سونے اور تانبے کے تھیلے روپ دھار رکھتے ہیں (۷)۔  
 صرافہ سے کچھ آگے علاقہ ہندون کا علاقہ ہے۔ جو "بھٹھے عہدہ" کہنا گوندھتے ہیں  
 "بھول ریشمن بناتے" ہیں "نئے ہتھے" ہیں اور "شمسے بانہ ہتھے" ہیں۔ (۸) ان  
 علاقہ ہندون کے ساتھ ہی حکاک، میں جو مونی ہتھے ہیں اور نگنھے کھودتے ہیں (۹)  
 ان کے علاوہ سادہ کار ہیں جو انگوٹھیاں اور چھلے بناتے ہیں۔ (۱۰) ردا جوہری  
 بازار تروہ جوہریوں سے آباد ہے۔

جہاں سونے جاندی اور لوہے کا اتنا کام ہوگا وہاں سنار (۱۱) اور لوہار (۱۲) کا ہونا ضروری ہے۔

یہ تو گھروں اور پستونوں کی چیزیں ہوتی ہیں۔ میدانِ جدوجہد میں ڈھلی ہوئی  
برنج تو ہیں (۱۳) فولادی گولی (۱۴) پھٹکتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ فولادی ڈھالیں  
(۱۵) وار روکتی ہوئی دکھلائی دیتی ہیں۔ فولادی شمشیریں (۱۶) ڈھالوں کو کاٹتی

(57)1 (2)	(255)1 (2)	(202)1 (1)
(77)1 (7)	(500)1 (5)	(127)2 (2)
(77)1 (7)	(77)1 (7)	(77)1 (7)
(112)2 (12)	(112)2 (11)	(77)1 (10)
(202)1 (15)	(5)1 (12)	(5)1 (12)
		(720)1 (17)

ہوئی ملتی ہیں ۔۔۔۔۔ ہتھیاروں کا تودہ ارمی فولاد پر ہے ۔ لیکن رزم گاہ میں فولاد کا بول بالا ہونے کے باوجود فولاد کے علاوہ بھی بہت کچھ نظر آتا ہے ۔ عجائب گمر اس پر گواہ ہیں کہ بڑے بادشاہوں اور سواروں کے ہتھیاروں کی قیمت ان میں لگے ہوئے جواہرات سے بھی جاتی تھی ۔ چنانچہ "طلسم" میں بھی خفقان فروری نگار (۱) ملے ہیں ۔ فرورہ نگار زہن میں نہیں (۲) ۔ ایسی سپرین بھی ہیں جن پر موتوں کا جال (۳) پڑا ہوتا ہے اور ایسی تلواریں بھی نظر آتی ہیں جن میں دستہ جواہر کا ہوتا ہے (۴) ۔

ابتدائی اور ثانوی مصیبت کی مندرجہ بالا شہادتیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ "طلسم" پر غیر ہندوستانی ہونے کا الزام لگانا درست نہیں ہے ۔ غیر ہندوستانی ہونا تو دور رہا یہ داستان تو ٹھیک اودھ میں ہے اور ایک ہل کے لٹے بھی اپنی حدوں سے باہر جانے کی کوشش نہیں کرتی ۔ اس داستان میں زندگی کے ہر شعبہ پر اودھ کی گہری چھاپ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ زندگی سب اور نتیجہ کے ایک سطح پر کا نام ۔ ہر نتیجہ ایک منزل پر کسی اور نتیجہ کا سبب بن جاتا ہے ۔ اس لٹے طلسم کی اودھ میں مصیبت طلسم کے فطری ماحول کا نتیجہ ہے ۔ اور طلسم کی اودھ میں مصیبت طلسم کی اودھ میں تجارت اور وسائل نقل و حمل اور آبادیوں کے انداز کا سبب ہے ۔

ہندوستان ایک قدیم تجارتی ملک ہے ۔ مغرب و مشرق سے اس کے تجارتی تعلقات بہت پرانے ہیں ۔ "طلسم" کے بازاروں پر بھی ان پرانے تعلقات کی چھاپ نظر آتی ہے ۔ لیکن بازاروں کے مطالعہ سے پہلے وسائل نقل و حمل ۔ راستوں اور "علامت نہادہ" شے" کو دیکھ لینا ضروری ہے ۔

داستان گوہمیں کسی قافلہ کے ساتھ سفر نہیں کرواتے ۔ اس لٹے یہ بتانا دشوار ہے کہ "طلسم" میں سڑکیں کسی ہیں ۔ لیکن اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ

راستے میں پختہ کنوئیں کا انتظام ہے۔ مثلاً جب برق کو ایک عماری کوئی ہوئی تو اس نے :

"جن میں کہا۔ اے برق یہ کنواں ایسی جگہ واقع ہوا ہے کہ ضرور  
حاکمان طلسم مسافر و غیرہ ادھر سے گزرتے ہوں گے اور پانی بہتے ہوں  
گے۔ ایسا بیج کر برہمن کی صورت آپ بنا۔ زنا کر گئے میں ڈالا۔  
قتلہ مانعے پر دیا۔ دھوئی زانوئیں تکہ باندھ کر ڈول اور رس لیے کر  
کنوئیں کے چہوتہ پر بیٹھا : (۱)

لیکن سڑکوں کا ذکر ہوا نہ ہو سوداگر قافلے بنا کر روانہ ہوتے ضرور نظر آتے  
ہیں۔ یہ راستے وہاں ہیں۔ قافلے آتے دن لٹھے رہتے ہیں۔ ہر کہن گاہ میں  
قزاقوں کا گروہ موجود ہے۔

"الاکہ کوئی کونہایت ناگوار ہوا۔ کہا۔ یہ جوان کوئی ناجر ہے۔  
قزاقوں نے قصد لوٹنے کا کیا مگر یہ جوان خوب لڑا۔ اس کو اٹھا کر  
لے چلو۔ اس کو ہوئی آٹکا تو پختہ نشان ہوچہ کر قزاقوں کو گرفتار  
کروں گا : (۲)

ان قزاقوں کے علاوہ راستوں میں ٹھکانے کے گروہ بھی کام کرتے نظر آتے ہیں۔  
خود لشکر اسلام کے ہمارے ٹھکانے کرتے ہیں۔

"ہماروں نے مٹھائی اور پکوان کر سے کھول کر تھوڑا تھوڑا آتشہ بہ  
داروئے ہے ہوئی انہیں دیا اور سادہ آپ کھایا۔ وہ سب کھا کر  
پے ہوئی ہو گئے۔ انہوں نے ان میں سے دو آدمیوں کو ..... لا کر  
لے جا کر خنجر سے زمین کھود کر دفن کر دیا : (۳)

لیکن یہ بات عیاروں ہی تک محدود نہیں ۔

" ایک عورت نے نکل کر دیکھا ۔ ایک رنڈی خوبصورت روتی ہے ۔ ہاں  
اگر شاہ پکڑ کرے کہا ۔ ہی ہی ۔ تو کون بیٹھی روتی ہے ۔ ایک مرنہ جہنم  
کر کہا ۔ ایسے نم ٹھہر تو نہیں ہوا ۔۔۔۔۔۔ میں سوداگر بھی ہوں ۔  
میرے باپ لٹے جاتے تھے ۔ راستے میں ٹھہر آگئے ۔ سب لوٹ لے گئے " (۱)

یہ بیان ناقص ہے ۔ ٹھکون کے گروہ میں عورتیں شامل نہیں ہوا کرتی تھیں ۔ یہ بات  
ٹھکون کے اصول کے خلاف ہے ۔ لیکن یہ لغزش داستان خاتم طائی میں بھی ہوتی  
ہے ۔ حاتم کو ایک بڑھیا نے دھوکا دیا تھا ۔ اس کے علاوہ تجارت میں ایک اور قسم بھی  
ہے ۔ " آگریے " کا انداز بالکل قزاقوں کا ہے ۔ ٹھہر قافلہ بردست انداز نہیں ہوتے  
تھے ۔ وہ نواکے دکر کی خبر مانتے تھے ۔ لیکن ان باتوں کے باوجود اس میں شک نہیں  
کہ طلسم میں ٹھکی ہوتی ہے ۔ ایک بٹلی اعلان کر رہی ہے :

" ایہا الحاضریں ! اے مشتاقین و ناظرین ! افراسیاب بادشاہ تمہارا  
مفرور ہوا ۔ ہامند حبیب و سرور ہوا ۔ رہا کی فکر نہیں ۔ عدالت کا ذکر  
نہیں ۔ رحمت برہاد ۔ حاکم مثل جلاد ۔ چور ٹھکون کا زور ۔ بدھاشون  
کا زمانہ " (۲)

ٹھکون اور قزاقوں سے بھرے ہوئے یہ راستے فرس نہیں ہیں ۔ مفلون کی  
منہوٹ حکومت بھی ان ٹھکون اور قزاقوں سے عاجز تھی ۔ ان کے سامنے بھی بڑا مسئلہ  
راستوں کی حفاظت کا تھا ۔ راستوں پر لوٹ مار کے واقعات آتے دن ہوا کرتے تھے ۔ خود  
بدامنی کو ایک بار قزاقوں نے روک لیا تھا ۔ ولیم ہاکنور نے سترھویں صدی میں یہ لکھا  
ہے کہ ڈاکوئن اور چوروں کی وہ بھر مار ہے کہ گھر سے نکلنا دشوار ہے ۔ ولیم فنج کا  
بھی یہی تجربہ ہے ۔ نکولس بھی یہی کہانی سناتا ہے ۔ وہ تو ایک بار ڈاکوئن کے

ہاتھوں لٹا اور دوسری ہمارا ہاتھ محفوظوں کے ہاتھوں ! ہر نیرے ستوہویں صدی کے آخری حصہ میں یہ بیان دیا کہ شاہی کیمپ تک ڈاکوؤں سے محفوظ نہیں ہے۔ (۱) اس لئے اگر "طلسم" ان قزاقوں سے ملو نظر آئے تو کیا عجب۔ "طلسم" کے قزاق گرو ہنا کر جلتے ہیں اور شاہی خزانے تک ہر دست اندازی کرتے ہیں۔ کفیل تیغ زن کا قصہ اس کا ثبوت ہے۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ راستے خطرناک ہیں اور سفر دشوار۔ لوگ زیادہ تر خشکی سے سفر کرتے ہیں کیونکہ دریا کی سفر کا کوئی منظر نظر نہیں آتا۔ "طلسم" کے سوداگر جادوگر نہیں ہیں کہ بالائی سفر کریں۔ اس داستان میں عام انسان اس قدر کم ہیں کہ یہ معمولی سوداگر نسکھن کا سبب ہیں۔

وہیں تو "طلسم" میں ایک جگہ ریل کا ذکر بھی ملتا ہے۔ یہ جہن کے دربار میں جشن ہو رہا ہے۔ حوت صورت نگار اور صرصر طوائفوں کے ہمیں میں جشن دیکھنے گئی ہیں۔ مصور بھڑوے کے ہمیں میں ہے۔

"داروغہ نے پہنچا۔ صاحب کہاں سے آنا ہوا۔ میان مصور بھول اٹھے۔ جناب داروغہ صاحب ہی تو ہیں دکن سے آئی ہیں۔ ابھی ریل سے اتری ہیں ؟ (۲)

لیکن ریل کا یہ ذکر محض تفریحاً ہے۔ "طلسم" میں ریل نہیں جلتی وہ کہیں اور بھی نظر آئی ہوتی۔ "طلسم" میں جادوگر جادو کی سواریوں پر سفر کرتے ہیں یا پھر اس زمانہ کی عام سواریاں نظر آتی ہیں۔ جادو کی ان سواریوں کی سخت ضرورت تھی کیونکہ جس ملک میں ایک دن میں دس میل سے زیادہ سفر کرنا ممکن نہ تھا (۳) اس لئے زمین و آسمان کے قلاہے ملانے کے لئے طلسمی سواریوں کے ہنر کام چل بھی نہیں

(۱) مصطفیٰ : فضل ہندوستان میں سفر ۱۲

(۲) (۵۳۷) (۳) مصطفیٰ : فضل ہندوستان میں سفر ۱۲

سکتا تھا۔ لیکن داستان گواگروہل <sup>کیر</sup> پٹنہ بھی اپنی طلسمی دنیا سے باہر نکلتے ہیں  
نوراستون پر وہی معمولی سواریان نظر آئے لگتی ہیں جن کا تعلق شمالی ہند سے ہے۔  
وہی گھوڑے (۱) اور ہاتھی (۲) اور وہی پہلوان (۳) ہیں۔ شہزادہاں تک گھوڑوں  
پر سوار ہو کر نکلتے ہیں۔ ہر تون کی عام سواریان تو اودھ سے نکلتے ہی نہیں دیتھن۔  
وہی ہالکیان (۴) اور نالکیان (۵) ہیں۔ وہی محافے (۶) ہیں اور وہی سکھیاں (۷)  
ہیں۔ ان سواروں کے علاوہ تخت روان (۸) اور ہوادار (۹) بھی نظر آتے ہیں۔

یہ تمام سواریان مثل ہندوستان ہی میں عام ہو چکی تھیں۔ ہولینڈ نے اکبر  
کے زمانہ میں ہالکیوں کا ذکر کیا ہے اور اہولفضل نے اکبرنامہ میں سکھیاں کا۔ ہرنیر نے  
ڈولی۔ تخت روان اور جنڈول اور ہوادار کا تذکرہ کیا ہے۔ (۱۰) ہوادار کے بارے میں  
شیر کا بیان دلچسپی سے خالی نہیں ہے لیکن قابل اعتماد نہیں معلوم ہوتا۔ ان  
کے خیال میں:

”ہوادار ہٹھ کی وضع کی ایک کھلی ڈولی تھی جس کے پیچھے چمڑے کا  
ٹپ ہوتا اور لوہے کی کمانوں کے ذریعہ کھولا یا بند کیا جاسکتا .....  
آگے پیچھے اس میں فٹس کے سے ڈنڈے ہوتے ..... ہوادار کی قطع  
سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاص انگریزوں کی ایجاد کی ہوئی چیز ہے“ (۱۱)

ہوادار کو انگریزوں کی ایجاد تسلیم کرنے میں تکلف ہوتا ہے۔ لیکن اگر شیر کا بیان  
تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی جاہ وقوع کے عہد تک، وہ ہندوستانی ہو چکا تھا۔

---

(۱) ۷ (۲۳۰)	(۲)	(۳) ۵ (۱۵)
(۲) ۱ (۷۳۶)	(۵) ۲ (۲۷۰)	(۶) ۱ (۴۹)
(۷) ۲ (۱۹۶)	(۸) ۳ (۵۵۶)	(۹) ۱ (۷۱)

(۱۰) مصطفیٰ : مثل ہندوستان میں سفر ۲ = ۳

(۱۱) شیر : مضامین شیر ۳۴۳

سامان لادنے کے لئے عرابے اور چھکڑے (۱) ہیں۔ یہ عرابہ برج دہش میں رہا کہا جاتا ہے اور اب بھی سڑکوں پر نظر آتا ہے۔ یہ ایک حقیر سا پہل ہے۔ (۲) آئین " نے پہل گاڑوں کی دو قسمیں بتائی ہیں۔ اعرابہ اور پہل (۲)۔ پہل کی بھی دو قسمیں ہیں۔ گھرمہل اور پہل۔ گھرمہل میں گھوڑے بھی جوڑے جاتے ہیں (۵)۔ غالباً یہی گھرمہل مشرقی ہوی کے غازی پور میں گھڑپہل بہن کر گھوڑپہل بنا اور اب بھی محرم کے جلوسوں کا ایک لازمی جز ہے۔ مغرب کی "رے" اگر مشرق میں "رے" بن جاتی ہے۔

"طلسم" میں دریائے راستے استعمال نہیں ہوتے۔ دریائے کوئی اس قابل ہے بھی نہیں۔ اس لئے "طلسم" میں جہاز نہیں ہیں۔ لیکن ڈونگیاں (۶) اور کشتیاں (۷) نظر آتی ہیں۔ سرسہائے کے لئے مورہنگھیاں (۸) اور سچرے (۹) ہیں۔ جوہرا کا کہنا ہے کہ مورہنگھ اور سچرہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں (۱۰)۔

یہ مراحل قزاقوں سے لٹ لٹا کر جب یہ قافلے شہروں میں داخل ہوتے ہیں تو انہیں شاندار کاروان سراہتے ہیں۔

"بدیع الزمان مع مرکب بسم اللہ کہہ کر داخل شہر ہوتے۔ کاروان سرائے دریافت کر کے در سرا پر جو آئے تو دروازہ سرا کا شہر سے بہتر پایا۔ اندر آکر دیکھا۔ قصر عمدہ بنے ہوئے تھے۔ مہنروہان کا فوجی و قالین پر بیٹھا ہے۔ ایک مہنروائی نے اٹھ کر بدیع کو سلام کیا۔ عورت کی۔ تشریف لائے۔ مرکب لے کر ایک مکن مقول میں

---

(۱)	(۵۲)۱	(۲)	(۳۳)۱
(۳)	مصطفیٰ • فضل ہندوستان میں سفر ۲	(۲) ابوالفضل • آئین اکبری ۶۵	
(۵)	ایضاً ۶۵	(۶) ۲ (۳۷)	(۴) ۲ (۳۷)
(۸)	۲ (۲۷۱)	(۹) ۲ (۲۰)	(۱۰) جوہرا ۶۸



ہاتھ دیا۔ ایک قصر عمدہ میں لے جا کر مدح کو بٹھایا۔ مکان فرش  
عالی و جھاڑ کنول وغیرہ سے آراستہ تھا۔ مہترانی مستد پر بٹھا کر چلی  
گئی ۛ (۱)

کاروان کا انتظام کہیں مہتر اور مہترانوں کے ہاتھ میں ہے اور کہیں بھٹارنوں کے۔  
(۲) ان بھٹارنوں کو ہم "فسانہ آزاد" میں بھی دیکھ چکے ہیں اور "امراؤ جان ادا"  
میں بھی۔

یہ ہر حال مسافروں کو ٹھہرنے کے لئے قصر عالی ملا۔ ہاتھ منہ دھوئے گئے۔  
شراب کے دو چار جام پئے گئے۔ اب مسافر شہر دیکھنے نکلے۔ یہ قلمہ بند شہر پڑے  
مضبوط اور خوبصورت ہیں۔  
"سڑکین پختہ اور ہموار بنی ہیں ۛ (۳)

لیکن شہروں کو دیکھنے سے پہلے سکون کو مسجد لینا ضروری ہے۔ کہیں کہ  
سکون سے ناواقف ہونے کی وجہ سے خود اسد بن کر ب غازی مصیبت میں پھنس چکے ہیں  
اور اپنی ناواقفیت کو بھگت بھی چکے ہیں۔ شہر ناپرساں کے دوکان دارین نے جواہرات  
اور اشرفیوں کو زر تبادلوں مانتے سے انکار کر دیا تھا۔

"شہزادہ ازہر کہ بھوکا تھا ایک حلوائی کی دوکان کے پاس آیا۔  
مشت زر جب سے نکال کر اس کے حوالہ کیا، تعالٰیٰ مٹھائی کی میزے  
واسطے لگا کر بھیجے۔۔۔۔۔ حلوائی نے وہ زر جو اسد نے دیا تھا اس  
کو بھیک دیا اور کہا۔ یہ زر اپنالے۔ میں یہ روپہ نہیں چاہئے۔  
۔۔۔۔۔ لڑکے بجائے کنکر پتھر کے انھیں اشرفیوں اور روپیوں سے کھیلنے  
میں۔ یہ کہہ کر اپنے ایک ملازم کو حکم دیا کہ جا کر تھوڑا سا زر و  
جواہر دامن میں بھر لائے ۛ (۴)

ظاہر ہے کہ اسد بہت حیران ہوئے اور انہوں نے پوچھا :

" یہاں کس کا سکّہ چلتا ہے۔ کہا افروسیاہ کا۔ اسد نے کہا۔ اس شہر کا نام کیا ہے۔ کہا شہر ناہرسان اسے کہتے ہیں اور کافذ کے روئے چلتے ہیں۔ یہ کہہ کر اس نے غلے سے ایک روپہ نکال کر دکھایا کہ یہ سکّہ یہاں چلتا ہے۔ شہزادہ نے دیکھا کہ کافذ کے ہرچے پر تصویر ایک بادشاہ کی ہے۔ دوسری طرف کافذ کے کچھ نقش و نگار ہیں : (۱)

اس وقت اس سے بحث نہیں کہ اس شہر کا نام ناہرسان کون ہے یا اس نام کی علامتی حیثیت کیا ہے لیکن یہ ثابت ہوگا کہ "طلسم" کے شہر ناہرسان میں نوٹ چلتے ہیں۔ ایک جگہ تو حور روئے کا نوٹ بھی نظر آتا ہے۔ (۲) لیکن یہ نوٹ "طلسم" کا عام سکّہ نہیں ہے۔

پہلے سکّہ ہندوستان کے لئے بنا نہیں ہے۔ ہمیں کا خیال ہے کہ اس کے امکانات ہیں کہ ایرانی اثرات کے تحت ہندوستان میں چھٹی صدی قبل مسیح میں سکّوں کا رواج ہوگا تھا۔ (۳) "طلسم" میں جو سکّے ہیں ان کا مزاج ہندوستانی ہے۔ دم اور دہنار (۴) کا ذکر تو ملتا ہے لیکن ان کا چلن نظر نہیں آتا۔ سوئے/سکّوں میں اشرفیان (۵) ہیں اور جاندی کے سکّوں میں سب سے بڑا روپہ ہے۔ (۶) یہ روپہ "طلسم ہوشیا" سے پرانا ہے۔ ان دونوں کی صورتوں میں صدیوں کا فرق ہے۔ عہد شہشاہ میں ایجاد کیا گیا اور عہد اکبر میں سنوارا گیا۔ (۷)

لیکن اس روپہ کی قسم وہی ہے جو ابھی کچھ دنوں پہلے تک تھی۔ وہی اشمنیان (۸) اور جونیان (۹) ہیں۔ وہی دوانیان (۱۰) اور ہسے (۱۱) ہیں۔ یہ ہسے وہی ہے جسے "آئین" نے "دام" کہا ہے حالانکہ اس کا پرانا نام ہسے ہی ہے (۱۲)

- 
- |              |             |                      |
|--------------|-------------|----------------------|
| (۱) ۱ (۵۹)   | (۲) ۵ (۴۷۴) | (۳) ہسے ۲۳           |
| (۲) ۱ (۵۸)   | (۵) ۱ (۱۴)  | (۶) ۱ (۱۸)           |
| (۷) ۱ (۸۶۵)  | (۸) ۱ (۸۷۰) | (۹) ۱ (۸۷۵)          |
| (۱۰) ۱ (۸۶۵) | (۱۱) ۱ (۵۱) | (۱۲) ۱ (۱۲) ابوالفضل |
- آئین اکبری ۳۲

اکتیاں بھی موجود ہیں (۱)۔ ان مانوس سکون کے علاوہ گنڈہ (۲) بھی چلتا ہے  
ڈہل (۳) بھی اور فک (۴) بھی۔ اور ابھی وہ زمانہ نہیں آیا ہے کہ کوڑیاں خاصہ کی  
جہیزیں کر محاورہ کی دنیا میں چلی جائیں۔ کوڑیاں بھی لیں دیں کے کام میں آتی  
ہیں۔

"قرآن اس کے پاس بٹھا اور کہا۔ سائیں! جار کوڑیاں لو۔ اگر کہو  
تو ہم آ۔" جملہ کی لیے لیں! (۵)

گنڈے ڈہل اور فکے کا چلن کافی دنوں پہلے اٹھ چکا ہے لیکن یہ نلم اجنبی  
نہیں ہیں۔ فک اب بھی محاوروں کی دنیا میں کوڑیوں کے ساتھ موجود ہے۔ گنڈہ کا  
نام بھی سنا ہوا ہے۔ مشرقی بھوی والے ایک پرانے پیرے کو ڈہل کہا کرتے تھے۔ اس  
لئے سکون کی یہ دنیا جانی پہچانی ہے۔ سونے جاندی اور نانہیہ وغیرہ کے یہ تمام سکے  
ہندوستانی ہیں۔

سکون کی دنیا میں راج اشرفیوں کا ہے۔ اگر نوٹ چل چکے ہوتے تو روٹے  
کے توڑے نظر آتے۔

"جہان دار نے کہا میں چالمس ہزار روٹے تجھ کو دیں گا اگر تو ہمار  
کو دے دیگا۔۔۔۔۔ جہان دار نے اسی وقت چالمس توڑے منگا کر سامنے  
رکھے۔" (۶)

یہ توڑے ان دنوں راج تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو "امراؤ جان ادا" میں  
راشد علی امراؤ جان ادا کی "نقد" کی قیمت جگانے کے لئے ہانچ توڑے نہ گن دیتے۔  
ہانچ ہزار روٹے ہر توڑا ہوا تھا۔ (۷)

(۱) ۲ (۲۹۴) (۲) ۱ (۸۶۵) (۳) ۵ (۴۷۲)

(۲) ۱ (۳۷۱) (۵) ۲ (۳۱۳) (۶) ۲ (۲۸۲)

(۷) رسوا : امراؤ جان ادا ۹۵

"طلسم" میں دولت کی افراط ہے۔ ہر طرف ہن ہنس رہا ہے۔ اس دولت کو سمجھانے کے لئے ہنگوں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اس داستان میں صراف کو یہ حیثیت حاصل نہیں ہے۔ ان کی مرکزیت ختم ہو چکی ہے۔ صرافے میں لیکن "طلسم" میں ہافادہ ہنگ کا سراغ ملتا ہے۔

"عروئے کہا۔ صاحب تم کہا جانو۔ میرے شاگردوں کے سامنے میں دخل نہ دیا کرو۔ تصریحیں کر کر کے آپ ہی لوگوں نے خراب کیا ہے۔ جب تو برق زمین پر پاؤں نہیں دھرتا۔ ہر وقت پھولا رہتا ہے۔ مال جرا جرا کر مال دار ہو گیا ہے۔ کئی لاکھ روپے اس کے ہنگ گھر میں جمع ہیں۔ اب بھلا وہ کس کی کیا حقیقت جانتا ہے؟" (۱)

یہ ہے طلسم کے سکون کی دنیا۔ اسے دیکھنے اور پہچان لینے کے بعد اب بازاروں کو دیکھا جاسکتا ہے۔ طلسم میں نین قسم کے بازار ہیں۔ وہ مستقل بازار جو آبادیوں سے وابستہ ہوتے ہیں۔ وہ غیر مستقل بازار جو ملوں ٹھلون میں لگتے ہیں۔ اور وہ لشکری بازار جو فوجوں کے ساتھ سفر کرتے ہیں۔

"مستقل بازار تو اپنی جگہ سے ہلنے کے نہیں۔ اس لئے پہلے ملوں کو دیکھ لیا جائے۔ کہونکہ ان کا کہا ٹھکانہ۔ کہا پتہ کب عروئے عمارت کے ملے کولوٹ لے! چاہ زور کا ملہ بڑی دھوم دھلم سے لگا ہوا ہے۔

"جب اور آگے چلا۔ ہالین ساقنوں کی قی دیکھیں۔ نچرے ہال کے جوکا تختوں کا بچھا تھا۔ اس پر چاندنی کا فرش و قالین آراستہ تھا۔ ہالہ اور صندوقہ دھرا تھا۔ صندوقہ سے لگا ہوا آئینہ رکھا۔ ساقنیں ہزار ہناتو کثرت دولاٹی سفید اودی گوٹ کی اوڑھے آگے سے طوق سونے کا دکھانے کو لا کھولیں ہائیںچرے ہائیںچرے کے ہجھے تخت پر پڑے ماتھے پر افشان لگائے پڑے چھوٹے ہال ہنائے لب فرش تخت

با ہزاروں ناز و انداز ہمیشی ہمیں ۰۰۰۰۰ ایک سمت لگن اور پھلپھون  
میں نہجے پھمگتے تھے۔ سامنے کچھ حقے ناؤ کٹے رکھے تھے۔ تھانمان  
سوراخ دار تھیں۔ جلمیں اس میں گھڑی تھیں۔ خریداروں کا  
ہجوم۔ کوئی گٹھہ گٹھہ لڑاتا تھا۔ کوئی دوانی جلم اڑاتا تھا۔ کوئی  
جوان اشرفی اور روپہہ دینے والا آکر تخت پر ساقن کے قریب بیٹھا آنکھیں  
لڑاتا تھا۔ ساقن بھی مسکراتی تھی ۰۰۰۰۰ سامنے خریدار دھانیں دینے  
تھے۔ کشمیر اور سالجہان مانگتے تھے۔ بارقند ہسے والی جلم کے پھروانے  
والے اڑاتے تھے۔ کوئی کہتا تھا ساقن کے دم کی خبر۔ پھڑپھڑ کی مٹکو  
پلوائے۔ ساقن کہتی۔ بیٹا اب نوانکا کے اندر کی ہو۔ بہ بہت عہدہ ہے  
۰۰۰۰۰ کوئی کہتا ہماری جلم ہرگل کی آ۔ دھونا ۰۰۰۰۰ ان سے بڑھ  
کر مدک والوں کی دوکان نظر آئی۔ حلقہ کٹے لوگ بیٹھے تھے۔ قلمیں  
سلگتی ہوئی ہانڈ میں تھیں۔ مہر و حقہ ہر جے تھے۔ گنگا جمنی چھوٹے  
سامنے رکھے تھے۔

گنگا جمنی پھرے ہوئے چھوے  
رکھے تھے ماہ رو ہون کے آگے

انہیں کے مقابل ایک طرف ہند فروشی۔ محل پٹے کی دوکان ٹھنڈائی  
کا سامان لٹے۔ لوگوں کا مجمع ۰۰۰۰۰ کوئی کہتا مری ٹھنڈائی میں  
بادام بھی ڈالتا۔ کوئی لوگ الاچی کی فرومائش کرتا۔ ۰۰۰۰۰ یہاں سے  
جو آگے بڑھے مہواروں کا جلسہ نظر پڑا۔ دوکان کلواری پستی سب۔  
اونچے چھوٹے ہر گلابان شراب ارفوانی اور زطوانی کی جنی تھیں۔ ۰۰۰۰۰  
ایک طرف چور گرہ کاٹ کر گرفتار ہوئے ۰۰۰۰۰ حلوائیوں اور نان پائون  
کی دوکانیں بہ صد صفائی اور زیبائی نظر آئیں کہ حلوائی کی دوکان ہر  
تعال برنج ہر اہر چنے تھے۔ آگے دوکان کے زنجیر لٹکتی تھی۔ گھنٹی اس  
میں بٹھ ہی تھی۔ اندر دوکان کے نوکروں نے گولیے ہر کڑھاؤ چڑھائے تھے۔

.....الماریان مٹھائیں سے پھری رکھی تھیں ۔ تعالون میں مٹھائی  
 کو جالی دار اور محراب دار چٹا تھا ۔ .....مٹھائی ہر ورق طلائی اور  
 نقرئی لگے تھے ۔ .....نان ہائی بہ صد خوش ادائی ظروف میں .....  
 میں طعام لذیذ جتنے تھے ۔ بلاؤ زردہ قورہ مرغ کا شورہہ شعروال کباب  
 باقر خوانی آبی نان ہوائی کلچے وغیرہ ہر قسم کا کھانا مہیا رکھتے تھے ۔  
 .....ان سے آگے بڑھ کر کھڑنوں اور سنکڑنوں کی بہار دیکھی کہ لہنگے  
 قیمت کے پہنے سامنے ٹوکڑوں میں توکاریان انار امرد شریغے وغیرہ جنے  
 تھے .....ہانک لئے گنڈہریوں کے لئے گئے ہونڈے چھلتی تھیں .....  
 ہج سڑک ہر خوانچے والے ٹھلے پھرتے تھے ۔ دال موٹہ حلوا سوہن کچالو  
 دھن بڑے گول کپے مصالحہ دار بچتے تھے ..... جب آگے بڑھے ہرازہ  
 آراسہ پایا .....ان کی دوکانوں سے ہٹ کر صرافہ تھا ۔ ایک ایک صراف  
 ہمسوں کا ڈھیر لگائے ٹاٹ کے نیچے اٹھنیاں جونہان روٹے چھائے مٹھا ۔  
 ساء جن اور سٹھ صاحب لقب ان کا ۔ .....مہان سے بڑھ کر جوہری  
 بازار پہنچے ۔ .....عمرو آگے بڑھا ۔ ہساط خانہ کو سجاد دیکھا ۔ دوکانوں  
 میں زینے بنے ہیں ۔ سفید کپڑے سے منڈھے ہیں ۔ ان ہر کھلونے اور ہاجے  
 اور جاقوا اور قمیج اور آئینے اور موت کے گولے اور ہر قسم کا سامان ولائی  
 رکھا تھا ۔ جھنپان ٹنگ تھیں ۔ .....ایک طرف .....لڑکوں کے کھیلنے  
 کی چکش اور لٹو .....اور ہنس اور ڈولہان رکھی تھیں ۔ ہنس دوکانوں  
 ہر میں اور سرہ تھا ۔ ہنس کے مہان شمشہ اور سوئی ۔ نگینے وغیرہ تھے ۔  
 کہیں کنگھیاں ہاتھی دانت اور سہنگ کی نایاب تھیں ۔ کہیں انگریزی  
 چیزیں لاجواب تھیں .....انہیں دوکانوں کے نیچے اور متصل علاقہ  
 بند ہوشے عہدہ گہنا گوند ہتے تھے پھول رشمن بناتے تھے ۔ فیتہ بننے  
 تھے ۔ شمسے باندھتے تھے ۔

کوئی فیتہ زری کا بنتا تھا

ہڑتھا موتی کا کوئی باندھ رہا

جب وہ ہنسنے نعرے ناز سے قینطون  
کہتے تھے ہون جوان کے تھے مفتون.....

.....ان سے آگے حکاکہ و نگاہ ساز اپنا نقشہ جما رہے تھے۔ مونی  
بہد ہتے تھے۔ نگہیں کھودنے تھے..... ایک سمت سادہ کار خوشی  
ہرکار ہنسنے انگوٹھیاں جھلے خوشی نما بنا رہے تھے..... کچھ آگے  
بڑھے۔ گوشے والے چمک دمک دکھاتے نظر پڑے..... لچکا لو، لہنے  
تھے۔ کوئی موٹی ہام کا مانگتا تھا..... کوئی جوڑا پٹھا چاہتا تھا کسی  
نے ہمت کی خواہی کی۔ کوئی توئی کا خریدار تھا

پشمان سب بھری تھیں گوشے سے  
رکھی تھیں سامنے قریب سے  
ان میں گویا تھا آبدار ایسا  
سامنے برق جن کے شرمندہ  
اور چٹکی بھی اس بناوٹ کی  
لے لے گاہک کے دل میں جو چٹکی  
وہ کرن بھی اگر چمک جائے  
آنکھ خورشید کی جھمک جائے

ہر جگہ دوروہ ہاتھوں کے نیچے تختوں پر تنہا ہون اور تنہا ہون کو ہنسنے  
دیکھا۔ تختے سامنے رکھے اس پر ہان ہر قسم کے جنے ہوئے۔ ڈھول  
سیدھی کر کے جھانپتے تھے۔ سامنے ہرنجن تھالیاں چنی ہوئی تھیں۔ کسی  
میں لود، الائچیاں تھیں۔ کتھے چوڑے کیے ہنگے نما کلہیاں رکھی.....  
ایک سمت خوشبو ساز..... کہیں گل فروش..... کہیں تھاکو والے  
خمرہ سادہ کٹوا پہنتے تھے۔ کہیں عطار..... کہیں کھار.....  
ایک مقام پر نیچے بند

ایک جانب جو گندھی بیٹھے تھے  
 اپنی اپنی دوکان کو تھے سب  
 نچے والوں میں تھے زب دوکان  
 ہر طرف ڈروہوں میں آویزاں  
 بیچوان اکہ بتاتا تھا بیٹھا  
 ایک گلا درست کرتا تھا  
 کھولتا تھا کوئی نگالی کو  
 ساف کرتا تھا کوئی قلعی کو" (۱)

یہ اقتباس طویل لیکن کارآمد ہے۔ اس سے کئی باتوں کا پتہ چلتا ہے۔  
 دوکانوں کا پلان معلوم ہوتا ہے۔ دوکانداروں اور گاہکوں کا اندازہ معلوم ہوتا ہے اور  
 اس کا پتہ چلتا ہے کہ ملوں میں دہسی بدہسی ہر قسم کا سامان بیچا اور خریدا جاتا  
 تھا۔ یہ ملے دہسی علاقوں کی ضرورتوں کو پورا کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں۔

ان ملوں کے بیان میں قوت منجیلہ کو زیادہ دخل نہیں ہے۔ یہ بازار داستان  
 گوہوں نے دیکھے تھے۔ وہی تماشے ہیں اور وہی تماشائی۔ یہ سارے گاہک دوکاندار  
 اور دلال (۲) وہی ہیں جنہیں فسانہ عجائب میں دیکھا جا چکا ہے اور جو "امراؤ جان  
 ادا" تک میں محفوظ ہیں۔ "امراؤ جان ادا" میں رسوائے جو مملہ لگایا ہے وہ  
 "طلسم" کے ملوں سے مختلف نہیں ہے۔

"طلسم" کے بازار گرم ہیں۔ دوکاندار "بہنی" (۳) کی فکر میں ہیں اور  
 دلال "دستوری" (۴) کے پھرمیں۔ منہب (۵) جن بھی کھاتے میں غبن ہیں۔  
 نمک (۶) لکھے جا رہے ہیں اور لین دین جاری ہے۔

(۱) (۲۶۰) (۳)

(۲) (۹۵)

(۱) (۸۶۵ - ۸۷۶)

(۶) (۱۶۱) ۵

(۵) (۷۶۲)

(۲) (۷۶۲)



"طلسم" کے ملعون کا دہاتون سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ "طلسم" میں دہاتون کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ لیکن ملہ کا تصور ذہن کو دہات کی طرف لے جاتا ہے۔ طلسم میں "سامنے نظر آنے والے" قرہ تو بہت ہیں۔ لیکن عام طور سے داستان گواہی مخاطب کو دہاتون میں لے جانے سے پرہیز کرتے ہیں۔ لیکن حاکم حجرہ اول ضلع جادو کے راستے میں ایک ایسا گاؤں بڑتا ہے جہاں سے گونا گویا تھا کیونکہ اسے کا راز دار ساحر ہستی اس گاؤں میں رہتا تھا۔ اس پہلی بار قاری یا ساحر افراسیاب کے ساتھ ساتھ ایک گاؤں میں داخل ہوتا ہے۔

"دیکھا سامنے ایک قرہ ہے۔ کچھ چہرے ہیں۔ چند مکانات خلم۔ کچھ کھنڈل۔ زمین ناہموار ۰۰۰۰۰ تقارے جو بجے دس پانچ گنوار غرق ماند ہے ہوئے تنگے لہجے دوچار لڑکے کالے کالے دس بیس عورتیں۔ پھٹے ہوئے لہنگے ۰۰۰۰۰ جست کی منسلبان پھٹل کی بالمان گاڑھے کی کرتیاں ۰۰۰۰۰ پھٹ بڑھے ہوئے۔ سو پر چھوٹے چھوٹے ہال ۰۰۰۰۰" (۱)

یہاں بھی ناہموار زمین چہروں اور چند خام مکانون کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔ ایک اور جگہ صرف اتنا اشارہ ملتا ہے کہ کلوار کا مکان ہستی کے باہر کسی گوشے میں ہوتا ہے۔ افراسیاب نے جب عرو کی زنجیر کے ایک قیدی سے پوچھا کہ تو کون ہے تو اس نے جواب دیا۔

"لود میانے کا کلوار ہوں۔ پہلو میں گاؤں کے مکان ہے۔ بھولا ہوا نام ہے" (۲)

ایسی بر رنگ میں جن لکڑی کی صورت کیا ہو۔ مکان میں تو خلم یا کھنڈر۔ لڑکے تنگے لہجے اور عورتیں بڑھے ہوئے ہٹھن والی ۰۰۰۰۰ لکھنؤ کے گرد پہن کے زخم خوردہ دہات ہیں۔ اگر ان کا ذکر ہوتا تو طلسم ہندی کا کلم ناممکن ہو جاتا۔ اس

لشے داستان گوہمن شہرون شہرون لشے پھرتے ہین ۔ " شہر بڑے آباد اور ہر رونق  
ہین ۔

" سامنے ایک سواد شہر دکھائی دیا ۔ " جلد راہ طے کر کے قریب حصار  
شہر آیا ۔ دیکھا چار دیواری اس کی سندھ مور کی بنی ہے ۔ منقش و  
رنگین ہے ۔ دروازہ فولادی لگا ہے ۔ صوات شہر کے گیا ۔ عمارتیں  
مرفع و بلند ۔ جگہ دل بستہ " (۱)

" کرسی دوکانوں کی برابر دونوں طرف ۔ بیچ میں پتھر کی سڑک ۔ درخت  
مولسوی کے ساتھ دارکناری سڑک کے لگے ہین " (۲)

" کرسی ہر مکان کی برابر تھی ۔ نیچے دوکانوں کے نالیاں بختہ نہروں کی  
بہتی تھیں " (۳)

گچ اور بختہ مکانوں کا ذکر مرحسن نے بھی کیا ہے  
عمارت تھی گچ کی وہاں بیشتر  
کہ گچی صفائی سے جس پر نظر  
وہ بختہ مکانوں کے دیوار و در  
سہدی بہ جن کی نہ ٹھہری نظر (۴)

یہ بات بھی نہیں ہے کہ " طلسم " میں ایک ہی شہر اس قطع کا ہو ۔ تمام ہی شہر  
اسے ہین ۔

" حصار شہر کا بلور کا ہے ۔ سوا سونور کا ہے ۔ دیواروں پر نقشب و نگار ۔  
تصویریں شاہ و شہر پار کی بنائی ہین ۔ شکار گاہیں ۔ صحرا ۔ کوہ و

(۲) (۵۳۶)

(۲) (۳۰)

(۱) (۶۰-۶۱)

(۲) مرحسن : سحرالبیان ۱۲-۱۵

دریا کی صورتیں اصل کو دکھائی ہیں ۔ در شہر ہوا ہے ۔ پھاٹک مثل قبل  
مست جہم رہا ہے ۰۰۰۰۰ شاہزادہ بہ ماجرا دیکھتا ہوا داخل شہر  
ہوا ؟ (۱)

شہزادہ نے ملک کو آباد اور رہا کوشاد پایا ۔  
" جوڑکا بازار بنا ہوا ہے ۔ صرافہ ہزاؤ کھلا ہوا ۔ عمارتیں گچ پختہ ہیں  
ہوئیں ۔ کہیں کھرنیں سنکرنیں بہ پارہ ۔ گچ میں جھنڈے گئے ہوئے ۔  
عمارتیں بلند ۔ بساط خانے کی سجاوٹ ۔ کہیں رنڈیوں کی لگاوت ۔  
کہیں حلوائیوں کی دوکانیں جن کی دوکان کے سامنے زنجیر میں گھنٹے  
ٹنگے ہوئے ۔ کہیں بھنگرنیں پھٹی ہوئی ؟ (۲)

" شاہزادہ بہ ماجرا ملاحظہ کرتا ہوا داخل شہر ہوا ۔ دوکانیں ستھری  
اور شفاف ۔ ہر طرف اکابر شہر اور اشراف سرگرم کاروبار ۔ لین دین اور  
بہوار جاری ۰۰۰۰۰ ایک طرف صرافہ دوسری طرف ہزارہ ۔ چار طرف  
صراف جادوین پچھائے کوڑی ہسے دم و دینار کا ڈھول گائے ۔ ہزار اطللس  
و گھدن کے تھان کھولے پھٹے ہیں ۔ خریدار پھرتے ہیں ۰۰۰۰۰  
رنڈیاں طرح دار چکھ چوک میں آباد ہیں ۔ تماشیں دل شاد  
۰۰۰۰۰" (۳)

" ہر دوکان تھی سبیں دولہن کی طرح  
صاف آراستہ چمن کی طرح  
گل فروشوں کی ایک سمت قطار  
ہر جگہ ہر تھے پھولوں کے انہار  
اک طرف تھارہ کنجڑوں کا نکھار  
خار کھائے چمن میں ان بہ بہار

ہاں والوں کے گروہوں و صف ہماں  
 سوخ باقوت کی طرح ہو نہاں  
 تھی جو تھاکو والے کی دوکان  
 طرفہ سامان نوالی اس کی شان  
 ایک جانب کو تھے جو خوشبو ساز  
 ان کی دوکان کا تھا انداز  
 کیا دوکان کلال کی ہو صفت  
 قتل حیران دیکھ کر صحت  
 مٹی کی کب بنائی تھیں ہریان  
 قاف سے اڑ کر آئی تھیں ہریان  
 نیچے بند ایک سو قریب سے  
 نیچے اپنی دوکان میں ہاتھ تھے  
 تھی وہ عطار کی لطیف کی دوکان  
 جگہ امراء کی دوائیں وان  
 بیٹھے تھے کچھ علاقہ بند وہاں  
 اپنی اپنی سب سے ہوئے دوکان  
 حسن بند شہ کا ان کے کہا کہنا  
 کام تھا عہدہ گوند ہٹا کہنا  
 کچھ دوکانوں میں بیٹھے سادہ کار  
 کر رہے تھے انکوٹھمان تیار  
 ایک جانب کو بیٹھے تھے صراف  
 لکھن ان کے چلن کے کہا اوصاف  
 ہو چھٹا تھا کس سے ہوں دلال  
 مہر کا ہمارا کہا ہے کندن لال  
 قابل دید جوہری بازار  
 ہر دوکان غروت عروس بہار

خوش نما ایک سو نعا ہزارو  
 ہر طرح کا وہاں نعا نعا دھرا  
 نعرے وہ شعریں زبان حلوائی  
 ریح فرہاد صدقہ ہوتے تھے  
 اک طرف نانہائی ہنسنے تھے  
 شعوال و کہاب ہنسنے تھے  
 اک طرف ساقین ہری ہنسنے  
 جان انسان دیتے تھے جن پر (۱)

اس بھرے بھرے بازار میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔  
 جوہری بازار میں مڑی رونق ہے۔ نلم (۲) مرجان (۳) باقوت (۴) باقوت رمانی  
 (۵) یقین (۶) لعل (۷) لعل بدخشان (۸) فروزہ (۹) زمرہ (۱۰) العاس (۱۱)  
 حقیق بن (۱۲) حقیق زرد (۱۳) موارید (۱۴) مونگے (۱۵) اور پکھراج (۱۶) کی چمک  
 آنکھوں کو خیرہ کرنے کے لئے کافی ہے۔

ہزارو کی آراستگی کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہیں ہے۔ اطلس (۱۷) اطلس زراہ و ز  
 (۱۸) ہونے دار اطلس (۱۹) لال ہونے دار اطلس (۲۰) اور اطلس روی (۲۱) موجود  
 ہیں۔ گہن (۲۲) گہن کا ہاتھ بھٹا تو لکھنؤ کے شرفا کا دستور تھا (۲۳)  
 کمخواب تو خیر ہے ہی (۲۴) کمخواب ہونے دار بھی ہے (۲۵) اور کمخواب روم بھی (۲۶)

(۱)	(۱) (۲۹۴-۲۹۵)	(۲) (۳۷۲)	(۳) (۷۹)
(۲)	(۲) (۱۶)	(۵) (۴۷۵)	(۶) (۳۶۲)
(۴)	(۴) (۷۹)	(۸) (۳۱۴)	(۹) (۳۷۲)
(۱۰)	(۱۰) (۵۷)	(۱۱) (۷۲)	(۱۲) (۳۰۹)
(۱۳)	(۱۳) (۳۲۶)	(۱۴) (۹)	(۱۵) (۲۲۷)
(۱۶)	(۱۶) (۳۲۶)	(۱۷) (۱۵۷)	(۱۸) (۳۶۵)
(۱۹)	(۱۹) (۲۲)	(۲۰) (۲۲۵)	(۲۱) (۵۴۰)
(۲۲)	(۲۲) (۲۲)	(۲۳) (۵۳)	(۲۴) (۲۲۲)
(۲۵)	(۲۵) (۲۲۲)	(۲۶) (۲۵۲)	

(۳) مضامین ۲۴۶-۲۴۷ (۲۴) (۵۳) (۲۵) (۲۲۲) (۲۶) (۲۵۲)

مشجر (۱) توانا عام ہے کہ اس کے فروں بنائے جاتے ہیں۔ (۲) زہمت کا توکھنا  
 ہی کیا۔ (۳) دیا بھی موجود ہے۔ (۴) درآہ شدہ دیا بھی نظر آ جاتا ہے۔ چنانچہ  
 دیائے روم (۵) اور دیائے چین (۶) کا ذکر کیا گیا ہے۔ مشجر ہی کی طرح دیا (۷)  
 اور زہمت کے فروں (۸) بھی نظر آتے ہیں۔ شہم ہے (۹) گھاس کی اوڑھنیاں ہیں  
 (۱۰) بنارس ڈوٹے ہیں۔ (۱۱) برنا ہے (۱۲) حور ہے۔ (۱۳) بلبل چشم ہے۔  
 (۱۴) اور سنجاب ہے۔ (۱۵) داستان گوہن نے سنجاب کے فروں بھی استعمال کئے ہیں۔  
 (۱۶) قائم ہے (۱۷) قائم بھی فروں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ (۱۸) مغل ہے۔ (۱۹)  
 کاشان سے درآہ کیا ہوا مغل بھی ہے۔ (۲۰) کتان ہے (۲۱) ہانات ہے (۲۲)  
 بنات سلطانی ہے (۲۳) گاہ ہے (۲۴) ریشی جھنٹ ہے (۲۵) مشروع ہے (۲۶)  
 کام (۲۷) نن سکھ (۲۸) اور آب روان ہے (۲۹) آب روان کی ساریاں ہیں۔ (۳۰)  
 محمودی ہے (۳۱) تھامی ہے (۳۲) کام دانی ہے (۳۳) ڈھاگہ کی طبل ہے۔ (۳۴)

---

(۵)۱ (۳)	(۲۳۴)۱ (۲)	(۲۴)۱ (۱)
(۸۵۲)۱ (۶)	(۲۵۸)۱ (۵)	(۲۲)۱ (۴)
(۹۳)۱ (۹)	(۲۳۳)۱ (۸)	(۸۵۲)۱ (۷)
(۲۵۸)۱ (۱۲)	(۲۰۲)۱ (۱۱)	(۱۷۷)۲ (۱۰)
(۱۵۵)۱ (۱۵)	(۳۰۳)۲ (۱۴)	(۲۵۸)۱ (۱۳)
(۱۵۵)۱ (۱۸)	(۲۲)۱ (۱۷)	(۱۵۵)۱ (۱۶)
(۲۲۴)۳ (۲۱)	(۳۳۶)۱ (۲۰)	(۵۶)۱ (۱۹)
(۵۸۴)۳ (۲۴)	(۲۶۷)۵ (۲۳)	(۹۱۷)۳ (۲۲)
(۳۰۶)۴ (۲۷)	(۵۶۱)۳ (۲۶)	(۲۷۰)۵ (۲۵)
(۱۹۷)۶ (۳۰)	(۲۷۸)۲ (۲۹)	(۸۷۰)۱ (۲۸)
(۱۸۴)۴ (۳۳)	(۲۳۲)۱ (۳۲)	(۱۹۴)۱ (۳۱)
		(۲۷۰)۵ (۳۴)

معمولی ململ ہے (۱) تنزیب (۲) سوس (۲) اور لاہی ہے (۲) کوپہ (۵) ننو (۶) اور  
تول ہے (۷) اور جام دانی ہے (۸) ناڑا توخو ہے (۹) کونکہ اس کا تعلق شگون  
سے ہے۔ دولہن کا ازایندہ ہی ناڑے کا ہوتا ہے۔

"(دولہن) کا لباس کوئی بھاری کلم دار جوڑا نہیں ہوتا۔ ایک سو ہے  
..... کا کرتا۔ سادہ ریشمی ہاتھامہ ..... اور ناڑے کا ازایندہ = (۱۰)

ان کے علاوہ دھوتر (۱۱) کھاروا (۱۲) اور گاڑھا ہے (۱۳) انگوچھے ہیں = (۱۴)  
بادلہ (۱۵) اور بادلہ کی لنگھان ہیں = (۱۶) قالین ہیں = (۱۷) قالین ولاتی (۱۸)  
اور قالین گل دار کشمیری ہیں = (۱۹) ریشمی (۲۰) اور محمودی کی جادرین ہیں =  
(۲۱) شال (۲۲) اور شالی رومال ہیں = (۲۳) دوشالے بھی ہیں = (۲۴) پھر کرن  
(۲۵) مقہم (۲۶) اور لچکا ہے (۲۷) گوکھرو (۲۸) گوتا پٹھا (۲۹) پنت (۳۰) اور  
کناری ہے (۳۱) سنہرا لچکا بھی موجود ہے = (۳۲)

---

(۳۹۹)۳ (۳)	(۲۲۲)۳ (۲)	(۲۲۲)۳ (۱)
(۵۶۶)۵ (۶)	(۶۶۶)۴ (۵)	(۲۲۲)۳ (۴)
(۳۸۸)۳ (۹)	(۵۲۶)۱ (۸)	(۵۶۶)۵ (۷)
(۴۲)۱ (۱۲)	(۴۶۶)۵ (۱۱)	(۱۰) شروع منامین شروع ۳۱
(۹)۱ (۱۵)	(۸۵)۱ (۱۴)	(۱۳۸)۱ (۱۳)
(۱۲۲)۲ (۱۸)	(۲۸۹)۶ (۱۷)	(۳۷۲)۱ (۱۶)
(۳۷۸)۷ (۲۱)	(۱۷۵)۱ (۲۰)	(۲۵۶)۳ (۱۹)
(۷۳)۱ (۲۴)	(۱۰۷)۱ (۲۳)	(۹۳)۱ (۲۲)
(۵۸)۱ (۲۷)	(۷۶)۱ (۲۶)	(۵۸)۱ (۲۵)
(۲۰۱)۳ (۳۰)	(۲۰۱)۳ (۲۹)	(۵۸)۱ (۲۸)
	(۵۰۷)۳ (۳۲)	(۲۰۱)۳ (۳۱)

غل کے نغے نمنوں کی کوئی اور تنزیہ کی اور مٹی "امراؤ جان ادا" میں موجود ہے۔ (۱) "امراؤ جان ادا" میں مین مین سکھ کے ہاجہ ہر مل کا ڈوٹھ نظر آتا ہے (۲) اور ہسم اللہ جان نے کوہپ کا ڈوٹھ اور رکھا ہے۔ (۳) کوہپ کے ڈوٹھے اور لاہی کی انگیا کا ذکر شہر نے بھی کیا ہے۔ (۴) ہادلہ اور کناری کی ایجاد نورجہان سے منسوب ہے۔ (۵) جناحہ اس ہزارہ میں یا تو وہ سامان ہے جو ہندوستان میں درآمد کیا جاتا تھا یا وہ سامان ہے جو ہندوستان کی خصوصیت ہے۔

صرفہ کے سلسلہ میں کوئی تفصیل نہیں ملتی۔ داستان گوانتا کہہ کر خاموش ہو جاتے ہیں کہ

"ایک طرف سراف ہمسوں کا ڈھول لگائے۔ ٹاٹ کے نیچے اٹھنیاں جونیان روٹے چھائے بیٹھا۔ ساء جن اور سیٹھ جن لقب ان کا۔" (۶)

اور ان ساء جن یا سیٹھ صاحب سے جاہ زور کے ملنے میں ابھی تھوڑی دیر پہلے ہماری ملاقات ہو چکی ہے۔ ایک اور مقام ہر جب ملاقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ ان کا نام کندن لال ہے۔

ہو چھتا تھا کس سے ہوں دلال  
مہر کا بھاؤ کیا ہے کندن لال (۷)

گل فروشوں کنجڑوں سنکرنوں کھڑنوں تنہولوں تہاکو والوں خوش ہوسازوں کھاروں اور نیچہ بندوں کو ہم اپنی اپنی دوکانیں سجائے دیکھ چکے ہیں۔ عطاریں کی دوکان میں بھی خاصا سامان موجود ہے۔ عود (۸) عود ہرمکی (۹) ہنقشہ (۱۰) شہر خشت (۱۱) تونجہیں (۱۲) عنبر (۱۳) اور مشک (۱۴) کی خوشبوئیں ایک دوسرے میں پہچان ہیں۔

---

(۱) رسوا : امراؤ جان ادا (۳۸-۳۹)	(۲) ایضاً ۲۱۲	(۳) ایضاً ۱۶۰
(۴) شہر : مضامین شہر ۲۵۴	(۵) جوہڑ (۱۳)	(۶)
(۷) (۳۹۵) ۱ (۸) (۲۳) ۱ (۹) (۵۴) ۱ (۱۰) (۸۴۳) ۱	(۱۱) (۸۴۳) ۱ (۱۲) (۸۴۳) ۱ (۱۳) (۲۳) ۱	(۱۴) (۲۵) ۱



حلوانیوں کے یہاں حلوا سوہن (۱) حبشی حلوا (۲) جوزی (۳) جلسی (۴) شکرپارہ (۵) خستہ (۶) کھجلا (۷) روپے کا موہن بھو، (۸) "بچ درہج امرتھان" (۹) اور ہرفیان (۱۰) ۰۰۰۰۰ غریب کہ طرح طرح کی مٹھائیاں موجود ہیں ۔

نان بائین کی دوکانیں ایک طرف سب سے مٹی ہیں ۔

جاء زہود کے محلہ میں ہم نے کچھ خوانچہ والی کو دیکھا تھا جو دال موہد حلوا سوہن کجالو دہی پڑے اور گول گہے مصالحہ دار پیچھے پھر رہے تھے ۔ وہیں بساط خانہ بھی آراستہ نظر آیا تھا ۔ بساط خانوں میں "کھلونے" باجے جاقو قینچی آئینے سوت کے گولے اور ہر قسم کا سامان ولایتی موجود تھا ۔ ۰۰۰۰۰ کہیں چھتھان ٹکی تھیں ۔ ۰۰۰۰۰ لڑکوں کے کھیلنے کی چکن لٹو ۰۰۰۰۰ پھنس اور ڈولیاں رکھی تھیں ۔ ۰۰۰۰۰ دوکانوں پر مٹی اور سونہ بھی تھا ۔ ۰۰۰۰۰ پھنس کے یہاں شیشہ اور سوئی اور نگینے وغیرہ تھے ۰۰۰۰۰ اور کہیں کہیں انگریزی چیزیں لاجواب تھیں ۰ (۱۱) ان چیزوں میں سہا کی نشانی سینہ پر کو بھی شامل کر لیجئے ۔ (۱۲)

ہیں تو "طلسم" میں زہور کی بھرمار ہے ۔ کچھ سادہ کار اور علاقہ بے وفیرہ نظر بھی آتے ہیں ۔ لیکن ان کی خرید و فروخت کا کوئی منظر نہیں ملتا ۔ لیکن یہ تو ظاہر ہے کہ ان کی خرید و فروخت ہوتی رہی ہوگی ۔

یہیں حال برتنوں کا ہے ۔ باورچی خانوں میں "ظرف طلائی" نقری مٹی اور چینی وغیرہ کے دھوئے جاتے ہیں ۰ (۱۳) لیکن ان کی کوئی دوکان نظر نہیں آتی ۔ شیشے کے سامان کا بھی یہیں حال ہے ۔ ظاہر ہے کہ دوکانوں کے بغیر ان کا وجود ناممکن ہے ۔ ہیں ہی جوتوں کی دوکانیں

---

(۱) ۱ (۸۶)	(۲) ۱ (۸۶)	(۳) ۱ (۸۶)
(۲) ۱ (۸۵)	(۵) ۲ (۷۳)	(۶) ۲ (۷۳)
(۴) ۲ (۸۹)	(۸) ۶ (۹۷)	(۹) ۲ (۷۶)
(۱۰) ۲ (۷۶)	(۱۱) ۱ (۲۲)	(۱۲) ۲ (۳۱)

بھی ہونگی ۔ اور جانوروں کی بھی تجارت ہوتی رہی ہوگی ورنہ فوج والوں کے لئے گھوڑے ہانسی اور گنڈے وغیرہ کہاں سے فراہم ہوتے رہے ہونگے اور شکاری کتے کہاں سے حاصل کئے جاتے رہے ہونگے ۔ شکاری مین بھی آخر ہکتے ہی رہے ہونگے ۔ کافذ کا ذکر "طلسم" میں موجود ہے اس لئے وہ بھی ہکتا رہا ہوگا ۔ جنگ کی کہانی میں ہے اس لئے مہتمماؤں کی تجارت بھی ضرور ہوتی رہی ہوگی ۔ داستان گوئے ان کا ذکر نہیں کیا ہے ۔ لیکن خود ان چیزوں کی موجودگی ان کی تجارت کا پتہ دیتی ہے ۔ "طلسم" میں اہڑیوں کا ذکر بھی ہے ۔

"ہرق نے کہا استاد میں تو ابھی بارگہ سے نہیں نکلا ۔ عروئے کہا تو جوٹا ہے ۔ ملے میں جب کتوگا ۔ گھڑیاں جرائگا ۔ ہکڑا جائگا ۔ میں دخل نہ دوں گا " (۱)

شراب کی ہمشوں کا ذکر تو باقاعدہ ملتا ہے  
 "عروئے کہا اب جوانوں کے نشہ ہانی کا وقت ہے ۔ بھٹی پہ جائینگے ۔  
 ٹکے کا ٹھرا ہی کر چوک کی سرکونگے " (۲)

گز بھی منگوائی جاتی ہے  
 "نگہبان ہکار رہے ہیں ۔ کس نے کہا میان شہدے صاحب پیسے کے  
 سینک کہاں لاؤ ۔ کس نے کہا ہمارے لئے کاپلی مڑ لیتے آؤ کس نے  
 دال موٹھ کی فرمائیں کی " (۳)

لیکن ٹھہرے کے علاوہ کیتکی کی شراب (۲) انگورو کی شراب (۵) شراب سوخ (۶) شراب زعفران (۷) اور شراب ہرنگال (۸) کا ذکر بھی ملتا ہے ۔ ہرانڈی بھی موجود ہے (۹)

---

(۱) ۴ (۲۰۳)	(۲) ۵ (۴۱)	(۳) ۶ (۵۱۹)
(۲) ۱ (۳۸)	(۵) ۱ (۱۲)	(۶) ۱ (۳)
(۴) ۲ (۴۳)	(۸) ۱ (۲۵)	(۹) ۱ (۳۴۰)

کوارن اور کوارنوں کے ذکر سے "طلسم" بھرا ہوا ہے۔ قدم قدم پر مخانے آراستہ  
نظر آتے ہیں۔ ہر موقع پر شراب ہی جاتی ہے۔

"طلسم" میں ایک غریبہ اواری تجارت کا ذکر بھی ہے۔ یعنی پردہ فروش۔ عمرو  
نے جب لعل سخندان کی کنیز مد ہوش کو چوالہا اور باقوت سخندان نے دہاؤ ڈالا تو  
عمرو نے اسے واپس کر دیا۔ لیکن رنجیدہ ہوا کہ لشکر صاحبقران میں جاتا تو یہ کنیز لاکھوں  
میں بکتی اور ایک ایک سودا را اس پر جان دیتا۔ عمرو نے کہا..... خوف میں مد ہوش  
کو حوالہ کیا۔ نہایت نازنین حویسورت تھی۔ جب لشکر صاحبقران میں جاتا سودا را ان  
صف شکن نقد جان دے کر خرید لیتے۔ دس ہزار کا نقصان ہوا (۱) ایک اور جگہ خود  
عمرو کا بیان سنئے۔

"عمرو نے کہا۔ ملکہ یہ آپس کی بات ہے۔ ..... ہم عیار ہر طرح اپنا  
بھٹ پالتے ہیں۔ جاہ جا سے شہزادیاں وزیر زادیاں زمینداروں کی  
لڑکیاں ہماری کر کے پکڑ لاتے ہیں۔ ان کو فروخت کر کے آپس میں بانٹ  
لےتے ہیں" (۲)

جن دنوں کی یہ داستان ہے ان دنوں یہ کلم ہوتا بھی تھا۔ ورنہ رسوا  
پہرہ خد سے یہ نہ کہلوانے  
"ہاں۔ اس کی روشی اسی پر ہے۔ بیسوں لڑکے لڑکیاں پکڑ لے گا۔ لکھنؤ  
میں جاکر دام کھرے کئے" (۳)

ایک بات اور۔

طلسم میں ایک دام کا سودا نہیں ہوتا۔ مول تول ہوتا ہے۔  
"جہدار نے کہا۔ اس بھڑکی قیمت بتا۔ اس نے کہا۔ ڈیڑھ روپہ۔  
جہدار نے کہا۔ نہیں۔ ایک روپہ کھرا کھرا ہم تھکود لائینگے۔  
دستوری سے بھی کچھ مطلب نہیں" (۴)

پس اب رات ہوگی ۔ چراغ جل رہے ہیں ۔

"سزکن پختہ ..... دروہہ دوکانن پختہ پتھر کی ..... جھاڑ

فرشی قد آدم دونوں سمت سزک کے استاد ہوئے" (۱)

شام ہوگی ۔ چراغ جل گئے ۔ ہم نے بازاروں شہروں ملوں اور دیہاتوں

سڑکوں اور سواہن کو دیکھ لیا ۔ اور ہمیں کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی جو اودھ کے

لئے اجنبی ہو ۔ یہ ساری سمیت اودھ کی ہے اور یہ ساری سمیت نانوی اودھ کی

اس لئے ہے کہ اس کی بنیاد جس سمیت ابتدائی پر ہے وہ اودھ کی ہے اور وہ

سمیت ابتدائی اس لئے اودھ کی ہے کہ اس کا مدار جس فطری ماحول پر ہے وہ ماحول

خالصاً اودھ کی ہے ۔ اس حقیقت پر نہ کلم الدین کی نگاہ پڑی اور نہ گہان چند کی ۔

حسن عسکری اور عزیز احمد سے تو اس کا مطالبہ کرنا ہی درست نہیں کیونکہ ان کا تو

مقصد ہی اور تھا ۔ وہ رنڈیوں سے آگے دیکھ ہی نہیں سکتے !

تعجب ہوتا ہے کہ اردو پر بدیسی ہونے کا الزام لگتا رہا اور ہم سہو کے اس

جملہ کو رہتے رہ گئے کہ اردو ہندوؤں اور مسلمانوں کا مشترکہ نوکہ ہے ۔ ہم نے ہندو

مسلمان کی سطح سے بلند ہو کر اپنے ادبی ذخیرہ کا مطالعہ اور اس کا تجزیہ کرنے کی

سمجھ نہیں کی ۔ وہ صرف داستان "طلسم ہوشیہ" بہ ناپت کرنے کے لئے کافی تھی کہ

اردو عرب و عجم کی طرف نہیں دیکھتی ۔ اگر قند ہار کا ذکر دید مقدس کو ہندوستان

میں اجنبی نہیں بنانا تو چند پھولوں اور جڑیوں کے ذکر سے اتنی پڑی اور خوبصورت

زبان کو کیسے بدیسی کہا جاسکتا ہے ۔

اصل میں ضرورت اس کی ہے کہ سے الگ ہو کر اردو کے مزاج کو

سمجھنے کی کوشش کی جائے ۔ قومی امتزاج کی دشوار رہگزاروں پر یہ زبان بہت کام

آئیگی کیونکہ یہ زبان ہندی کے علاوہ دوسری قوموں زبانوں کی طرح ایک خالص غریبہ ہی

زبان ہے اور یہی ایک ایسی اہم روایت ہے جو یہ زبان ہندی کو دے سکتی ہے ۔ اس

زبان میں رامائن بھی موجود ہے اور قرآن بھی ۔ اس نے کرشن بھی گیت بھی

گائے ہیں اور کھلا کی کتا بھی سنائی ہے ۔ اب آزاد ہندوستان میں اس زبان کے فرائض بدل گئے ہیں ۔ اس لئے اب از سر نو اس کا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے ۔ اور یہ مطالعہ دفاعی نہیں ہونا چاہئے جیسا کہ اب تک ہوتا رہا ہے ۔ اردو کو دراصل اردو کے دوستوں نے ہندوستان میں اجنبی بنا دیا ہے ! ہم نے کہیں اس کی کوشش نہیں کی کہ اس زبان اور اس کے ادب کے خدوخال کا قوی سے منظر میں مطالعہ کیا جائے ۔ حالی سے لے کر اب تک یہ کلم نہیں ہوا ہے ۔ یہ مقالہ اس سلسلہ کی پہلی کڑی ہے ۔ گہان چند نے اردو کی تری داستانوں کا مطالعہ ضرور کیا ہے ۔ مگر کیا مطالعہ کیا ۔ وہ تو یہ بھی نہ طے کر سکے کہ "طلسم" ہوشیار "توجہ" ہے یا طہمزد ! انہوں نے بھی اس قصہ کے اندر جھانکنے کی کوشش نہیں کی ۔ کلم الدین کی تخریبی تنقید سے اس کی امید بھی نہیں تھی ۔ حسن عسکری اور عزیز احمد کا سارا زور اس پر خرچ ہوا کہ لکھنؤ کا طوائفانہ تمدن جو غدر کو جھیل گیا تھا وہ سنہ ۱۹۰۷ء میں مارا گیا اور جو کچھ بچ رہا وہ پاکستان ہجرت کر گیا ۔ چنانچہ ان کا مقصد بھی اس لکھنوی تمدن کا مطالعہ کرنا نہیں ہے ۔ وہ تو اپنی ہندوستان دشمنی کا مظاہرہ کرنا چاہتے ہیں اور لکھنوی تمدن کا مذاق اڑاتے ہیں ۔ چنانچہ عسکری نے جو انتخاب کیا وہ بھی سطحی اور بے ہنی ہے اور وہ "طلسم" سے زیادہ ان کے ہمارے جنس زدہ ذہن کی نمائندگی کرتا ہے ۔ یہ دریا ، یہ پہاڑ ، یہ بستان ، یہ بازار ، یہ دوکاندار ، یہ گاہک ، یہ سپاہی ۔ یہ تعلیم کی تمام چیزیں رنڈیاں تو نہیں ہیں ! یہ اودھ کا ماحول ہے ۔ یہ اودھ ہی بستان ہیں ۔ یہ اودھ ہی بازار ہیں ۔ اور یہ اودھ ہی لوگ ہیں اور یہ اودھ اس بڑے ملک کا ایک حصہ ہے جو سنہ ۱۹۰۷ء کے بعد بھی ہندوستان کہا جاتا ہے !

لیکن اس سے قبل کہ ہم باب المصہبت کو ختم کریں ہمیں رسل و رسائل کے ایک حصہ کو اور دیکھ لینا چاہئے ۔ آخر ان بستانوں اور شہروں میں تعلق کسے قائم ہوتا ہے ۔ چنانچہ خط و کتابت کے سلسلہ میں اول تو ہمیں کہو تو ملے ہیں ۔

"افراسیاب نے ۱۰۰۰۰ ایک نامہ ہال کہو تو میں باندھا اور کہو تو سے کہا ۔

جا ملکہ حیرت کو یہ نامہ پہنچا " (۱)

لیکن " طلسم ہوشیا " جادو گروں کی دنیا ہے۔ اس لئے یہ کہو نر طائر سحر (۱) اور ہنجہ سحر (۲) میں بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔ لیکن ان طائروں سحر کا انداز وہی کہوتوں والا ہے۔

"الحاصل اس نے ایک نام ۹۹ رخ کو لکھا ۱۰۰۰۰۰ ایک طائر کو دیا کہ جاکر ۹۹ رخ کو پہنچا دے۔ ۱۰۰۰۰۰ وہ طائر منقار میں نام لے کر ہارگاہ ۹۹ رخ میں آیا اور گود میں اس کی بیٹھ گیا " (۳)

طائروں کے علاوہ نقاروں سے بھی خبریں پہنچائی جاتی ہیں۔ چنانچہ سلمان غنہین موئے کوہی جب لقا کے لئے مدد منگواتا تھا تو پہاڑی ہر رکھے موئے نقارے کو ہجواتا تھا۔ افراسیاب کو خبر ہو جاتی تھی اور وہ خط منگوالیٹا تھا۔ اس سے ملتی جلتی چیز دستک بھی ہے۔ جادو اور عطیات کی دنیا میں یوں بھی دستک کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ طلسم کے جادوگر تالمون کے ذریعہ بھی خبریں ہجواتے ہیں۔

" افراسیاب نے بعد جواب پہنچنے عری کے کچھ ہڑد کو دستک دی۔ اس وقت ایک لکھ ابرہہ روئے ہوا پیدا ہوا اور زمین ہراتوا " (۴)

ان ذریعوں کے علاوہ نام ہر بھی آتے جاتے ہیں۔ (۵)

خط لغافون میں رکھے جاتے ہیں۔ فرمان نما خط نہیں جلتے۔ " ہکایک ہنجہ سحر کا نام لایا۔ اس کو دیکھا تو لقا کا نام پایا۔ کھڑے ہو کر عظیم ہجا لایا۔ سو ہر رکھا۔ آنکھوں سے لگایا۔ زرشار کیا۔ ہمر لغافہ چاک کیا " (۶)

---

(۱۰۳) ۱	(۳)	(۲۸) ۱	(۲)	(۵۶) ۱	(۱)
(۲۴۲) ۱	(۶)	(۴۲۰) ۲	(۵)	(۲۹) ۱	(۲)

اور معمولی خیر و عافیت کے حصول کے لئے تو ایک ہمسہ کا ہوسٹ کارڈ لکھا جاتا ہے۔

"آئے جانے سے تو کچھ کام نہیں۔ خط میں سوال و جواب ہوا کریگا  
 ..... جاہے نہ سمجھے۔ ہم تو بھڑکا کر بن گئے۔ مہمن کہا ہوا ہے۔  
 یہ ایک ہمسہ میں خیر سمجھے گا۔ ہم نہال کر دینگے ..... ہوا اس  
 طرح امور و رشتوں سے ملاقات ہوتی ہے" (۱)

ایک ہمسے والا خط یہ ظاہر کرتا ہے کہ خط و کتابت کا عام رواج تھا اور باقاعدہ  
 اکھائے کا نظام قائم ہو چکا تھا۔ یہ بھی ان شہادتوں میں سے ایک ہے جو "ترجمہ"  
 کے طلسم کو شکست کرتی ہے اور "طلسم ہوشیاریا" کو انیسویں صدی تک لائق ہے کہ جب راج  
 کہنی بہادر کا تھا ..... یا ملکہ وکٹوریہ کا تھا۔

—————

## مباحث ماحول

• ریاست

• حکومت

\_\_\_\_\_ حکومت کا ڈھانچہ

\_\_\_\_\_ بادشاہ

\_\_\_\_\_ دیہات اور اس کی تہذیب

\_\_\_\_\_ انتظامیہ

\_\_\_\_\_ فوج

\_\_\_\_\_ جنگ اور امن



سیاست بھی زندگی کا ایک اہم شعبہ ہے اور سیاسی نظام کے مطالعہ کے  
بمیز زندگی کا مطالعہ مکمل نہیں ہو سکتا۔

چونکہ "طلسم" کی صفت ایک پچھڑی ہوئی نئی صفت ہے اس لئے کسی  
بہت ترقی یافتہ نظام سیاست کی توقع کرنا درست نہیں ہے۔ اور اس بات کو بھی نظر  
انداز نہیں کیا جاسکتا کہ جس عہد میں یہ داستان لکھی گئی اس عہد میں هندوستان  
اور خلاصہ کر اودھ کا نظام سیاست کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ داستان گوئوں نے نظام  
سیاست کے سلسلہ میں بھی گرد و پیش میں پر نگاہ ڈالی ہوگی۔

یہ داستان انیسویں صدی کے آخر میں لکھی گئی تھی۔ یعنی هندوستان سنہ  
۱۸۵۷ء کے شکست خوردہ انقلاب کے نتائج بھگت رہا تھا۔ دلی کی مرکزی حکومت  
ختم ہو چکی تھی۔ اودھ کی نام نہاد آزاد حکومت کا بھی خاتمہ ہو چکا تھا۔ دوسری  
چھوٹی چھوٹی ریاستیں ان داستان گوئوں کے لئے کوئی مٹی نہیں رکھتی تھیں۔  
اس کے مٹی یہ ہیں کہ ان داستان گوئوں کا هندوستان ایک تشریف کثیت میں  
مبتلا تھا۔ ہر طرف ایک بے اطمینانی تھی۔ ذہنوں میں سنہ ۵۷ء کی یادیں تازہ تھیں۔  
رشوتوں سازشوں اور من مانی سزاؤں کا بازار گرم تھا۔ هندوستان جنت نشان ایک  
صحرائے دارورسن بنا ہوا تھا۔ اسے میں علم آدمی ایک ایسی مستحکم حکومت کا خواب  
دیکھ رہا تھا جو راستن کو محفوظ کر سکے۔ جو افسروں کی رشوت خوری کو ختم کر سکے۔  
جو انصاف کر سکے۔ اور جو فن کاروں کی قدر کر سکے! دیہاتوں کے خاتمہ نے دیہاتوں  
فن میں انتشار پیدا کر دیا تھا۔ سوال یہ تھا کہ اچھے گائے والے ناچنے والے شاعر  
رکاب دار اور ہمارے وہاں کہاں جائیں۔ یہ حلیم نہیں تھا کہ بدیسی سرکار فن اور  
فن کاروں کے ساتھ کیا برتاؤ کرے گی۔

ہمارے داستان گوئوں نے بھی تمام علم آدمیوں کی طرح ایک مستحکم اور مثالی  
حکومت کا خواب دیکھا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ صرف ایک خواب تھا۔ لیکن اس  
میں بھی شک نہیں کہ انہوں نے شک میں دیکھے جانے کے باوجود یہ ایک قابل قدر  
خواب تھا۔ دراصل یہ ایک ایسے زمانے کی بات ہے جب ہمارے پاس اس ایک خواب  
کے علاوہ اور کچھ تھا بھی نہیں۔ وہ قدریں بکھر چکی تھیں یا بکھر رہی تھیں

جنہیں ہم نے صدیوں سے اپنا صہود بنا رکھا تھا۔ وہ بنیادیں دھنس رہی تھیں جن پر ہمارے شاعر کی عمارت کھڑی ہوئی تھی۔ ایسی حالت میں خواب میں کام آنے میں۔

اودھ اور مہرئی بھی میں آج بھی ان چھوٹے چھوٹے راجاؤں اور بڑے زمینداروں کی کہانیاں سن جاسکتی ہیں جو ڈاکوؤں کیے تھے۔ ان راجاؤں اور زمینداروں کی ہرجمائی ہوئی "طلسم" میں بھی جلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔ "طلسم" ایسے قزاقوں سے بھرا ہوا ہے جو ہاتھ دھوئے قلعوں کے مالک ہوتے ہیں۔ مثلاً ہوشنگ دزد ہی کو دیکھئے :

"اس حوالی میں ایک قلعہ ہے۔ نام اس کا حصار ہوشنگہ ہے۔ ہوشنگ دزد جری بہادر اس قلعہ کا حاکم و ناظم ہے۔ بارہ ہزار قزاق سمراہ رکھتا ہے۔ جو کاروان اس حوالی میں آتا ہے جاکو لوٹ لیتا ہے" (۱)

یہ ہوشنگ دزد جری اور بہادر ہے۔ داستان گو کو اس سے کوئی شکایت بھی نہیں معلوم ہوتی۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان قزاقوں کو عظم قزاقوں سے الگ کر کے دیکھنا چاہئے۔ پھر یہ بات بھی نظر انداز نہیں کی جاسکتی کہ خود فاتح "طلسم ہوشیا" یعنی اسد بن کوب غازی نے اپنی ابتدا ہی زندگی قزاقی میں گزاری تھی۔ اسد نے جب طلسم پور حملہ کیا تھا تب بھی ان کا لشکر ان کے بارہ ہزار قزاقوں پر مشتمل تھا۔ اسد کے دادا بھی اپنے عہد کے مشہور قزاق تھے۔ اور اسد کا بچا غضنر بن اسد بھی "طلسم" میں جاہ جالوٹ مار کر نظر آ جاتا ہے۔ یعنی ابن خانہ تمام آفتاب است! پر دادا سے پہلے تک قزاقوں کا ایک سلسلہ نظر آتا ہے۔ یہ تمام لوگ اعتراف "طلسم ہوشیا" سے تعلق رکھتے ہیں اور دراصل یہ تمام لوگ اس عہد کی سیاسی

میں اطمینان کی علامتوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انگریزی حکومت کے خلاف ہمیں زبردستی سے یہی طریقہ اختیار کرنا تھا۔

قمر کا خاندان سنہ ۵۷۷ھ کے طوفان میں ہمیشہ چکا تھا۔ ان کے بھائی اسی لڑائی میں مارے گئے تھے۔ اس لئے اگر "طلسم" میں جگہ جگہ "قید فرد" کی گفتیں نظر آئے تو کوئی تعجب نہیں۔ چنانچہ :

"خامہ کو بلا کر حکم دیا کہ آج سے لڑکی تمہاری سہرہ ہے۔ جہان کہیں جائے سائے کی طرح اس کے ساتھ رہنا۔ ۰۰۰۰۰ ملکہ نے جو یہ سنا اپنا حال تباہ کیا۔ اور جواب دیا کہ مجھ سے یہ قید فرد نہ اٹھی ہے نہ اٹھسکی" (۱)

اور پھر مجموعی طور پر بھی انگریزوں کے ہمارے میں داستان کوہن کی رائے اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ چنانچہ جب احتفالی نظارہ نواز کے دیہار میں عرو اور برق کی عماری کا راز کھل گیا تو عرو نے گھٹگو کا جال پھینکا۔

"۰۰۰۰۰ اب میں بہت عاجز ہو چکا ہوں۔ میں شہنشاہ سحرافٹریے۔ میرے ہاتھں ٹوٹے جاتے ہیں۔ لیکن میں صاف عزم کر رہی ہوں۔ اس برق کو قتل کیجئے۔ یہ قوم کا انگریز ہے۔ بڑا فتنہ انگیز ہے" (۲)

یہ بات جہان بھی ختم نہیں ہو جاتی۔ ایک جگہ برق کی عماری جل گئی۔ شہاب لگکون ہوش کو برق نے پھینکا تھا اور اس کے ساتھ عرو کی گرفتاری پر نکلا۔ عرو کو دیکھتے ہی اس نے ڈانٹا :

"اوسلہاں زادے۔ منم برق فونگ رفق شہنشاہ شہاب لگکون ہوتی۔ اریے ہم قوم کے انگریز بڑے فتنہ انگیز ہیں۔ مل کو مارئے ہیں" (۳)

"فائدہ انگیز" ہرقافیہ بھائی کا الزام اگر لگا بھی دیا جائے تو اس "مل کرو مارے" کی بات کو کما کہا جائے۔ لکھنؤ کے داستان گوہن سے زیادہ بہتر کون جان سکتا تھا کہ انگیز مل کرو مارے میں اپنا جواب نہیں رکھتے۔ مل ملا کر توادہ کی حکومت نکل گئی تھی۔ چنانچہ انہیں جب بھی موقع ملتا ہے وہ اپنی نفرت کا اعلان کر دیتے ہیں۔ جن انگریزوں کی وجہ سے ان کا لکھنؤ تہ ہوا تھا وہ ان انگریزوں اور ان کی لای ہوئی تھامی کو بھلا کسے بھول سکتے تھے۔ انہوں نے تو "طلسم" میں خود کی حالات تک کی عکاس کر دی۔

"راہ میں جو ملا اس سے کہہ دیا۔ اریے مہان بھاگو۔ فوج آگئی۔ لوگ قتل ہوئے ہیں ۰۰۰۰۰ بھگدڑ پڑ گئی ۰۰۰۰۰ اب کوئی اپنے لڑکے کا ماتہ پکڑے بھاگا جاتا ہے۔ کوئی اپنی بیویوں کو لٹے بدحواس ایک ایک سے ہرجھٹا ہے۔ اریے بھئی کوئی ناکہ بھی کھلا ہے۔ کدھر جائیں ۰۰۰۰۰ لیکن بہادران روزگار ہتھیار لگائے اپنے اپنے دروازوں پر موڑے اور کرسیاں بچھائے جان دینے پر آمادہ۔ ۰۰۰۰۰ پیٹھے میں۔ لوگ آکر ان کے سامنے خیریں کہہ رہے ہیں کہ حضرت آپ پیٹھے کیا کرنے ہیں۔ ابھی ابھی میرے سامنے جوہری بازار قتل ہو چکا ہے۔ چونکہ لٹ رہا ہے۔ ۰۰۰۰۰ کوئی اگر جان بچا کر نہیں بھاگا ہے تو اہل محلہ کے خالی گھروں میں کود کود کر اسباب اٹھا رہا ہے۔ کوئی اسباب کو کنوئیں میں بھیک رہا ہے۔ کوئی تہہ خانے میں چھپ کر بچھا ہے۔ کوئی کہتا ہے میرا بھائی لشکر عسرو میں نوکر ہے۔ مجھے اس نے سٹ لادی ہے۔ میں سب کو بچا لوں گا۔ میرے یہاں جلے جلے (۱)

یہاں اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ کفر و اسلام کی اس کھمکشی میں آخر یہ "میرا بھائی لشکر عسرو میں نوکر" کسے ہوگا ہے۔ یہ ایک جملہ یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ اسد والو اسباب ہم وطن تھے اور اس تصادم کی حیثیت مذہبی نہیں ہے۔ لیکن اس وقت ہمیں اس سے بحث نہیں۔ اس وقت تو یہ دیکھنا

ہے کہ مقررہ بالا اقتباس کس ہستی کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ کیا یہ لکھنؤ نہیں ہے جہے اس بات کو نظراۓ از کردہ یہ کہ قدر کے زمانہ میں انگریزی انتظامہ نے "ہاس" جاری کئے تھے لیکن اس قتل ہونے والے جوہری بازار اور لٹھے والے چوک کو نظراۓ از کرنے کی کوشش شکل نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں محلے لکھنؤ میں آج بھی موجود ہیں ۔ اور یہ لوگ جو "ہتھیار لگائے اپنے اپنے دروازوں پر موڑے اور کرسیاں بچھائے جان دینے پر آمادہ یہ استقلال بٹھائے ہیں ؟" خالص لکھنؤ کے رہنے والے ہیں کیونکہ یہ انداز نشست میں لکھنؤ کے طبقہ متوسط کا ہے ۔ لیکن اگر اب بھی لکھنؤ کو پہچاننے میں دشواری ہو تو آئیے مہتر قرآن کے ساتھ شہاب گنگوٹھ کے قلعہ میں چلیں :

"قرآن نے کہا ۔ ۰۰۰۰۰ کھن صاحب کس قید خانہ پر چلے گا ۔ ہم رات کو عالم باغ تک نہ جائیں گے ۔ رات کو بہت سناٹا ہوتا ہے ۔ تنگے نے ایک دن گولی مار دی ہوئی ۔ ۰۰۰۰۰ حسین الدولہ کے امام باؤ تک چل سکتے ہیں ۔ وہاں بجاریے قرض خواہ لوگ قید ہیں ۔ شہر کا بھی کنارہ ہے ۔ چوب دار نے کہا ۔ ان دونوں مقام پر جانا منظور نہیں ۔ سامنے وزیر گنج کے ایک بادشاہ قید ہے ۔ چند نگہبان ہمارے مالک نے مقرر کئے ہیں ۔ ان کے لئے شواب جانی ہے ؟" (۱)

ایک لحاظ سے یہ اقتباس بھی بہت دلچسپ ہے۔ سوال یہ ہے کہ بحث رسول سے پہلے کی واقعات بیان کرنے والے داستان گوہن نے امام باڑے کو کسے بتادیا لیکن یہ موقع اس بحث کا نہیں ہے۔ اس لئے یہاں صرف یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ یہ عالم باغ کہاں ہے حسین الدولہ کا امام باؤ کہاں ہو سکتا ہے اور وزیر گنج کس شہر میں ہے ۔۔۔ یعنی اگر یہ لکھنو نہیں ہے! کہا یہ صرف ایک خواب پریشان ہے جو افہون کی جھوٹکی میں دیکھا/ تھا یہ اس لکھنو کا عکس نہیں ہے جو زخون سے چور تھا اور کراہ رہا تھا "طلسم" کے روزندان میں کسی شہزادے یا وفادار وزیر زادے یا سودار کی قید اس ہندوستان کی یاد تازہ نہیں کرتی جو غدر کر کے بعد

انگوٹھوں کے مظالم کا نشانہ بنا ہوا تھا کیا لاجپن کی لہد اور اس کی مہجوری ہمارے  
ذہنوں کو بہادر شاہ یا واجد علی شاہ کی طرف نہیں لے جاتی اور کیا افراسیاب سے ہلاوت  
کرنے والی شہزادہوں کے بدن سے کسی حضرت محل یا کسی لکھنؤ ہائی کی خوشبو نہیں  
آتی حسن عسکری اور عزیز احمد جیسے لوگ بے شک ان شواہد کو جھٹلا کر "طلسم"  
کی جاہل از شہزادہوں کو رنڈیاں کہہ سکتے ہیں لیکن تاریخ اور ادب کے کسی منجیدہ  
طالب علم کے لئے یہ نغمہ نکالنا ناممکن ہے۔

"طلسم ہوشیا" لکھنوی زندگی کے ایک خلسہ عہد کی ایک اہم دستاویز ہے۔  
اور اس دستاویز میں لکھنوی زندگی کے مثبت پہلو بھی موجود ہیں۔ لیکن لکھنوی  
زندگی کے منفی پہلو بھی ہیں جن کے اس میں لکھنؤ کے عام آدمیوں کی زندگی  
بہان کی گئی ہے۔ "طلسم ہوشیا" عام آدمیوں کی کہانی نہیں ہے۔ اسی لئے یہ  
داستان ہے۔ اور داستان کی طرح اس داستان میں بھی عام آدمی میں خال ہی  
خال نظر آتے ہیں۔ حالانکہ جوشکر ہے و لاکھون کا ہے اور جو شہر ہے وہ آباد  
ہے! عام آدمیوں سے ہماری ملاقات بس ملین فمیلوں میں ہو جاتی ہے۔ عام  
آدمیوں کی نگاہ میں خولس کی زندگی میں اس داستان کا موضوع ہے۔ چنانچہ  
شہزادوں اور شہزادہوں اور چوہدریوں اور خواصوں کی اس دنیا کو پہچان لینے میں  
کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ مثلاً یہ افراسیاب جو اپنی ملکہ کے لئے شہر آباد کرتا ہے  
اچھا خاصا جانا پہچانا ہوا مسلم ہوتا ہے۔

"راوی کہتا ہے۔ افراسیاب نے اپنی ملکہ حیرت جادو کے لئے یہ شہر  
آباد کیا ہے" (۱)

لکھنؤ میں نو حضرت محل کے لئے حضرت گنج میں بسایا گیا تھا اس لئے داستان  
کو کو ایک راوی کی ضرورت پڑی آئی۔ ایک راوی ہی نے تو کہا ہوگا کہ جنوب میں  
ایک بادشاہ تھا۔ اس کا نامی قلی قطب شاہ تھا۔ اس نے اپنی محبوبہ بھاگہ منی

کے لئے بھاگہ نگر آباد کیا اور پھر جب اس نے بھاگہ میں کو حیدر محل کا خطاب دیا تو شہر کا نام حیدر آباد پڑ گیا۔ چنانچہ داستان میں بھی یہ بات ایک راوی میں کہتا ہے کہ انور شاہ نے اپنی ملکہ حوت کے لئے یہ شہر آباد کیا ہے !۔۔۔ داستان کو بڑے اجماع اور لوگ تھے۔ اس لئے اس پوری داستان کی فضا هندوستانی ہے۔ هندوستانی نہیں بلکہ اودھ میں ہے۔ اس کے پہاڑوں اور دریاؤں سے لے کر اس کے کھیت کھلمائوں اور جمن زاروں سے لے کر یہ زاروں تک کوئی چیز غیر هندوستانی نہیں ہے۔ چنانچہ اس کی ریاست بھی هندوستانی ہے۔ اس کے بادشاہ اور وزیر هندوستانی ہیں۔ اس کے دیہاتر هندوستانی ہیں۔۔۔ اور چنڈ اور امن کی فضا هندوستانی ہے۔

ابھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ عام آدمیوں کی طرح ہمارے داستان گوین کو ایک ایسی سوکار کی ضرورت تھی جو انصاف کر سکے یعنی جو یہ قول صاحبان داستان "دزد حنا کے چور کا سر سو محفل کاٹ سکے" بات پس اتنی میں ہے۔ لیکن سوال یہ تھا کہ حکومت بنائے کون۔ ہمارے داستان گو مسلمان تھے۔ اس لئے فطری طور پر ان کی نگاہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں پر پڑی۔ اور انہوں نے ہمسفر اسلام کے چچا حمزہ کی وہ "لڑائی" بیان کیں جو اعلان نبوت سے پہلے لڑی گئی تھیں۔ داستان گوین نے خاندان رسول کی کسی اخلاقی شخصیت کو نہیں جانا۔ اگر وہ ایسا کرنے تو یہ مٹالی حکومت نہ بن پاتی۔ حمزہ کے انتخاب کی وجہ سے آئندہ باب میں بحث کی جائے گی۔ یہاں اتنا جان لینا کافی ہے کہ انہوں نے عرب کے ایک بہادر کو اپنی مٹالی حکومت کی تخلیق کی ذمہ دار بن سوچ دین۔

لیکن رسول کے چچا کا نام صرف حمزہ تھا۔ اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ امیر اور صاحبقران کہا جہز ہے۔ غالباً اتنا اشارہ کر دینا کافی ہو کہ نمبر لدا، اپنے القاب سمیت، امیر نمبر صاحبقران اول تھا۔ یعنی امیر نمبر صاحبقران اور امیر حمزہ صاحبقران میں صرف درمیانی نمبر اور حمزہ کا فرق ہے۔ "طلسم ہوشیا" کے حمزہ صاحبقران عرب کے حمزہ کے مقابلہ میں امیر نمبر سے زیادہ مشاہدہ میں۔ عرب کے حمزہ نے نہ کوئی لشکر بنایا اور نہ لشکر کشی کی۔ لیکن امیر نمبر صاحبقران اول نے لشکر بھی بنایا اور لشکر کشی بھی کی اور ایک بڑی حکومت کی بنیاد بھی ڈالی۔

یہ مرحال ہے امرتسر میں یا حمزہ عری لیکن اس میں شک نہیں کہ داستان گوین نے ایک پرے مال سپاہی اور نڈر جنوں کی تخلیق کی ہے اب ایک طرف تو یہ حمزہ صاحبقران میں اور دوسری طرف خداوند لقا۔

اور اب سوال ہے کہ ان دونوں حکومتوں میں فرق کیا ہے۔ اس فرق کو دیکھنے کے لئے ہمیں کسی ہمارے کی ضرورت ہوگی۔ اور چونکہ ہم "طلسم" میں ہندوستانی زندگی کا مطالعہ کر رہے ہیں اس لئے یہاں بھی کوئی ہندوستانی ہمارے میں ہمارے کام آسکتا ہے۔ کالی داس نے ریاست کوہات حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ "امروکھ" کی شہادت پر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ وہ سات حصے متدرجہ ذیل ہیں۔

(۱) بادشاہ

(۲) وزیر

(۳) سیاسی حلیف

(۴) خزانہ

(۵) قوم (علم لوگ)

(۶) قلمہ

(۷) فوج

"سکرانسی" کا کہنا بھی یہی ہے۔ (۱)

اب ان شہادتوں کی روشنی میں "طلسم" کی ریاست پر نگاہ ڈالئے۔ اس میں ساتوں اجزا موجود ہیں۔ بادشاہ خود افراسیاب یا کوکب یا جہاند ارشاہ یا خداوند لقا ہے۔ وزیر میں صنعت سحر ساز بلخیان اہرق اور سرمائے ہر انداز یا خورشید روشن رائے رفیرہ ہیں۔ سیاسی حلیفوں میں جہاند ارشاہ اور تزلزل میں از لال رفیرہ کا نام لیا جاسکتا ہے۔ خزانہ تو خیر ہے ہی۔ قوم بھی ہے۔ قلمہ بھی ہے اور فوج بھی۔ تمام کی تمام ریاستیں متحد ہیں۔



لیکن حمزہ کی مرکزی حکومت ایک گھٹی مرکزی حکومت ہے۔ لشکرگاہ میں دارالخلافہ ہے۔ یہ حکومت بادشاہ و نوا سیاسی حلیف عام لوگوں اور قلموں میں دلچسپی نہیں رکھتی۔ اس کی بنیاد ایک مضبوط مرکزی فوج پر ہے۔ ہاں یہ ضرور ممکن ہے کہ اس لشکر کی تخلیق میں داستان گوین نے محمود غزنوی اور محمد غوری اور نادر شاہ وغیرہ کی حیلہ آور فوجوں کی طوطائی کیفیت سے مدد لی ہو۔ لیکن یہ بات ہمارے موضوع سے تعلق نہیں رکھتی۔

ہم تو صرف یہ دیکھتے ہیں کہ حکومت سعد بن قہاد کی ہو یا خداوند لقا کی۔ دونوں میں حکومتوں کی بنیاد مذہب پر ہے۔ حالانکہ ان میں سے کوئی حکومت مذہبی حکومت نہیں ہے۔ سعد بن قہاد خلیفہ<sup>۲</sup> خدا ہیں۔ لقا خداوند ہیں۔ افراسیاب بھی نم خدا ہے۔ یعنی یہ دونوں حکومتیں نام نہاد مذہبی حکومتیں ہیں لیکن ان کے ڈھانچے میں بڑا فرق ہے۔

لشکر اسلام میں اصل طاقت سپہ سالار اعظم کے پاس ہے۔ یعنی گروسکے نو  
سعد بن قباد کے نام کا جلتا ہے لیکن صاحب اختیار دراصل امیر حمزہ ہیں۔ یہی  
حال اسد اور دوسرے مسلمان شہزادوں کے لشکر کا بھی ہے۔ یعنی اصل چیف فوج ہے۔  
سنہ ۵۷ھ کی شکست کے بعد لکھی جانے والی داستان میں اگر فوج کو یہ اہمیت حاصل  
ہو جائے تو کوئی تعجب نہیں۔

اس اسلامی حکومت کی کوئی سوجھ ہی نہیں ہے اس لئے سوجھ بوجھ کا انتظام  
 کون کرے اور کسے کرے۔ یہ اسلامی حکومت صوبوں میں بھی تقسیم نہیں ہے۔ جس  
 قلمے میں اور ایک گشتی مرکزی حکومت ہے۔ مرکز وہی امور کے علاوہ کس اور رابطہ  
 میں داخل نہیں ہوتا۔ یہ ایک قسم کی بالادستی ( Over Lordship ) ہے۔  
 حکومت نہیں ہے۔

یہ حقیقت بہت دلچسپ ہے کہ داستان گوہن نے اس فوج حکومت کو  
افراسیاب کی باقاعدہ حکومت پر توجہ دی ہے۔ اور وہ ایسا کہنہ کرتے۔ کیا انہوں  
نے یہ نہیں دیکھا تھا کہ ایک تجارتی کمیٹی نے انہیں فوجوں کی مدد سے هندوستان کی

باقاعدہ حکومتوں کو شکست دی تھی ! ہمارے داستان گوہن کے سامنے واحد علی شاہ اور بہادر شاہ جیسے بادشاہ تھے۔ وہ ان بادشاہوں کے ہاتھ میں ایک عالمی حکومت کی باگ ڈور کسے دے دیتے جبکہ ایک سے ایک چھوٹا سا شہر لکھنؤ نہ سنبھالا گیا اور دوسرے سے ایک چھوٹا سا قلعہ یعنی لال قلعہ کی حفاظت نہ ہو سکی ! چنانچہ فطری طور پر داستان گوہن کے ذہن میں یہ بات آئی کہ اچھی حکومت کے لئے بادشاہ سے زیادہ ایک اچھی فوج کی ضرورت ہے۔ فوج بڑی ہونی چاہیے۔ لیکن اگر فوج بڑی نہ ہو لیکن مہذب اور منظم ہو تو کوئی نقصان نہیں۔ "طلسم" میں ہم ایسی کئی لڑائیاں دیکھتے ہیں جن میں مسلمانوں کی چھوٹی سی لیکن منظم فوج کو ہموں کی بڑی فوج کو شکست دیتی ہے۔ لڑائیاں دراصل غدر کی ان لڑائیوں کے نقشہ پر بنائی گئی ہیں جن میں ہا سون کی گہارین انگریز فوجوں کے ایک دودستوں کے سامنے نہ ٹک سکی تھیں۔ اسی لئے داستان گوہن نے لشکر کی تخلیق پر زیادہ زور دیا اور اس لئے جہاں ممکن ہوا وہاں انہوں نے عورتوں کو لشکر کا بادشاہ بنادیا ! انرا سہا پ کے لشکر کی بادشاہ حیرت ہے۔ اور اسد کے لشکر کی بادشاہ مہہ جیمن ہے۔ حیرت تو خیر جادوگری بھی ہے۔ مہہ جیمن کو تو یہ شرف بھی حاصل نہیں ہے۔ اس سے بھی تو نفعہ نکالا جاسکتا ہے کہ داستان گوہن بادشاہ کو تخت و تاج سے زیادہ اہمیت دیتے کو تیار نہیں تھے۔ اس کے برعکس انہوں نے لشکر اسلام کی تخلیق میں بڑا زور مارا ہے۔ یہ زبردست مرکزی فوج ہمیشہ بادشاہ کے ہموا رکاب ہوتی ہے۔ اس لشکر میں ہر شمار مشہور جنرل ہیں۔ اور دراصل اس بڑی فوج اور ان عظیم جنرلوں کا خیال حکومت میں ہمسایہ نہیں ہونے دیتا۔

"طلسم ہوشیا" کا اسلام ایک حملہ آور طاقت ہے جو ایک عالمی حکومت بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ حملہ آور طاقت اتنی بڑی ہے کہ بڑی بڑی حکومتیں اس کے طوفان میں تنکے کی طرح بہہ جاتی ہیں۔ لیکن اسے ابتدائی اسلام کی ہمکری طاقت سمجھ لینا درست نہیں۔ اس پر ان مسلمان حملہ آوروں کا اثر زیادہ ہے جنہیں اسلام سے زیادہ سونامیوں کے جواہرات میں دلچسپی تھی۔ لشکر اسلام سعد بن قہاد کے نام کا گرو سکے غور جاری کرتا ہے۔ لیکن وہ کہیں ٹکنا نہیں۔ وہ کسی جائز وارث کو تخت نشین کر کے آگے بڑھ جاتا ہے۔ اور پھر غالباً انہیں معمول

جانا ہے کیونکہ پھر کہیں ان کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ لیکن یہی وہ مقام ہے جہاں لشکر اسلام پر ہندوستانی روایت کا ساہہ پڑنے لگتا ہے۔ حکومت کے جائز وارث کو تخت نشین کرنے کی یہ روایت عرب یا عجم سے نہیں آئی ہے۔ یہ رامائن کی روایت ہے۔ لنگا کے فاتح رام چندر نے راون کے بھائی وی سمیشن کو تخت نشین کیا تھا (۱) یہاں اس بات پر بھی نظر رکھنی چاہئے کہ وی سمیشن نے اپنے بھائی راون کے مقابلہ میں رام چندر کا ساتھ دیا تھا۔ سعد بن قباد کے جنول بھی جس کو تخت نشین کرتے ہیں وہ سب کے سب صدق دل سے مسلمان ہو چکے ہوتے ہیں !

یہ تو ہوشی اسلام کی حکومت۔ لیکن نہ نائے گھر میں مہمن خالص ہندو حکومتیں ملتی ہیں۔ وہاں اصل طاقت بادشاہ کے پاس ہے۔ سہ سالار صرف سہ سالار ہیں۔ بات لقا کی جلتی ہے۔ حکم افرواسیاب کا چلتا ہے۔ یہی بات دوسری حکومتوں میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ طلسم نورافشان میں پندرہ چہار درست صرف ایک سہ سالار ہے۔ صاحب اختیار تو بادشاہ طلسم کوکب روشن سہر ہے۔ ہن میں جہاد ارشاہ اپنے یہاں سفید و سیاہ کا مالک ہے۔ خداوند داؤد اور دوسرے بادشاہوں کا بھی یہی حال ہے۔

یہاں مہمن کسی مرکزی فوج کا وجود نہیں ملتا۔ افرواسیاب ہر اہر قلعہ داروں اور حاکمان درندہ کوکب کے لئے خط لکھتا نظر آتا ہے۔ آئے دن اس کے ہاج گزار مدد کے لئے آتے ہیں رہتے ہیں۔ اس ایک مرکزی فوج کے ہونے کی وجہ سے افرواسیاب کی پرتناہ طاقت کے باوجود طلسم میں ہناتن ہوتی ہیں۔ چھٹی جلد میں قہقہہ فیلسو کے بھائی شہرہ فیلسو اور ولیم زمندار کی ہناتن اس پر شاہد ہیں۔

لیکن اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ یہ ایک باقاعدہ حکومت ہے۔ چنانچہ یہ باقاعدہ سات درندوں میں تقسم ہے۔ ان درندوں پر افرواسیاب کی طرف سے بڑے جلیل القدر ساحر حکومت کرتے ہیں۔ افرواسیاب کو سوجدوں کی حفاظت کا

یہی بڑا خیال ہے۔ چنانچہ جب سرحد دارماریے جانے میں نوافر اسباب انجم آئیں  
 ہمارے کو چالیس لاکھ فوج کے ساتھ سرحد کی حفاظت کے لئے روانہ کرتا ہے۔ طلسم نورافشان  
 اور ہوشیا کو درپائے ملت زدہ جدا کرتا ہے۔ اس دریا کے چاروں گون پر ہوشیا کا قبضہ  
 ہے اور تین پر نورافشان کا۔ کیا مجال کہ کوئی دریا کو ہار کر لے۔ دونوں طرف نگہبان  
 موجود ہیں۔ طلسم نورافشان اور جہاندارشاہ کے ملک کو ایک طلائی زنجیر الگ کرتی  
 ہے۔ اور کیا مجال کہ ایک ہرند، ادھر سے اُدھر چلا جائے۔ ہر علامت طلسم ایک  
 مقام سخت ہے۔ کسی طلسم میں اجازت کے بغیر داخل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں  
 ہوتا۔ چنانچہ آئے دن لوگ، دھند، طلسم پر گرفتار ہوتے رہتے ہیں۔ خود بدیع الزمان  
 بن صاحبقران بھی ایک علامت طلسم میں گرفتار ہوئے تھے جس کے نقشہ میں  
 قیامت خیز لڑائی لڑی گئی۔

نفسہ یہ نکلا کہ دونوں حکومتوں کے انتظام میں اختلاف ہے اور یہ دونوں  
 حکومتیں نام نہاد مذہبی حکومتیں ہیں۔ ایک کے پاس ایک خدائے نادیدہ ہے۔  
 دوسرے کے پاس خدائے دیدہ کا ایک تصور ہے۔ ایک خداوند لقا تو خیر موجود ہے  
 میں لیکن باقی تمام خدا بھی کسی نہ کسی وقت موجود رہ چکے ہیں۔ خداؤں کی  
 اس پھیڑ میں کچھ تو روایتی خدا ہیں۔ جیسے خود سامری۔ مسلمانوں کے طبقے  
 کے مطابق اس نے ہر جان کو جان دار بنادیا تھا۔ اس سامری کے علاوہ کچھ عوامی  
 خدا بھی ہیں جیسے لات و منات۔ لیکن دونوں طرف مذہب صرف مصیبت کے اوقات  
 میں نظر آتا ہے۔ جب کوئی بلا آتی ہے تو مسلمان نوہاد کرتے نظر آتے ہیں۔ لیکن  
 جماعتی حیثیت سے گڑگڑا کر دھما مانگنے والے یہ مسلمان نماز جماعت پڑھتے کہیں نظر نہیں  
 آتے۔ دوا ایک مقامات پر ہے۔ خیال آتا ہے کہ شاید انہوں نے نماز جماعت پڑھی  
 ہو! نماز صبح کے مناظر تو مل جاتے ہیں۔ لیکن ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کا  
 سیرے سے تذکرہ ہی نہیں ہے۔ کہونکہ دن جدم میں گزر جاتا ہے اور رات میں ہر  
 امر حقیر صاحبقران تک ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نماز نہیں پڑھتے! ہاں جب  
 کوئی قلمہ فق ہوتا ہے تو منادی اسلام کا اعلان کر دیتا ہے اور بس۔

"منادی نے ندا دی کہ یہ شرط اطاعت حاکم وقت اہل شہر کو قتل و غارت سے امان ہے۔" صدائے کراکراہٹ طلسم و رطابا و فہو حاضر ہونے لگے۔ ندریں گھڑنے لگیں۔ تمام شہر اسلام آباد ہوا۔ قساویں سامری کے مندر و فہو منہدم کئے گئے۔ مسجدین اور خانقاہین تعمیر ہوئیں۔ (۱)

سمہزادہ نے فرمایا۔ ۱۰۰۰۰۰ اکرم کو اپنا طلسم پہنانا ہے تو بادشاہ طلسم سے جا کر کہو کہ دین اسلام قبول کرے۔ اور خراج طلسم ملازمان شاہ اسلام سعد بن قباد کو دے۔ اور مثل غلامان حلقہ بہ گوش حاضر خدمت مابہ دولت ہو۔ (۲)

کچھ بادشاہ مرجانیہ کو پسند کرنے میں چنانچہ وہ اسلام قبول نہیں کرتے اور مارے جانے میں۔ لیکن کچھ بادشاہوں کو زندگی سے بہار ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ نیا مسلمان خاصا ہرجوش ہوتا ہوگا۔ چنانچہ ایک بادشاہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے فانی سے کہا :

"مرا ملک یہاں سے بہت قریب ہے۔ حضور ۱۰۰۰۰۰ تمام رعایا اور اہالمان ملک کو ہدایت فرمائیں۔ اور قلمہ کو اسلام آباد کریں۔ مسجدین وہاں بنوائیں۔ (۳)

لشکر اسلام کو بھلا اس بات میں کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ چنانچہ :

"دیرویت کئے لقا پرستوں کے کھدوا ڈالے۔ مسجدین بنوائیں۔ مؤذن نے ندائے اللہ و اکبر سنائیں۔ (۴)

"منادی نے ندا کی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نہ کریگا مارا جائیگا ۱۰۰۰۰۰ دیرویت کئے کھد گئے۔ مسجدین بن گئیں۔ بادشاہ طواۃ بلند ہوئے۔ (۵)

یہ مسلمان بادشاہوں کا انداز ہو تو ہو لیکن یہ اسلام کا انداز نہیں ہے۔ اسلام نے  
جزیہ تو غور و وصول کیا لیکن اس نے قتل عام کا حکم بھی نہیں دیا کیونکہ اس کا  
نویہ دعویٰ ہے کہ وہ پیام رحمت ہے۔ اس لئے سعد بن قباد کی حکومت کو اسلامی  
حکومت کہنا درست نہیں ہے۔ یہ سعد بن قباد بھی کوئی محمود غزنوی ہے / ملکہ روم  
کو مسمار کرتا ہے اور جسے قرآن کا یہ حکم یاد نہیں ہے کہ دوسرے خداؤں کو برا نہ  
کہو ورنہ وہ تمہارے خدا کو برا کہہ گئے ! سعد بن قباد کا یہ رویہ غیر اسلامی ہے۔  
رقی و سرور کی محظنین یہ کہیں یا نہ کہیں لیکن شراب نوشی بھی یہیں ثابت کرنی  
ہے۔

بادشاہ لشکر اسلام بڑی حد تک شریعت اسلام سے بالاتر معلوم ہوتے ہیں ۔  
یہ بات انہیں سلاطین دہلی کے قریب کر دیتی ہے کیونکہ :

" صرف خلافت (عباسیہ) سے تعلق رکھنے کے واسطے ہی میں نہیں  
بلکہ اور باتوں میں بھی سلطنت دہلی کی اسلامی شان ہرائے نام  
تھی ۔۔۔۔۔۔ سلطنت دہلی میں بادشاہ اس حد تک مطلق العنان  
ہو گیا تھا کہ صرف ذاتی زندگی (ہی میں نہیں) بلکہ ریاست کے نظم  
و نسق میں (بھی) شرع اسلامی کی پابندی کرنا یا نہ کرنا اس کی  
مرض پر موقوف تھا۔ جلال الدین خلجی اور فیروز تغلق شرع کی  
پابندی کی اور علاء الدین خلجی اور محمد تغلق اس سے انحراف کی  
مثالیں ہیں۔ مجموعی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ سلاطین دہلی  
اپنے آپ کو حقیقی اقتدار اعلیٰ کا مالک اور شرع اسلامی سے بالاتر سمجھتے  
تھے " (۱)

اس کے علاوہ ایک مضبوط مرکزی فوج اور اس فوج میں بڑے بڑے پہلوانوں کا وجود بھی  
سعد بن قباد کو علاء الدین خلجی ہی کے قریب لے جاتا ہے کیونکہ فضل فوجوں میں

(۱) شاہد حسین : قوی تہذیب کا مسئلہ ۹۶-۹۷

پہلوان نہیں ہوا کرتے تھے۔ لیکن ان کی حکومت ظلموں کی طرح طاقائی حکومتوں سے تعلق قائم نہ رکھ سکی۔ بعد میں قہاد کی مرکزی حکومت طاقائی حکومتوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔

لیکن افراسیاب کی حکومت طاقوں سے براہ راست تعلق قائم رکھتی ہے۔ چنانچہ کسی معمولی سے قلمہ پر بھی اگر کوئی خطہ کردے تو وہ خطہ حکومت وقت پر خطہ سمجھا جاتا ہے اور مرکزی حکومت اس جذبہ کو اپنے سولے لیتی ہے۔ اس لئے جب سلیمان عہد میں کوئی خداوند لقا کو پناہ دیتا ہے اور اس کو صواب کرنے ہوئے وہاں آجاتے ہیں تو افراسیاب سلیمان کی مدد کے لئے یہ درجے لشکر روانہ کرتا ہے اور ایک بار خود بھی جاتا ہے۔ بیس حکومتیں بھی مصائب کی کا حق ادا کرتی ہیں۔ چنانچہ جہاندار اور تزلزل دونوں افراسیاب کی مدد کرتے ہیں۔ ایک بعد میں مسلمان ہو جاتا ہے اور دوسرا لڑتے ہوئے لاجپن کے مانعوں مارا جاتا ہے۔ ان لڑائیوں میں مرکزی حکومت سے اجازت لئے بغیر بھی قلمہ دار شرکت کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ قلم کے تمام قلمہ دار جانتے ہیں کہ مسئلہ کسی قلمہ پر خطہ ہو جائے گا نہیں ہے بلکہ پوری حکومت پر خطہ کہا گیا ہے اور اس حکومت کے دفاع میں لڑنا ان کا فرائض ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ افراسیاب کی اجازت یا حکم کا انتظار کئے بغیر کوشستان کے تمام قلمہ دار سلیمان کی مدد کے لئے لشکر لے کر آتے ہیں اور لڑائی میں شریک ہوتے ہیں۔

"طلسم" میں بادشاہ کا تصور بھی خالص ہندوستانی ہے۔ یہ بادشاہ تقریباً قادر مطلق ہیں۔ نافرمانی یا اختلاف رائے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان میں سے کئی بادشاہ تو خود پاتلادہ خدا ہیں۔ مثلاً خداوند لقا خداوند داؤد اور خداوند خورشید روشن فن و غیرہ۔ کوکب روشن ضمیر بھی جب اسلام سے منحرف ہوتا ہے تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہے اور طلسم نورافشان کے لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد اسے خداوند تسلیم کر لیتی ہے۔ صراط اور مصور خدا زادے ہیں۔ اور خود افراسیاب بھی ایک مافوق البشر ہے۔ حالانکہ وہ خدا یا خدا زادہ نہیں ہے۔ بادشاہ کی اس حیثیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مسلمان بادشاہوں

نے بھی اپنے آپ کو سجدہ کروایا ۔ خود اکبر کے مخصوصین اسے سجدہ کرتے تھے اور "بالکل اسی طرح سجدہ کرتے تھے جس طرح کوئی خدا کو سجدہ کرتا ہے کیونکہ بادشاہت خدا کی نشانی ہے اور ایک ایسی روشنی ہے جو اس نور مطلق سے خارج ہوتی ہے" (۱) اب اس سجدہ کو کہا جائے ۔ اس کا اسلام سے کیا تعلق ہو سکتا ہے ۔ کیونکہ اسلام تو خدا کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا اور بادشاہ کا یہ تعلق اسلامی نہیں ہے ۔ یہ چاہے صرف ہندوستان کی روایت نہ ہو لیکن یہ ایک ہندوستانی روایت بھی ہے ۔ چنانچہ اب یہ دیکھنا چاہئے کہ ہندو سیاست بادشاہ سے کیا مطالبہ کرتی ہے ۔

"اس حکومت کے شہریوں کو شادی نہیں کرنی چاہئے اور بچے نہیں پیدا کرنے چاہئیں جس حکومت کا بادشاہ کمزور ہو ۔ ایک خوشگوار اور مہذب گھریلو زندگی صرف ایک مضبوط اور اچھے بادشاہ کے دور حکومت میں ممکن ہے" (۲)

"ظلم" ہمیں دونوں قسموں کے بادشاہ دیتا ہے ۔ ایک تو خداوند لقا میں ۔ ایک کمزور اور بزدل بادشاہ ۔ داستان گوان کا مذاق اڑاتے ہیں ۔ عسکر ہمارا ہمارے ان کی ڈاڑھی موڈتا ہے ۔ لیکن یہ داستان گوانرا ہمارے کا مذاق نہیں اڑاتے ۔ یہ اس کی طاقت اور فنون لطیفہ سے اس کی محبت کا اعتراف کرتے ہیں ۔

اب ایک طرف ہندو ہمارے اقریب والے یہ بادشاہ ہیں اور دوسری طرف ہم یہ جانتے ہیں کہ اسلام بنیادی طور پر شہنشاہت کے خلاف ہے ۔ (۳) قرآن سلیمان ہارون اور ذوالقرنین کا ذکر ضرور کرتا ہے لیکن ان میں سے دو تو ہمارے تھے ! اس کے معنی یہ ہیں کہ مسلمانوں نے بادشاہ کا تصور اپنے اپنے ملک کی روایت

(۲) مہابھارت ۵۱

(۱) آئین ۱۶۷

(۳) شوحنوی : اسلامی تہذیب کا خاکہ (۵۱)



سے حاصل کیا ۔ اب چونکہ ہندوستان میں بادشاہ کا مرتبہ دیوتاؤں سے کچھ ہی کم ہوتا تھا ۔ (۱) اس لئے مسلمان بادشاہ بھی تقریباً خدا یا نائب خدا ہی سمجھے اور اس لئے داستان گوین نے بھی انہیں بادشاہوں کی دوبارہ تخلیق کی ۔ آریہوں نے مغرب سے مشرق تک بادشاہوں کو ماقوق البشر مانا ہے ۔ (۲) لیکن یہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ مصری بادشاہ بھی دیوتاؤں کی نسل سے ہوا کرتے تھے اور جاہانی بادشاہ نواج بھی سورج کی اولاد ہے ۔ اور یہ دونوں آریہ نہیں ہیں ۔ پھر "طلسم" کے بادشاہوں کو خالص ہندوستانی یا آریہ کہنا کہاں تک درست ہے ۔ راقم الحروف کا بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ یہ تصور خالص ہندوستانی ہے ۔ کیونکہ آفریمنڈ تک میں یہی ماقوق البشر تصور ملتا ہے ۔ راقم الحروف صرف یہ کہنا چاہتا ہے کہ اگر ہمیں کسی تصور کا سراغ ہندوستان میں مل جائے تو اس کی تلاش میں ملکوں ملکوں کی خاک جاننے کی کیا ضرورت ہے ۔ اس کے علاوہ ایک بات اور بھی ہے ۔ ہندو تصور بادشاہ سے فتوحات کے ایک سلسلے کا مطالعہ بھی کرتا ہے ۔ مثلاً جب دھرتیاشوری نے ہانڈوین سے لڑنے سے انکار کر دیا تو درہودہ نے انہیں برہاسپتی کا ایک قول یاد دلایا کہ آسودگی معمولی آدمی کے لئے وصف ہوسکتی ہے لیکن یہ بادشاہ کو زیب نہیں دیتی ۔ جہتوں کا فوز تو یہ ہے کہ وہ مسلسل نئے علاقے جیتتے رہیں ۔ یہ اخلاق ہوا غیر اخلاق لیکن بادشاہ نئے علاقے جیتنے پر مجبور ہے ۔ (۳) آریہوں "طلسم" کے مسلمان شہزادے ہندوستانیوں کے مطابق بہت بادشاہ نظر آتے ہیں کیونکہ ان کی فتوحات کا سلسلہ انٹھ ہے ۔

لیکن اس کے بھی یہ نہیں ہیں کہ افراسیاب کوئی ناقص بادشاہ ہے ۔ افراسیاب بھی ہندوستانیوں پر قریباً ہوا اتوتا ہے ۔ اس کا انجام تو سو فیصدی اچھے ہندو بادشاہوں کا انجام ہے ۔ مہابھارت میں کہا ہوا تھا ۔ بھگوان وہاس نے جب یہ ہشمن گوش کی کہ جہتوں کی نسل تباہ ہو جائیگی تو یہ ہشتر بہت پریشان ہوئے ۔ ان کی پریشانی دیکھ کر ارجن نے کہا :

"آپ بادشاہ ہیں۔ اور میں پریشان ہو جانا آپ کو زیب نہیں دیتا۔  
آئیے بلا خوف و ہراس کا سامنا کریں ؟ (۱)

کہا افراسیاب اس کمزور پرہیزگار نہیں اترا اور افراسیاب ہی کون ۔ اس کمزور پرہیزگار  
تمام شاہانِ طلسم ہوئے اترے ہیں ۔ وہ جانتے ہیں کہ طلسم کھا آکا ہے اور شکست  
و موت ان کی قدر ہے ۔ پھر بھی وہ قدر کا مقابلہ کرتے ہیں ۔ افراسیاب مرنے لگا ہے  
لیکن وہ ایک غیر ملحد سے مار مارتے کی ذلت گوارا نہیں کرتا ۔ اس افراسیاب کو  
دیکھ کر اس درہودہ کی یاد آتی ہے جو مہابھارت میں ایک ماری ہوئی لڑائی لڑ  
رہا تھا ۔ لڑائی کے پگڑ جانے کے بعد کھاجارہ نے درہودہ کو مشورہ دیا کہ اسے صلح  
کر لینی چاہیے ۔ درہودہ نے جواب دیا :

"مکن ہے صلح کرنے کا کوئی موقع آیا ہو۔ لیکن اس موقع کو ہاتھ سے  
نکلے بہت دیر ہوئی ۔ خون کے ایک دریا کے ایک کنارے پر ہانڈو ہیں  
اور ایک برہم ۔ اب صلح کا سوال کہاں پیدا ہوتا ہے کیونکہ یہ خون  
ہمارے اور ان کے بہاروں کا ہے ۔ اب اس وقت اگر میں ہتھیار ڈال کر  
موت سے بچ بھی جاؤں تو دنیا کی نگاہ تحقیر سے کسے بھونگا ؟ (۲)

افراسیاب بھی اسی درہودہ کی طرح شکست یا صلح کی ذلت کو گوارا نہیں کرتا ۔  
امیر حمزہ اور ان کے سردار بھی یہ ذلت گوارا نہیں کرتے ۔ دنیا کے تمام بہادروں کا  
میں شعور تھا ۔ اودھ کا شعور بھی یہی تھا کیونکہ اودھ دراصل راجپوتوں کا علاقہ  
تھا ۔ اس لئے اس روایت کی تلاشی میں عرب و عجم کی خاک جھانسنے کی کیا ضرورت  
ہے ۔

خود بادشاہ اسلام کالی داس کے بادشاہ سے بہت مشابہہ ہیں ۔ کالی داس  
ایک "دھیم وجی" کی فتح کی قصیدہ خوانی کرتے سے کہیں نہیں ٹھکتا ۔ لیکن وہ

اس بادشاہ کو "دھرم وجئی" کہتا ہے جو مہنچ بادشاہ کے اختفارات تولیے لیکن اس کا علاقہ نہ لیے۔ (۱) "طلسم" میں بادشاہ اسلام سعد بن قہاد کا طریقہ کار بھی یہی ہے۔ یہ علاقے نہیں لیئے۔ یہ صرف بادشاہوں کی خود مختاری لیئے ہر اکٹھا کر لیئے ہیں۔

بادشاہ اسلام اور ان کے سودار اپنی حوصلہ بندی کے اظہار میں بھی ہندوستانی بادشاہوں سے ملنے جلتے ہیں۔ مہابھارت میں بھی بادشاہ کے بارے میں ہوں اظہار خیال کیا ہے :

"حوصلہ بادشاہ کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ طاقت ور ہونے سے حاصل کیا اگر کسی کو خود اپنی طاقت کا احساس نہ ہو۔ میں آسودگی محنت کی زندگی نہیں گزار سکتا۔ سیاسی شعور رکھنے والا نسبتاً کمزور آدمی اپنے سے زیادہ طاقتور کو جیت سکتا ہے۔" (۲)

اب اس اقتباس کی روشنی میں "طلسم" کے لشکر اسلام پر نگاہ ڈالئے۔ سوداران اسلام کے پاس حوصلہ کی کمی نہیں۔ وہ اپنے حوصلے کا اظہار کرنا بھی جانتے ہیں۔ لشکر اسلام ایک طلسم کو فتح کرنے کے بعد دم نہیں لیتا۔ وہ تو کسی اور طلسم کی تلاش میں جل پڑتا ہے۔ اور جھوٹے قد والے، شہزادے صرف لندھ ہور میں سعدان ہی کو ان کے ماتمی سمیت ماتھوں پر نہیں اٹھا لیتے بلکہ یہ سبہ قد نو دہویں تک کوشل کر پاس کہتے جبر کر پھینک دیتے ہیں !

ان باتوں کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ "طلسم" کے بادشاہ ماقوق البشر میں اور چونکہ ہندوستان میں بھی بادشاہ کا یہی تصور رائج تھا اس لئے یہ بادشاہ ہندوستانی ہیں۔ اس بات کو آگے بڑھایا جائے تو نتیجہ یہ نکلیگا کہ "طلسم" کے ان بادشاہوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ "ظلی اللہ" کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں

(۱) اہلادھیا : کالیداس میں ہندوستان ۱۱۶

(۲) مہابھارت ۶۹

سکتا کیونکہ اسلام کا خدا مادی نہیں ہے۔ وہ سایہ نہیں ڈالتا ! یعنی "آئین" کا یہ کہنا کہ بادشاہ مخی نہات و اختیار ہے (۱) اسلامی نہیں ہے۔ مسلمانوں میں تو شہنشاہیت کاہنی اسلام کے زوال کے بعد ہوا ! چنانچہ "طلسم" کے بادشاہوں کو اسلام کی عینک سے نہیں دیکھنا چاہئے۔

یہ بادشاہ تو اپنی اخلاقی خواہشوں میں بھی ہندوستانی ہیں !  
 "افراسیاب جادو عیش و عشرت کا پابند تھا۔ ملکہ حیرت سے چھپ کر  
 اگر محشوقوں کے پاس جاتا تھا۔ آج کوہ نور پر پاس ملکہ نور، جادو  
 کے گما۔ اس نے سامان جشن و جیش مہیا کیا۔ پہررات رہے تک افراسیاب  
 منہ کالا کر کے باغ سب کی طرف چلا : (۲)

اس عبارت میں داستان گو یہ نہیں کہتا کہ افراسیاب عیاش تھا۔ وہ کہتا ہے کہ  
 افراسیاب عیش و عشرت کا "پابند" تھا۔ یہ لفظ لکھنوی محاورہ پر روشنی ڈالتا ہے۔  
 اور کوئی بھی بات نہیں ہے کہ افراسیاب عیش و عشرت کا پابند تھا۔ جن نہیں۔  
 بادشاہ اسلام بھی عیش و عشرت کے خاصے پابند ہیں۔ خود امیر حمزہ اچھے خاصے  
 عیاش واقع ہوئے ہیں حالانکہ داستان گو انہیں حجت خدا بنا کر پیش کرتے ہیں !

نور کرنے کا مطلب یہ ہے کہ "طلسم" کے تمام بادشاہ چاہے وہ مسلمان ہوں  
 یا جادوگر ہیں ہندوستان کے۔ بادشاہوں کی اخلاقی حالت کا کہیں اور جائزہ لیا جائیگا۔  
 یہاں اتنا اشارہ کر دینا کافی ہے کہ جان عالم بہا کو یاد کر لیا جائے تو اچھا ہوگا۔

باغ بنوانے کے شوق میں افراسیاب فصل بادشاہوں سے ملتا چلتا ہے۔  
 "طلسم" میں ہر مقام پر افراسیاب نے اپنی سرگاہ اور ہلاکت بتائے ہیں : (۳)

ہافون کا یہ شوق مغل بادشاہوں سے مانگا ہوا ہے۔ صاحب "روضۃ القیومہ" نے تو افراسیاب اور اکبر کو برابر برابر کھڑا کر دیا ہے۔

"جب اکبر بادشاہ کا ظلم و ستم ہند کے مسلمانوں پر حد سے زیادہ ہو گیا اور جہان میں کفر پھیل گیا تو مسلمانوں میں اتنی قدرت بھی نہ رہی کہ برملا کلمہ "دین میں ہڑھیں یا اپنے دین کا اظہار کر سکیں۔ ہر گلی کوچہ میں بادشاہ کی مورت پتھر کی بنا کر رکھی گئی تاکہ خلقت اسے سجدہ کرے" (۱)

یہ طلسم ہوشیہا ہے۔ طلسم ہوشیہا میں بھی مسلمانوں کی ہستیاں ہیں جو عالم تقہ میں ہیں ! اہل ارعادت گزار اور حکیم طلسم وغیرہ کی ضالین دی جاسکتی ہیں۔ (۲)

لیکن افراسیاب کے خدو خال اکبر کے علاوہ غازی الدین حیدر سے بھی ملے ہیں۔ زاویہ "نشاہ" سرور بدلا ہوا ہے۔ غازی الدین حیدر اپنے دیہار کے عزیزین کو بچنے کے سلسلے میں بہت مشہور تھے۔ چنانچہ نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ اگر کسی کو دیہار سے خلعت ملتی تو لوگوں میں یہ بات اڑ جاتی کہ اس نے نواب کے ہاتھ سے مار سرور کھائی ہے ! (۳) افراسیاب بھی غازی الدین حیدر ہی کی طرح ہتھ جھٹ ہے۔ مخمور کو اس نے سود دیہار پٹوایا۔ مخمور نے کہا :

(۱) روضۃ القیومہ ۵۳

(۲) یہ بات ہمارے موضوع سے باہر ہے کہ یہ داستان کس نے لکھی اور کہاں لکھی۔

لیکن یہاں اتنا عذر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ افراسیاب اور اکبر میں اس "نشاہ" کے ساتھ میں اکبر کے زمانہ میں ایک ایسے فیہ کا سراغ بھی ملتا ہے جن کے رئیس اور مجدد الف ثانی میں خط و کتابت ہوتی تھی۔ اس لئے بہت ممکن ہے کہ یہ روایت صحیح ہو کہ اس قسم کی کوئی داستان اکبر کے زمانہ میں فیض نے لکھی ہو۔ لیکن یہ فیض و فیض نہیں ہو سکتا جو اکبر کے دیہار کا ایک عالم تھا۔

(۳) سرور : مضامین سرور

"میں تاجدار ہوں۔ آپ مالک ہیں۔ یہ ذلت جو مجمع میں ہوئی  
میں میری عزت ہے۔ شاہ جادوان نے اس کو خلعت اور کئی ملکوں کی  
حکومت عطا کی۔" (۱)

"افراسیاب نے کہا۔ اب اہل دیہار مجد سے مضحکہ کرنے ہیں۔  
یہ کہہ کر دونوں کو مار کوٹا اور بے عزت کرا کر دیہار سے نکلوا دیا۔" (۲)

"دو ہنچے پیدا ہوئے۔ کوئی وہ ہنچے لئے تھے۔ وہ ہانپان پر ہنچے لگے۔  
ہانپان تو یہ توہ کرتا تھا۔ اس وقت افراسیاب کے ہٹے نے ایک  
ٹھوکر ہانپان کو ماری۔ پھر جو ہانپان دیکھتا ہے تو ایک دریا میں ڈھنسا  
جاتا ہے۔ پھر پھر کے بعد کنارہ پر جانکلا۔ وہاں سواری بادشاہوں  
کی ایسی کھڑی تھی۔ ۱۰۰۰۰ ایک جادوگر آئی اور مجرا کر کے کہا کہ  
افراسیاب نے تم کو اس ملک کا بادشاہ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ کچھ خیال  
نہ کرنا۔" (۳)

اب دیہار غازی الدین حیدر کا ایک منظر بھی دیکھتے چلیں۔  
"نوراً مستند الدولہ کی یاد ہوئی۔ انھوں نے عرض کیا۔ جہاں پٹا ہے  
لو، خواہ مخواہ لوٹتے ہیں۔ بادشاہ نے اس کے جواب میں دس ہانچ  
تھپڑ اور گھونسلے رسید کئے۔ خوب ٹھونکا۔" (۴)

لیکن ان تمام باتوں کے باوجود یہ کہنا بھی درست نہیں ہے کہ "داستان"  
ہر ایران کا کوئی اثر ہی نہیں ہے۔ نورالدین نے ساتویں جلد میں تاجر زادے کے روئے  
میں شعر کو مار کر بادشاہ کی جان بچائی تھی۔ یہ کہانی ایرانی ہے۔

(۲) (۸۵۲)

(۲) (۳۵۶)

(۱) (۲۲۴)

(۲) شیر • مضامین شیر ۲۱۰

"روایت میں یہاں کی جاتی ہے کہ شاہ عباس دوم شکار پر تھا کہ یکایک ایک شیر نکل آیا۔ بادشاہ کے رفقا میں سے کچھ بڑگی اور خود بادشاہ گھوڑے سے نیچے آ رہا۔ اسے میں سے محمد یوسف جو بادشاہ کے پاس میں کھڑے تھے آگے بڑھے اور انہوں نے تلوار کے ایک ہی ہاتھ سے اس درخت کا خانہ کر دیا : (۱)

لیکن یہاں اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ یہ محمد یوسف سعادت خان کے چچا اور سسر تھے۔ اور یہ سعادت خان برہان الملک سعادت علی خان کے پردادا تھے۔ یعنی بات گھوم پھر کر اودھ تک آگئی !

نتیجہ یہ نکلا کہ "طلسم" کے بادشاہوں اور سرداروں کی تخلیق میں غازی الدین حیدر سے لے کر مہاراجا تک کے اجزا احصا کر لئے گئے ہیں۔ اس بات سے یہ نتیجہ نکالنا بھی غالباً غلط نہ ہوگا کہ ہندوستانی مسلمانوں کی داخلی زندگی تک میں ہندو کہانیاں سوائت کر چکی تھیں۔

اب یہ ہندو یا ہندوستانی محمد بن قباد جب تخت حکومت پر بیٹھیں تو ظاہر ہے کہ نظام حکومت بھی ہندو یا ہندوستانی ہوگا۔

ہم ابھی ذکر کر آئے ہیں کہ محمد بن قباد مفتوحہ علاقوں پر باقاعدہ قبضہ نہیں کرتے۔ ان کے جیسے ہوئے علاقے داخلی طور پر آزاد ہوتے ہیں۔ اسلام نودور رہا یہ طریقہ مسلمان بادشاہوں تک کا نہیں تھا۔ مسلمان بادشاہ اپنے صوبہ داروں کا کیا کرتے تھے۔ ان ہندوؤں میں اس کا رواج نہیں تھا۔

"قدیم ہندوستان سامراج سے ناواقف تھا۔ عہد مورہ میں مقامی اور صوبائی آزادی کو تسلیم بھی کیا جاتا تھا اور اس کا احترام بھی کیا

جاننا تھا۔ شرط یہ تھی کہ وہ برائے نام خراج دیں اور شاہی نمائندہ  
کا استقبال کریں ؟ (۱)

یوں بادشاہ اسلام سعدین تہاد ایک ہندو سنت کے پابند نظر آتے ہیں !  
پہن اوہاد ہیا کے ایک اقتباس پر بھی ایک نظر ڈال لیں ۔

"ان بادشاہوں کی خود مختاری تو فطری طور پر ختم ہو جاتی تھی جو  
ہار جاتے تھے لیکن شہنشاہ دوبارہ تخت نشین کر دیتا تھا۔ وہ ان کا  
اختیار لے لیتا تھا لیکن ان کا مقبوضہ علاقہ نہیں لیتا تھا۔ (راگھو ۲  
(۲۳) اور یوں جب شہنشاہ کی سواری نکلتی تھی تو گھوڑوں کی  
ٹاپ سے اتنی گرد اڑتی تھی کہ ہم رکاب بادشاہوں کے تاج کے جواہرات  
گم ہو جاتے تھے۔ (راگھو ۶ (۳۳) ۰۰۰۰۰ (۲)

اس اقتباس کی روشنی میں ہم بادشاہ اسلام کو پہچان سکتے ہیں جن کی  
ایک تلوار کے ساتھ سات سو تاج داروں کی تلواریں چلا کرتی تھیں ۔ یہ سات سو  
تاج دار سعدین تہاد کی حضوری میں ہوا کرتے تھے۔

لیکن یہاں اتنا عرصہ کر دینا ضروری ہے کہ بادشاہ اسلام کے ساتھ جو سات سو  
تاج دار رہا کرتے تھے وہ صرف مصاحبت کے لئے نہیں رہا کرتے تھے۔ یہ اچھی سیاست  
کی ایک مثال ہے۔ یہ لوگ تقریباً ہر حال کے طور پر تھے اور دوبار اسلام میں ان کی  
موجودگی ان کے اپنے علاقوں میں بغاوت کے خواہش کو پھیلنے پھولنے کا موقع نہیں دیتی  
تھی۔ خود مغلوں کا یہی طریقہ تھا۔ وہ بھی تمام اہم لوگوں کو دوبار میں رہنے پر  
اسی لئے مجبور کیا کرتے تھے۔ (۳)

اب اگر بادشاہ اسلام پر قدیم ہندو روایت کا اقتنا اثر ہوتا تو اسباب ان ہندو  
اثرات سے کسے بچ سکتا تھا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی حکومت ہندو

(۱) ونکشمیر ۲۹۲ (۲) اوہاد ہیا : کالی داس میں ہندوستان ۱۱۲-۱۳

(۳) ونکشمیر ۱۷۶



ہماروں کے مطابق ایک سامراج ہے۔

"شاعر نے سامراج کو ایک ایسی بڑی حکومت کہا ہے جو ایسی سامنتی رہائشوں کی شمولیت سے وجود میں آئی ہے جس کے حکمران اپنے داخلی معاملات میں قطعاً آزاد ہوتے ہیں لیکن سوائے جن کے حق حکومت کا احیا کرنا رہتا ہے" (۱)

اب صرف ایک ایسا پہلو رہ جاتا ہے جس کی بنا پر حسن عسکری نے "طلسم" ہوشیارا اور اودھ دونوں کو مطمئن کیا ہے۔ "طلسم" کی سیاست میں ہونٹوں کو بڑا دخل ہے۔ اس کے لشکر کی بادشاہ مہد جہن ہے۔ کوکب کے لشکر کی مالک ہران ہے۔ انرا سیاب کے لشکر کی بادشاہ حیرت ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار شہزادہاں ہیں جو اپنے اپنے علاقوں پر حکومت کرتی ہیں اور میدان جنگ میں مردوں سے دو ہاتھ آگے نظر آتی ہیں۔

جہاں تک اس کا سوال ہے کہ داستان گو نے کس مہد جہن کو بادشاہ کہہ دیا ہے۔ ہرگز کرچکے ہیں کہ داستان گوہن کے نزدیک بادشاہ کی کوئی اہمیت نہیں رہ گئی تھی۔ لیکن اگر سوال ہے کہ عورتیں بادشاہ بنیں ہں کون تو صرف رضہ سلطاناؤں اور لکشی بائوں حضرت محلوں اور نورجہانوں سے یا ان بے شمار راجپوت شہزادہوں کو یاد کر لینا کافی ہے جنہوں نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی اور میدان جنگ میں جنہوں نے برابر سے زخم کھائے۔ اسے نظرائے از کردہ کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں داستان لکھی جارہی تھی اس زمانہ میں ہندوستان پر انگلستان کی ملکہ وکٹوریہ کا قبضہ تھا۔ اس بات پر تو ہندوستان کی تاریخ بار بار منہ کھولنے کی سیاست میں ہندوستانی عورتوں کو ایک زمانہ سے دخل ہے۔ اکبر کی دہائی سے ۱۵۶۰ء سے ۱۵۶۲ء تک حکومت کا انتظم سنبھالا (اکبرنامہ - ۲ (۱۰۰) ۱) ترجمہ ۱۵۱) رانی درگاوی نے اپنی حکومت کا مردوں سے بہتر انتظم کیا۔ (بدایونی - ۲ (۶۶) ۱) ترجمہ ۲ (۶۵) (۲)

(۱) اوہادہا : کالی داس میں ہندوستان ۱۱۲

(۲) اسٹیم : مصل اعظم اکبر ۶۱ - ۷۰

جائے جس کا نام احمد نگر کی تاریخ میں آج بھی ایک ٹاپتہ نام ہے۔ اور خاندان بہمنی کے نظام شاہ کے ولی کی حیثیت سے مخدومہ جہان نے دکن پر بڑی قابلیت سے حکومت کی (۱) علی مردان کی بیٹی صاحب ہی ایک حیرت انگیز طور پر مظاہرہ خاتون تھی۔ اپنے شوہر کی وائسرائے کے زمانہ میں وہ کابل کی گورنر تھی۔ اپنے شوہر کی موت کے بعد اس نے اپنی حیرت انگیز انتظامی صلاحیت کا مظاہرہ کیا۔ اور ہندو کسی خاص دشواری کے و افغانستان کے انتظامات چلانے میں کامیاب ہوئی۔ (مسل ہندوستان کا مطالعہ ۱۱۲-۱۱۴) عہد جہانگیر میں دراصل نور جہان صاحب اختیار تھی ۰۰۰۰۰ مرہٹہ بادشاہ راجارام کی بیوی نارایانی اپنے بھائی کے ولی کی حیثیت سے مہاراشٹر کی مرکزی شخصیت ہو گئی۔ (جیمس گرانٹ ڈف : مرہٹوں کی تاریخ ۱۲۲۳-۲۲۴) اور سوکار : اور : زب (۱۹۹-۲۰۱) ۰۰۰۰۰ (۲) ہندوستانی تاریخ کے یہ نظم نام نہیں ہیں۔ یہ صرف جگہ نام ہیں۔ اور "طلسم ہوشیہ" کی شہزادیان انہیں شہزادوں کی وارث ہیں۔

ریاست حکومت اور بادشاہ کے بعد اب ہم انتظامیہ کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ انتظامیہ کے بارے میں داستان گوین سے زیادہ اطلاع نہیں ملتی۔ یہ بات تعجب خیز بھی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ داستان ایک بڑی لڑائی کی کہانی ہے۔ اس میں صرف اس لڑائی کا حال بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ اگر انتظامیہ کے بیان کو مناسب جگہ مل جاتی تو شاید اس سے داستان میں جھول بڑھاتا۔ پھر بھی بکھری ہوئی شہادتوں کو اکٹھا کر کے انتظامیہ کے بارے میں رائے قائم کی جاسکتی ہے۔

"طلسم" میں کوئی باقاعدہ عدلیہ نہیں ہے۔ مقدمہ براہ راست بادشاہ کے سامنے پیش ہوتا ہے اور بادشاہ وہیں فیصلہ سنا دیتا ہے۔ اس کی سب سے اچھی مثال خداوند داؤد کے یہاں نظر آتی ہے۔ وہ جب صبح کو "درشن جھروکے" میں آئے ہیں تو فریادی اپنی فریاد پیش کرتے ہیں اور وہ وہیں فیصلے کرتے جاتے ہیں۔ لشکر اسلام میں کوئی مقدمہ پیش ہی نہیں ہوا اس لئے معلوم نہیں کہ وہاں انصاف

(۱) موسوی : اسلامی تہذیب کا خاکہ (۷۷۱) (۲) چوہرا ۱۲۴-۱۲۵

کا کیا طریقہ رائج ہے۔ <sup>البتہ</sup> ایک جگہ سرورعلیہ السلام سے نالائی کی بات کرنا ضرور ملتا ہے۔

”لکھ دو۔۔۔ تم تو جوان ہو۔ شاید یہ دو۔ تو میں نالائی کر کے لے لوں گا“ (۱)

الراسیاب کی حکومت میں ایک خاص بات نظر آتی ہے۔ اگر انتظامہ کی خرابی سے رہایا کو مالی نقصان پہنچتا ہے تو سرکاری خزانے سے وہ نقصان پورا کیا جاتا ہے۔ سرورعلیہ السلام جب ملکہ حیرت کے شہر ناہرسان کو لوٹ لیا تو حیرت نے شاہی خزانے سے لوگوں کے نقصان کی تلافی کی۔ (۲) اور آخر میں عاجز آکر یہ اعلان کروایا کہ اب لوگ خود اپنی حفاظت کریں۔ حکومت اب کسی نقصان کی ذمہ دار نہیں ہے۔

”کونوال کو حکم دیا کہ ڈھنڈھووا تلہ شہر میں بٹھادے۔ یعنی جو کوئی اپنے اسباب کی حفاظت نہ کرے گا اور اسباب اس کا تلف ہوگا تو سرکار کچھ سماعت اس کی فرما دے کرے گی“ (۳)

یہ بھی دراصل راجپوتوں کی دین ہے۔ رانا صاحبان سوداگروں کی حفاظت کیا کرتے تھے اور رہایا کے یہاں اگر چوری ہو جاتی تھی تو شاہی خزانے سے اس نقصان کی تلافی کی جاتی تھی۔ (۴) چنانچہ ملکہ حیرت جاوہ ایک راجپوت ملکہ معلوم ہوئی ہے جو سرورعلیہ السلام کی لوٹ مار کی تلافی کرنے کرنے عاجز آ جاتی ہے تو ہمارے کونوال سے اعلان کروانی ہے کہ رہایا اب اپنی حفاظت خود کرے۔

کونوال دراصل شہر کا ناظم ہوتا ہے۔ اس کونوال پر موجودہ کونوال سے قیاس نہیں کرنا چاہئے۔ ہر ایسے کونوالوں کے اختیارات بہت وسیع ہوا کرتے تھے۔

(۱) ۲ (۵۲۸) - ۵۲۹

(۲) ۲ (۵۲۸)

(۱) ۱ (۲۰)

(۴) ونکٹہ ۱۳۸

"ارنہ شاستر کا "ناگریکا" غالباً محمد کا "کوٹھ ہال" ہے جو شہر کے  
نگہبانوں کا سردار ہوا کرتا تھا : (۱)

چنانچہ یہ کوتوال سوائے کے مالکوں اور طواغون اور مہترانوں وغیرہ کو خہرسانی کے  
لئے استعمال کیا کرتا تھا۔ اس لئے جب ضرورت پڑے تو :

"مہترانوں کو تھام داریں نے بلایا۔ گھر گھر کی تلاش ہونے لگی : (۲)

طواغون وغیرہ کو خہرسانی کے لئے استعمال کرنے کی رسم ہندوستان میں  
قدیم زمانہ سے رائج ہے۔

"اصول حکمرانی اس بات کی ضرورت کرتا تھا کہ طواغون کو محکمہ  
سراغ رسانی میں شامل کیا جائے۔ ممکنہ تھے اس بات کا ذکر کیا  
ہے کہ منہر عام طور سے طواغون کی مدد سے اپنا کلم نکالا کرتے تھے : (۳)

"طلسم" میں خہرسانی کا محکمہ بہت مضبوط ہے۔ یہی بھی ملتی ہے تو  
شاہان طلسم کو اطلاع مل جاتی ہے۔ ساری مملکت میں سرکاری منہروں کا ایک جال  
بھیلا ہوا ہے۔

"اگر اسباب نے دستک دی۔ چند ظالموں کو روک دیا۔ درختان باغ سے اڑ  
کر باہر آئے۔ اس نے حکم دیا کہ جہاں اسد وہ رخ پھٹے ہوں وہاں  
کے درختوں پر پھٹو اور جو کچھ مشورہ وہ کہیں وہ سب حال سنو اور  
آکر مجھے اطلاع دو : (۴)

دوسرے ممالک میں بھی باقاعدہ جاسوس رکھے جاتے تھے۔ چنانچہ اگر اسباب  
نے جب طلسم نورافشان پر حملہ کیا تو ایک جگہ اسے ایک گہد نظر آیا۔

(۱) اولاد ہیا : کالی داس میں ہندوستان ۱۲۲

(۲) (۲۹۲) ۶ (۳) ہضم ۱۸۴ (۴) ۱ (۹۴)

"افراسیاب اندر گنبد کے گنا تو اس نے دیکھا کہ ایک ساحر زنجیرون  
میں جکڑا ہوا فولاد کی چوکی پر بیٹھا ہے۔ اس ساحر نے جوا افراسیاب  
کو دیکھا تو کہا۔ اے عہدشاہ آپ کی محبت نے اس غلام کو قید کیا۔  
یہ ساحر کہ ظلم اس کا عجوز جادو تھا ہمیشہ منہی طور پر حال ظلم  
کا افراسیاب کو لکھا کرتا تھا۔ جب یہ حال کھلا اور وقایع لکھا ہوا  
اس کا پکڑا گیا ہوا اس کو اس جگہ پر گرفتار کیا : (۱)

مخبرین کا انتظام قدیم وسطیٰ دور سے جلا کر رہا ہے۔ چنانچہ جب ہنویان  
منجیونی ہونے لگے، میں چلے گئے تو ایک مخبر نے اس کی خبر فوراً راون تک پہنچا  
دی تھی۔ (۲) مغلون نے بھی اس شہر کا ہمیشہ خیال رکھا۔ ان کے یہاں :

"چار قسم کے اخبار نویس ہوا کرتے تھے۔ جیسا کہ دستور العمل کا کہنا  
ہے۔ ایک تو عام اخبار نویس ہوتا تھا جسے وقایع نویس کہتے تھے۔  
ایک مخصوص اخبار نویس ہوتا تھا۔ جسے سوانح نگار کہتے تھے۔ ایک  
محکمہ سوانح رسانی کا خبر رسان ہوتا تھا۔ اسے خطہ نویس کہتے تھے  
اور ایک جاسوس ہوتا تھا جو ہمیشہ زبانی خبر لاتا تھا۔ اسے محرر کہتے تھے : (۳)

اودھ سرکار میں بھی محرکین کا انتظام پختہ تھا۔  
"شجاع الدولہ کے پاس پانچ ہزار محرکین اور مخبر تھے جو ہر ساتویں  
روز ہونہ سے اور ہر پندرہویں دن کابل سے خبریں لاتے تھے : (۴)

اس لئے "ظلم" میں محرکین اور مخبرین اور جاسوسوں کی اتنی بڑی تعداد پر حیرت  
کرنے کی کوشش وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ لشکر اسلام میں ایک لاکھ چوبیس ہزار  
محرر ہیں !

(۱) ۴ (۱۲۳۲) (۲) رامائن ۳ (۱۱۱۱) (۳) ونکشمیر ۱۶۱

(۴) شہر : مضامین شہر ۷

ان ہولکروں نے غلو و خورجانی کا ایک بڑا ذریعہ اخبار بھی ہے۔  
اخبار داستان کو پھر انیسویں صدی میں کمینج لانا ہے۔

"جہاندار نے کہا ۰۰۰۰۰ تمام بہیمان (بہیمان گریز) کا روز اخبار میرے  
ہاں گزرتا ہے" (۱)

"شاہ نے فرمایا کہ اے صنعت کل کی لڑائی کا تم نے کس سے حال سنا۔  
اس نے کہا۔ میں اپنے مقام پر تھی اور مصروف سحر خوانی تھی اس  
وجہ سے اخبار بھی نہ دیکھا ۰۰۰۰۰" (۲)

"عقوق نے کہا۔ حضور اخبار کا کیا اعتبار۔ جو جاہا تحریر کر دیا۔  
صفحات کو مضمون خالی سے بھر دیا" (۳)

پہلے اقتباس سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید اس کا تعلق جدید اخبار  
سے نہ ہو۔ لیکن بعد کے دونوں اقتباسات ایسے ہیں کہ کسی شک و شبہ کی گنجائش  
نہیں چھوڑتے۔

یعنی ایک ایسی رعایا پر جو مخبرین کے حال میں ہندس ہوتی ہے ایک بادشاہ  
حکومت کرتا ہے۔ ظلم گرفتار ہوتے ہیں اور ہندی گھروں میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔  
"ظلم ہو رہا" میں لاشعار قید خانے میں۔ اہم جیل خانے زمین دوز ہیں۔  
مثلاً و جیل خانہ جس میں لاجپت اور بدیع الزمان قید تھے زمین کے اندر ہی تھا  
اور اس کی طرف تو سن کے شاہی تخت کے نیچے سے شروع ہوتی تھی۔ یہ زمین دوز  
قید خانے بھی ہندوستانی ہیں۔

"قید خانہ شاہی محل کے کسی غیر اہم حصہ کے نیچے کسی زمین دوز  
کوٹھری میں ہوتا تھا جیسا کہ اس کے نام "ہاتال واس" ہی سے ظاہر  
ہے۔ ان زمین دوز قید خانوں میں زنجیریں استعمال کی جاتی تھیں ۰۰۰۰۰" (۴)

(۲) ۶ (۲۴۳)

(۲) ۲ (۳۴۲)

(۱) ۲ (۲۴۰-۲۴۱)

(۲) اوہادہا : گالی داس میں ہندوستان ۱۴۷

"طلسم" کے جیل خانوں میں میں پھر انگریزی جیل خانوں کی جھلکیاں  
 طہنے لگی ہیں ۔ ملک اخضر کو صوبے زہیل کی قید کروائی ۔ چنانچہ جب وہ رہا  
 ہوا تو :

"..... صوبہ کی صورت دیکھ کر کانپ رہا ہے ۔ کہتا ہے ۔ یا سامری  
 جہشہ صوبہ کی قید بد تو از قید فرد ہے ۔ کال کوٹھری اس سے بہتر ہے ۔  
 بیٹے بیٹے ظالم ڈکیت قزاق وہاں قید ہیں ؟ (۱)

"طلسم" کے قیدی گھر بھی زہیل کے جیل خانے سے بہتر نہیں ہیں ۔  
 قیدیوں سے مشقت بھی کروائی جاتی ہے ۔ چاہے مشقت بھول ہی جتنے کی  
 کہیں ہو !  
 "وہ سب قیدی بھول جتنے میں مشغول ہوئے اور شہزادہ نے افسدہ کو  
 فریضہؑ نیاز سحر ادا کیا ؟ (۲)

یہ قیدی جرائم پیشہ نہیں ہیں ۔ شہزادے اور سوداگروں کے ہیں جو علامت طلسم  
 پر گرفتار ہو گئے ہیں ۔ یہ داستان گو شہزادوں سے چکی نہیں بسوا حکمے تھے ۔ لیکن  
 قیدیوں کے لئے مشقت ضروری ہے اس لئے یہ مشقت منتخب کی گئی ! یہ قیدی تو  
 پنجشنبہ کے روز شعریں بھی پاتے تھے ۔

"یہ روز پنجشنبہ ایک کنز خوان شعریں کے لئے کو آئی ۔ سب کو نسلیم  
 کی ۔ بدیع الزمان کو یہ کہہ کر دی کہ اے قید ہو لو ملکہؑ گھنڈا رہیں  
 ہو کو دھا دو ۔ ملکہ کے تصدی سے آٹھویں دن شعریں ملتی ہے ؟ (۳)

ابھی اس بات کو نظر انداز کیجئے کہ یہ کیسے کفار ہیں جو پنجشنبہ کو خوات کرتے  
 ہیں ! ابھی تو ہم جیل خانوں کی سر کر رہے ہیں ۔ جو شالین ابھی دی گئی  
 ہیں ان سے "طلسم" کے قید خانوں کا اندازہ لگائیے ۔ کیونکہ یہ تو وہ قید خانے

میں جہان سے عشق کی کوئی نئی کہانی شروع ہونے والی ہوئی ہے۔ "طلسم" کے جیل خانے توہینے سخت مقامات ہیں۔

اگر کوئی طنم مقرر ہے تو سرکار کی طرف سے طنزوں کا اشتہار ہوتا ہے۔ چنانچہ مخمور سرخ چشم کا حلقہ جاری ہو گیا تھا۔ اس لئے جب مخمور نے لیل سرکوماتوں میں لگانا چاہا تو :

" لیل سوہ سن کرہنما اور کہا۔ چھوڑی۔ مجھ کو دم دہنی ہے۔  
اے تیرا حلقہ سرکار سے جاری ہے۔ نامے محافظان صحرا اور مالکان  
درخت کو پہنچ چکے ہیں کہ مخمور نے ہونے شروع کو طلسم نورافشان کی  
طرف جانی ہے۔ جو کوئی اسے ہائے گرفتار کر کے لائے۔ سرکار سے اعصام  
ملیکا : (۱)

اور اب ایک طنم کے ہائے میں حکم اور اس کا ملاحظہ ہو  
"مات جادوئے بہ حال سن کر حکم دیا کہ اس کو قید کرو۔ وہیں  
ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہاؤن میں پٹیاں گئے ہیں طوق پہنوں  
میں خادار لٹو راتوں میں جوئے فولاد کے اور ہاتھوں میں جوئے  
فولاد کے کرو میں زنجیر ڈال کر قید سخت میں گرفتار کیا : (۲)

اگر اور سخت سزا دینی ہو تو آہنی ہنجرو استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ آہنی ہنجرو  
درویشوں کی سر میں بھی نظر آتا ہے۔ خواجہ مسک پرست نے اپنے بھائیوں کو آہنی  
ہنجروں میں تو بند کر رکھا ہے۔ ان دونوں بھائیوں کے علاوہ ملک فرنگستان کا  
شہزادہ بھی ایک آہنی ہنجرو میں قید ہے۔ یہ آہنی ہنجری ہندوستانی نہیں  
ہیں۔ انہیں منگول یہاں لائے۔ لیکن یہ آہنی ہنجری "طلسم" میں استعمال  
ہونے میں۔



"صبار قدرت ہے جس ہو کر کھڑا۔ جس اس نے (جہاندار شاہ نے) کہا  
کہ ایک قلعہ آہنی لاؤ۔ چنانچہ وہ قلعہ جب آیا صبار کو اس میں بند  
کرا کے ہم جادو کے سہرہ کیا : (۱)

لاجین بدیع الزمان اور تصویر اور عہد مبارک کے لئے زندان طلسمی میں بھی آہنی  
پنجیے استعمال کئے گئے ہیں۔ برآمدہ سحر پر بھی تمام سوداران اسلام آہنی پنجیوں  
میں بند تھے۔ ان مقامات کے علاوہ بھی زمین کئی مقامات پر آہنی پنجیوں نظر  
آتے ہیں۔ لیکن یہاں اس بات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ یہ منگول پنجیوں  
مذہبستانی ہو گئے تھے۔ میں سوائے ہرمانند کا نام یاد ہے۔ یہ وہ انقلاب تھا جسے  
انگریزوں نے ہرسون ایک آہنی پنجیوں میں بند رکھا تھا۔ چنانچہ جب ایک زمانہ کے  
بعد وہ اس پنجیوں سے نکلے تھے تو ان کے اعضا بند ہو گئے تھے۔

"طلسم" میں اذیت دینے کے کئی اور طریقے بھی رائج ہیں۔ مثلاً یہاں چوبیخا  
باندھا جاتا ہے۔ (۲) ہڈیاں کسی جاتی میں۔ (۳) ہتھکڑیاں استعمال ہوتی ہیں۔  
(۴) غل و زنجیر کا شور ہے۔ (۵) بیڑی اور خاردار لٹو ہے اور فولادی جوڑے میں ملا  
کوڑے بھی لگائے جاتے ہیں۔ (۶) اور جب بات حد سے بڑھ جاتی ہے تو گردن  
مارا جاتی ہے۔ (۷) یا سولی چڑھا دی جاتی ہے۔ (۸) اور اگر قتل ہونے والا دھم  
کوئی نام دار آدمی ہوتا ہے تو اس کی لاش کی تشہیر ہوتی ہے۔

"افراسیاب نے..... ملکہ حیرت سے کہا کہ اے ملکہ تو اس ہرق فونکی  
مجرم کو..... یہ عذاب الہی قتل کرنا..... تو اس کا لٹکوا دینا اور  
دھڑکھانے کے پاؤں میں باندھ کر تمام لشکر میں اپنے کھنجر اٹاتا : (۱۰)

---

(۱) ۲ (۲۵۹)	(۲) ۱ (۷۸۹)	(۳) ۱ (۵۲۷)
(۴) ۱ (۱۰۱)	(۵) ۱ (۱۰)	(۶) ۱ (۱۰)
(۷) ۱ (۲۱)	(۸) ۱ (۱۱)	(۹) ۱ (۱۱)
(۱۰) ۳ (۳۶)		

لیکن مشہور اور عہدہ داروں اور مادی گھروں کے باوجود انتظامہ بہت کمزور ہے۔ کیونکہ قافلے آئے دن راستوں میں لٹھے رہتے ہیں۔ شہروں میں رشوت کا بازار گرم ہے۔ رشوت خوری شاید هندوستانی پولیس کی تقدیر ہے !

"اہوالفتح کو جو کوتوال لیے کر قید کرنے چلا۔ راہ میں اس نے کہا۔  
بھٹا میں بڑھیا قید کی تکلیف میں مرجاؤنگی۔ میرے پاس بہت سا  
مال ہے۔ لیے لو اور مجھے چھوڑ دو۔" کہہ کر ایک ہوش نکال کر  
جواہر کی دکھلائی۔ کوتوال کو لالچ آئی۔ سمجھا کہ کون ہو چھتا  
ہے چھوڑ بھی دے۔ اگر کوئی ہو چھے۔ کہ دنیا بڑھیا تھی مرگئی۔  
پس یہ سمجھ کر اس نے جواہر لیے لیا اور بڑھیا کو چھوڑ دیا۔ (۱)

یہاں یہ نہیں سمجھ لیتا جاہلے کہ یہ صرف زوال آمادہ لکھنؤ یا دلی کی  
پولیس کا چہرہ افکارا گیا ہے۔ پولیس کی رشوت خوری کی کہانی بہت پرانی ہے۔ کالہ داس  
کا مشہور مجہرا بھی یوں ہی رشوت دے کر چھوٹ گیا تھا چنانچہ اہلادھیا کو یہ نتیجہ  
نکالنا پڑا کہ پولیس رشوت سے بالاتر نہیں تھی۔ (۲) کالی داس کا یہ مجہرا ہندوستان  
کے عہد زریں میں تخلیق کیا گیا تھا۔ اس لئے صرف زوال پذیر لکھنؤ کی پولیس کو  
طمعوں کرنا شاید ناانصافی کہا جائیگا۔

ان اعصاب شکن حالات کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس پر ذرا دباؤ پڑا وہ ہانسی  
موگیا اور اسد بن کر ب غازی سے جا ملا۔ رفتہ رفتہ اسد کے پاس ایک بڑی فوج تیار ہو  
گئی۔ یہیں اس بات پر بھی ایک نگاہ ڈالنے کی ضرورت ہے کہ ہندوستان میں حملہ  
آویں کو مصلحہ مقامی رجواڑوں اور سوداویں سے طاقت ملی ہے۔ "طلسم" میں بھی  
افراسیاب کو اسد نے نہیں ہرایا۔ اسے تو اس کے ان سوداویں نے ہرایا جو اسے چھوڑ  
کر اسد سے جا ملے تھے۔ اگر اس کے اپنے سوداویں نے اسد کا ساتھ نہ دیا ہوتا تو  
وہ اسد کو "طلسم موغیا" کے صحراؤں میں بھٹکا بھٹکا کر مار ڈالتا۔

اس کے سوداؤں پر مخبروں کا خوف طاری ہے۔ یہ ہلکا ہے تو انرا سیاب کو  
 معلوم ہو جاتا ہے۔ لوگ عشق تک نہیں کر سکتے! یہ صورت حال بڑی سے بڑی حکومت  
 کوتاہ کر سکتی ہے۔ چنانچہ انرا سیاب کی جو حکومت یہ ظاہر بہت مضبوط معلوم ہوئی  
 ہے وہ اندر سے بالکل کھوکھلی ہے۔ اور یہ صورت حال میں پھر اودھ میں پہنچا  
 دینی ہے۔ نوابین اودھ یہ ظاہر بہت مطمئن لوگ تھے۔ لیکن اس اطمینان کی سطح  
 کے نیچے کسانوں کی بے چینی لہریں لے رہی تھیں اور یہ لہریں رفتہ رفتہ حکومت کو  
 کاٹی چلی جا رہی تھیں۔

اس سیاسی اطمینان و بے اطمینانی کے علاوہ کہاریں اور کہاریں کی ہنگاموں میں  
 لگی ہوئی مچھلی بھی زمین دہار اودھ کا سراغ دیتی ہے۔ یہ مچھلی اودھ کا دہاری  
 نشان تھی۔

"کئی سو چوہا ارنیاں صاف ہائے طلائی و نقرئی لٹے..... نکلیں.....  
 وہ سوہر نمون کا چمکنا۔ مچھلیوں کا ہلنا....." (۱)

واضح رہے کہ یہ مچھلیوں والی چوہا ارنیاں دہار اسلام سے تعلق رکھتی ہیں۔  
 اور اس دہار کی توجہ پر مغل دہار کا اثر ہے۔ یعنی درمیان میں جگہ خالی ہے اور  
 دونوں طرف کرسیاں لگی ہیں۔ (۲)

"واضح ہو کہ اندر جہل ستون ہارگہ تخت شاہی پہتا ہے۔ اور ہار  
 اس کے دنگل امر کا ہے۔ اور دنگل امر کے بعد بیٹھے اور ہوتے اور  
 جانشین امر و عہد کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ ہائی سودا راج دار اور ہار  
 ہوتے جہل ستون دست راست اور دست چپ میں صاحبقران کے  
 بیٹھنے (ہیں)۔" (۳)

لیکن ایک اور جگہ میں دہار کی ایک اور توجہ نظر آتی ہے۔  
 "صوفیہ کہا..... طریق ہے صاحبقران کی ہارگہ کا کہ چار طرف  
 کرسیاں اور دنگل بیٹھنے میں اور بیچ میں بادشاہ کا تخت۔ اس

لئے کہ سب ہر نگاہ بادشاہ کی پڑے : (۱)

اس بیان پر افیون کا اثر معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں بادشاہ کی نگاہ سب پر نہیں پڑ سکتی کیونکہ اس صورت میں آدھا دربار تو بادشاہ کی ہشت پر ہوگا۔  
چنانچہ دربار کی یہ ترتیب خود داستان گو کی منطق کے اعتبار سے قابل قبول نہیں ہے۔

اس دربار کی سات ڈیوڑھیاں ہوتی ہیں۔ (۲) ساتویں ڈیوڑھی کے بعد اصل دربار شروع ہوتا ہے۔

"عیارین نے دیکھا کہ تخت شاہی آراستہ ہے۔ چاروں گوشوں پر تخت کے طاؤسان زردین بال جواہر کے کھڑے ہیں اور دین ان کی ہلک اور کشادہ ہو کر سو بادشاہ پر چتر ہو گئی ہیں۔ مہ جہن العاس ہوئی پڑے کروڑوں سے جلوہ گر ہے۔ تاج لعل و یاقوت کا سوہر ہے۔ تھائے قلم کار ۰۰۰ پہننے ہے۔ جاقرب شاہی درہر ہے۔ ہنگا بھن بھا کمر سے بندھا ہے۔ ہار نولکھا گئے ہیں ہڑا ہے۔ دل آرام سوہر مورچہل بال مہائے مکی برانی کورہی ہے۔ سامنے دست ادب ہاتھ ہے ہزار ہا ساحر کھڑے ہیں۔ شاہزادہ اسد دنگل پر قریب تخت بیٹھے ہیں : (۳)

ان طاؤسان زردین بال کو آسانی سے پہچانا جاسکتا ہے۔ یہ تخت طاؤس شاہ جہان کے رشتہ دار ہیں۔ اور یہ لوگ جو دست بستہ کھڑے ہیں مہدو حنن کے ملاو اور کس ملک کے ہوسکتے ہیں۔ یہ لوگ دربار اسلام میں بھی ہیں اور دربار کفر میں بھی۔

"حیرت جادو و زوجہ افراسیاب تخت پر پہلوئیے افراسیاب میں جلوہ گر ہے۔ وہ تخت مقام صدر میں آراستہ ہے۔ ۰۰۰۰۰ دو وزیر زادان ۰۰۰۰۰ ملکہ حیرت کے سوہر و پمال سے مکی رانی کورہی ہیں۔

حضار دیار عرب و اداب شاہی سے دست بستہ خاموش بیٹھے ہیں : (۱)

ان دونوں دیاروں میں بس اتنی ہی مطابقت نہیں ہے۔ بادشاہ اسلام کا دیار سو فیصدی ایک ہندوستانی دیار ہے۔ مثلاً

"سودا رہن کا مجرا اور سلام ہوا۔ ۰۰۰۰۰ ہر ایک نے بعد سلام و مجری

کے ہاتھ تخت بادشاہ کو ہوسہ دیا : (۲)

"بادشاہ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا۔ صاحبقران نے فرائض مجرا کہا : (۳)

"نافرمان نے آکر تخت شاہی کو ملکہ مہہ جہن کے ہوسہ دیا۔ ملکہ نے

خدمت منگا کر دیا۔ سونواز کہا : (۴)

اور اب افراسیاب کے دیار کو دیکھئے۔

"انہوں نے افراسیاب کو مجرا کہا۔ اور ہاتھ تخت کو ہوسہ دیکر عرض کیا

کہ شہنشاہ نے غلاموں کو کس لئے طلب کیا ہے : (۵)

اور جب سودا رہن کی یہ حالت ہے تو ہرکاروں وغیرہ کی کیا حیثیت۔ انہیں ہاتھ تخت

بادشاہ اسلام تک آنے میں کی اجازت نہیں ہے۔

"یہ خبر ہرکارے اسلام کے خدمت صاحبقران میں لائے اور مجرا گاہ

پر ٹھہر کر بعد ادائے آداب ہن عزت کیا : (۶)

لیکن یہ آداب کیا ہے

"انہوں نے آکر مجرا گاہ پر سے شہنشاہ عالی جا کو مجرا کہا اور زمین

ادب کو لب ہودیت سے ہوسہ دیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا لے

شہر پاری بجا لائے : (۷)

یعنی ہنزین ہاتھ تخت کو ہوسہ دیتے ہیں اور معمولی لوگ مجرا گاہ کی زمین کو چومنے

میں۔ زمین تک جھکنے کی یہ رسم بھی ہندوستانی ہے۔

(۱) | (۱۶) | (۲) | (۲۳) | (۳) | (۴۳)

(۴) | (۱۳۶) | (۵) | (۱۰۶) | (۶) | (۴۰) | (۷) | (۲)

بادشاہ خود کسی کا استقبال نہیں کرتا۔ لیکن جب کوئی بنو، آجاتا ہے تو  
نیم قد افہ کر لکھنوی تہذیب کے تقاضے کو پورا کرتا ہے۔  
"امیر ۰۰۰۰۰ داخل بارگاہ ہوئے۔ بادشاہ کو تسلیم کی۔ بادشاہ نے  
نیم قد افہ کو معظم دی : (۱)

بادشاہ کے دربار میں اجازت کے بغیر پارہاں کا تو خیر کوئی سوال ہی  
پیدا نہیں ہوتا۔

"چوب دار نے عرض کی۔ صمصام در دولت پر حاضر ہے۔ امداد پارہاں  
ہے۔ ملکہ حیرت نے حکم دیا کہ بلاؤ۔ پردہ بارگاہ کا اشعا۔ صمصام سامنے  
آیا۔ چوب دار نے مجرا کرایا۔ ملکہ نے دنگل کی جانب اشارہ کیا : (۲)

لیکن اگر آنے والا کوئی ہنرمہمان یا دوست کا اہلیں ہو تو پہلے اس کی تواضع کی  
جاتی ہے۔ اور آنے والا ہر عطائے خسروانہ پر سلام کرتا ہے۔

"نصرت خانہ آراستہ ہوا۔ شاہ حیرت کا ہاتھ پکڑ کر اٹھا اور کہا۔  
اے روشن تن تم بھی آؤ۔ اس نے کھڑے ہو کر تسلیم کی : (۳)

"کوکب نے ملحق کو اشارہ کیا۔ اس نے جام میںے ارفوانی صفا کر دیا۔  
اس وقت صفا کرکڑا ہو گیا اور تسلیم بجالایا : (۴)

یہ جو بات بات پر تسلیم کرنے کے لئے لکھنؤ بد نام ہے اس میں لکھنؤ کا کوئی  
نصیر نہیں ہے۔ کوئی گاڑی سلام کی وجہ سے نہیں جھوٹتی۔ کیونکہ یہ طریقہ دراصل  
اس وقت سے جلا آ رہا ہے جب راجہ نہیں جلی نہیں ! یہ ایک قدیم ہندوستانی  
روایت ہے۔ اگر بادشاہ کوئی بات ہو چھٹا تھا تو جواب دینے والا سلام کیا کرتا تھا۔  
جب رام چندر نے حیدر علی سے جد کے بارے میں مشورہ چاہا تو جام و نت نے یہی  
کہا تھا

جام و نت کہہ بد سور نوائی (۵)

(۳) ۲ (۳۱۳)

(۲) ۵ (۱۲۲)

(۱) ۲ (۴۰۳)

(۵) ۳ رامائن (۱۰۵۹)

(۴) ۲ (۲۲۱)

بادشاہ کسی کو حکم دیتا تھا تو حکم پانے والا بھی سلام کیا کرتا تھا۔ چنانچہ رام چندر  
 ہی نے جب ہالی کے لڑکے انگ کو اپنا سفیر بنا کر لنگا جائے گا حکم دیا تو انگ نے رام چندر  
 کے پیروں کو ہوسہ دیا تھا۔ (۱)

لیکن یہ دوستانہ فضا کی باتیں ہیں۔ کوئی اگر طالب علم ہو تو اللہ ازہدل  
 جاتا ہے۔

"قرآن نے کہا..... جلوس..... دونوں ہاتھ اپنے رویاں سے  
 باندھ کر قرآن کو اپنے ساتھ لئے ہوئے سامنے سرور کے آئی : (۲)

اور اگر صورت حال یہ ہو کہ سوال نہ دوستی کا ہو اور نہ طلب علم کا بلکہ  
 بادشاہ کو کوئی بات پس پسند آجائے تو یہ نذر و خطمت کی منزل ہوتی ہے۔

"شرارہ نے کہا۔ اے شکوفہ آج تو نے مجھے محظوظ کیا ہے۔ میں نے  
 تجھ کو اپنا قریب بنایا..... سرور یعنی شکوفہ نے بڑھ کر ہانچ اشرافیان  
 نذر دین کے عہدہ ملا۔ شرارہ نے خطمت فاحرہ دیا : (۳)

بادشاہ برآٹھ ہوئے ہیں تو قریب قیامت کرتا ہے۔  
 "سلطان ظلم پناہ..... برآٹھ ہوئے۔ مردہا ہکرا۔ ہلی راج رہے۔  
 دھرم کالج رہے۔ دیگ، تھگ، کے مالک، رہیں۔ جہان پناہ سلامت رہیں۔  
 نگاہ رو بہ رو : (۴)

یہ بادشاہ جو برآٹھ ہو رہا ہے کوئی متدو بادشاہ نہیں ہے۔ یہ سعد بن قباد بادشاہ  
 اسلام ہیں۔ "ہلی راج" کے ساتھ ساتھ ان کے جلوس میں قرآن بھی سنا جاتا ہے۔

"بادشاہ لشکر اسلام بھی برآٹھ ہوئے۔ ڈنکے پر جود ہڑی۔ صد ا  
 نصر من اللہ وفتح قریب کی بلند ہوئی : (۵)

---

(۱) رامائن ۳ (۱۰۶۰) (۲) (۲۸۲) (۳) (۱۴) ۱  
 (۲) (۳۹۲) (۵) (۱۱۵۷) ۲

ابھی اس پر غور کرنے کا موقع نہیں ہے کہ قبل احلام کے "واقعات" میں قرآن کی کوئی کہیں آگئی۔ لیکن قرآن کی اس تنہا شہادت کی بنا پر سعد بن قباد کو عیسٰی یا عیسیٰ کہنا کہاں تک درست ہے ان کا سارا انداز مہذب و متقی ہے۔ یہ واحد علی شاہ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔

"<sup>محل</sup> ہنسی کی ڈھونڈ کا پردہ زنجیری چرخ پر کھنچا۔ صدا غرائے کی بلند ہوئی۔ اور انتظام آمد بادشاہ ہوئے لگا۔ اول بار ہزار طلائان ماہ ہیکر لباس عمدہ پر فر پہنے ہاتھوں میں کٹے ہوئے کیے ہوئے لٹخے کے لئے عود و عنبران پر جھونکتے نکلے۔ پھر ہزار ہا پنجشاخے والیان طلائی و نفوس پنجشاخے لئے وردیاں سوخ سوخ پہنے نکلے۔ پھر کنول بردارنماں کنول بلورین نقش لئے پیدا ہوئے۔ پھر ہزار ہا نواب ناظر خواجہ سرا انتظام کرتے گئے۔ اور تخت شاہی کو خادماں محل گھیرے بادشاہ تخت پر سوار کھاریاں ہاریاں ہاریاں لہنگے قیمت کے منہ کے پہنے ہاتھوں میں کٹے مگر دھن پڑے کانون میں ہالے ناز و انداز ہر ایک کے نوالے جسم گدراہا شباب چھایا تھے اور مچھلیاں سون پر لگائے تخت کو اٹھائے ظاہر ہوئے۔ مرد ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم ہکاریے۔ امیر اور سب سودار مبراگاہ پر جا کھڑے ہوئے۔ ادھر شاہ کی صورت زیبا نظر آئی۔ ادھر گردن سب نے ہٹے تسلیم جھکائی۔ مرد ہا ہکرا۔ بادشاہ۔ مہابلی۔ سلطان جہان۔ نگاہ رو بہ رو : (۱)

سعد بن قباد کے تخت کو سوخ وردیاں پہنے والی جو کھاریاں اٹھائے ہوئے ہیں ان کا تعلق دیہار اودھ سے ہے۔ عہد کا کہنا ہے کہ :

"کھار سوخ ہانات کے چمے پہنتے ہوئے۔ سون پر سوخ گل دار پگٹیاں ہونے جن کی ککڑیاں ہر جاہلی کی مچھلیاں گل رہتی : (۲)



جلنے سرخ رو بہن اور مجھوں کا مسئلہ تو طے ہوا۔ اب سوال ہے "مہابی" کا۔  
مہابی اکبر کا لقب تھا۔ مرد ہے یہ، فکر دلی دیہار سے لیا لیکن بادشاہ کے برآمد  
ہونے پر جو نصرہ "بسم اللہ" بلند ہوا ہے یہ خالص لکھنوی ہے۔ امراؤ جان ادا کا کہنا  
تو یہی ہے۔

"جس دالان میں ہم لوگ پہنچے تھے وہاں سے دیواؤ کا سامنا تھا۔  
پردہ ہڑا ہوا تھا۔ نواب کے انتظار میں اس پردہ کی طرف نگاہیں لگی  
ہوئی تھیں۔ میں بھی اس طرف دیکھ رہی تھی۔ اتنے میں کسی  
خدا منگار نے کہا۔ نواب صاحب آتے ہیں۔ چند لمحوں کے بعد مہروی  
نے پردہ اٹھا کر کہا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نواب اقدردا داخل ہوئے : (۱)

لیکن برآمدگی کے وقت تمام سودا روں کا در دولت پر اکٹھا ہونا قدم ہند روایت ہے۔  
رام چندر کے والد راجا دست کے دیوانے پر بھی خرمین ہوں ہی اکٹھا ہوا کرتے تھے : (۲)

یہ دیہار اسلام ہے ہی کچھ عجیب۔ یہاں شراب حرام نہیں ہے۔ اور لوگوں  
کو توجہ دیتے خود رسول اسلام کے ججا اور مجاہد راہ خدا امیر حمزہ صاحبزادہ تک  
شراب پیتے ہیں۔ سعد بن قہاد کا یہ دیہار اسلامی دیہار تو خیر ہے <sup>نہیں</sup> لیکن حرم  
نوبہ ہے کہ مسلمان دیہار میں نہیں ہے ! مثل بادشاہ بھی شراب پیا کرتے تھے  
لیکن وہ سوکاری طور پر شراب نوشی کے خلاف ہوا کرتے تھے۔ اور شراب کشد کرتے اور  
بمجنے والوں کو سخت سزائیں دیا کرتے تھے۔ لیکن سعد بن قہاد کے دیہار کا یہ ظلم  
ہے کہ ایک بار ایک بادشاہ نے اسلام قبول کیا اور امیر حمزہ نے جشن منانے کا حکم دیا  
تو :

"عشرت کا سامان برپا ہوا۔ ساتیان خوش ادا پہنا۔ شراب ہوئی رہا  
لے کر حاضر ہوئے۔ جام مٹے اور خانی گرد لب میں آیا ۰۰۰۰۰۰ امیر نے سب  
کے ساتھ شراب نوشی کی۔ ناچ سامنے ہونے لگا اور ہر ایک مصروف  
عجب و طرب اس وقت ہوا : (۳)

لشکر اسلام کے لئے شراب نوشی کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ لیکن یہ اقتباس زیادہ دلچسپ  
ہون ہو جاتا ہے کہ یہ شراب نوشی ایک شخص کے مسلمان ہو جانے کے سلسلے میں کی  
جا رہی ہے !

"طلسم" کے بادشاہ جاہل وہ مسلمان ہون یا جادوگر جو کلمہ کرتے ہیں وہ بڑے  
بھائی پر کرتے ہیں۔ ان کے دیوانوں کا انداز تو ہم نے دیکھ لیا اب ان کی سواری  
کا انداز بھی دیکھ لیں۔ یہ لوگ جب سوار ہوتے ہیں تو سواری کا انداز میں پھر  
اودھ کی طرف لے جاتا ہے۔

ایک شہزادی کی سواری دیکھئے۔  
"شہزادہ نے دیکھا..... تین چار سو عورتیں خوبصورت مثل نجم  
فلک گرد بیچ میں وہ ماہ منبر..... ہوا دار پر سوار۔ ایک کنیز چتر  
جواہر نگار سوہر لگائے۔ ایک جنور سوہر چلتی۔ کچھ نازنین مہرے  
ہاتھوں میں لئے..... کسی کے ہاتھ میں گڑگڑی جواہر کی۔ کوئی  
ہنکھیا پھولوں کی لئے..... گڑی گڑی والی برابر ہوا دار کے حقہ پلاتی۔  
وہ گل فام دل عاشق کے دھوئیں اڑاتی آتی (ہے)؟" (۱)

اب ایک اور شہزادی کو دیکھئے۔  
"نواب ناظر اور خواجہ سواغلطان ہیکر سوگرم احتتام۔..... کہارہن  
کی صورتیں ہماری۔ مجھلمان سون ہر لگن۔ لنبھکے پاؤں میں ہماری  
.....

سواری سے ہوش پہلے نمودار • بہت آراستہ اک فوج ہرار  
پھر اس کے اردلی کے خلس ہر دار • ہزار اک لخت نعرے ہمراہ سودار  
عقب خواجہ سواؤں کا تھا حلقہ • تزک ان کا زمانہ سے جدا تھا  
مرصع تھا براق و ساز نوکار • یہ سب خواجہ سرا گھوڑوں پہ اسوار  
گروہ ان کے عقب پھر عورتوں کا • ہراک خوشہ رو مہتاب سما

ہاں ناز اور کوشش سے غضب کرے \* مہین ہر چہاں ہاتھوں میں سب کرے (۱)

خواجہ سواروں کے حلقہ میں گہری موٹی ہون گڑگڑی پہنے والی شہزادہاں لکھنؤ کے علاوہ  
اور کہان کی ہوسکتی ہیں ! اور اب ایک بادشاہ کی سواری بھی دیکھنے چلیں۔

”سامان سواری نظر آیا ۔ مہر جو کا شور مچا ۔ نقیب ہولنے ہساروں  
چوب دار عصائے جواہر کا ہاتھوں میں لئے ادب سے نظروں سے  
کھینچے نمودار ہوئے ۔ پھر سواروں کے ہرے رسالے کے نوجوان سوار  
قوی تن شجاعت سے غصہ میں پھرے خوبصورت خوبصورت ہمدون کے  
چہرے گور گئے ۔ پھر مقے لاپ کھوئے کا چھڑکاؤ کرتے ..... نکلے .....  
..... بعد نکلنے سامان تزک و احتشام کے ایک تخت طاؤس پر  
بادشاہ بہ شوکت و جاہ سوار چتر سوہر گردی میں ..... (نمودار  
ہوا) : (۲)

یہ فو ظاہر ہے کہ جو دیہار والے نکلے تو ہون نکلے کے پہلے سڑکوں پر کھولے  
اور لاپ کا چھڑکاؤ ہو اور جن کے دیہار میں ایک ہال ادھر سے ادھر نہ ہوسکتا ہو  
اور جہاں / مقرر ہون اور لوگ رعب شاہی سے دست بستہ خاموش بیٹھے ہون ان سے  
کوئی روزیہ کی وصولی اور سیدھی سادی زبان میں کہے گفتگو کرسکتا ہے ۔ اسی لئے  
ہمیں ”طلسم“ کے دیہاروں میں ایک دیہاری زبان بھی نظر آتی ہے جو روزیہ سے قطعی  
مختلف ہے اور جو ہمیں ذوق کے قصیدوں اور دہریے مہینوں کی یاد دلاتی ہے ۔

”مہر نے ..... کہا ۔ زہے نصیب میرے جو آپ سے ملاقات ہوئی ۔ اے  
ہمارے قدرت جادو مزاج ہمایونی تو آپ کا اچھا ہے ۔ آپ کے اشتیاق  
حمیدہ کا ذکر زبانی شاہ کوکب سے سن کر بہت مشتاق ملازمت کھیا  
خاصیت تھا ۔ ہمارے طالع ہمارے تھا جو آپ کی زیارت نصیب ہوئی ۔ ہمارے  
نے کہا ۔ خواجہ میں بھی اشتیاق آپ کی ملاقات کا رکھتا تھا ۔ اسی لئے  
بادشاہ کے لکھنے سے فوراً سر کو قدم ہٹا کر حاضر ہوا : (۳)

"ہمارے قدرت نے کہا کہ اے شاہ عالی جاہ آپ نے جو مجھ کو یاد فرمایا  
میں نے اسے نصرت و افتخار میرا - میں جانتا ہوں کہ تعلقات و عنایات سلطانی  
جو کچھ میرے حال پر مہذول ہے کسی پر نہیں - جمشید تاج اہل  
قدر دان بادشاہ دوست پرورد قدم ملائم کی قدر کرنے والے کو سلامت بہ صد  
حشمت و جہاء رکھے - لیکن پھر بھی درباب جہاء جو مشورہ کرنے کا ایسا  
فرمان واجب الادغان میں تھا وہ کیا ہے - اب شہنشاہ کے ملازموں سے  
اور افراسیاب سے کہا بالکل بگاڑ گئی ہے ؟ (۱)

پہلا اقتباس اس گفتگو کا ہے جو کوکب کے دیہار میں پہلی ملاقات کے موقع پر معروا اور  
ہمارے میں ہوئی تھی - اور دوسرا اقتباس اس گفتگو کا ہے جو کوکب کی دیہار میں  
کوکب اور ہمارے میں ہوئی - یہ ہمارے بڑا جلیل القدر ساحر اور کوکب کا گہرا دوست ہے  
۔۔۔ اتنا گہرا دوست ہے کہ جب کوکب اور لشکر اسلام میں ٹھن گئی تو اس نے بھی  
بلا وجہ اسلام ترک کیا اور کوکب کا ساتھ دینے لگا - لیکن ایسا دوست بھی روزیہ کی  
زبان میں گفتگو نہیں کر سکتا - وہ بھی جب کوکب اور افراسیاب کے بگاڑ کا ذکر خود کوکب  
سے کریگا تو یہی کریگا جسے افراسیاب اس قابل تو ہے نہیں کہ کوکب سے بگاڑ کر سکے  
اس لئے کوکب کے ملازموں سے اس کا بگاڑ ہوگا ہوگا ! لیکن اس میں شک نہیں کہ  
یہ مصنوعی زبان دیہاروں کی مصنوعی فضا سے بالکل میل کھاتی ہے - ہمارے کی  
اس بات کا کہ "شہنشاہ کے ملازموں اور افراسیاب میں بالکل بگاڑ گئی ہے ؟ امتیاز  
علی تاج کسی ججا جھکن سے خط لکھوا کر مذاق اڑا سکتے ہیں لیکن لکھنؤ کی کتاب  
تہذیب میں اسے حفظ مراتب کہتے ہیں - ہمارے پرانا دوست ضرور ہے لیکن وہ  
نہیں بھول سکتا کہ کوکب طلسم نورافشان کا صاحب اختیار بادشاہ ہے اور وہ خود  
جہاندار شاہ کے بہیمان گریز کا ایک سوداگر ہے - اس ہمارے قدرت اور کوکب کے درمیان  
تو پھر بھی ایک فاصلہ ہے - لیکن شکل تو ملکہ ہے رخ کا بگاڑ ہے - یہ شکل اپنی  
مان سے روزیہ میں گفتگو نہیں کر سکتا - یہ بھی جب ایک سوداگر کی حشمت سے بادشاہ  
کے سامنے آتا ہے تو یہ بھول جاتا ہے کہ تخت نشین کوئی اجنبی نہیں بلکہ اس کی  
مان ہے -

”منشیوں کو یاد فرمادے۔ ان سے ارشاد کیا کہ نامے شاہان طلسم کو اور ہوائے طلسم کو اور شیعے مالکان دہشت کو..... توہم کو ۲ (۲)

اور جب یہ شاہنشاہ کے ہاتھ پہنچتے ہیں تو ان کی عظیم کی جانی ہے۔ جہاں شاہ افراسیاب کا خط پاتا ہے تو ہم قدامت کو عظیم کرتا ہے کیونکہ وہ برابر کا بادشاہ ہے لیکن صنعت ساز و زیر ہوئے کے باوجود ملازمہ ہے اس لئے :

”صنعت نے کھڑے ہو کر ناہ کی عظیم کی : (۲)  
 یہ عظیم بھی مرحلہ<sup>۲</sup> اول ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ خط آیا اور اسے بڑھ لیا گیا۔ جس  
 نہیں۔ خط تو مرمقی سنائیگا اور بھی منبر سے سنائیگا۔

”آفتاب جادوئے نامہ پیش کیا۔ شاہزادہ ابرج نے فوراً حکم دیا۔  
سونے کا منہر نصب ہوا۔ میرمنشی نے یہ آواز بلند پڑھا : (۲)

ہاں جب کسی کو ذلیل کرنا مقصود ہوتا ہے تب اللہ بہ آداب نظر انداز کر دے جانے  
 ہیں ۔ چنانچہ جب عمرو افراسیاب کو خط لکھتا ہے تو ہمیں اس خط کا لہجہ بہت  
 بدلا ہوا ملتا ہے ۔

.....ملکہ' موصوف بادشاہ طلسم ہے۔ خطا تمہاری صاحبقران سے  
صاف کروادہ گی۔ در صورت انکار اس تحریر کے اگر ناک تمہاری کھوا کر  
گہ ہے ہر روسیاء کر کے نہ جڑھایا اور قصہ ہر کہہ تو نام اپنا عروہ ہایا: (۱)

یہاں ایک بات اور قابل غور ہے۔ اگر عروہیں النمل ہوتا تو گہ ہے ہر  
روسیاء کر کے جڑھانے کی بات نہ کرتا۔ کیونکہ عرب میں گہ ہا سقارت سے نہیں دیکھا  
جاتا جس سے اسے یہاں دیکھا جاتا ہے۔ چنانچہ اس لحاظ سے یہ خط اہم ہے۔  
غصہ میں آدمی سارے غلاف افار دیتا ہے۔ اور یوں عروہیں امہ عروہی ہندوستانی نظر  
آنے لگتے ہیں۔

یہ کوئی تنہا مثال بھی نہیں ہے۔ "طلسم" کے بار کا ماحول ہی ہندوستانی  
ہے۔ حد تو یہ ہے کہ شاہی دسترخوان کا کھانا چلتا ہے نواہی روایات کے تحت  
آگے روشن جو کی بجلی ہوتی چلتی ہے۔ (۲)

"سوامی کچھ ساحرین نے ایک صحن میں بارگہ کی دسترخوان دیا  
یہ تکلف تمام بچھایا۔ پھر روشن جو کی بجلی ہوتی ہنرے تکلف سے کھانا آیا: (۳)

"روشن جو کی آگے بجلی۔ سقے جھڑکاؤ کرنے کہ گرد و غبار کھانے پر نہ ہنرے۔  
توپے ہوش کشنوں پر ہنرے۔ کسنے خوانوں پر کسے۔ ہساول چوب دار آگے  
آگے اہتمام کرتے کہ نظریہ سے طعام محفوظ رہے۔ ملکہ کی مہر خولن پر  
لگی ہوتی۔ آب خاصے کی ہر ایک سراسر ہر کی جھلی۔ اسی انتظام و  
اہتمام سے ہکاؤل ساتھ۔ ہنہگن ہر منظر ہائے آئین لدی۔ ہنہلیان دم  
ہر لگائے۔ جواہر کے ظریف ہار کرائے باغ میں لائے: (۴)

"مان برق مہخائے میں گئے۔ شراب کو خراب کیا کہ روشن جو کی کی صدا  
کان میں آئی۔ برق نے ہوچھا۔ یہ روشن جو کی کسی بجلی ہے۔ ملا زون

نے عہد کی ۔ حوت نے کھانے کے خوان بھیجے ہیں : (۱)

لیکن یہ روشن ہوئی بھی کوئی تنہا شہادت نہیں ہے ۔ لکھنؤ دیوار کا یہ دستور بھی تھا کہ روزانہ سوکار میں اور سوکار سے کھانا آیا جایا کرتا تھا : (۲) اولیٰ بھیجنے کی رسم بھی لکھنؤ میں جاری تھی ۔ (۳) اور اس اولیٰ پر "طلسم" میں بھی نظر پڑی ہے ۔

"سرمست کی دعوت کا سامان ہوا ۔ اور اس کے نائب فردم کے لئے لقا نے

اپنا اولیٰ خاص بھیجا : (۴)

یہ باتیں ہمیں یہ نتیجہ اخذ کرنے میں مدد دیتی ہیں کہ "طلسم" کا دیوار ہندوستانی ہے اور اس پر اودھ کا رد غالب ہے ۔

ہم نے "طلسم" کے بادشاہوں کے سوہر جتو کا ساہ دیکھا ہے ۔ (۵) یہ جتو کبھی جتو شاہی کہا گیا ہے (۶) اور کبھی جتو زبون ۔ (۷) ہم نے ان کے تخت دیکھے ہیں ۔ "طلسم" میں تخت شاہی (۸) تخت سلیمانی (۹) تخت موصع (۱۰) تخت جواہرکار (۱۱) تخت طاؤس (۱۲) اور ایک ایسے تخت کا ذکر ملتا ہے جس کے پائے پھنس کے سو کی طرح ہیں ۔ (۱۳) ہم نے ان بادشاہوں کے سوہر تاج دیکھے ہیں ۔ (۱۴) یہ تاج لعل و یاقوت کے ہیں ۔ (۱۵) یہ ایسے تاج ہیں جو سو کنگروں کے ہیں اور "جن کی کلفتی میں جوئی گوہر شب چراغ کی لگی ہے" (۱۶) لیکن ان تاجوں کے پائے میں اتنا کہہ دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ تاج ایرانی ہیں ۔ ہندوستان میں سونے کے تاجوں کا رواج نہیں تھا ۔ بلکہ بادشاہوں نے بھی کپڑے

---

(۱)	۴ (۱۰۵-۱۰۶)	(۲)	مضامین شہر	(۳)	مضامین عہد
(۲)	۱ (۲۰۱)	(۵)	۱ (۳)	(۶)	۱ (۷)
(۴)	۱ (۱۴۸)	(۸)	۱ (۳)	(۹)	۱ (۲)
(۱۰)	۱ (۳۹)	(۱۱)	۱ (۹۱)	(۱۲)	۱ (۹۹)
(۱۳)	۲ (۲۰۸)	(۱۴)	۱ (۳)	(۱۵)	۱ (۱۰۱)
(۱۶)	۲ (۱۴۱)				

ہیں کہ تاج استعمال کرتے تھے۔ ایرانی بادشاہ الہند سورج کے تاج لگایا کرتے تھے۔ یہ مہاراجا بہ تاج جیسے بھی ہوں لیکن یہ موجود ہیں۔ تفلرخانہ ہے۔ دربار ہے۔ اور جس دربار میں جائے وہاں تاجدار کے پیچھے کوئی جنرل لٹے کھڑا مکھیاں جمل رہا ہے۔ کہا یہ صرف ایک اتفاق ہے کہ ہندو سیاست بادشاہ کے لئے انہیں جہیز کو ضروری خیال کرتی ہے۔ (۱)

لیکن اگر ہم ہستون اور بازاروں اور ملوں فعلوں اور درباروں سے نکل کر میدان جنگ میں آجائیں تو وہاں ہمیں ہندوستان کا خالص رنگ نظر نہیں آتا۔ اس میں تو شک نہیں کہ بیشتر جنگ باجے اور ہتھیار ہندوستانی ہیں۔ اس میں بھی شک نہیں کہ لڑائی کا غالب رنگ بھی ہندوستانی ہے۔ پھر بھی ملاوٹ کا احساس ہوتا ہے اور شاہنامہ فردوسی کے اثرات نظر آتے لگتے ہیں۔

لیکن یہ داستان چونکہ جادوگروں کی جادوگری کی ہے اس لئے پہلے یہ دیکھ لیں کہ داستان گوہن نے جادو کی لڑائیوں کا تصور کہاں سے حاصل کیا۔ یہاں ہمیں یہ دیکھ کر تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ داستان گوہن نے جادو کی جو لڑائیاں بیان کی ہیں وہ طسی داس کی "رام چرت مانس" کی جنگ، سرپرہ مالندہ ہیں۔

مثلاً "طلسم" میں جادوگر شکلیں تبدیل کر کے لڑتے ہیں۔ یہ شعر میں کہا تو وہ قریب ہی کر ظاہر ہوا۔ ہاتھی بنا تو اس نے جنگی سور کی شکل بنالی۔ وغیرہ وغیرہ یہ تبدیلی قالب کا قصہ نہیں ہے۔ یہ خود اپنے جسم کی ساخت تبدیل کرنے کی بات ہے۔ طسی داس نے میگھ ناند کولچھمن سے یوں ہی لڑوایا ہے (۲)۔ لیکن شکل تبدیل کر کے لڑنے والے یہ جادوگر جب مارے جاتے ہیں تو مرنے کے بعد اپنی اصل شکل پر واپس آجاتے ہیں۔ رامائن میں بھی جب ہنومان نے کال بھیں کو مارا تھا تو مرنے کے بعد وہ اپنی اصلی شکل پر واپس آگیا تھا۔ (۳) اگر مقابلہ برابر کا ہوتا ہے اور اگر مخالف کوئی ایسا وار کرتا ہے کہ اسے رد کرنا ممکن نہ ہو تو لڑنے والا غائب ہو جاتا ہے۔

(۱) ابھادھیا • کالی داس میں ہندوستان ۷۷-۷۸

(۲) رامائن ۳ (۱۱۴۰) (۳) رامائن ۳ (۱۱۱۴)



افراساب اور کوکب جسے جادوگون کو بھی اکریون غائب ہونے پر مجبور ہو جانا پڑتا ہے۔ "رامائن" میں بھی جب میگہ ناد نے دیکھا کہ لچھمن کے تیر کو خالی کر دینا ممکن نہیں تو وہ بھی غائب ہو گیا۔ (۱) اب اگر لڑائی جادو کی ہو رہی ہے تو زمین کہا اور آسمان کہا۔ لڑائی زمین پر بھی ہونی ہے اور فضاؤں میں بھی۔ طلسمی داس کے میگہ ناد نے بھی آسمان سے لڑائی لڑی تھی۔ (۲) ان باتوں کے علاوہ ایک شکل یہ بھی ہے کہ جادو پلٹ دیا جاتا ہے۔ "طلسم" میں ہزاروں بار ایسا ہوتا ہے کہ مخالف جادو کو لوٹا دیتا ہے اور یہ لوٹا ہوا جادو خود جادوگر کو مار ڈالتا ہے۔ یہ ایک رائج توہم بھی ہے اور اس کی ایک مثال "مہابھارت" میں بھی موجود ہے۔ سروتاہودھا کو ہونا نے ایک گرز دیا تھا اور یہ وردان کیا تھا کہ وہ کسی کے ہاتھ سے مارا نہیں جائیگا۔ لیکن اگر اس نے یہ گرز کسی اسی کے خلاف استعمال کیا جو لڑ رہا ہو تو یہ گرز پلٹ کر خود اس کو مار ڈالیگا۔ چنانچہ یہی ہوا۔ سروتاہودھا نے جب یہ گرز مہابھارت کی لڑائی میں کوشن کے خلاف استعمال کیا تو یہ گرز پلٹ پڑا اور یون سروتاہودھا مارا گیا۔ بات یہ تھی کہ کوشن کی حیثیت سہاہی کی نہیں تھی۔ وہ تو صرف ارجن کے رتھ بان تھے۔ (۳)

داستان کوہن نے پلائے حجرہٴ دم ملکہ تاریک شکل کشی اور پانچویں حجرہٴ بلاہ<sup>ک</sup> عفریت طلسمی کی تخلیق میں کھد کرن کے تصور کو استعمال کیا ہے۔ تاریک شکل کشی کی تخلیق میں نورگا کے کالی روپ کے اجزاء بھی استعمال کئے گئے ہیں۔ تاریک شکل کشی بھی کالی کی تصویروں کی طرح زبان باہر نکالے رہتی ہے۔ تاریک کا پیٹ بھی نہیں پھرتا۔ عفریت تو خیر "جوالہقر" کا جادو ہی ہے! کھد کرن بھی کھانے میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا (۴) اور جس طرح عفریت طلسمی آدمیوں کی پٹکی مارنا ہے اسی طرح کھد کرن بھی پٹکیوں کی پٹکی مارنا تھا۔

(۲) رامائن ۳ (۱۱۳۲)

(۱) رامائن ۳ (۱۱۳۹)

(۴) رامائن ۳ (۱۱۲۲)

(۳) مہابھارت ۲۸۰

ہیں اب ایک چیز اور رہ جاتی ہے ۔ امیر حمزہ کو ملکہ آسمان ہری سے  
 مرہم طلسمانی کا ایک نسخہ ملا تھا ۔ اس مرہم کی خاصیت/تھی کہ زخم کو فوراً مٹا دے  
 کر دیتا تھا ۔ یہ نسخہ دراصل مہابھارت کا ہے ۔ بمعہم نے یہ مرہم درہود من کو  
 دیا تھا ۔ اور اس مرہم کو اپنے بے شمار زخموں/لگاتے ہیں درہود من پہلا جنگا ہو گیا  
 تھا ۔ (۱) مزے کی بات یہ ہے کہ/ نسخہ امیر حمزہ کے پاس بھی ہے اور افراسیاب  
 کے پاس بھی ۔ فوق صرف اتنا ہے کہ امیر حمزہ کے یہاں اس کا نام مرہم طلسمانی  
 ہے اور افراسیاب کے یہاں مرہم طلسمی ۔ افراسیاب نے جب طلسم نورافشان پر چڑھائی  
 کی اور کوکب شاہدہ پر آگیا تو ہوتا یہ تھا کہ افراسیاب ہر رات کو میدانِ جنگ سے واپس  
 آکر کندن کو بلاتا ۔ وہ مرہم طلسمی کا ڈبہ لاتی ۔ اور اس مرہم کے لگتے ہیں افراسیاب  
 کے زخم پھر جاتے ۔ لیکن کوکب کے پاس ایسا کوئی مرہم نہیں تھا ۔ اس لئے اس کے  
 زخم جون کے خون موجود رہتے ۔

نتیجہ یہ نکالا جاسکتا ہے کہ جادو کی اس لڑائی کے ماخذ کی تلاش میں  
 ہندوستان سے باہر جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ یہ تمام لڑائیاں ہندوستانی  
 کہانیوں میں موجود ہیں ۔

اب رہا سوال تیر و تلوار کا ۔  
 امیر حمزہ کے نعرہ کی آواز سے اسقاط ہو جاتے ہیں ۔ نعرہ کی آواز راون  
 کی ہے

جلت مہادھنی گرجے سے بھاری  
 گرجہ سورہن سنی وسپر ناری (۲)

"طلسم" میں اسلامی فوج کے سردار مخالفین کو سواروں سمیت ہاتھوں پر اٹھا لیتے  
 ہیں ۔ ظم شاہ نے لندھ ہو کر کوہاٹھی سمیت اٹھا لیا تھا ۔ نورالدین نے لقا کو گھوڑے  
 سمیت اٹھا لیا تھا ۔ اس نے زہر پر جادو کو اس کی سواری کے گھڑے سمیت اٹھا لیا  
 تھا ۔ یہ روایت "شاہنامہ فردوسی" کی بھی ہے اور "مہابھارت" کی بھی ۔ شاہنامہ  
 کا افراسیاب ایک جنگ کا حال میں سناتا ہے :

"سام کی نسل کا ایک سو ارب وستم نامی زال کا بیٹا نکلا۔۔۔۔۔۔  
اس نے مجھے میرے گھوڑے کی رکاب سے ہون جھپٹ لیا جسے ہوا  
کوئی وزن نہ ہو۔۔۔۔۔۔ میرے سوار آگئے اور انہوں نے مجھے  
بچا لیا۔۔۔۔۔۔" (۱)

یہ منظر جون کا تون پر شطرنج مقامات پر "طلسم" میں نظر آتا ہے۔ اب وہی ہاتھ  
گھوڑوں کو اٹھانے کی بات ہے۔ یہ بات "مہابھارت" سے آئی ہے۔ جود ہون دن کی لڑائی  
میں جب ہم نے درہود میں کے سترو اٹھارہ بھائیوں کو مار لیا اور کرن کو بھی بہت  
زخمی کر دیا تو ایک ایسا وقت آیا کہ ہم کے پاس لڑنے کے لئے کوئی ہتھیار نہیں رہ  
گیا۔ ہم کرن کے رعد سے کود پڑا۔ اور ایک مردہ ہاتھ کو ڈھال بنا کر اس نے اپنے  
آپ کو کرن کے نعروں سے بچایا اور ہون اس نے لڑائی جاری رکھی۔ (۲)

"طلسم" میں غروب آفتاب کے بعد عام طور سے لڑائی بند کر دی جاتی ہے۔  
لیکن کہیں کہیں بند نہیں بھی ہوتی۔ رات کو جاری رہنے والی لڑائی کا ایک منظر  
مہابھارت میں بھی موجود ہے۔ جود ہون دن کے خاتمہ کے بعد حسب دستور لڑائی  
بند نہیں ہوتی بلکہ مشعلوں کی روشنی میں جاری رہی۔ (۳)

"طلسم" میں لڑائی کا اندازہ ہے کہ پہلے ایک سپاہی نکلتا ہے رجز خوانی  
اور ہارز طلبی کرتا ہے اور سمت مخالف سے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک سپاہی  
نکلتا ہے۔ جد۔ مضبوطیہ تو عام طور سے نازک لمحوں میں آپ ہی چھڑ جاتی ہے۔  
ورنہ "طلسم" میں ایک سے ایک کی لڑائی کا قانون جاری ہے۔ یہ "شاہنامہ" کا اثر  
ہے کہ جب بوڑھا قہار مارا جاتا ہے تب بادشاہ مجبوراً جد۔ مضبوطیہ کا حکم دیتا ہے۔ (۴)

"طلسم" کی رزم گاہوں میں جو کشتیاں ہوتی ہیں وہ بھی "شاہنامہ" سے  
مستعار ہیں۔ رستم اور شہراب کی کشتی کا انساہ بھلا کسے نہ یاد ہوگا۔

---

(۱) شاہنامہ ۲ (۱۶)	(۲) مہابھارت ۲۹۶
(۳) مہابھارت ۳۰۴	(۴) شاہنامہ ۳۲۶-۳۲۸

"..... وہ دونوں دوشعرین کی طرح گھم گئے۔ یہاں تک کہ ان کے بدن پہنچے اور خون سے لہہ بہہ ہو گئے۔ وہ طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک لڑتے رہے" (۱)

مگر یہ بھی کوئی کشتی ہوئی کہ غروب آفتاب کے بعد بند ہو جائے۔ کشتیاں تو "طلسم" میں ہوتی ہیں۔ سورج ڈوب جاتا ہے تو جہاز خان کما جاتا ہے۔ دونوں طرف کے لشکری زمین پر ہٹ بچھا بچھا کر بکھڑے ہو جاتے ہیں۔ کشتیاں مسلسل ہلکتی جاری رہتی ہیں اور ہمارے جہت کا فیصلہ کئے بغیر کہیں ختم نہیں ہوتیں۔ اس لئے "طلسم" کی کشتیوں کو رسم و سہراب کی کشتی سے ملنا شاید درست نہیں ہے۔ یہ کشتی رامائن کی ہے۔ یہ وہ کشتی ہے جو <sup>سکڑتی</sup> ہوائی سے لڑا تھا اور کئی دن جاری رہی تھی۔ اور یہ کشتی مہابھارت کی وہ کشتی ہے جو ہم اور جرسودھا میں تیرہ روز تک ہوئی رہ گئی تھی۔ یہ مقابلہ اس قدر برابر کا تھا کہ یہ دونوں بہرہ بردم لئے اور بہرہ کچھ کھائے پئے تیرہ دن اور تیرہ رات تک لڑتے رہ گئے۔ ..... چودھویں دن جرسودھا پر نکلنے کے آثار ظاہر ہونے لگے ..... ہم نے اسے اٹھایا اور جکر دے کر اسے زمین پر دے مارا۔ اور اس کے ہر کو ہکڑ کر اسے جبر ڈالا۔ ..... (۲) لیکن جرسودھا کا جسم خود بہ خود پھرا یک ہو گیا۔ وہ جن اٹھا۔ اور اس نے پھر ہم پر حملہ کیا (۳) اب اس جرسودھا کو "طلسم" میں دیکھئے۔

(۲) مہابھارت ۷۳

(۱) شاہنامہ ۱۷۰

(۳) یہیں سے صاحبقران کے سرداروں کی ایک ادا کا سراغ بھی ملتا ہے۔ وہ بھی دھن کوئل کرہاس کہتے جبر کو پھیک دیتے ہیں۔ اصل میں داستان کو اس راز سے واقف نہیں تھے کہ ہم نے جرسودھا کو کسے جبر ڈالا۔ جرسودھا نو دو ٹکڑوں میں پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس کے جسم میں جوڑ تھا۔ ہم نے اسی جوڑ کو پھاڑ ڈالا۔ اس کے علاوہ جرسودھا کو مارنے کی تو کب بھی دلچسپی ہے۔ اس کے دوبارہ زندہ ہو جانے پر کرشن نے ایک تنکا اٹھایا جس سے درمیان سے توڑا پھر دونوں ٹکڑوں کو دوطرف پھیک دیا۔ ہم نے اشارہ سمجھ لیا۔ چنانچہ ہم نے جرسودھا کے جسم کے دونوں ٹکڑوں کو دوطرف پھیک دیا اور وہ پھر زندہ ہو گیا۔ "طلسم" کی پھر بلا تین جرسودھا سے بہت ملتی جلتی ہیں وہ بھی مرکب اٹھتی ہیں۔ تب لوچ طلسم میں انہیں مارنے کا طریقہ

"شہزادہ نے ہنرہ بدل کر خالی دی اور ایک ہاتھ تھمے کا مارا کہ وہ دیودوہر کالے ہوا۔ لیکن جب وہ دو گلے ہو کر زمین پر گرا گئے اس کے جسم کے ٹپ کو اس نے ہر مین جا کرے۔ اور ایک ساعت کے بعد وہ دیوہر زندہ ہو کر نکلا اور بدیع الزمان پر حطہ آور ہوا بدیع الزمان نے اس کے حطہ کو روک کر پھر تلوار سے دو گلے کیا: (۱)

یہ ہم دیکھتے ہیں کہ "شاہنامہ" کی روایات میں ہندوستانی کہانوں کے سائے میں آتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہندوستانی سائنس کے لئے داستان پر مبنی ہو جاتی۔ چنانچہ اس میں شک نہیں کہ ایک سے ایک کی لڑائی کا انداز "شاہنامہ" سے معاصر ہے۔ رستم اور شہرآباد کی شہرہ آفاق جد، "طلسم" میں جگہ جگہ نظر آتی ہے۔ وہی نژاد بازی۔ وہی تلوار بازی۔ وہی کشتی (۲) لیکن خود ہندوستانی تہذیب جد، میں ایک سے کئی کے مقابلہ کو اچھا نہیں سمجھتی۔ اہمیت کو جب کئی لوگوں نے گھیر کر مار لیا تھا تو ہر طرف سے لعنت کی آوازیں آنے لگی تھیں۔

"لڑائی کے آغاز مخالف سوداؤں کے باہمی مقابلہ سے ہوا جو برابر سے مسلح تھے: (۳)

یعنی لڑائی تو ایک سے ایک ہی کی ہو رہی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ تمام سوداؤں کے وقت لڑ رہے ہیں۔ "طلسم" میں یہ نہیں ہوتا۔ وہاں ایرانی روایات کے مطابق ایک ہی سوداؤں نکلتا ہے۔ رجز خوانی کرتا ہے۔ پھر ہلارز طلسم کرتا ہے۔ سمت مخالف سے ایک ہی آدمی نکلتا ہے۔ ان میں سے جب کوئی مارا جاتا ہے یا گرفتار ہو جاتا ہے تب کوئی اور نکلتا ہے۔ چنانچہ "طلسم" کے تنہا مقابلوں کو ایرانی کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ

(صفحہ ۱۲۷ سے آگے)

بتاتی ہے۔ اور جس طرح جرمودھا کی موت کے بعد ارجن ویرہ نے شہزادوں کو رھا کیا تھا اس طرح "طلسم" میں بھی ان بلاؤں کی موت کے بعد شہزادے رھا گئے جاتے ہیں۔

(۱) (۲۵) (۲) شاہنامہ ۱۶۲-۱۶۳ (۳) مہابھارت ۲۲۱

مطابقت بہمن ختم ہو جاتی ہے ۔ "طلسم" کے سودا ر جوجز خوانی کرتے ہیں و تو  
راون کے لہجہ میں ہوتی ہے ۔

تب لنگش کرودہ کوی دھاوا  
گرجت توجت سنکھ آرا.....  
راون نام جگت جس جانا  
لوک جاکن ہندی خانہ.....  
آجو کون کھل کال حوالے  
ہرے ہو کون راون کے ہالے (۱)

اور اب اس رجز کے جواب میں رام چندر کا انداز دیکھئے :  
سنی در بہن کال ہی جانا  
بہمن کرئو تب کہانی دھانا (۲)

اور اب "طلسم" کی کسی جگہ میں کسی پہلوان کا رجز اور سلطان سودا کے جواب کو  
دیکھ لیجئے ! سلطان شہزادوں کی طرح لچمن کو بھی لاف و گراف ہست نہیں  
ہے ۔ بلکہ میں کہا جائے تو زیادہ صحیح ہوگا کہ لچمن ہی کی طرح "طلسم" کے  
مسلمان شہزادوں کو بھی لاف و گراف ہست نہیں ہے ۔ سینا سوئہر میں لچمن نے  
لاف زنی میں مشغول ہر سوام کو ٹوک ہی دیا ۔

سور سوکونی کرہن کہن جٹاومہن آہو  
وگھامان رن ہائی رو کائر کوہن ہر لاہو (۳)

"طلسم" کے شہزادے بھی ناک ہر مکھی نہیں سمجھتے دیتے ۔ انہیں بھی  
لچمن کی طرح یہ گوارا نہیں کہ ہمدون کو مار کر کوئی خوش ہوا اور لاف زنی کرے ۔  
راون نے جب لشکر کو تترہو کر دیا تو لچمن راون کے سامنے گئے اور انہوں نے کہا :

(۲) رامائن ۳ (۱۱۶۳)

(۱) رامائن ۳ (۱۱۶۳)

(۳) رامائن ۱ (۲۴۲)

"جانورن کو مار کر کھا خوش ہوتا ہے۔ سوا مقابلہ کر۔ میں تیری موت میں کر آگیا۔  
ہوں؟" (۱)

لاف زنی مہابھارت کے سورماؤں کو بھی گوارا نہیں تھی۔ سنیہ کی نے پھر سروس  
کو لٹکار لیا۔

"لاف زنی بندہ کر۔ بات اور کام میں فرق ہوتا ہے۔ لڑنے والوں کو  
دھونچایا نہیں کرتے۔ اپنی شجاعت کا مظاہرہ کر۔ خزان کے سوکھے  
بادلوں کی طرح گرجنے سے کیا حاصل؟" (۲)

"طلسم ہوشیا" کے اوراق کہیں سے کھول لیجئے۔ مسلمان شہزادے ٹھہرا  
انہیں الفاظ میں لاف زنی کا جواب دیتے ہوئے مل جائیگے!

چلیے رجزخوانی ختم ہوئی۔ اب لڑائی شروع ہوئی ہے۔

"طلسم" میں جو قدم قدم پر چہر گردن سے اڑنے والے سورن کا ذکر ملتا ہے  
یہ بھی "رامائن" کی دین ہے۔ لٹکا کی لڑائی میں ہنومان اور انگ نے بھی کیا تھا۔ (۳)  
اور یہ جو "طلسم" اسے قادرِ عواء ازہن جو نور سے سوزم کر دیتے ہیں یہ بھی  
خاندان "رامائن" سے تعلق رکھتے ہیں۔ رام چندر نے کچھ کون کا سورنوں سے  
کاٹا تھا۔ (۴) مہابھارت میں اہمستونے بھی ورکھ کے رتہ بان کا سورنوں سے  
کاٹا تھا۔ (۵) ایک جگہ نوحہ ہی ہوگی ہے۔ طلسم داس اور ہمارے داستان گوہن  
نے ایک ہی قصہ تک استعمال کی ہے۔ "طلسم" کے شہزادوں کا یہ دستور ہے کہ  
نوو بازی میں دشمن کو ذلیل کرنے کے لئے وہ کمزور مقامات کی طرف نعرہ کی نوک سے  
ہون اشارہ کرتے تھے کہ نوک ذرا چھ جاتی تھی اور خون نکل آیا کرتا تھا۔ اسے  
مقامات پر داستان گوئہ آہن پر شہجوف کے نقطوں کی قصہ قصہ استعمال کرتے ہیں

(۲) مہابھارت ۲۹۷

(۴) رامائن ۳ (۱۱۳۱)

(۱) رامائن ۳ (۱۱۵۱)

(۳) رامائن ۳ (۱۰۹۸)

(۵) مہابھارت ۲۲۳

"اگرستان نوز خانہ فزہ من رکھ دی۔ قطرہ خون کا جسم سیاہ  
پراسرار آیا۔ جگہ مقام پر اس طرح پتا پتا کر نوز رکھا۔ صاف ثابت  
ہوتا تھا کہ تختہ آہن پر شہجرف کے نکتے دئے ہیں" (۱)

طی داس نے کچھ کرن کے جسم سے بہتے ہوئے خون کے لٹے بالکل یہی قصہ  
استعمال کی ہے۔

کوئی دھن تانی کوہی رگھو ناک  
جھاٹیں اتی کراں بہو ساٹک  
تو منہوں پر ہنسی نسوی سو جاہن .....  
سوت سوت سوہ تن کاریے  
جنو کجل گری گرو ہناریے (۲)

دشمنوں کی فزہ کی کمزوری کو ہن ظاہر کر کے اسے ذلیل کرنے کی مسلم جھٹوہوں کو  
خاص طریقہ سے دی جایا کرتی تھی۔

"اس زمانہ میں تعلیم لڑنے والے بھاری فزہ میں پہنا کرتے تھے۔ ان  
فزہوں کے جوشن یا متحرک حصوں پر وار کرنے کی مسلم جھٹوہوں کو  
خاص طور پر دی جاتی تھی" (۳)

جنانچہ "طلسم" کے مسلمان شہزادے اس سلسلہ میں دراصل قدم چھتری فن جگہ  
کے وارث معلوم ہوتے ہیں۔

"طلسم" کے آداب جگہ پر بھی سندھ و آداب جگہ کا گہرا اثر ہے۔ مثلاً مہابھارت  
کے عہد میں یہ ایک بے لکھا ہوا قانون تھا کہ اگر کوئی مقابلہ پر للکاریے تو مقابلہ کرنا  
ضروری ہے۔ یہ وہ مہجوری نہیں ہے جس کے تحت اکلنر کے مقابلہ پر ہکر نکلا تھا۔  
یہ نوجوان مودی کا قہانہ ہے۔ اس مقابلہ کی شرط یہ بھی ہے کہ مقابلہ اس طرح  
ہوگا جس طرح حرف جاہلگا۔ یعنی اگر وہ ہتھیار سے لڑنا چاہے تو لڑائی ہتھیار سے



ہوگی اور اگر وہ ہنسو متعارفون کے لڑکا جاہے تو ہنسو متعارف استعمال نہیں ہو سکتے۔  
اسی کشتیوں کا خانہ بھی حریفوں میں سے کسی ایک کی موت پر ہوا کرتا تھا۔ (۱)  
امور حمزہ کے لشکر میں بھی یہ قانون اسی طرح لاگو ہے۔

مقابلہ کرنے والوں کا ہم مرتبہ ہونا بھی مذہب و تہذیبِ جدید کی ایک روایت ہے۔  
چنانچہ جب یحییٰ کو یہ معلوم ہوا کہ کرن ایک رند بان کا لڑکا ہے تو اس نے کہا :

"ابہ ! تر بہ مرحال ایک رند بان کا لڑکا ہے۔ گھوڑوں کو ہانکنے  
کا چابک سنبھال کہ یہیں تیرے خاندانی حالات کا تقاضہ ہے۔ تو اس  
قابل نہیں کہ تجھے ارجن کے ہاتھوں، مرنے کا شرف ملے ؟" (۲)

"طلسم" میں بھی یہ بات نظر آتی ہے۔ کھتر کے مقابلہ میں جانے کو اجھی نگاہوں سے  
نہیں دیکھا جاتا۔ کسی سودار کے مقابلہ میں کسی غلام کو اسی وقت بھیجا جاتا ہے  
جس وقت اس سودار کو ذلیل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اسی لئے جب برہمن ملکہ تاریک  
شکل کشم کے کئی غلاموں کو قتل کر چکا تو اسے غیبت آئی اور اس نے تاریک کو لالکار لیا  
کہ کیا غلاموں کو بھیجتی ہے۔ یہ بات "شاہنامہ" میں نہیں ہے۔ مہراب اس آدمی  
سے لڑکا جو اپنے آپ کو رسم کا غلام بنا رہا تھا۔ لیکن مذہب و تہذیبِ جدید تو عہدوں  
کی طرح حریف کے حسب و نسب سے پوری واقفیت کے ہنسو لڑنے کی اجازت ہی نہیں  
دیتی۔ آدابِ جدید کے ظلم اور ارجن کے استاد کو ہاجارہ نے کرن سے اسی بات کا تو  
تقاضہ کیا تھا کہ

"یہ شہزادہ جو تم سے لڑنے کو تیار ہے یہ برتھا اور ہانڈو کا بیٹا ہے۔  
اس لئے اے مہلج جوان مرد اپنے خاندان کا حال بتا۔ تیرے نسب  
نامہ سے واقف ہوئے ہنسو یہ نجد سے نہیں لڑ سکتا۔ کیونکہ علی نسب  
لوگ گننام لوگوں سے انفرادی لڑائی نہیں لڑ سکتے ؟" (۳)

یہ بات بہت دلچسپ ہے کہ "طلسم ہوشیہا" میں اسلام کا لشکر هندو آداب جنگ کا زیادہ باہمت نظر آتا ہے اور کفر کا لشکر نسبتاً بہت کم ! صاحبقران والے بھلا مانگتے والوں اور بھاگتے والوں پر حطہ نہیں کرتے۔

"شہزادہ کرب نے کہا۔ اے ابرج بس۔ بھاگے کا صلابت کرنا شروع"

خالد ان حضو نہیں۔ ۰۰۰۰۰ شہزادہ موصوف بہ سن کر پھرا : (۱)

اور جولو، بھاگتے والوں کا صلابت کرتے ہوں وہ زخمیوں پر وار کسے کر سکتے ہیں۔  
جنانجہ :

"سو مت نے یہ عجلت دستاویز دم شعور میں مارے کہ وہ جھٹا کر

سر سے نکلی مگر چادر خون کی مہ پر ہڑگی اور مددہ زخم سے یہ

پے ہوش ہو کر گرا۔ داراب نے جاہا سو کاٹ لون۔ پھر خیال

کہا کہ بھل اور پے ہی کو قتل کرنا شاہان مودی نہیں ہے : (۲)

ہندو اخلاق جنگ کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ کئے ہوئے حرف پر حطہ نہیں کرنا  
چاہئے۔ (۳)

کہاں جت کو یہ شکوہ ہے کہ جادو گروں کی وضع تک ہندو وہ نہیں ہے۔  
جیکہ اصلیت یہ ہے کہ "طلسم" میں مسلمان شہزادوں کی رچ تک ہندو ہے !  
یہ لو، جنگ میں کسی کود ہو کر سے مارنے کو صوب جانتے ہیں۔ اس سلسلہ میں  
خود فاتح "طلسم ہوشیہا" اسد بن کرب غازی کا بیان موجود ہے۔

"جنون سے ہنگام جنگ، مدد لینا نامودی ہے ۰۰۰۰۰ یہی کیا کم

ہے کہ ساحر سحر کرتے ہیں اور ہم ان کو صابر سے ہلاک کراتے

ہیں۔ سحر کا صاوضہ مکاری کر کے لیتے ہیں۔ دوسرے جنگ، جہی

پر خدع ہے۔ جنگ میں دھوکا دینا خدا اور رسول نے منع فرمایا ہے : (۴)

(۲) (۲۰۰)

(۱) (۳۹۵)

(۴) (۷۵)

(۳) اویاد ہیا : کالی داس میں ہندوستان ۱۶۴

خبر یہ بات تو نہیں ہے کہ ہندو لڑائیوں میں دھوکے سے کام لے نہ لیا گیا ہو۔ اہمیت کو نہتہ کر کے مار لیا گیا تھا۔ راجا سندھ دھوکے قتل کے سلسلہ میں خود کو نہیں دھوکے سے آفتاب کو غروب کروایا تھا جب کہ وہ غروب نہیں ہوا تھا۔ محکم ہٹا کر قتل کرنے کے لئے شکستہ کو سامنے کر دیا گیا تھا۔ درونا چاہرہ کو مارنے کے لئے یہ خبر اڑائی گئی تھی کہ ان کا بیٹا اسو تھا مار ڈالا گیا۔ لیکن ان باتوں کے باوجود ہندو اخلاقِ جدم، دھوکے کو نامناسب خیال کرتا ہے۔ چنانچہ "طلسم" میں عمار مکر اور دھوکے سے کلم لیتے ہیں لیکن ان سے بھی :

"صاحبزادے نے قسم لے لی ہے کہ کسی کو گم اوڑھ کر یا مٹھ میں کھڑی کر کے قتل نہ کرنا۔ کس لئے کہ بشر سے یہ عہدہ<sup>۱</sup> بشری کلم لیتا چاہئے۔ مرد ان عالم کو زیبا نہیں کہ کسی کو مجبور کر کے قتل کریں ؟ (۱)

غیرت کی یہ مثالیں لشکرِ افراسیاب میں بھی مل جاتی ہیں۔ جیسے :  
"فلاد فصد میں کانہنے لگا۔ کہا۔ ملک جن ایک تو خلاف جرات مجھ سے یہ ہوا کہ اہج نوجوان کو ظلم خواب میں جا کر زخمی کیا۔ اب یہ کریں کہ جس کو عمار مکر سے پکڑ لائے ہوں اس کے قتل کا حکم دوں" (۲)

لیکن عام طور سے لشکرِ افراسیاب میں ہندو اخلاقِ جدم کا پاس نہیں کیا جاتا۔ یہ لوگ دھوکے سے مار لیتے ہیں بہت تیز میں حالانکہ اس سلسلہ میں ہندو اخلاقِ جدم کے قوانین بہت سخت مسلم ہوتے ہیں ۔

"ہر روز غروب آفتاب کے بعد لڑائی بند ہو جاتی ۱۰۰۰۰۰ افراد ہی مقابلے برابر والوں میں ہوتے اور جدم میں کوئی ایسا طریقہ استعمال نہ کیا جاتا جو دھم کے خلاف ہو۔ چنانچہ ان لوگوں پر حملہ نہ کیا جاتا جو لوگ مدد ان چھوڑ دیتے یا زخمی ہو کر واپس ہو جاتے۔ ایک سوار صرف ایک سوار سے لڑ سکتا تھا۔ اسے پیادے سے لڑنے کا حق نہیں

تھا۔ پناہ مانگنے والوں اور محتاجوں کے جانیں محفوظ  
 ہوتی تھیں۔ ۰۰۰۰۰ کسی اور طرف متوجہ ہو جائے والے کو قتل کر  
 دینا اخلاقِ جنگ کے خلاف تھا۔ ۰۰۰۰۰ (۱)

یہی وہ قوانین ہیں جن پر لشکرِ اسلام عمل کرتا ہے۔

امیرِ حمزہ انعامِ حجت کے بھی بہت قائل مسلم ہونے میں ۔۔۔ روایت بھی  
 اسلام سے پرانی ہے اور خود قدیم هندوستان میں اس کا سراغ ملتا ہے۔ کرشن جب  
 صلح کے پیام لے کر مسند پر گئے اور انہیں یہ مسلم ہوا کہ درہودہ میں انہیں قتل  
 کرنے کی سازش کر رہا ہے تو انہوں نے کہا :

"میں یہاں یہ امید لے کر نہیں آیا ہوں کہ یہ قصہ پر امن طریقہ سے  
 ختم ہو جائے گا۔ میں تو صرف اس لئے آیا ہوں کہ دنیا بعد میں مجھے  
 الزام دے" (۲)

کرشن نے یہ مدعا بھی پیش کیا تھا ۔۔۔  
 "میں اس کی بھری کوشش کر رہا ہوں کہ یہ قصہ پر امن طریقہ سے  
 ختم ہو جائے تاکہ دنیا کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہم نے جنگ دے  
 دینی کی بھری کوشش نہیں کی" (۳)

امیرِ حمزہ اسی روایت کے تحت انعامِ حجت کا فرقہ ادا کرتے ہیں ۔۔۔ اور جب یہ فرقہ  
 ادا کر لیتے ہیں تو جہاد کرتے ہیں ۔۔۔ دن بھر لڑائی ہوتی ہے لیکن غروبِ آفتاب کے  
 بعد علمِ طور سے لڑائیاں بند ہو جاتی ہیں ۔۔۔ طویل بازگشت سے جاتا ہے اور فوجیں  
 واپس چلی جاتی ہیں ۔۔۔

لشکرِ حمزہ میں صرف ایک قانون ایسا چلتا ہے جس کا سراغ نہ مل سکا۔  
 حمزہ کے لشکر میں دشمن ہر خطہ کرتے ہیں بہت نہیں کی جاتی ۔۔۔ مسلمان کہیں

طبل جگ نہن بجواتے۔ اور یہ لوگ جب میدان جگ میں جاتے ہیں تو حلقہ کرتے  
کا حق خوف کو دیتے ہیں۔

"صحت ہکاری کہ لاجوہ ۰۰۰۰۰ اس نے کہا۔ میں کنز مطلقا نا ہوں۔  
سہقت نہ کروں گی۔ اس نے کہا۔ میں قسم دیتی ہوں۔ ۰۰۰۰۰ ہجر  
کرنا پہلے طریقہ اسلام کا ہے۔ وہ تو کرجکی ٪ (۱)

لڑائی بہ مراحل شروع ہوگی۔

"طلسم" کے داستان کوہن نے نام گاہ کو مشاعرہ گاہ بنادیا ہے۔ طرفین کے  
لشکرواہ واہ اور سبحان اللہ کہنے میں مشغول ہیں اور جیتنے والے جھک جھک کر  
سلام کرتے نظر آتے ہیں۔

"فولاد مشت زن زمین پر کرک چلیے لگا ۰۰۰۰۰ لشکر اسلام سے مدائے  
تحسین و آفرین بلند ہوئی۔ ملکہ بہ رخ نے بھی فرمایا کہ ماشا اللہ  
خدا نظریہ سے بجائے ۰۰۰۰۰ مکمل جادو واسطے تسلیم کے خم ہوا ٪ (۲)

یہ تو خیر پھر جادو کی لڑائی ہے۔ ورنہ متحاربوں کی لڑائی میں تو طرفین سے صرف  
کا وہ شور بلند ہوتا ہے کہ کان بڑی آواز سے سنائی دے! (۳) یہ حالانکہ ضرور ہے لیکن  
مخالف کی سہ گری کی صرف کرنے کی روایت بہت پرانی ہے۔ کر دکشتو کے میدان میں  
ایہمنوک صرف کرنے والے لوگ، کھوون کی صفوں میں موجود تھے۔

بہادروں میں جشمک تو خیر ہوگی ہی۔ "طلسم" میں ان جشمکوں کی وجہ  
سے بڑا لطف پیدا ہو گیا ہے۔ خاص طور سے قاسم اور مدیح الزمان کی جشمک کے ذریعہ  
بڑے بڑے کام ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ بات بات میں ایک دوسرے پر ظوار نکال لیتے ہیں۔  
دریائے نل کی ہیبت ناک لڑائی لڑتے لڑتے یہ دونوں ایک دوسرے لڑ ہی پڑے۔ وہ تو  
اسد بیج میں آگیا وہ خدا جانے کہا ہو جاتا۔ یہ منظر مہابھارت میں بھی دیکھا  
جاسکتا ہے۔ جب بھیم اور کرن میں سخت کلاں ہو جاتی ہے تو درود میں جو اس

طرح کون کا محدود ہے جس طرح اسد بدیع الزمان کے محدود تھے ہمیں سے کہتا ہے :

"گنگا کے پٹے۔ مجھے آپ دونوں کی مدد کی ضرورت ہے" (۱)

لیکن اخلاق اور آداب جنگ کی ان تفصیلات کے باوجود "طلسم" میں جنگ کی تفصیلات موجود نہیں ہیں۔ اور یہ کوئی تعجب کی بات بھی نہیں ہے۔ ہاں اگر لکھنؤ کی غیر عسکری تہذیب کی داستان میں یہ تفصیلات ممکن تو تعجب ہوتا۔

یہ ظاہر تو یہ داستان بنیادی طور پر ایک جنگ کی داستان طلسم ہوئی ہے۔ لیکن دراصل داستان کوئی نئے لڑائوں کو "کچے مال" کی طرح استعمال کیا ہے اور ان سے عشق و محبت و ہوس کی کہانیاں تیار کی ہیں۔

لیکن بہتر ہوگا اگر ہم جنگ کے مطالعہ سے پہلے فوجوں اور ان کی حرکات کا مطالعہ کر لیں۔

سب سے پہلے جویات میں جوتگانی ہے وہ ان دونوں لشکروں میں عورتوں کی سپاہیانہ حیثیت ہے۔ ہران ناہید موجِ حلال ہرق مد رخ بہارِ نافرمان لعل سخندان مخمر اختر مشغری آفات چہاردست ماہمان زور دوش تاریک عمل کس باقوت سخندان حوت صحت سحر ساز ۰۰۰۰۰ فریز کہ اسد اور انرا صاحب کے لشکروں میں نلم در شہزادہوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ یہ شہزادہاں مودوں کے دوشی بہ دوش ہی نہیں لڑتیں یہ توان سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر لڑتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ حجرہ ہلائی دم اور پنجم بھی دو عورتوں کے دم سے ہے۔ اس لئے حوالہ ہے کہ یہ عورتیں کہاں سے آئیں۔ یہ طوائف تو خیر ہو نہیں سکتیں۔ لیکن ان کی تخلیق میں صرف کسی حضرت محل یا لکشی بائی یا رضہ سلطانہ یا جانیہ ہیں ہی کا خیر استعمال نہیں کیا گیا ہے۔ ان کی تخلیق میں ان پر شمار راجہوتانوں کی داستانوں کے عناصر بھی ملے ہوئے ہیں جن کے ذکر سے هندوستان کی تاریخ آباد ہے۔

" ہندوستانی شہزادہاں اور امیرزادہاں اور خاس طور پر راجپوتانہاں جنہیں سپاہیانہ تعلیم دی جاتی تھی اگرچہ پناہ جرات کا مظاہرہ کیا کرتی تھیں ۔ ۰۰۰۰۰ درگاہوں کو ہندوستان کی جون گف کرک کہا جاسکتا ہے ۔ اس نے بازسپاہدار کے مقابلہ میں کئی لڑائیاں لڑیں اور جیتیں ۔ (اکبرنامہ ۲ = ۲۳۵ اسبقہ : اکبر ۶۹ = ۷۰) ایک مسلمان شہزادی چالہ ہی ہے بہ ذات خود اکبر کی قیامت خیز طاقت کے مقابلہ میں احمد نگر کا دفاع کیا ۔ (فرشتہ ۲ = ۲۱۸) نورجہاں نے مہابت خان کے مقابلہ میں ایک حملہ کی رہنمائی کر کے اپنی صلاحیت کا ثبوت دیا (اقبال نامہ = ۲۶۲ = ۲۶۳) اس قسم کی ہر شطر مخالفین اور ہمش کی جاسکتی ہیں ۵ (۱)

اور اس کے معنی یہ ہیں کہ احمد اور انور اسباب کے لشکروں میں لڑنے والی شہزادہاں اپنے اس ہندوستان کی رہنے والیاں ہیں ۔ اور حمزہ کے لشکر میں الہی عورتیں لڑائی میں حصہ نہیں لیتیں ۔ مگر امرو کی لڑکی ملکہ قریشہ سلطان ہرستان کی ملکہ اور زہود ست جنول ہے ۔ لیکن وہ امرو کے ساتھ نہیں رہتی ۔ وہیں صاحبقران کے لشکر کے ساتھ عورتوں کا ایک بڑا گرو رہتا ہے ۔ اور ان عورتوں کے وجود کے جواز کی تلاشی میں بھی ہندوستان سے باہر جانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ کالی داس نے ان عورتوں کا ذکر کیا ہے ۔ (۲) ہل فوجوں کے ساتھ بھی عورتیں چلا کرتی تھیں ۔ (۳) وہیں عرب کا اسلامی لشکر بھی اپنی عورتوں کے ساتھ سفر کیا کرتا تھا ۔ (۴) لیکن اگر ہندوستانی فوجیں اپنی عورتوں کے ساتھ سفر کیا کرتی تھیں تو " طلسم " کی فوجوں کے ساتھ چلنے والی عورتوں کو عرب کے رہگزاروں میں تلاشی کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی ۔

(۱) جوہرا ۱۲۶ (۲) انوار ہما : کالی داس میں ہندوستان ۱۶۹

(۳) آئین اکبری ۳۹ = ۵۰ (۴) جازف ہل : عرب تہذیب ۲۲

لیکن لشکرگاہ میں داخل ہونے سے پہلے ایک چہرا اور دیکھتے چلے تواجہا  
 ہوگا۔ یہ جوہر طلسم کے لئے ایک طلسم کھا ہے، کتا چہرہ اور کہاں سے آیا ہے۔  
 یہ یہ چلتا ہے کہ یہ طلسم کھا بھی داستان کوہن کی اختراع نہیں ہے۔ یہ بھی  
 ہندو دیوتا کی دین ہے۔ یہ قسم کے لئے ٹکنڈن تھی۔ درونا چارہ کے لئے دھونڈا  
 دیونہے۔ راون کے لئے رام تھے۔ اور اگر یہ سب تھے تو اس بات کی کیا اہمیت رہ  
 جاتی ہے کہ فرعون کے لئے موسیٰ اور نعرود کے لئے ابراہیم تھے !

مصولی طلسموں کے لئے تو ایک طلسم کھا اور ایک لہجہ طلسم سے کام چل جاتا  
 ہے۔ لیکن طلسم ہوشیا کوئی مصولی طلسم نہیں ہے اور افراسیاب کوئی ایسا دھنسا  
 جادوگر بھی نہیں ہے۔ چنانچہ اس کے لئے اول تو اسد بن کرب غازی کا ہونا ضروری  
 ہے۔ اور اسد کے پاس لہجہ طلسم اور مہرہ کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن اس پر اس نہیں  
 ہے۔ اسد کے ہاتھوں کو ایک تھنہ نورافشانی کی بھی ضرورت ہے۔ اگر یہ تمام شرطیں  
 پوری نہ ہوں تو قتل افراسیاب ناممکن ہے۔ یوں ہی کوکب کے قتل کے لئے بھی لہجہ  
 طلسم نورافشان کافی نہیں ہے۔ طلسم کشا کے پاس گل حیات کوکب بھی ہونا چاہئے۔

اب طلسم کشا کو پہچان لینے کے بعد ہم گویا کہ مسلح ہو گئے۔ اس لئے اب  
 ہم لشکرگاہ کی طرف چل سکتے ہیں۔ ایک فوج جارہی ہے۔

"ہمایک سامنے سے ہاتھیں نیو دار ہوئے۔ مستکون ہران کے آئینے نصب  
 تھے۔ جھولنے پر پھٹی پڑی تھیں۔ طم دار طعن کو چلیے دہنے تھے۔  
 پھوپھوں پر صرف خدائے لاہزل تھوڑے۔ ہرجم ہر ایک/کے سورہ انا  
 فتحنا کی تفسیر۔ ان کے بعد گنہگار شہنشاہ دای اور قاری قری و  
 طلائی ہاتھوں اور اشخوں پر قاریں ہاندہ ہونے پگڑیاں گنہگار ہاتھ  
 چھکن کمخواب کی پہنے دوال مرصع لئے قاریوں پر چوب لگاتے دھامے  
 رد آسا گڑگڑاتے تجمل و عیان دکھاتے نکلتے۔ پھر ہاتھوں کی تہنجان  
 اونٹوں پر جن کی چھڑیاں جواہر کار مرصع ہوتے طبع دار اونٹوں کے  
 غور ہند بھٹی ہر ایک گنگا جمنی گئے میں پڑے اپنی سح دھج دکھاتے



آگے بڑھے۔ ہر اہران کے ہزار ہا گدی باندہ، جدہ، ہر آمادہ، ہام، نعل  
 باندہ ہے گروہ کئے تعداد میں پانچ ہزار لاکھوں کے گروہ کا انہوہ کئے  
 شہنشاہی ہنگام سوہرائے کرمے جعت ڈانٹے خواصیان شہر ہان کتہ ہون  
 ہر سہمائلے جن ہر غلاف فرہنگی جڑھے ایک طرف روانہ تھے۔ اور چار  
 ہزار مرکب کوئل جن کا ساز و بواق موصع کنڈلیے کرتے ہنگامیں پہننے کلہان  
 دھری ایک سوہر دوسوی کنوہوں کے بیچ میں لگائے ہاکر ہر ایک کی ہری  
 گھنڈ بان پہنوں ہر جڑھن سائیں مگر رانی کرتے ہدا ہوئے۔ ہر کوئی  
 ہزار سقے کھارے کی لنگان باندہ ہے ورد بان فرہنگ کی پہننے لاپ گھوڑا  
 ہدا مشک کا چھڑکاؤ کرتے گرد و غبار ہشائے ساند ساند ان کے ہلد اور کنکر  
 چننے چلے گئے۔ ہر طفلان ماہ طلعت منقلمن سونے جاندی کی لٹے ہود  
 ہرمک کا ہنگا ڈانٹے رشک تاتار باغوت دہ طبلہ طار ہنائے اپنی سجد ہج  
 دکھائے لباس رنگین پہننے جواہر کے مکئیے ہانہوں میں ہڑے ہر ایک  
 شعلہ رخسار ماہ جہن و طریح دلو گرو گئے۔ ہدا ان کے ہود ہے عصا ہائے  
 نفوس و ملائی لٹے ادب و طاوت ہکارتے ۰۰۰۰۰ طم شہر ہکو کا ہجوہرا کھلا  
 اس کے سائے میں گھوڑا اسد ہن کرب غازی کا۔ شاہزادہ اسلحہ طلسم  
 جہشیدی لگائے زور فروری نگار پہننے ارابے زہ سوخ و سلحہ کے لدے  
 شاہزادے کے سوہر زہ شار کرتے۔ قناریے کئی ہزار ہجئے۔ ہر بہشت چالیں  
 ہزار سوار چلستہ ہونے جار آئند ہند۔ شجاعت کا ہر ایک کو جوئے۔ گھوڑے  
 سے گھوڑا ملائے۔ ہاکن افہائے۔ ہرجیں کنوہوں ہر مرکب کی رکھے۔ ولانہان  
 کور سے لگائے۔ گرز گران ہار لٹے ۰۰۰۰۰ ہڑے حشم و خدم سے ظاہر ہوئے  
 ۰۰۰۰۰ (۱)

یہ لشکر طلسم کشا اسد ہن کرب غازی کا ہے اور طلسم ہوشیا کی طرف جا  
 رہا ہے۔ (۲)

(۱) (۵۴) (۲) اس لشکر کے ہاوجود کلم اللہ میں ہے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ  
 اسد ہن کرب غازی "طلسم" کی طرف تنہا گیا تھا۔

ان لشکروں میں کپتان (۱) اور کمدان میں (۲) ظم دار (۳) اور رسالہ دار  
 میں = (۴) درگہ سالار ہارگاہ (۵) اور نقیب میں (۶) قلعہ میں (۷) ہساول اور  
 چوب دار میں = (۸) نواب ناظر میں = (۹) محل دار میں = (۱۰) مردہ میں =  
 (۱۱) مہر بخشی میں = (۱۲) کوتوال میں = (۱۳) کبھڑ میں (۱۴) کپہاریان (۱۵)  
 اور قلمافنیان میں (۱۶) فراش (۱۷) اور سائیس میں (۱۸) رقاصائیں میں (۱۹)  
 داروغہ ہارگاہ میں (۲۰) داروغہ قلعہ خانہ میں = (۲۱) داروغہ نوائی خانہ (۲۲) اور  
 داروغہ محبس میں = (۲۳) خزانچی میں = (۲۴) خواجہ میں = (۲۵) جلوہ دار میں =  
 (۲۶) ہلچہ کار میں = (۲۷) عویس بیگی (۲۸) جسد ار (۲۹) اور خدمت گار میں = (۳۰)  
 ————— ہان اور ہنگڑ برہمن میں ! (۳۱) ————— لشکر کے بازاروں کو نظرائہ ازہمن کو  
 دین تو ایک دنیا آباد نظر آتی ہے۔

---

(۱) (۱۳۵)	(۲) (۱۰۰)	(۳) (۵۳)
(۲) (۱۰۰)	(۵) (۲۳۵)	(۶) (۴۳)
(۷) (۵۳)	(۸) (۱۰۹)	(۹) (۴۳)
(۱۰) (۶۳)	(۱۱) (۱۳)	(۱۲) (۱۰۰)
(۱۳) (۴۰)	(۱۴) (۵۵۹)	(۱۵) (۳۱)
(۱۶) (۱۸)	(۱۷) (۱۳)	(۱۸) (۵۳)
(۱۹) (۱۳)	(۲۰) (۴۷۱)	(۲۱) (۴۱)
(۲۲) (۸۳۱)	(۲۳) (۳۱۴)	(۲۴) (۵۱)
(۲۵) (۱۰)	(۲۶) (۴۲)	(۲۷) (۴۳)
(۲۸) (۵۱۸)	(۲۹) (۳۵۴)	(۳۰) (۱۱۳)
(۳۱) (۳۵۰)		

خواجہ سوائن کی ضرورت محلوں میں کو نہیں ہے بلکہ فوجوں کو بھی ہے۔  
 محلوں میں خواجہ سوائن کی ضرورت کو تو "سکوائن" میں بھی محسوس کیا گیا تھا۔  
 (۱) یعنی یہ تو کوئی صرف لکھنؤ کا خاصہ نہیں ہے۔ لیکن فوجوں میں خواجہ سوائن  
 کی ضرورت شاید لکھنؤ میں بے محسوس کی۔ رسوا کی شہادت یہ ہے :

"شاہی عطداری میں جاہل ناخواندہ جوائف کے ظلم لکھا نہیں  
 جانتے تھے بڑے بڑے عہدوں پر نوکر تھے ۰۰۰۰۰ اور مرنے خواجہ  
 سوائن کے پاس ہاتھیں اور رسالے تھے" (۲)

"طلسم ہوشیہ" میں خواجہ سوائن کی دونوں چشمیں نظر آتی ہیں۔  
 "نواب ناظر نے آکر عرض کیا کہ حضور کے دوست شاد دشتن ہمال رہیں۔  
 ملک گردہ بانو مادر شہزادہ بدیع الزمان نے عرض کیا ہے ۰۰۰۰۰ کہ حضور  
 آج ہمیں خاصہ خوش فرمائیں ۰۰۰۰۰ یہ حال خواجہ سوا سے من کر  
 امرا تھے اور بارگاہ سے اٹھ کر شہستان گردہ بانو کی طرف چلے" (۳)

اور اب خواجہ سوائن کا ایک رسالہ ملاحظہ ہو :

"ایک سمت مرزا پھر صاحب کا رسالہ - حسین حسین جوان - کھجوری  
 چوہان گندہ میں ہوئیں بہشت پر پڑی ہیں - رنگین ڈھلے گون میں -  
 منہدی ہاتھوں میں - سوتے جالہ کی کے جھلے ہو ہو - دودو تھان  
 کے پانچامے - گدس ہاتھ میں ۰۰۰۰۰ چھوٹی چھوٹی چھان سر پر -  
 سرہ نہالہ دار آنکھوں میں - دولہن بنے ہوئے - اوش کہہ کر ہاتھ  
 مارتے ہیں" (۴)

یہ فوجیں ہاتھوں اور رسالوں میں تقسیم ہیں - (۵) ہریگڈر (۶) کا وجود

- 
- (۱) اوہاد ہیا - کالی داس من ہندوستان ۱۴۱ (۲) رسوا - اوراوجان ادا ۳۲۳  
 (۲) ۲ (۲۳۴) (۲) ۵ (۲۰۹) (۵) ۱ (۴)  
 (۶) ۳ (۳۵۰)

بتانا ہے کہ ہونگڈ بھی ہوئے ہیں (۱) فوج کے اہلکار وردیان پہننے ہیں ۔  
 " طکہ حیرت کے کہار وردیان فوق برق پہننے مجھلیان اور تھے پتہ  
 اور شانوں وغیرہ ہر لگائے ہوادار جواہر کا کاندہ ہے ہر اٹھائے ظاہر  
 ہوئے : (۲)

لطف کی بات یہ ہے کہ لشکر اسلام کے کہار بھی ہیں مجھلیان لگائے دیکھے  
 جاجکے ہیں ۔ اس سے ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ دو دنیا میں نہیں ہیں ۔ کہار  
 ایک ہی ہیں جو حیرت کا ہوادار بھی اٹھائے ہیں اور مہم جہن کا بھی ۔ اور  
 بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد بن صاحبقران کا بھی ! اور اگر کہاروں کی وردیان  
 اور نشان ایک ہیں تو یہ دو حکومتیں کسے کہیں جاسکتی ہیں ۔ اور اگر یہ دو حکومتیں  
 نہیں ہیں تو پھر یہ جنگ کیا مبنی رکھتی ہے ۔ یعنی صرف کہاروں کی ان مجھلیوں  
 کی شہادت اس خیال کو رد کرتی ہے کہ دو عسکری طاقتوں کے تصادم یا گرو اسلام  
 کے گراؤ کی داستان ہے ۔ اور ہون قاری گراؤ کی کوئی دوسری شکل تلاش کرنے پر  
 مجبور ہو جاتا ہے ۔ لیکن اس سوال پر ہم جہان اقدار میں پہنچنے کے بعد فوراً کہیں گے ۔  
 فی الحال تو ہمارے سامنے وردیوں کا مسئلہ ہے ۔ اور ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ وردیان  
 صرف کہاروں اور خدمت گاروں تک محدود نہیں ہیں ۔ فوج کے سوا بھی ہیں وردیان  
 پہننے ہیں ۔ اور سہاموں کی یہ وردیان مہم انگریزوں کے عہد میں کھینچ لائی  
 ہیں کیونکہ ہندوستانی فوجوں نے انگریزوں کی حکومت سے پہلے کسی عہد میں وردیان  
 نہیں پہننے (۳) " طلسم " میں نئی وردی ہی کا ذکر نہیں ملتا بلکہ انگریزی فوجوں  
 کی لال وردی کا ذکر بھی ملتا ہے ۔

" وردی فوج کی نئی تھی : (۴)

" ہر ایک شجر لال کرتی کی پلٹن کا طنگا ہٹا : (۵)

امیر حمزہ کے لشکر میں تو خیر انگریزوں کا ایک لشکر باقاعدہ طور پر شامل ہی ہے ۔

"پلٹن کھن کی جی ہوئی کھڑی ہیں - جسے میں رحم براد  
ہوئے - انگریزی باجا بجا - انگریزوں نے وہی اٹار کر سلام کیا :- (۱)

یہ فوجیں سرکاری خزانے سے باقاعدہ تنخواہ پاتی ہیں -  
"ہوئے کہا - آپ کے غازی بہ طور تازی تعان پر منعنائے رہتے ہیں -  
ہستوں پر اکٹا کرتے ہیں - ناحق کو پھر رکھا ہے - ایک مہینہ کی  
تنخواہ - لیکنے تو کیا ہوگا :- (۲)

بڑے افسروں کی تنخواہ تو مسلم نہیں لیکن معمولی سپاہی نہیں روئے ماحوار پر رکھے  
جائے ہیں - (۳) صاحب "دیپار اکبری" نے بھی ہمدون کی یہی تنخواہ بتائی ہے :- (۴)

ان لشکروں میں آپ دارخانے کا خلیس اہتمل ہوتا ہے - (۵) "آئین" کا  
کہنا ہے کہ مثل فوجوں میں ایک باقاعدہ محکمہ "آبدار خانہ" ہوا کرتا تھا - (۶)

فرائ میں تو فراش خانہ بھی ہوگا ہی - مثل ہندوستان میں اس محکمہ  
سے واقف تھا - (۷)

یہ ہے "طلسم" کی فوج کا کارخانہ -  
سامنے سے گرد اڑ رہی ہے - شاید کوئی فوج آرہی ہے -  
"سامنے سے گرد اڑی اور قارون کے بچنے کی صدا آئی - دیکھا تو  
آگے آگے قارون ۰۰۰۰۰ دما مے شعی اور فلی بجائے ۰۰۰۰۰ ہوا  
ہوئے - اور سواربان ساحرین کی ظاہر ہوئیں ۰۰۰۰۰" (۸)

"شان فوج کے ماتمیں پر ظاہر ہوئے - (۹) ان کے بعد ساقد مزار

(۱) ۱۸۹ (۲) ۸۶۸ (۳) ۸۱ (۴) ۸۱

(۲) آزاد - دیپار اکبری ۱۴۸ (۵) ۳ (۶) آئین اکبری ۵۸

(۷) ہنوز ۴ - ۵ (۸) ۸۱ (۹) ۸۱

(۹) ماتمیں نہ ایرانی فوج میں ہوا کرتے تھے اور نہ وہی فوج میں - ہندوستان میں  
ایک ایسا ملک ہے جہاں راجا "گج پنی" کہا گیا -

سوار چلیتے ہوئے..... پھران کے پیچھے ستر ہزار پہاڑے۔ کمانیں  
بھت پر۔ نوکس..... پہلو کے برابر۔ ولا تھان کو سے ہاتھ ہے۔  
ہائے جد، کے آراستہ کئے ہر آدھ ہوئے : (۱)

"دامن گرد عکافتہ ہوا۔ دیکھا آگے ستر سوار اعظام کرتے ہوئے نکل  
گئے۔ ان کے بعد سات طم نشان سات لاکھ فوج کے سپاہیان ہوئے : (۲)  
..... دیکھا آگے ہاتھیں ہر طم نشان فوج کا جلو دکھاتا تھا۔ پھر ہوا  
اس کا لہراتا ہوا : (۳)

اب ذرا ان طعون کو بھی دیکھ لیں ۔  
"ایک طم خوک پھر نشان لشکر کا ہاتھ میں تھا۔ اس طم میں پھر ہوا  
سرخ..... ہاتھ ہا تھا۔ اور ستارے پھر بھی میں مل کواکب درخشان  
تھے۔..... طم کے پنجہ ہر ایک مانتاب لگا تھا : (۴)  
"ہماری جگہ اور ہاتھیں ہر سر طم ایک آفتاب نکلا دیکھا کہ وہ  
طم کا پنجہ تھا : (۵)  
"طعون کے پنجے سلامی کے لئے لچکتے لگے : (۶)

میں تو یہ گاہ اسی کے پھر بھی اور لچکتے ہوئے پنجے محرم کے حلقہ ہوئے ہیں !  
یہ مہر حال پہلے گرد اڑی ۔ پھر نشان فوج نظر آیا اور پھر فوج ۔ اور اب فوج  
خیمہ زن ہوئی ۔ ہر آؤ کا نقشہ داستان گوئی نے بہت مزائے کریمان کیا ہے ۔ اور  
اس میں شک نہیں کہ انہوں نے ہر ہر آؤ ہر ایک لکھنؤ آباد کر دیا ہے !

"ایک بارگاہ عالی اس سپاہیان میں استادہ دیکھی کہ کس اس کے  
آسمان سے ہاتھیں کرتے ہیں ۔ چار سو کھسبان طاقت رمانی کی اس

---

(۱)	(۱)	(۳۹)	(۲)	(۴۲)	(۳)	(۵۸۶)
(۲)	(۳)	(۴۲)	(۵)	(۸۸۹)	(۶)	(۱۰۹)

ہر چڑھی میں ۔ اور ہر کلس ہر ایک مور پٹھا ہے ..... ہج میں  
نہ ہارگاہ ہر ایک بہت ہڑا کلس چڑھا ہے ۔ اس ہر سوچ مکھی لگی  
ہے : (۱)

" اندر ہارگاہ کے ہارو ہزار دنگ اشعار ہزار کرس ..... ہج میں  
ہے ۔ اور ایک تخت ہر از جواہر العاس کا مقام صدر میں آراستہ ہے : (۲)

یہ ہارگاہیں کس قدر زبردست ہیں ۔ ان میں نہہ خانوں کا انتظام بھی ہے ۔  
" امر نے ہونے ان کی قبول فرمائی اور ایک نہہ خانے میں ہارگاہ  
سلیمانی کے آج کی شب عبادت کرنا مقرر فرمایا : (۳)

ہارگاہوں کے ہارے میں " آئین " کا بیان ہے کہ ہڑی ہارگاہیں اتنی ہڑی  
ہوا کرتی تھیں کہ ان میں دس ہزار سے زیادہ آدمی بٹھ سکتے تھے ۔ ان ہارگاہوں  
کو ایک ہزار فرائی ایک ہفتہ میں کھڑا کیا کرتے تھے ۔ اور وہ بھی مشنوں کی مدد  
سے ۔ (۴)

اب جہان یہ ہارگاہیں " مسل در مسل " لگی ہون وہاں کی آبادی کا کہنا ۔  
" ہارگاہیں مسل در مسل ہالین چھوٹے ارمان ننگیے کھڑے ہوئے ۔  
سودا ہون کے لئے ہارگاہیں سواروں کے لئے طہوا استاد تھے ۔ لشکر  
جب انور جا اس وقت بازاری ہو پاری کنگلے قصائی نان ہائی کونڈھے  
ہر جگہ لے جا کر آباد کرنے لگے ۔ بازار کے لئے ہرجہ کوتوال اہلکار  
محافظ ہوا : (۵)

" سوارو ہارے ہستو جمائے ۔ لمن ہڑی ہے ۔ کوتوالی چھوٹو ہج لشکر  
میں ہے ۔ انتظام و بندوبست ہر طرح کا ہو رہا ہے : (۶)

لیکن ہڑاؤ اس آسانی سے نہیں ہڑ جاتا ۔

(۱) ۳ (۲۲۹) (۲) ۳ (۸۰) (۳) ۲ (۴۱)

(۲) آئین اکبری ۵۵-۵۶ (۵) ۱ (۲۰) (۶) ۳ (۱۹۵)

"بلد لرنگے اور جنگ کی جھالیاں جھنڈیاں کاٹ کر میدان صاف کر کے لگے۔ سطحہ صحرایہ کو مختلف صورت آئندہ کر دیا۔ خیمہ لدی الاحتمام نصب ہوئے لگے۔ رن گڑھ بننے لگا۔ مدد میں تیار ہوئے۔ کہیں تپ لگائی۔ کسی جا سور، کا ڈھن، کیا۔ کہیں مورچہ کشادہ بنایا۔ کہیں تند، کیا۔ جنگی سامان درست ہو گیا۔ بیچ لشکر میں چشمہ آب کے قریب بارگاہ فلک فرما نصب ہوئی۔ منڈیوں اور گچ کے جھنڈے لگائے۔ چوڑ کا بازار سجایا گیا۔ دوکانوں کے نشان ڈالے گئے۔ خیمہ شاہی کے روئے وارد ہوئے حلی کا طور ظہور ہوا۔ اسبکین سے چوڑے کنڈلیاں راؤٹان استادہ ہوئیں۔ لشکراتوا۔ عیسیٰ محل کی زنانی بارگاہ طہیدہ استادہ ہوئی۔ در دولت حقو کی۔ سوداویں اور شاہ کے جلوں کے لئے وسط لشکر کی بارگاہ شہسواران۔ پھر تخت طاووس مقام صدر میں آراستہ ہوا۔ چار طرف دنگل کو حیاں بچھ گئیں۔ سامان راحت درست ہوا۔ کس طرف باورچی خانہ بنا۔ کہیں آب دارخانہ ظہور کیا۔ ایک سمت میخانہ سجا گیا۔ لشکر میں بازار میں کھل گئیں۔ کھڑے کھٹکتے لگے؟ (۱)

"بازار لشکر ہو سودا کی بارگاہ کے آگے آراستہ ہے۔ اور وارد ہوئے حلی کا نقشہ ہے۔ ایک طرف سونے کا بازار ہے۔ دوسری طرف جواہر کا انبار ہے۔ کہیں جنس کی بازار خاقان چین کی کھلی ہے۔ کہیں فرنگستان کی بازار لگی ہے۔ ۰۰۰۰۰ ایک جانب بارگاہ سلطانی کو دکھا۔ ۰۰۰۰۰ دونوں جانب سڑکیں۔ کنارے ان کے بازار چار طاق بلقوس آراستہ۔ سفے بادلہ نگار لنگھان باندھے کھڑے چاندی سونے کے کمر میں رکھے جھڑکاؤ کر رہے ہیں؟ (۲)

"لشکر لند ہو میں جوانان ہندی وضع و شریف ہانکے توجھے لڑے پھڑے ۰۰۰۰۰ صبح کا وقت ہے۔ وردی سج رہی ہے۔ جوانان تماشہ میں رنڈ میں



کے خیمے سے نکلے ہیں ۔ جھیل میں جا کر فوطہ مارا ۔ نماز کا وقت جانا  
تھا ۔ جلد آکر نماز چند کلون تک ادا کی ۔ چونکہ شبہ باز میں ڈیڑھ  
بلی بسل میں دیہائیے دوکان پر پہنچ گئے تھے ۔ چوں اٹھنے پہلے  
دم مارا ۔ ادھر سے کھدان آئے ۔ ادھر سے رسالہ دار پہنچے ایک کھنکھارا  
دوسرے نے مونچھوں پر ٹاؤ پھرا ۔ کھدان نے کہا ۔ مان کہا مونچھوں پر  
ٹاؤ پھرا کرتے ہو ۔ آؤ دو دو ہاتھ لڑو ۔ تلواریں کھنچ گئیں ۔ ایک کے  
وار پر دوسرا صرف کوتا ہے ۔ پھٹی واہ ۔ جوں کہا ساکھے کا ہاتھ مارا  
(۱).....

یہ فوجیں لاکھوں لاکھ آدمیوں کی ہیں ۔ مہاسھارت میں کھو فوج غریباً  
تیس لاکھ کی تھی اور ہائیڈو فوج اکس لاکھ کی ۔ (۲) یہ دراصل وہی لشکر ہیں  
جو ایک اور لڑائی لڑ رہے ہیں ۔ چنانچہ صدیوں بعد رات کو پھر طبل جگ رہا ۔  
لشکروں میں تاربان شروع ہو گئیں ۔ تلواروں پر صیقل کی گئی ۔ تو زہر میں سجھائے  
گئے ۔ اور زہر آلود نعرہ دستانے میں ۔

"کمان ہندی ازنی نغزو باشد و ز کمان ہم از ہست نی نغزو باشد  
و نیرنگ دورہ رود ۔ اما از نزدیک زخم سخت آید و نیر ہندی را  
پشتو شاخہا باشد کہ در کزو و جہان اگر کسی ازان زخم یابد چون  
نیر کشد ہشتوبہ سبب شاخہا بماند و در کشدن آن نیک رنج  
..... وہ ہشتو زہر آلود کند " (۳)

غرض کہ اس انتظام میں رات کٹ گئی ۔ سپیدہ سحر نمودار ہوا ۔ لشکر میدان کی  
طرف چل پڑے ۔

"نخت شاہی قلب سپاہ مانند دل کے قائم ہوا ۔ صاحبقران چالیں

(۲) مہاسھارت ۱۶۱

(۱) (۱۵۸)

(۳) آداب الحرب والشجاعت ۶۸ = (ب)

قدم آگے بڑھ کر یہ مہمہ 'صاحبزادی زیر سایہ' طم اڑدھا ہیکر جلوہ  
فرما ہوئے: (۱)

"ملکہ" رخ نے دیکھا کہ سب شاہزادیاں اپنے اپنے لشکر پر یہ مہمہ  
سہ سالاری قائم ہیں: (۲)

"صوفی لشکر" مسرور و مسرور ساتھ کمن گاہ قلب و جنت الاہر اول  
ہجلا چند اول آراسے ہوا: (۳)

"صف آرائی" نے صف آرائی کی - چوہ صفین مثل مد سکتہ رکھے جانہن  
سے آراسے ہوئے: (۴)

"مہرورین قہار" نے یہ کہو نخوت طہل جنگ ہجواہا - چار سو پہلوانوں  
کو حکم دیا ہے - چالیس صفین لاکھ لاکھ سوار اور ہندل کی آراسے ہو  
رہی ہیں - ایک ایک صف ہر لاکھ لاکھ سوار ہندل ہانچ ہانچ پہلوان  
زبردست قائم ہوئے: (۵)

یہ دستور عرب فوجوں کا نہیں تھا - وہاں تو فوجیں قبیلوں کے حساب سے  
کھڑی ہوا کرتی تھیں - (۶) "طلسم" کی فوجوں میں قبیلہ واریت نہیں ہے - یہ  
فوجیں ایک سہ سالار کے جھنڈے کے نیچے کھڑی ہوتی ہیں -

"سوارین" کے آگے ہٹا دیے - ۰۰۰۰۰ سوار درہائے لشکر میں موج تھے -  
گھوڑے برابر نمونہ نمونہ سے نمونہ نمونہ سے ہٹا دیے - سہ سے دم  
سم سے سم ملائے تھے - عقب جو آگے بڑھ آتا تھا اسے ہچھے کو  
مٹاتے تھے - گھٹھے کو آگے بڑھاتے تھے: (۷)

صفین جم چکن نو کھنڈر آگے بڑھے -

(۱۰۵۳)۲ (۳)

(۱۵)۵ (۲)

(۵۵)۶ (۱)

(۳۹۲)۷ (۵)

(۱۶۹)۱ (۴)

(۲۲)۱ (۷)

(۶) جائز مل : عرب تہذیب ۲۲

"کمتر ہکاریے کہ کون ایسا مہابی کا ہوت مہابی ام کاح ہے جون  
من جوجہ میرے باہری کا کھیج کھوئے : (۱)

نہیوں نے اپنا کام شروع کیا ۔  
"..... کوہن کے لڑکے ۔ ماہ نصال ۔ خورشید جمال ..... کلاہ نوہن  
سر پر ..... ایک ایک انگوہن گان من ..... پھروہن کے سون من  
سروہ بجائے ۔ اہالیان لشکروہ من آئے : (۲)

کرگنوں نے کرکا کہا  
نہیوں کی صدا تن وحشت انگز  
و کرگے ڈھانچوں کے اور خون ریز (۳)  
نہیوں کا کلم دراصل آواز دینا ہوتا تھا ۔ جسے :  
"نقب یا ادب نقابت کی صدا دینے آگے آگے سروہ پھیرے پھیرے : (۴)

لیکن داستان کوہن نے اکبران سے کرگمت کا کام لیا ہے ۔ چنانچہ میدان من کرگنوں  
کی آوازیں گونج رہی ہیں :

"اے نامو ۔ ۔ دن قسمت سے نصیب ہوا ہے ۔ ۔ آج کون سا  
مائی کا ہوت مہابی رن جڑھ کو نام پر جوجہ موتا ہے ۔ کہت رہتا  
ہے ۔ اور کون اپنی مان کا لال سوخ / ہوکر ہالا جت رہتا ہے ۔ بیٹے  
باپ کا وہی بیٹا جو کھوید کر (کھد پر کردوڑا کر) دشمن کو مارے ۔  
وہی ہوت کہوت جولئیے مرنے سے جن ہائیے : (۵)

ادھر سے کوئی ہارز طلب ہوا ۔ ادھر سے امیر حمزہ صاحبقران نکلے ۔ میدان  
توق ہوا ۔

---

(۱) ۲ (۵۵۶)	(۲) ۵ (۱۵-۱۶)	(۳) ۲ (۳۸۳)
(۴) ۱ (۲۲۶)	(۵) ۱ (۶۵۲)	

"الحاصل میدان ترقی ہوا کہ اور کوئی سودا رسوائی امر کی لڑنے نہ  
نکلے۔ سب سودا رسوا سالار ہمدان ہوئے اور لشکر کی علم جلو ترقی  
ہر آئے : (۱)

صاحبقران میدان میں آئے۔ اوجھڑ ہوئے۔ سات قدم گھوڑا مقابل کا پہچھے ہٹا اور  
تین قدم اشقر دیوزاد یعنی مرکب امر کا۔ پھر تین بازی شروع ہوئے۔  
"تین سو ساٹھ طعنیں باہم رد و بدل ہوئیں : (۲)

امیر نے نیزہ اس کا ہوائی کیا۔ نوبت شمع رزی کی آئی :  
"سوخت نے تھنہ کھینچ کر سارے جسم کا نوریا زون میں شریک کر کے  
رکابوں پر کھڑے ہو کر بہ قوت تمام سودا راہ پر لگایا۔ دارا ب نے اس  
قدر مرکب اپنا حریف کی گھوڑے سے قریب کیا اور مانند غنچہ صحت کر زور  
سہر سارا جسم اپنا مخفی کیا۔ دنیالہ سوہر پڑا۔ باقی سارا ہاتھ خالی  
کیا : (۳)

اگر کوئی ہاتھ اچھا پڑ گیا تو صرف کا شور بلند ہوا اور لڑنے والا وہیں سے جھک جھک  
کر ہون سلام کرنے لگا جیسے وہ لڑے رہا ہو بلکہ کسی مشاہدہ میں اپنا کلام سنا رہا  
ہو !

"نور ہاد خان یک غویں اور ارشعون ہری زاد نے گھٹھے ٹک دئے ہیں۔  
مگر ہاتھ تلوار کا چلا جاتا ہے۔ ..... صاحبقران نے جوہ ہرک دیکھا  
آواز دی۔ "نور زہو۔ مرحبا۔ جرات کا دہم ہیں ہے ..... دونوں نے  
اسی حال میں جھک کر سلام کیا : (۴)

جاہے ہون جھک جھک کر سلام کرنے کی مثال کہیں اور نہ ملے لیکن اس میں شک  
نہیں کہ میدان جنگ میں تصرف کی جاتی تھی۔ مہاسفارت کی لڑائی میں جب

درونا چارہ نے اہمیت کو کس عہدہ آفاق سرداروں سے بہ یک وقت لڑنے دیکھا تو انہیں  
سے ساختہ کہنا پڑا :

"کیا اس بچے جیسا لڑاکا کہیں اور بھی پیدا ہوا تھا ؟ (۱)

یہ ہر حال بہ تو ایک جملہ متروضہ تھا ۔ ظوار بازی نتیجہ خیز نہ ہوں تو کشتی کی  
نوبت آئی ۔ پہلی کٹی اور انٹی کے بیچ ہاتھ سے اور کھولے جانے لگے ۔ دم بھرا جانے  
لگا ۔ (۲) اس نے اگر پہلی ہاتھ سے تو اس نے نواوند ۔ اس نے کٹی دکھنی کو لگائی  
تو اس نے رو دھری ۔ اور اس نے کڑا ہاتھ سے تو اس نے انٹی ماری ۔ (۳)

"ہاشم کشتی کا شعاہ بدل کر سامنے گیا ۔ ہاتھ سے ہاتھ ملا ۔ دھنا  
ہاتھ کھسٹ کر ہاتھ ہاتھ گردن پر رکھا ۔۔۔۔۔۔ کہیں بہ نیچے کھینچ  
لاتا تھا ۔ اندری کھینچتا تھا ۔۔۔۔۔۔" (۴)

کشتی کے سلسلہ میں شور کا کہنا ہے کہ یہ خلیں آریوں کی ایجاد ہے ۔  
"یہ فن خلیں آریوں کا تھا ۔ ہندوستان میں بھی ۔ ایران میں بھی ۔  
عرب اور ترک اس سے بالکل آشنا تھے ؟ (۵)

ہم شور کے بیان سے اختلاف کیوں کریں ۔ چنانچہ یہ کشتی لڑنے والے عہد کے  
آرہ نکلے ! ان کشتیوں کا نتیجہ جو بھی نکلے لیکن یہی وہ ظلم ہے جہاں سے  
منسوبہ کا آغاز ہوتا ہے ۔ چنانچہ صفین مل گئی ۔

"ہندی شمشیر زنی میں بے ہنگام ۔۔۔۔۔۔ مل کے انگرکھوں پر طواریں  
کھا رہے تھے ؟ (۶)

"گورن کی ہلکیں قواہ سے آگاہ ۔ جس ہوں ۔ سیاہی رو دیاں عہدہ  
پہنے جا پڑے ۔ لیکن قواہ سے اپنے لڑ رہے ہیں ۔ جب نور جلیے ۔ اسو

(۱) مہابھارت ۲۶۹ (۲) ۵۴۰ (۳) ۶۴۱

(۴) ۴۲۰ (۵) شور : مضامین عہد ۱۳۳ (۶) ۶۴۱

نے ہولی ہولی۔ سب لپٹ گئے۔ ۰۰۰۰۰ اب جوا اچھے سنگین ہکڑ کر  
جا بیٹے (۱)

اس منگاہ میں شام ہوگئی۔ طہل بازگشت ہجا۔ فوجین واپس ہوئیں۔  
ناج رن، شروع ہوگیا۔ شراب اڑھائی کا دور چلنے لگا۔ (مہدوستانی سہاویں کو بہت  
زمانہ سے شراب کا چسکا ہے۔ (۲) طلا یہ پھر نے لگا۔

”گرد ہارگہ ہکت پہوا کھڑا تھا۔ کوہن کا گارد اترا ہوا تھا۔ ۰۰۰۰۰  
ہریکڈ ہر کرس ہر پشما تھا۔ کوٹ ہتھیاروں کا بندھا تھا۔ (۳)

”اندرون ہارگہ کوہن کا پہرہ تھا۔ ہر اہر آب ریز کے گارد اترا ہوا تھا۔  
سنتری ٹہلنا تھا۔ ۰۰۰۰۰ اس نے آگے بڑھ کر پاس (Pass) دکھایا۔  
کوہن نے راستہ دیا۔ (۴)

یہ طلا بہت ضروری ہے تاکہ دشمن شہنشاہ آہلے۔ اندھیرے میں دوست  
اور دشمن میں تمیز کرنا ممکن ہوگا۔

”سودار اور لشکری لاکھوں ۰۰۰۰۰ چورہ شعلیں اور دن مہتابیں ملگا  
کر اور طوار آبدار تمام انتظام سے کھینچ کر چار غول ہوئے اور گھولنے اڑا  
کر ایک غول تو ہمیں سے اور ایک ہمارے سے اور ایک اور سے لشکر ساحران  
ہر آکر ۰۰۰۰۰ ایک غول جو باقی رہا و لشکر لقا ہر آہڑا۔ طنابیں خمیں  
کی کاٹ دین اور ہارگاہوں میں آگ لگادی۔ (۵)

یہ دشمن کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ مہابھارت میں اسواناما نے مرنے ہوئے  
درودھن کے سامنے قسم کھائی تھی کہ وہ ہانڈوین کو ختم کر دے گا۔ سورج غروب ہو  
چکا تھا۔ اسواناما اور کپا جارہے تھے بہت تھکے ہوئے تھے۔ کپا جارہے سو گئے لیکن

(۱) ۶ (۵) (۲) اہلاد ہما : کالی داس میں مہدوستان ۱۶۵

(۳) ۳ (۲۵۰) (۴) ۲ (۴۱۳) (۵) ۱ (۴۳۱)

اسوانعاما جاگتا رہا۔ اس نے جب یہ دیکھا کہ ایک اللوکن کا شکار کر رہا ہے اور  
اللہ ہونے کی وجہ سے کوئی دیکھ نہیں پاتے تو اس نے سوچا کہ کون یہ اسی طرح  
ہانڈیوں پر حملہ کیا جائے۔ (۱)

لیکن اگر دشمن قلعہ بند ہو جائے تو لڑائی کا انداز بدل جاتا ہے۔  
"سلاک نے حکم دیا۔ چار طرف سے قلعہ کو گھیر لو۔ آب و دانہ قلعہ  
والوں پر بند کر دو۔ رسد نہ پہنچنے پائے" (۲)

اب ظاہر ہے کہ جب حملہ کا یہ انداز ہوگا تو قلعہ والے بھی ہماری کرپٹکے۔ چنانچہ :  
"توہن چڑھادی گھن۔ گولہ انداز ہرق انداز خشت انداز لالہ۔  
اللہ مسعد جند ہوئے" (۳)

ادھر سے فوج نے پلٹار کی۔ ادھر سے گولہ باری شروع ہو گئی۔ فوج رکی۔ سہ سالار  
تنہا آگے بڑھا۔ خندق کو ٹوٹا گیا۔ اوپر سے تل کی ہانڈیاں آئیں۔ سالار نے گڑ سے  
قلعہ کا دروازہ توڑا۔ فوج قلعہ کے اندر داخل ہو گئی۔ اور اب قلعہ کے اندر لڑائی  
شروع ہوئی۔ حریف نے سفید چادر ہلائی اور طالب غلو ہوا۔

"فوج تیار ہوئی۔ ہاتھ روپال سے ہاتھ کرالے لالہ کو کہتے جگہ  
سردار ۰۰۰۰۰ چلے" (۴)  
چلنے لڑائی ختم ہو گئی۔

"نثار خانہ" کا اتنا ذکر کیا گیا ہے کہ غالباً یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ فوجوں  
کے ساتھ ایک نثار خانہ ہوا کرتا تھا۔ نثار خانے میں کئی ہاجے استعمال کئے جاتے تھے۔  
انھارہ جوڑیاں دھامے کی۔ ہمس جوڑیاں تقاریر کی۔ چار دھل۔ کم سے کم چار فرائین  
جو سونے جاندی یا تانبے وغیرہ کی ہوا کرتی تھیں۔ ہندوستانی اور ایرانی ہوتا۔

هندوستانی ایرانی اور بین الاقوامی مذاکرات کی تقریریں - سندھ - اور تین جواہر حلیہ کی —  
یہ ہوا تھارخانہ (۱)

"طلسم" کے تھارخانوں میں دہماہ (۲) دہماہ شہری اور دہماہ فلی (۳) دہل (۴)  
طہل (۵) قرنا (۶) تھارہ (۷) تھارہ شہری و فلی (۸) اور تھارہ (۹) کے علاوہ طہم (۱۰)  
نوسنگہ (۱۱) دہلو (۱۲) دہدھ (۱۳) تھو (۱۴) اور تھل کا ذکر ملتا ہے (۱۵)۔  
فوج سواروں میں تھانوں اور گھوڑوں کے علاوہ گھڑے کا ذکر برابر ملتا ہے۔ (۱۶)  
گھڑے کی یہ سواری دراصل لکھنؤ کی دین ہے۔

"غازی الدین حیدر بادشاہ کے زمانے میں لڑائے کے علاوہ بعضے گھڑے  
اس خون سے مدد پائے گئے کہ گاڑی میں چوتھے جانے اور تھانوں کی  
طرح ان کی ہتھ پر ہونے کس کے سواری کی جاتی ہے (۱۷)

اب مجھے متحار

اسلامی فوجیں سواروں اور ہتھیاروں میں تقسیم ہوا کرتی تھیں۔ ہندو فوجیں  
توسہر نیرہ اور غوار سے کام چلا لیتی تھیں۔ کچھ تو صرف تھوکمان میں والے ہوتے تھے  
اور سواروں کا خاص متحار دس گرلہا نیرہ ہوا کرتا تھا (۱۸)

لیکن "طلسم" میں متحاروں کی دہما بہت آباد ہے۔ یہ فہرست لکھ ہے  
شروع ہوئی ہے (۱۹) پھر میں بتاتا ہوں (۲۰) بتدی ملتی ہے (۲۱) ہندہ ملتا ہے (۲۲)

(۱)	آئین اکبری ۵۲-۵۳	(۲)	(۵۳)	(۳)	(۹۸)
(۲)	(۲۰)	(۵)	(۵)	(۶)	(۱۵)
(۴)	(۵)	(۸)	(۱۰۳)	(۹)	(۱۰۶)
(۱۰)	(۲۴۸)	(۱۱)	(۲۰)	(۱۲)	(۲۱)
(۱۳)	(۲۱۱)	(۱۴)	(۲۳)	(۱۵)	(۴۴۰)
(۱۴)	عمر : مضامین شروع ۱۴۳	(۱۸)	جائزہ مل :	عرب تہذیب ۲۵	
(۱۹)	(۵۲)۳	(۲۰)	(۸۴۶)	(۲۱)	(۶۰۵)
				(۲۲)	(۴۴)



اور برجی نظر آتی ہے۔ (۱) کہیں پٹے کے عائد دکھائے جا رہے ہیں۔ (۲) کہیں  
تبع کے جوہر آزمائے جا رہے ہیں۔ (۳) کہیں تفسہ ہے (۴) کہیں جوڑے جوڑے تفسے  
ہیں۔ (۵) کہیں تبع ہلالی ہے (۶) کہیں تبع مندی (۷) اور تبع گران جا رہے  
جو دونوں مانتوں سے نکالی جاتی ہے۔ (۸) کہیں کہیں ذوالفقار بھی نظر آتی ہے۔  
(۹) توہین میں (۱۰) شترنال ہے (۱۱) سیف ہے (۱۲) سادہ ہے (۱۳) شمشیر  
آبدار ہے (۱۴) نمچے میں (۱۵) نیرے میں۔ (۱۶) نیر دوزیادہ میں۔ (۱۷) نیر  
دوسرے میں (۱۸) تیر چل رہے ہیں (۱۹) خطہ نگ برس رہے ہیں۔ (۲۰)

نعر جلانی کا اندازہ ہے کہ وہ "گوش تک جہ" کمان کو لا کرے " جلانی جارہے  
ہیں۔ (۲۱) تیغ کرے ہارے میں صاحب "آداب الحوب واشجاعت" کا بیان یوں ہے:

"اما تیغ چند نوعیت چینی و روسی و خودی و روسی و فرنگی و عثمانی و سلیمانی و شاهی و هدائی و هندی و کشمیری و جله تنهها نام دارند - ازهما تیغ هندی بهتر....." (۲۲)

"ظلم" میں علم شاہ ہسوا اور حمزہ کے پاس تہفہ<sup>۲</sup> فونگی ہے اور حمزہ کے پاس تہفہ<sup>۳</sup> سلیمانی۔

نعرہ کیے بلارے میں صاحب "آداب الحرب" کا کہنا ہے کہ :

(9)1 (3)	(321)1 (2)	(52)1 (1)
(22)1 (7)	(22)1 (5)	(25)1 (2)
(552)2 (2)	(222)2 (2)	(172)2 (2)
(222)1 (12)	(7-5)2 (11)	(7-5)2 (1-)
(22)1 (15)	(22)1 (12)	(222)1 (12)
(22)1 (12)	(522)2 (12)	(22)1 (17)
(221)1 (21)	(222)1 (2-)	(25)1 (2-)

(٢٢) آداب الحرب والمجاهات الف ١٠٢

"نیزو سلاح نوکمان و ہرمان است ..... در عجب ہدی وزی  
نیزو باز بود" (۱)

"طلسم" کی لڑائیوں میں نوکون اور ہرمان کا یہ ہتھیار یعنی نیزو کھیل کی طرح استعمال ہوتا ہے۔ نیزے کے ہاتھ دکھائے جاتے ہیں۔ عام طور سے نیزو کے ذریعہ کسی دشمن کو مارنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ بات غالباً یہ ہے کہ یہ ہتھیار وسطی میدان جنگ کے مزاج سے میل نہیں کھاتا۔ "طلسم" میں تولڑائیوں کا فیصلہ طوار سے ہوتا ہے اور ہندوستان کی طوار مشہور ہے !

"طلسم" میں نوکشیوں کی دنیا الہ آباد ہے۔ (۲) ہزار ہزار تیروں کے نوکشی موجود ہیں۔ (۳) کمر میں ولایتان گھڑی ہوئی ہیں۔ (۴) خنجر لگے ہوئے ہیں۔ (۵) کہیں ہلال آسا خنجر ہیں (۶) اور کہیں "خنجر مدوان" (۷) ہیں۔ (۸) کتھ ہون ہر گرز موجود ہیں۔ (۹) کوئی گرز گاؤں سے ہے (۱۰) اور کوئی گرز گران سنگ ..... ہفت پہلو۔ (۱۱) کہیں عود سے کلم لیا جا رہا ہے (۱۲) اور کہیں سادہ سے (۱۳) اور کہیں چکر چل رہے ہیں۔ (۱۴) یہ چکر ساحروں کے ہاتھوں میں ہیں اور غیر ساحر کے ہاتھوں میں بھی

"منعور نے سحر پڑھ کر ..... ایک چکر مارا کہ وہ ہاتھ پر ہر ایک انداز  
کے آہٹا اور ہاتھ اس کا چ طوار کٹ کر دو گرا" (۱۵)

"نورفلم نے اب کی چکر ایسا ناک کر مارا کہ تیر و کمان دونوں کٹ گئے" (۱۶)  
اس چکر کا ہندو دیومالا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ قدم ہندوستان کا

---

(۱)	آداب الحرب والشجاعت الف ۱۰۵	(۲) (۶۱)
(۳)	(۳۰۱) ۱ (۴)	(۵) ۱ (۸۱)
(۶)	(۶۲۴) ۱ (۷)	(۸) ۲ (۵۸۰)
(۹)	(۵۴) ۱ (۱۰)	(۱۱) ۴ (۶۴)
(۱۲)	(۱۰۴) ۲ (۱۳)	(۱۴) ۱ (۵۵۲)
(۱۵)	(۵۵۲) ۱ (۱۶)	(۱۶) ۲ (۲۹۱)

ایک ہتھیار ہے۔ (۱) مہلون کے عہد تک غالباً اس کا استعمال بند ہو چکا تھا۔ لیکن "آئین اکبری" میں اس کا ذکر موجود ہے۔

اس چکر کے علاوہ "طلسم" میں کھانڈے (۲) گھال (۳) تیر (۴) اور تندر کا استعمال بھی ملتا ہے (۵) ہندوؤں کا ذکر کیا ہے جاچکا ہے۔

وہ ہندوؤں سے گولی کا ٹکٹا  
وہاں مار سے من کا اگنا (۶)  
توہن ڈھلی ہوئی برتن ہوں۔ (۷) رکھہ بھی ہے (۸)

ان ہتھیاروں کے علاوہ "طلسم" میں ترسول (۹) اور ہنسول کا عام استعمال ملتا ہے (۱۰) ہ ہنسول کوئی ہتھیار نہیں ہوتا۔ ترسول میں دو پھلون کا اضافہ کر کے داستان گوہن نے ایک نیا ہتھیار تیار کر لیا ہے۔ لیکن رامائن میں پانچ پھلون والے ایک تیر کا تذکرہ کیا گیا ہے

رام سن یج ہاجھن گھانا  
جلے سودھاری سراسن ہانا (۱۱)  
بہت ممکن ہے کہ اس تیر کو داستان گوہن نے ہنسول بنادیا ہو۔

مندرجہ بالا ہتھیاروں میں سے دھنسی ہانا ترسول گدا پھالا اور کھانڈ کا ذکر کالی داس کے یہاں ملتا ہے۔ (۱۲) "ہدماوت" میں کھڑگ (سیدھی تلوار) ہانک نیرہ۔ ہلم۔ سانگ۔ تلوار۔ گرز۔ تیر۔ کمان گوہن اور توپ کا تذکرہ ملتا ہے۔ (۱۳) "آئین اکبری" نے تلوار۔ کھانڈ۔ خنجر۔ ہانک۔ کٹار۔ نیرہ۔ ہرجھا۔ گرز۔ تیر۔ اور گوہن کا ذکر کیا ہے۔ (۱۴)

---

(۱) اویاد ہیا	کالی داس میں ہندوستان ۱۶	(۲) ۱ (۱۶۹)
(۳) ۲ (۵۵۰)	(۴) ۱ (۴۵۹)	(۵) ۱ (۸۳۰)
(۶) ۱ (۸۳۰)	(۷) ۲ (۷۶۶)	(۸) ۲ (۷۶۶)
(۱۰) ۱ (۲۹)	(۱۱) رامائن ۳ (۱۱۳۹)	
(۱۲) اویاد ہیا	کالیداس میں ہندوستان ۱۵۶-۱۵۹	(۱۳) سنگھ ۲
(۴) آئین اکبری	۱۱۸-۱۱۹	

یہ گوہن "طلسم" کے عیاروں کا خاص ہتھیار ہے۔ "طلسم" میں جگہ ہر  
بھی چلتے ہیں (۱)

دفاعی سامانوں میں زہ ہے (۲) ہکتو ہے (۳) چار آئینہ ہے (۴) ٹوپ ہے  
(۵) خود میں (۶) دہلندہ ہے۔ (۷) دستاویز (۸) موزے (۹) اور کوہندہ میں۔ (۱۰)  
اور عرق چمن ہے (۱۱) جوشن (۱۲) اور جھلم ہے (۱۳) ان چیزوں کو صندوق  
اسلحہ میں رکھا جاتا ہے (۱۴)۔

نور تلوار کی لڑائی سہر کے ہنسنہ نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ سہر ہائے آہنی موجود  
ہیں جن پر موزوں کی جھال پڑی رہتی ہے (۱۵) یا پھول جڑے ہوئے ہیں۔  
"سہرون پر پھول جڑے تھے یا کالی کلکتہ والی کے مندر میں سجاری  
اکٹھا تھے" (۱۶)

کالی داس کے بہان زہ۔ خود اور داستانوں کا ذکر ملتا ہے۔ (۱۷)  
"ہدماوت" میں ٹوپ۔ جھلم اور موزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ (۱۸) اور "آئین"  
جگہ ہر سہر ڈھال زہ ہکتو جوشن چار آئینے داستانوں اور موزوں کی شہادت دیتا  
ہے۔ (۱۹)

---

(۴۱)۱ (۳)	(۴۱)۱ (۲)	(۴۲)۱ (۱)
(۴۱)۱ (۶)	(۲۰۰)۱ (۵)	(۳۹)۱ (۴)
(۲۰۰)۱ (۹)	(۲۰۰)۱ (۸)	(۳۰۰)۱ (۷)
(۴۲)۱ (۱۲)	(۲۰۰)۱ (۱۱)	(۲۲۲)۱ (۱۰)
(۲۰۰)۱ (۱۵)	(۴۲)۱ (۱۴)	(۴۲)۱ (۱۳)
(۱۷)۱ (۱۵) داستان ۱۶۲	(۱۷)۱ (۱۴) داستان ۱۶۲	(۱۷)۱ (۱۳) داستان ۱۶۲

چنانچہ اس مطالبہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ "طلسم" ہندوستانی  
متعارفوں کی اکثریت ہے۔ یعنی بیشتر متعارف اسے ہندوستانی ہونے کے ہندو  
اور کئی نوسر ہندوستانی ہندو۔

لیکن اب تک ہم نے صرف لشکرگاہ اور رزم گاہ کو دیکھا ہے۔ فوجوں میں  
ایک شعبہ جاسوسوں کا بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ امیر حمزہ اور اس کے لشکر میں بھی  
ہمارے ہرکارے موجود ہیں اور انرا سہا پ کے لشکر میں بھی۔ یہ ہمارے خیرین لائے  
ہیں۔ سخت دشمنوں کا افوا کرتے ہیں یا انہیں چپ چاپ قتل کر دیتے ہیں۔

جاسوس ہندوستان میں عہد قدیم سے استعمال کئے جا رہے ہیں۔  
ہانڈوین کو یہ خبر جاسوسوں ہی نے پہنچائی تھی کہ درونا چاہرہ نے  
دریودھن سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ بدھشت کو گرفتار کرینگے (۱)

"طلسم" میں بھی دونوں طرف جاسوسوں کا جال پھیلا ہوا ہے۔  
"یہ سب خیرین جاسوسان لشکر اسلام نے صاحبقران کی خدمت  
میں پیش کیے (۲)

"طائون سحر خیر لے کر بارگاہ میں ملکہ سے رخ کرے آئے (۳)  
"ادھر جواسیس لشکر کفارہ شکل بدل بارگاہ میں حاضر تھے۔  
انہوں نے یہ خبر جاکر سلطان سے کہی کہ وہ دشمن آپ کی  
نہیں۔ جالاک ہمارے تھا۔ اور سارا ماجرا بیان کیا (۴)

ان عمارتوں کے پاس ایک کسوت عاری ہوتی ہے (۵) اس کسوت میں مختلف  
قسم کے لباس اور رزمیہ و رزمیہ ہوتے ہیں۔ اور یہ ہمارے خیرین کے رزمیہ  
گوہن کو بھی متعارف کی طرح استعمال کرتے ہیں۔ (۶) یہ ایک نوٹ بھی

---

(۱) مہابھارت ۲۵۶	(۲) (۲۰)	(۳) (۱۰۵)
(۲) (۵۰)	(۵) (۱۵)	(۶) (۵۲)

رکھتے ہیں (۱) اس ٹوکے میں ہوشے ہوئے پتھر رکھے جاتے ہیں جو گوبھنوں کے ذریعہ دشمن پر پھینکے جاتے ہیں ۔

"ہروئے جوہ ماجرا دیکھا ۔ گم اتار کر ظاہر ہوا اور کدہ لاغن  
میں پتھر ساڑھے پانچ سیر کا پلوہین ہشت پہل توڑا ہوا رکھ  
کر مارا " (۲)

اس گوبھن کا ذکر "آئین" سے بہت پہلے کللی داس نے کہا ہے ۔ (۳)  
گوبھن کے علاوہ عیار غلیل بھی استعمال کرتے ہیں ۔ (۴) اور حقہ آتش  
بازی کے پختہ توان کا کام ہی نہیں چلتا ۔ ان حقہ ہائے آتش بازی کا دھواں  
سارے "طلسم" میں پھیل جاتا ہے ۔ ان کے پاس خاص قسم کی گتہ ہیں بھی  
ہوتی ہیں ۔ یہ گتہ ہیں اسیروں کے حلق میں ڈھونس دی جاتی ہیں تاکہ وہ  
نہ سکیں ۔ ملکہ تاریک شکل کسی کی نہاری کے لئے ضرور روزانہ جو دس آدمی فراہم  
کیا کرتا تھا ان کے گون میں یہ گتہ ہیں ڈھنسی ہوا کرتی تھیں تاکہ وہ نہ بٹا  
سکیں کہ وہ انرا سیاب کے آدمی ہیں ۔ عیار مختلف طریقوں سے دشمنوں کو بے ہوش  
بھی کرتے رہتے ہیں ۔ کہیں فیلر بے ہوش اڑتا ہے (۵) اور کہیں دھوئے بے ہوش  
سے کام چلایا جاتا ہے ۔ (۶) کھانے پینے میں بے ہوش ملانے کا یہ طریقہ بھی پرانا  
ہے ۔

"کھیل کود کے بعد و تھک کر اپنے خیموں میں سو گئے ۔ ہم  
نے اپنے کونہادہ تمکالیا تھا اور چونکہ اس کا کھانا بھی زہر  
آلود تھا اس لئے وہ اونگھنے لگا اور وہیں دریا کے کنارے لٹ  
گیا " (۷)

---

(۱) (۵۵) (۲) (۱۷۱) (۳) (۲۹۰) (۴) (۵) (۱۸) (۶) (۱۷۱) (۷) (۴) مہابھارت ۳۲

اس مفضل مطالبہ سے یہ نقشہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ "طلسم" کی سیاست ہندوستانی سیاست ہے۔ اور اگر اس پر باہر کا کچھ اثر پڑے <sup>توانتا ہی</sup> جتنا مفلون اور پشیمانوں کے ساتھ آکر یہاں کا ہوگا تھا اور جسے غیر ہندوستانی کہنا درست نہیں ہے۔

"طلسم" کی لڑائیوں میں اکثر ایسے مقامات آئے ہیں کہ طلسم کشا ایک زندگی کو مارنا ہے تو وہ دوہن جاتا ہے۔ اور یہی وہی ان کی تعداد بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اس کے جواز میں بھی بہت دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ عہد اورنگ زیب میں چلنے والی ست نامیوں کی تحریک پر ایک نگاہ ڈال لینا کافی ہوگا۔ ان کا غیدہ ہی یہ تھا کہ ان کا ایک آدمی میرے گا تو سترہیں جائیگا۔

"میں گوشت آن بد آستان خود را زندہ جاویدی دادہ و اگر میرے کشتہ میں شود عرض او ہفتاد تن دیگر ہم میں رسد" (۱)

چنانچہ نقشہ یہ نکلا کہ شاہی فوجیں مقابلہ سے کتراتے لگیں۔ مشہور ہوگا کہ نہ وہ کافرے کھڑے ہیں اور نہ طارے مرنے ہیں۔ یہ بات اس قدر پھیلی کہ اورنگ زیب کے مشہور جنرلوں نے ان کے مقابلہ میں جانے میں ہجکجاہد محسوس کی۔ نقشہ میں ست نامی دلی کے بہت قریب تک آگئے (۲) اور تب ست نامیوں کی کاٹ کے لئے اورنگ زیب کو ایک تصویر لکھنا پڑا جو ہاتھوں اور گھوڑوں کے سون اور طم فوج سے باندھا گیا تب جاکر شاہی فوج نے ست نامیوں کا مقابلہ کیا (۳) اور یہی ایک واقعہ کو دوسرے واقعہ نے شکست دی۔

(۱) ابوالفضل حسینی : تاریخ اورنگ زیب : فولیو ۱۲۸-۱۲۹ اے

(۲) خانی خان : منتخب الباب ۲ (۲۵۲-۲۵۳)

ساقی مستعد خان : مہاصر عالمگیری ۱۱۵-۱۱۶

امشود اس ناگر : فتوحات عالمگیری : فولیو ۶۱-۶۲ اے

ہال کشن برہمن : خطوط برٹش میوزیم : فولیو ۵۶ اے-۵۷

سکرار : تاریخ اورنگ زیب ۲ (۲۲۵-۲۲۶)

(۳) منوکی ۱۶۷-۱۶۸

یہ پوری فضا اور اس فضا میں گونجنے والی مٹھاپن کی آواز اور سرور کی  
گوںج اور گرد اور اس میں سانس لینے والے سہاں اور اس کی لہکر گاہن اور  
زم گاہن اور اس کی حکومتیں اور بادشاہ اور نوکر عاوی ————— کوئی چیز بھی  
تو اجنبی نہیں معلوم ہوتی۔

یہ ہندوستانی داستان ہندوستانی حکومتوں اور ہندوستانی فوجوں اور  
ہندوستانی لڑائیوں کی فضائیں ہوتے اور میں اس کے دہس ہونے پر شک کرنا درست  
نہیں ہے۔

---



## ساجی زندگی

- \_\_\_\_\_ صبح و عمام
- \_\_\_\_\_ لباس
- \_\_\_\_\_ نوحہ
- \_\_\_\_\_ رسم و رواج
- \_\_\_\_\_ کھانا پینا
- \_\_\_\_\_ شادی بیاہ
- \_\_\_\_\_ گھریلو زندگی
- \_\_\_\_\_ موت

ادب بھی فن کی ایک شکل ہے۔ اس لئے گمانِ چتہ کا "ہیماں قابل قبول نہیں معلوم ہوتا کہ "طلسم" کے ساحروں کی روح ہندوستانی نہیں ہے۔

اس بیان سے ایسا پتہ چلتا ہے کہ گیان جتہ ہندوستانی مسلمانوں کو ہندوستانی نہیں مانتے۔ اس لئے "طلسم" کے ساحروں کو لکھنؤ کے امرا کے ہمیں میں دیکھ کر یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ یہ لوگ ہندوستانی نہیں ہیں۔ گویا ہندوستانی ہونے کا علق قومیت سے نہیں ہے بلکہ مذہب سے ہے۔ غالباً یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ گیان جتہ کے سوچنے کا طریقہ صحت مند نہیں ہے۔ تہذیب اور تمدن کو مذہب کا ہابند کرنا درست نہیں ہے۔ ایک گھر کے مختلف لوگ مختلف عقاید رکھ سکتے ہیں پھر بھی ان کا تمدن مشترک ہوگا۔

(۲) گمان چنڊ : اردو کی شری داستانیں ۳۰۲

گیاں چند کے مترجمہ بالا بیان کی سطحیت اور واضح ہو جاتی ہے جب ان کی اس کتاب میں ذرا پہلے ہی "طلسم ہوشربا" کو یہ سہ مل چکی ہے کہ اس داستان میں لکھنوی معاشرت کے نمونے بھی کئے گئے ہیں ۔

"داستان امیر حمزہ کا لکھنوی ترجمہ نولکھنوی تہذیب کی ایک قلمبوس ہے۔ داستان امیر حمزہ سے ساحری اور جادوئی نکال لیجئے باقی جو وہ لکھنوی تہذیب ہے" (۱)

اب سوال یہ ہے کہ جس چیز کو کیاں چند "لکھنوی تہذیب" اور "انیسویں صدی کے لکھنؤ کی معاشرت" کہتے ہیں / مسلمان ہے، یہیں غلطی پاکستان کے "ہندوین" عزیز احمد اور حسن عسکری سے بھی ہوئی ۔ "لوگ بھی اس کے متغیر تو ہیں کہ "طلسم ہوشربا" میں لکھنوی معاشرت کی عکاس کی گئی ہے ۔ عزیز احمد کا کہنا ہے :

"یہیں طلسم ہوشربا کا بہت بڑا امتیازی نشان ہے ۔ اس بحرِ خار میں پرانے لکھنؤ کی زندگی اور اس کی زبان لہجہ لے رہی ہے" (۲)

"اگر شرور لکھنؤ کے مصلح اپنی کتاب نہ بھی لکھتے تب بھی طلسم ہوشربا کی مدد سے پرانے لکھنؤ اور وہاں کی معاشرت کی جتنی جاگی تصویر مرتب ہو سکتی ہے" (۳)

لیکن اس اعتراف کے باوجود سیاسی مصلحتیں ان لوگوں کا دامن پکڑ لیتی ہیں ۔ ان لوگوں کو "طلسم ہوشربا" اور لکھنؤ کی معاشرت میں کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے

(۱) گیاں چند : اردو کی نثری داستانیں

(۲) حسن عسکری : انتخاب طلسم ہوشربا

کیونکہ یہ لوگ ہندوستان کے ماضی سے دامن چھڑانا چاہتے ہیں اور یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ بھارت میں "اسلام کے گٹار" مٹائے جارہے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ بھی لکھنؤ کی برائی مباشرت کو "اسلامی" ملن بیٹھے ہیں۔ مزید واضح یہ بیان دیتے ہیں :

"غرض کہ لکھنؤ کا وہ نندن جو کچھ نواب علی شاہ کے ساتھ مذاہرچ ہجرت کر گیا کچھ غدر میں مٹا کچھ غدر کے بعد انگریزوں کی نذر ہو گیا اور باقی سہ ۲۷ کی نذر ہو گیا۔ اس نندن کی اتنی جامع اور عمدہ تصویر شاید ہی کہیں اور ایسے ملے گی جسے "طلسم ہوشیہ" میں ہے" (۱)

یعنی ہندوستان میں "ہندو آزادی" آئی اس لئے یا تو لکھنؤ کا وہ نندن مرکب کیا یا پھر شاید پاکستان چلا گیا جسے تہذیب بھی واحد علی شاہ کی کوئی کنزرویٹو جوان کے ساتھ مذاہرچ جلی گئی اس انداز فکر کی دوسری خرابی یہ ہے کہ ہمیں اس نتیجہ پر پہنچانی ہے کہ اگر غدر نہ ہوا ہوتا تو نندن جون کا تون آج بھی موجود ہوتا۔ یہ تصور تاریخ کے چکر کو روکنے کا تصور ہے۔ ہر نندن کا رونا رونے والے د راصل زندگی کی طرف بٹھ کر بٹھتے ہوئے ہیں۔ لیکن ہر طرف یہ اندھیرا نہیں ہے۔ قرقلمیں نے لکھنؤ کی روح کو دیکھنے کی کوشش کی ہے۔

"ان جسے نلم کہیں نہ ہونگے۔ ان کی جس زبان مذاقی لباس یہ لوگ غریب امیر عورت مرد جو شہا کرامام بخش اور لالہ حسین بخش ہیں مرزا میٹھو اور نواب کنن کہلاتے ہیں اور امامن مہری اور مرزا جنگلی اور سکھ بجن لوٹھی اور نواب بسنتی بیگم یہ سب رونے ہیں" ہنستے ہیں گاتے بجاتے ہیں..... جاگوداراہ سماج کی حقیقی اچھا نیاں اور جتنی برائیاں ہوسکتی ہیں وہ سب ان میں موجود ہیں۔ اس لئے یہ لوگ بڑے جذباتی ہیں۔ بتائیں اور

کڑی پرناجنے والے رقاص کشمیری بھاٹہ جل ترنگے میں کار باجیہی برہمن  
 طہلجی شاعر موہہ گو داستان گو کائنات نوجی ہانکے چٹا ہزار نقال پہنچنے  
 عالم فاضل کلاوت بہان رنیم رنیم ساند ساند رھتی ہے۔ یہ اصل روپانی  
 ہاشوہ ہے۔

لکھنؤ سے ستر میل کے فاصلے پر ہنگہ نصی آباد ہے۔ رام کا شہراجوہ ہوا  
 جسے شجاع الدولہ نے دلی کا ہم پلہ بنا دیا ہے۔ ۰۰۰۰

دلی کا ایک شاہزادہ لکھنؤ میں بڑا ہے۔ بنارس میں ہندہ گویں ہے۔ اودھ  
 دیوار سے دیوار تک وظیفہ دیا جاتا ہے۔ یہ امر نیمور صاحبقران کی اولاد ہے۔

اور ایرانی شعون کی اولاد اس سے اودھ پوری میں ڈگم وجے رام چندر کے  
 سنگھاسن پر ہنسی ہے۔ اور اس نے اپنی اس زبردست وراثت کا حق ادا کر دیا  
 ہے۔ یہ ریاست ہندوؤں کے لئے ان کی قوی ریاست کے مترادف ہے۔ یہاں ہندو  
 اور مسلمان کا فرق کوئی نہیں جانتا ۰۰۰۰۰ مذہبی تفریق کو ہرجا کا خالص معاملہ  
 سمجھا جاتا ہے۔ محرم میں بلوے نہیں ہوتے۔ ۰۰۰۰۰ ہندو و ہندوہ داری کرتے ہیں  
 اور مسلمان دیوالی مناتے ہیں۔ کسا الٹا زمانہ ہے۔ نواب بہو بیگم ہر سال ہولی  
 منانے نصی آباد سے اپنے ہٹے کے پاس لکھنؤ آتی ہیں۔ ۰۰۰۰۰ لکھنؤ سے ۸۰ میل  
 کے فاصلے پر بہرائچ ہے جسے ہزار ہرس پہلے شراوستی کہتے تھے۔ جہاں سالار  
 مسعود غازی کی درگاہ ہے۔ جنھوں نے شراوستی کے سوچ کٹ کے مہار کو مبارکباد  
 تھا اور شراوستی کے آخری ہندو راجا۔ شہد ہو کے نور سے شہید ہوئے تھے۔ ۰۰۰۰۰  
 تب سے اب تک بڑی دھم دھم سے ہندو و مسلمان مل جل کر ان کی بارات نکالنے  
 میں ۰۰۰۰۰ ہنگہ کے مسلمان صوفی ستھہ پھر (کی طرح) جو ستھہ نوائی میں چکے  
 ہیں بت شکن سالار مسعود عرف ہالے مان نے اودھ کے لئے ہال نانہ کا درجہ  
 حاصل کر لیا ہے۔ ان کے قبوہ کے قریب کا آگن کٹ ہالا رکھ دھوئی کھلاتا ہے۔  
 درگاہ کی نذر مجاور اور ہوجا کے محاصل ہٹے حاصل کرتے ہیں ۰۰۰۰۰ (۱)

د راصل یہ ہے لکھنؤ ۔ اس میں شک نہیں کہ یہ ایک روپائی تصویر ہے ۔  
 پھر بھی اس میں اس تہذیب کے خد و خال دیکھے جاسکتے ہیں اور اس حاشیہ  
 کے تار و پود پہچانے جاسکتے ہیں جسے ہم لکھنوی تہذیب یا لکھنوی معاشرت کہتے  
 ہیں ۔ "طلسم ہوشیاری" میں د راصل اس معاشرت کی کارفرمائی ہے ۔ یہ معاشرت  
 واجد علی شاہ سے پہلے بھی تھی ۔ ان کے بعد رہی اور آج بھی ہے ۔ چودھری  
 خلق الزمان کا تو کہ وطن کرنا تہذیب کے تو کہ وطن کا مترادف نہیں ہو سکتا ۔ لکھنؤ  
 د راصل رام چندر کا علاقہ ہے ۔ یہ علاقہ ہندوستان میں "مسلمانوں" کے داخلہ سے  
 پہلے بھی موجود تھا اور چودھری خلق الزمان کے جانے کے بعد بھی موجود ہے ۔  
 حسن عسکری اور عزیز احمد جیسے لوگوں نے البتہ اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا ہے ۔

حاشیوں کی بنیادیں مذاہب پر نہیں ہوتیں بلکہ علاقائی ضرورتوں پر ہوتی  
 ہیں ۔ کہاں چلے گئے اس پر دھیان نہیں دیا تو انہیں "طلسم" کے ساحر بھی مدد  
 نظر نہیں آئے ۔ انہیں شکایت ہے کہ بڑے ساحروں کا توحید بھی مدد دیا نہیں ہے ۔  
 اس کے معنی یہ ہوتے نکالے جاسکتے ہیں کہ جو چیز "مدد دہ" کی نہ ہو  
 ہندوستانی نہیں ہے ۔ کیونکہ رہن سہن اور اس قسم کی نظم دوسری چیزیں کو  
 لکھنوی تسلیم کرنے کے بعد انہوں نے یہ فریاد کی ہے کہ "باوجود ان نظم باتوں کے  
 ساحروں کی روح ہندوستانی نہیں ہے" حالانکہ لکھنؤ کا طرز امتیاز ہی یہ ہے کہ  
 اس نے مذہبی فقی کو نظر انداز کیا ۔ یہ کوشی دلی میں شروع ہو گئی تھی ۔ آگے  
 گئے دو مورخین منشی سلیم جت اور قمر الدین کا کہنا ہے کہ آگے کے سرسبز علاقہ اب  
 باغوں میں سے ایک کا نظم کلم بھون تھا (۱) ۔ دادائے تخت کا نظم تخت طاؤس  
 رکھا تو ہوتا "کچن سمیرا ہر بیخدا" (۲) اکبر کی محبوب حم "من بھاوتی" کہلاتی تھی  
 "دل بستہ" نہیں ۔ (۳) حد تو یہ ہے کہ اورنگ زیب کی بہو جمیلہ النساء ہمک کہیں

(۱) مقبول احمد صدیقی : راجپوت اور فضل زن و شعر کی معاشرت ۲۴

(۲) ایضاً ۲۳ - ۲۴

(۳) ایضاً ۲۳

توگی لیکن سرکاری طور پر اس کا پرانا نام گلپان کنور کہی نہیں بدلا گیا۔ (۱)  
 دراصل اکبر ہی کے زمانے میں اس مہارانی قومیت کی بنیاد پڑنے لگی تھی جس کا  
 مرکز مذہب نہیں تھا بلکہ ریاست تھی۔ (۲) لکھنؤ اکبر کے ایسی خواب کی تصویر تھا۔  
 لکھنؤ نے تہذیب کو مذہب کی زنجیروں سے آزاد کر دیا۔ محرم کا تہوار اس کی سب  
 سے بڑی مثال ہے۔ سوز خوانی اور نوحہ خوانی کو پڑے سے بڑا شعبہ مجتہد ناجائز  
 نہیں کہہ سکتا حالانکہ ان کا تعارف مہارانی کی قوی موسیقی کے تعارف پر ہوا تھا  
 جاتا ہے۔ دلی دیوانے تان سمن کو ضرور پیدا کیا۔ صوفیا نے موسیقی کے حق میں  
 بغاوت بھی کی لیکن موسیقی مذہب کے قلمہ میں داخل نہ ہو سکی۔ مان جب لکھنؤ  
 میں روایات کی لین دین آزادی سے ہوئے لگی نوحہ خوانی کی دیوار میں رخنے پڑے اور  
 صرف یہی نہیں ہوا کہ سوچ کٹ کے مقرر کو مسمار کرنے والا ہال ناند بن گیا بلکہ  
 مہارانی موسیقی سوز خوانی اور نوحہ خوانی کا ہمیں بدل کر مذہب کے نہان خانوں  
 میں داخل ہو گئی۔

گیان چند اور حسن عسکری نے ہاشمت کو مذہب کے ہیمانے سے ناپا۔ حالانکہ  
 ہاشمت کو ہاشمت کے ہیمانے پر ناہنا چاہئے۔ اور ہ کا سماج ایک دیہی سماج تھا۔  
 لکھنؤ اور فیض آباد کے گود دیہاتوں کا ایک سلسلہ ہے۔ "طلسم" میں بھی "سامنے  
 والے قریب" کا ذکر بہت ملتا ہے۔ لیکن یہ گاؤں دیکھنے کے قابل نہیں ہیں۔  
 چنانچہ داستان گوہر میں دو ایک بار کے علاوہ کہیں دیہاتوں کی طرف نہیں لے جاتے۔  
 ہمارے داستان گو جو "گنگا جمنی شہر" ہمارے اور زرق برق طبوسات کی بات کرتے  
 اور پھول سے بھون اور چاند سے عورتوں کے ہارے میں سوچنے میں مشغول تھے۔ پھلا  
 ان قریبوں میں کیا دلچسپی لیتے جن میں چھپرون ننگے لہجے لڑکوں اور بڑھے ہوئے  
 بہت والی عورتوں کے علاوہ کچھ تھا ہی نہیں۔ (۳) ان کا ذکر رنگ میں بھنگے ڈال  
 دیتا۔ ان کے لئے ان کا لکھنؤ کافی تھا۔

(۱) بقول احمد صدیقی : راجپوت اور مغل زن و شو کی ہاشمت ۲۲

(۲) شاہد حسن : قوی تہذیب کا مسئلہ ۱۲۵

(۳) ۶ (۶۱۷)

"شاہزادہ ..... جب اللہ رشہر کے آیا ملک کو آباد پایا ۔ گئی کوچے صاف  
دل عاشق کی طرح ..... ہر طرف اکابر شہر اور اشراف سرگم کاروبار ..... کسی  
سمت حلوئی ..... کہیں نانہائی ..... کسی طرف کنچڑے قصائی ۔ کہیں بساط خاہ  
کی سجاوٹ ۔ کہیں گل فروشوں کی بہار ۔ کسی طرف ساقیوں کی بناوٹ ہے ۔  
رٹہ بان طرح دار ۔ جگہ چوک میں آباد ۔ تماشا میں دل شاد ۔ عورتوں جوان  
لہنگے زربفت کے دھونی کے انداز پر کسے ۔ ساریاں آدھی اڑھے اور آدھی باہر ہے  
بھڑکے ڈھکے میں لچکا ٹھکا کن لگی ۔ اس کی گائی سوچ سے زیادہ جگمگائی  
سب گوکھرو کی انگیا کھنچی ..... جواہر نگار کئی ہاتھوں میں بڑے ۔ ہاتھوں میں  
تین تین سوئے کے چھڑے ..... عاشقوں کو لمبھائی تمنیں :: (۱)

اور چوک میں رٹہ ہوں کی یہ بھرمار کیوں نہ ہوتی جب کہ شجاع الدولہ کا طبعی ملان  
ہی اس طرف تھا ۔ شجاع الدولہ کے زمانہ میں تولکھنؤ کا کوئی گلی کوچہ بازاری  
عورتوں اور ناچنے والے طاغون سے خالی نہ تھا ۔ (۲) شہر منشی فیض بخش کا جو  
ہمان سناتے ہیں وہ بھی طلسم کے شہروں کو لکھنؤ اور فیض آباد بنا دیتا ہے ۔

"شہر میں داخل ہوا تو عجب جہل پھل نظر آئی ۔ رنگینیاں تمن اور  
دلچسپیاں جہر دیکھتا ہوں ناچ ہو رہا ہے ۔ بداری تماشا کر رہے ہیں ۔  
اور لوگ طرح طرح کے سر تماشوں میں مصروف ہیں ۔ میں رونق اور شور و  
ہنگامہ دیکھ کر مہوت وہ گیا ..... ادنیٰ و اعلیٰ سب کی جہیں روہوں اور  
اشرافیوں سے بھری ہوئی تمنیں :: (۳)

دراصل یہی وہ ہستی ہے جو ہمیں بدل بدل کر "طلسم" میں اپنا جلو بکھلاتی  
رہتی ہے ۔ مگر ع من انداز قدرت را می شناسم ۔

(۱) ۱ (۵۵ - ۵۶)

(۲) شہر : مضامین شہر ۱۰

(۳) ایضاً ۸ - ۹



"طلم" کے شہروں کو داستان کو لکھنؤ بنانا ہی چاہتے ہیں کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو شہروں کے غول کے غول نظر نہ آتے۔

"ایک سو بیس آدمی یہ طور شہروں کے ساتھ۔ جن کے بدن ہر کڑا بھی نہیں دست۔ جانگیمان اور فوجان اور جادوین گاڑھے کی سرخ اڑھے آتے ہیں" (۱)  
اب کہاں تو یہ لکھنؤ اور لکھنؤ کی یہ روشن کہ کھانا جلے تو روشن جو کی ساتھ ساتھ  
بجی جلے۔

"مان برق میخانہ میں گئے۔ شراب کو خواب کیا کہ روشن جو کی صدا گان  
میں آئی۔ برق نے ہوجھا یہ روشن جو کی کیس بجی ہے۔ ملازمن نے بھی کہا۔  
حیرت نے خوان کھانے کے بھیجے ہیں" (۲)

اور جب کھانا لگے تو کھانے کی بہتات دیکھ کر ہٹ بھر جائے اور کہاں صحرائے ہستی  
کے ایک گاؤں میں افراسیاب کی ضحافت کا یہ انتظام :

"افراسیاب نے صورت شہت کی دیکھی۔ گاڑھا گاڑھا سیاہ۔ افراسیاب نے حیران  
ہو کر کہا۔ اے خیر خواہ دولت یہ کیا ہے۔ کہا۔ حضور راب کا شہت ہڑا  
تھنڈا ہوتا ہے۔ دولٹان بھیجئے۔ آپ دھوپ میں آئے ہیں۔ بڑی فرحت حاصل  
ہوئی۔ افراسیاب نے الٹا ہاتھ مارا۔ ۰۰۰ ہوئی خاصہ حاضر ہے۔  
افراسیاب نے کہا۔ لاؤ۔ ساحر ہستی نے سامنے افراسیاب کے چھوٹی جوار کی  
موٹی موٹی روشاں۔ پمالے میں سکھتھا۔ ایک رکابی میں مٹھے چانول وہ بھی  
گر کے ۰۰۰۰۰ چھٹی بھی ہماز کی لایا۔ ہری مرجئی کتری ہوئی۔ کالا سرکہ  
خانہ ساز ۰۰۰۰۰" (۳)

اس دسترخوان پر داستان کو کہا فکری |

(۱) ۴ (۷۵۸)

(۲) ۷ (۱۰۵ - ۱۰۶)

(۳) ۶ (۶۱۸)

لیکن جگہ جگہ ہرقہوں کا ذکر یہ ثابت کرتا ہے کہ "طلسم" کا سماج یہیں سماج ہے اور قوموں کے باہم فکراؤ کے نظریہ آئے کے باوجود قوموں کا ذکر یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ ہندوستان کا علاقہ ہے اور سختی سے قوموں میں تقسیم ہے۔ طلسم میں اہیر (۱) نائی (۲) پاس (۳) ڈوم (۴) دھویں (۵) جمار (۶) مہتر (۷) تلی (۸) ٹھاکر (۹) کھار (۱۰) کلوار (۱۱) ڈھاڑی (۱۲) اور جلاہے (۱۳) آباد ہیں۔ یہ جلاہے موم بھی کہے جاتے ہیں۔ (۱۴) برہمنوں کی توخروٹی کی ہی نہیں ہے۔ (۱۵) یہ تلم قومیں اودھ میں عام ہیں۔ ان کے علاوہ پہلئے (۱۶) تہولی (۱۷) حلوائی (۱۸) کنچڑے (۱۹) قصائی (۲۰) ٹٹ (۲۱) بھٹیائے (۲۲) اور راجپوت (۲۳) بھی ہیں۔

ان شواہد کے علاوہ اگر "طلسم" کی ساحری ہر ایک نگاہ ڈالی جائے تو لکھنؤ کے خط وخال صاف نظر آئے لگتے ہیں۔ فریزر نے جادو کی دو قسمیں بتائی ہیں۔ لیکن جادو کے ایک میدان عمل کو اس نے نظرائے ازکودیا ہے۔ اس نے سماج کی اہمیت کا پورا انداز نہیں لگایا۔ "طلسم ہوشیا" میں ایک جادو ایسا بھی چلتا ہے جسے "غزل کا جادو" کہا جاسکتا ہے۔ ہے تو یہ بھی ہومہومین یا وہابی لیکن اس پر غزل کی کہری چھاپ ہے۔ مثلاً اودھ و فارسی غزل میں نرگس کا پھول ادا ہوتا ہے۔ اسلئے داستان گوجب ایک شہزادی کا تلم نرگس رکھتے ہیں تو اس کے صنایع اور بدایع اور رطبت لفظی کا جادو کرواتے ہیں۔

---

(۳۵۴) ۳ (۳)	(۲۰۹) ۵ (۲)	(۸۰) ۱ (۱)
(۵۵۷) ۵ (۷)	(۲۰۲) ۵ (۵)	(۵۹۸) ۴ (۴)
(۲۴۶) ۵ (۹)	(۱۶۹) ۱ (۸)	(۲۴۶) ۵ (۴)
(۱۲)	(۸۶) ۱ (۱۱)	(۸۶۶) ۱ (۱۰)
(۱۰۱) ۱ (۱۵)	(۲۰۶) ۵ (۱۴)	(۵۰۰) ۳ (۱۳)
(۵۸) ۱ (۱۸)	(۸۶۶) ۱ (۱۵)	(۴۸۶) ۳ (۱۷)
(۸۱۱) ۳ (۲۱)	(۵۸) ۱ (۲۰)	(۴۰) ۱ (۱۹)
	(۹۴۱) ۴ (۲۳)	(۶۴) ۲ (۲۲)

"نوکس نے بڑھ کر تسخیر کئے۔ سبکوں کو تباہ کر دیا جس پر نگاہ ڈالی وہی  
ہائے کر کے گرا۔ ٹھوٹا پھرتا ہے" (۱)

اسدوان۔ زنجیر زلف کی کہانیاں بھی ہماری غزل کو ازہر میں۔ "طلسم" میں یہ زلفین  
باقاعدہ زنجیریں بن جاتی ہیں اور مقابل کو بالادہ لیتی ہیں۔

"خفیل نے جو اس کو آنے دیکھا کچھ بال اپنے سر کے نیچ کر اس کی جانب  
پھینکے۔ وہ زنجیر آتشیں بن کر اس اسر دام زلف کے دست و پا وغیرہ میں  
لپٹے" (۲)

"بہار زمین ہر گری ۱۰۰۰ اور اپنے سر کے بال تو کر اس تصویر ہر مایے کے وہ کھنڈ  
بن کر تصویر کو لپٹ گئے۔" (۳)  
"ملکہ حنا نے ایک سحر یہ حال دیکھ کر ایسا ہڑھا کہ بے اختیار ہنسی آئی۔ اور  
دھن تنگ کے کھلنے میں ایک ہرق چمکی" (۴)

یعنی کھنڈ زلف بھی موجود ہے اور ہرق تبسم بھی۔ لیکن یہاں تک تو پھر  
بھی غنیمت ہے۔ "طلسم" کی جادوگر تباہ تو باقاعدہ عشق کا جادو کرتی ہیں اور  
میدان جنگ، کچھ "دلدار بن جاتا ہے۔ بہار کا توجادو وہی ہیں کہ وہ مخالف کو  
اس کے لشکر سمیت اپنے اور عاشق کو والہی ہے اور پھر ان سے خود کشی کو اتاری ہے۔  
لیکن مخمور بھی صرف کٹھنرے یا قوت احمر کے نہیں ماری بلکہ :

"ملکہ مخمور سرخ چشم نے جس پر نگاہ نشانی ڈال دی مست ہو کر اشعار  
عاشقانہ پڑھنے لگا" (۵)

ملکہ سرخ ہوئے کاکل کشا صرف بالوں سے جادو کرتی ہے۔ حیرت کا مشہور جادو بھی  
یہی ہے کہ وہ اپنی زلفین پریشان کرتی ہے اور ہر طرف تاریکی پھیل جاتی ہے اور

---

(۱) ۶ (۱۹۰) (۲) ۱ (۵۹۵-۵۹۶) (۳) ۱ (۳۲۲)  
(۲) ۳ (۵۸۴) (۵) ۵ (۲۱۴)

اس اذہبے میں وہ دشمن کو مار لیتا ہے شکتہ "طلسم" کی جادوگریمان غزل کے ہتھیاروں سے لمس میں ۔ نگاہ ناز زلف حنا آلود انگلیاں ابرو نیم ترچی نگہ ..... غرض کہ غزل کے اسلحہ خانہ کا ہر ہتھیار "طلسم" کی ریم گاہوں میں موجود ہے۔

سماجی زندگی کے مطالعہ میں ان چیزوں کو نظراذہب نہیں کیا جاسکتا ۔ ان جادوؤں کو دیکھ کر عسائے مقدس میں لکھنؤ کے اشعار یاد آتے لگتے ہیں ۔ دراصل "کتاب عروض" کے یہ نظم جادو وہیں سے لائے گئے ہیں ۔

لیکن کتاب عروض کی یہ شہادت واحد شہادت نہیں ہے ۔ داستان گوجب مزے میں آتے ہیں نوشوق کی مثنویوں کے مقامات بہت نظر آتے لگتے ہیں ۔ مثلاً سیرا ہا کر بیان میں وہ کہیں رکنا نہیں چاہتے۔

آگے جگہ حیا کی ہے لب بٹ چاہئے  
باہم شگاف لکھ میں بہوت چاہئے (۱)

سننے کے بیان کیا ہوں اوصاف  
ڈبہ ہجوں باہ کی صاف (۲)

یہ داستان ترمین لکھنؤ کی غزل ہے اس پر عجب بھی نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ داستان گواہیے ہاشورہ کو نظراذہب نہیں کر سکتے تھے۔ داستان گواہی رنگوں اور ہوا کی سرگوشیوں اور انسانی آوازوں کی تلاش میں کہاں جاتے۔ لکھنؤ ان کی دنیا تھا۔ لکھنؤ نے ان کی تخلیق کی تھی چنانچہ انہوں نے بھی لکھنؤ کو اپنا مطلق بنالیا ۔ کیونکہ

"ہماری ہر داستان خواہ اس کا محل وقوع چین و عرب ہو یا کہ عجم اس کے ہر و امیر حمو ہوں یا کہ ادنیٰ دروہی اپنے عہد کی ہاشورہ کا ایک آئینہ بھی ہے" (۳)

(A) (4)

کہاں ہے جو ہر جس تعالیم میں جو ممکن جلائے مومن بھوک اور بھول رکھے جہل  
میں مع پھر من نہا رہی میں راقم الحروف تو انہیں عیب یا عجب مانتے کو تیار نہیں  
ہے اور پھر کوئی یہ بھی بتائے کہ مگر دنیا کے کس ملک میں نظر آسکتا ہے۔

”نورالدین نے کہا۔ اے انجم ہمیں بھی بالائے کوہ لے چلو۔ تصویر کا ہاتھ کرنا  
سنیں۔ انجم نے کہا۔ حضور وہ تصویر پتھر کی ہر خورد و کلان کو پہچان لیتی  
ہے۔ غیر مذہب اس پہلا پتھر نہیں جاتا۔ اگر جاتا ہے تو تصویر بتلا دیتی ہے۔  
اسے گرفتار کر کے قتل کرتے ہیں“ (۱)

اس بولتی ہوئی تصویر کو نظرات از کر کے دیکھا جائے تو یہ مگر پہچانا جاسکتا ہے۔  
ابھی کچھ دنوں پہلے تک ہندوستان کے مگر یوں میں غیر مذہب والا تودہ رہا۔  
اچھوت ہندو بھی نہیں جاسکتا تھا۔

اس مگر کے علاوہ مزار بھی نظر آتا ہے اور اس کے بارے میں بھی رائے قائم کرنی  
ہوگی۔

”دروہی ہوتا نشین..... لباس دروہی سے مزین دل میں پاک صوف.....  
اس مقام پر کچھ چلے اور بالکے کچھ مرید حال حال کے رہتے تھے۔ ایک گہد  
بنا تھا۔ تلسی کا پٹڑا ہرا بھرا لگا تھا۔ مزار کی بزرگی کا تھا۔ اس پر سبز چادر  
اڑھائی تھی“ (۲)

اس مزار کو دیکھ کر نکالا دینا آسان نہیں ہے۔ اس مزار میں دو چیزیں خلیس ہیں  
تلسی کا پٹڑا ہندو ہے اور سبز چادر مسلمان۔ لیکن اگر اس مزار اور صاحب مزار کو  
کہاں چلے کے حکم سے ملک بدر کر بھی دیا جائے تو ان مہادھوجی کو کیا جائے۔ انہیں  
تو ایران یا توران بھیجنے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔

”کہیں درخت تلے لٹکن پر گھڑا رکھا تھا۔ پتھرے میں سوراخ کیا ہے۔ نیچے  
سری مہادھوجی کی مورت رکھی ہے۔ اس پر ہوتہ ہوتہ ہانی ٹپکتا ہے۔ بھی.....

ملا ہاتھ میں لٹے رام نام جب رہے ہیں ..... بعض گائے کی نورت ہاتھ  
میں لٹے چٹوہان کوہانی دیتے ہیں ۔ پہل کے درخت پر کھاریے کی جھنڈی  
بند ہی ہے " (۱)

تماہی کے دیوتا تاتھ و ناچنے والے مہادیو کا ذکر مرگٹ کے ہنر نامکمل ہے کیونکہ ان  
کے جسم پر نوروزانہ شمشان/بھوت لگایا جاتا ہے ۔

"چیلے بنائے لگے ۔ ادھر سے پھر کریوں سامنے جاؤ ۔ مرگٹ ملگا ۔ اس کے آگے  
پہل کا جنگل ہے " (۲)

یہ تمام منظر اس ارض گنگ و جمن کے ہیں اور ان کی ریج ہندوستانی ہے ۔ یہاں  
کے رہنے والوں کی ریج بھی ہندوستانی ہے چاہے ان کے نام عربی یا ایرانی ہی کون  
نہ ہوں ۔

اگر اب بھی تصور مکمل نہ ہوئی ہو تو آگے چلیں ۔ ایک دھویں جا رہا ہے ۔  
"ایک دھویں پہل پر لادی لادے کدھے پر ملے کھڑے کا گھوڑے رکھے جاہ دانی  
کا انگرکھا پہنے ہاتھوں میں جاندی کے کپڑے پڑے یہ موجب مثل دھویں کا  
چھلا آدھا آدھا ملا بنا ہوا برٹا گانا آتا ہے اور پیچھے اس کے بہت سے  
دھویں ہلن ہر کھڑے لادے اور ہلن کے گئے ہیں گھنٹاں بڑی ہوئیں ۔ کس  
پہل پر دھویں ٹانگ پھیلائے سوار ۔ ڈوری ناتھ میں بند ہی ہوئی ہاتھ میں  
لٹے ہوئے گھما گھما کر پہل کو مارتی جاتی ہے ۔ اور کس پہل پر ہاٹا اور تٹاؤ کے باہیں  
لدے پیچھے اس کے دھویں پتلا بھی جڑھانے کا اور ناتھ اسوتن کرنے کا کدھے  
ہراوتہ ہائے لڑکے کا ہاتھ پکڑے " بھاریے بھاریے " کہنا چلا آتا ہے " (۳)

اب سوال یہ ہے کہ دھویوں کا یہ قافلہ کس ملک سے کس ملک کی طرف  
جا رہا ہے؟ اور اگر ان دھویوں کا وطن مشکوک نہ ہو تو اس پر غور کرنا چاہئے کہ یہ  
قبر کہان کا ہے ۔

"یہ معلوم ہوتا تھا کہ مٹا ہی کس قبر کی ہے۔ غویں اس مٹا ہی کے دروازہ پر  
سلی تاگے ٹھنکے مٹکے سے درست ہو کر تھک ہاتھ کرالف آزادی قشقہ کی طرح  
ماتھے سے ناک تک کھینچ کر تلک ہشانی ہونے کر بیٹھا۔ ایک ٹھیک آگے رکھ  
لی ۰۰۰۰۰ (۱)

اور یہ کنوان کس علاقہ میں ہے جس کی جگت پر یہ برہمن بیٹھا ہوا ہے؟  
ہرق نے "جی میں کہا۔ اے ہرق یہ کنوان ایسی جگہ واقع ہوا ہے کہ ضرور  
ساکنان طلسم مسافر وغیرہ ادھر سے گزرتے ہوئے اور ہانی ہوتے ہوئے۔ ایسا سوچ  
کر برہمن کی صورت گپ بنا۔ زنا رگے میں ڈالا۔ قشقہ ماتھے پر دیا۔ دھوی  
زانوؤں تک کی ہاتھ کر ڈول اور پس لہکر کوٹھن کے چہونہ پر بیٹھا ۰ (۲)

اور اس برہمن کے ہارے میں بھی فیصلہ کرنا پڑے گا کہ یہ کس ملک کا رہنے والا ہے  
"برہمن نے اس کو دیکھ کر اس سے دی کہ بھگوان بھلا کیے۔ ہر مہر بنا رکھے۔  
نرائن کیے بچہ آتھدھو ۰۰۰۰۰ اب نوآپ کی نوین برہمت ہے۔ جت دیان ملی  
جولا سکھ ہے۔ بھگوان کی دیاسے مویے مہراج کی بڑھتی کے دن میں۔  
منگل ہانچوان سوچ کو بہتری یعنی شرف ہے۔ سب کام سدھ ہوئے ۰۰۰۰۰  
اہل اہل گھڑے سے اتر کر برہمن کے پاس آیا اور ہانچ روچہ ہوتی کھلوائی سامنے  
رکھے۔ برہمن نے ہوتی کھولی۔ میگہ ہرکھ متھن کرکھ سنگھ کنیان  
تلا ہرچھیک وغیرہ کا انگلیوں پر بچار کر کے کہا۔ "ہوتی میں جوشن جرف  
سے سرخ کٹالی کھنچی ہے اس پر انگلی رکھئے ۰ (۳)

کیا اس برہمن اور اس اہل اہل جادو کی روح ہندوستانی نہیں ہے؟ کیا یہ  
بھگوان یہ ہر مہر اور یہ نرائن خلیں ہندوستان کے باشندے نہیں ہیں؟ یہ تمام  
لوگ بھی ہندوستانی ہیں اور یہ بڑھیا بھی یہیں کی ہے جوہان کی بٹاری کے پسر  
سفر نہیں کوسکتی۔



"تیسری بھابی نے آئے میں بڑھیا کے ہاتھ سے گھیری اور بھاری بان کی لی  
اور کہا میں تمہیں اچھی جگہ دوں گی" (۱)

یہ سارے لوگ لکھنوی ہیں اور ان کی بیچ لکھنوی ہے اور غالباً گان چٹ ہے  
نہیں کہہ سکتے کہ ہندوستان میں لکھنؤ نام کی کوئی بستی ہی نہیں ہے اگر  
لوگ لکھنؤ کے نہ ہوتے تو کھنوی ہون مجتہدوں کی باتیں نہ کرتیں اور یہ بھی واضح  
رہے کہ یہ کھنوی مسلمان نہیں ہے جو ملکہ شراو سے گفتگو کر رہی ہے

خمخانہ جہان میں وہ علامہ دھر ہون  
دیتا ہے مجتہد مجھے فتویٰ شراب کا (۲)

اور بختیارک جو شیطان درگاہ خداوند لقا ہے ہزار بار درید پڑھتا ہوا نظر آتا ہے اور  
درید بھی شمعوں والا پڑھتا ہے  
"بختیارک نے جب یہ کیفیت سنی - پکارا - صلوٰۃ پر محد و آل محد" (۳)

صبا رفتار عمارچی ہے تو عالم کھرمن لیکن اس پر خوبی ہے کہ اس کا طبعی نظر  
کردہ علی ابن ابی طالب ہے

"صبا رفتار نے منس کر کہا - خفا نہ ہو جائے تو ہنسی کہیں - مجد ہر اگر نگاہ  
ڈالی بھی ہے تو نظر کردہ مولانا وقت نہ حضرت غالب کل غالب علی ابن ابی طالب  
طہ اسلام نے" (۴)

یہ صبا رفتار اچھی خاص شمعہ مسلم ہوتی ہے - "رض اللہ" یا کم اللہ "نہیں کہتی  
بلکہ "طہ اسلام" کہتی ہے - لیکن یہ پھر بھی غنیمت ہے - افراسیاب کو توحید نہیں  
یاد ہیں -

"افراسیاب نے کہا - تم مہمان عزیز ہو مہارے - ہم تم پر سحر کیا کہیں - کوئی  
مہمان کی عزت و توقیر کرتا ہے نہ کہ اللہ اس کو ستانا ہے - اے کوکب دیکھو

مسلمانوں کے یہاں بھی ان کے پیغمبر فرماتے ہیں ۔ اکرہو ضغاً ولو کان کافراً" (۱)

لکھنؤ میں آج بھی نصت اور منافقت کہنے والے کئی ہندو شعرا موجود ہیں ۔ یہ لکھنؤ کی روایت ہے ۔ لکھنؤ نے لکھنوی اور غیر لکھنوی کے صبار بنائے تھے ۔ لکھنؤ کو اس میں دلچسپی نہیں تھی کہ کون ہندو اور کون مسلمان ہے ۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو قمبر باغ میں جو راس لہلا ہوا کرتی تھی اور جس میں واجد علی شاہ عرف جان عالم بہاؤ کوٹن مراری بنا کرتے تھے اس پر شمعہ علما نے ہنگامہ کھڑا کر دیا ہوتا ۔ شمعہ علما کی خاموشی تحلیل تمدن کی شہادت ہے ۔ اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ شراب کی یہ کنیز یہ صبا رفتار یہ بختیارک اور یہ افراسیاب ۔ ۔ ۔ تمام لوگ لکھنؤ کے باشندے ہیں ۔ گیان چند نے "غالب کل غالب" اور "حدیث نبوی" کی باتوں سے دھوکا کھایا ۔ غالباً وہ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ ان لوگوں کی ریج ہندو نہیں ہے بلکہ یہ لوگ مسلمان مسلم ہوتے ہیں ۔ یہ بات بھی جون کی تون دوست تو نہیں ہے پھر بھی ان کے پہلے یہاں کے قابلے میں یہ بات نسبتاً قابل قبول ہے ۔ یہ لوگ مسلمان ہی نہیں شمعہ مسلمان مسلم ہوتے ہیں اور یہ بات تعجب خیز نہیں کیونکہ جاہ و قمر کا لکھنؤ شمعہ لکھنؤ تھا اس لئے اگر داستان کے "کار" شعروں کی زبان میں بات کرتے ملین تو انہیں بدیسی کہہ دینا دوست نہیں ہے ۔ کیونکہ اگر یہ لوگ مسلمان بھی ہیں تو لکھنؤ کے مسلمان ہیں اس لئے ہندوستانی ہیں ۔ اور اگر یہ لکھنوی نہیں ہیں تو پھر یہ بتایا جائے کہ یوں شہوان لکھنے والے عاشق کہاں پیدا ہوتے ہیں ۔

"مخمر سرخ چشم نے کہا ۔ کون ہو اسمن رخ کیا تم بھی اس بلا میں مبتلا ہو کسی کی شیدا ہو ۔ سمن رخ نے ٹھنڈی سانس کھینچی ۔ عری کی ۔ واری تھج درگور بھاڑ میں پڑے مجھے تو اس سے علاقہ نہیں ۔ مگر میں اپنے ججا کے صاحبزادے سے منسوب ہوں ۔ انہوں نے اپنی چاہت مجھ سے ظاہر کی ۔ ایک شہنوی بھی کہی ۔ مجھ بد صورت کا اس میں سراہا ہے ۔ کچھ بے ہودہ بکا ہے" (۲)

ملکہ ماران زمین کن کی ثانی اور رازدار طلسم ہوشیہا ملکہ اسرار جادو کو تو  
لکھنؤ کی محفلین یاد آتی رہتی ہیں ۔

"اسرار جادو نے کہا ۰۰۰۰۰ ہوا اس برس کا سن ہے ۔ کس کس کی آنکھیں  
دیکھیں ۔ شعرا کچے جلسہ میں شریک ہوئی ۔ جناب شیخ اہلم بخشی ناسخ  
کسا شاعر جلیل ہوا ۔ احاطہ زبان اردو کا ہاتھ دیا ۔ اس کے ہم چشم خواجہ  
حیدر علی آندھی نے کہا زبان روزو ہائی تھی ۔ یہی صاحبان ذوق کو روزو  
بہت پسند ہے " (۱)

یہ صرف ایک یاد یا ایک حسرت نہیں ہے ۔ یہ تواجہا خاصا ادبی محاکمہ ہے ۔ اور  
اسرار جادو کے مندرجہ بالا بیان کے بعد نوشک کی کوئی گنجائش ہی نہیں و جانی  
کہ ہم لکھنؤ میں ہیں ۔ اسرار تو خیر پڑھی ہے ۔ اس نے تو شعرا کی محفلین دیکھی  
ہیں ۔ اس کو تو آندھی و ناسخ کی ہم چشمتی کے قصے یاد ہیں ۔ لیکن کوکب روشن  
ضمیر تو جوان ہے اور اس نے شعرا کی وہ محفلین نہیں دیکھی ہیں لیکن ناسخ کے  
اشعار اسے بھی یاد ہیں ۔

"کوکب نے کہا ۔ استاد کس شراب ۔ کسا کباب ۔ ہوش پراگندہ ہیں ۔ خوف  
جان و ایمان ہے ۔ یہ قول حضرت ناسخ ع  
ہوتا ہوں خون دل نہیں خواہی شراب کی  
دل بہن رہا ہے کس کو ہوس ہے کباب کی " (۲)

یہ داستان گو ہمیں ایک ہل کے لئے بھی لکھنؤ سے باہر نہیں نکلے دیتے ۔  
ہر قدم ہر سطح کے پاؤں میں ایک زنجیر پڑ جاتی ہے ۔

"کئی کوس کا ایک باغ سر سلطان کے لئے تعمیر تھا ۔ اس کے ملحق نقل گہد  
سامری بہر پرستی بنائی ہے " (۳)



نسب کے ساتھ قوت کی شرط بھی لگادی ۔

" یہ بھی قید ہے واسطے قطع طلسم کے کہ وہ شخص نسل پھوسور سے ہوا اور  
اپنے وقت کا صاحبزاد ہوا اور ہر طم سے واقف ہوا اور شل رستم واسطہ دار  
ہزار پهلوانوں کا نور اپنے جسم میں رکھتا ہو۔" (۱)

نسبت کا یہ احساس اس عہد کے زوال آمادہ عہد کی ایک حقیقت تھا۔  
جنابہ مخوی "سحرالہمان" میں شہزادہ نے ماہ رخ پری کو اس لئے تولد اٹا تھا  
کہ اس نے بہزاد ہو کر آدم زاد سے محبت کرنے کا جنم کا تھا  
نیرے باپ کو گر لکھنوں تھا حال  
تو کیا حال ہو تو پھر پھر چھٹا  
نرا رنگ غیبت سے اڑتا نہیں  
نچھے کا بہزار جڑتا نہیں (۲)

لطف کی بات یہ ہے کہ ماہ رخ پر یہ الزم لگانے والا خود اسی جنم کا مرکب ہو گا  
ہے۔ وہ نسیم النساء و بہزادی پر عاشق ہے اور بعد میں اسی آدم زاد سے اس کی  
شادی بھی ہو جاتی ہے۔ جنابہ بہمن ایک اور راز بھی کھل جاتا ہے کہ وہ  
اپنی جنسی خواہشات کی تکمیل کے لئے نسب کی دیواریں پھلانگ سکتا ہے لیکن عورت  
ایسا نہیں کوسکتی۔ "طلسم" میں اس خیال کی سختی سے پابندی کی گئی ہے۔  
وہ دنیا لکھ کر ہو یا اسلام کی لیکن کوئی شہزادی کسی معمولی آدمی پر عاشق نہیں  
کوسکتی۔ معمولی لوگ شہزادوں پر عاشق ہو کر ماریے جاتے ہیں۔ اس بات کو نظر  
انداز نہیں کیا جاسکتا۔ حالانکہ "طلسم" میں یہ ظاہر عورتوں میں کا ہول بالا نظر آتا  
ہے۔ کوکب کے لشکر میں ہر ان سفید و سیاہ کی مالک ہے۔ افراسیاب کے لشکر کی  
بادشاہ حیرت ہے اور اس کے لشکر کی بادشاہ بہ جہن۔ اور جب بہ جہن اس کے ساتھ  
گرفتار ہو جاتی ہے تو نہایت کا عہدہ کسی مرد کو نہیں ملتا بلکہ وہ رخ کو ملتا ہے۔  
ان باتوں سے بھی تو معلوم ہوتا ہے کہ طاقت و دواصل عورت کے پاس ہے۔ لیکن

حقیقت یہ نہیں ہے۔ "طلسم نورافشان" میں طاقت کوکب کے پاس ہے۔ "ہوشیوار" میں انور اسباب کے پاس اور لشکر اسد میں اسد کے پاس۔ یعنی عورتوں کی بہتات کے باوجود طاقت مرد ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اس مسئلہ پر کچھ اور کہنا اس لئے ممکن نہیں ہے کہ طلسم ہوشیوار میں خاندان اور اس کے عناصر کے بارے میں کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ میان بھی اور مال بچوں کے ذکر میں داستان کوہن کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ انہیں تو عشق اور ہوس کی کہانیاں سنانی ہیں۔ اور اس قصہ کے لئے انہیں کنواری شہزادہوں کی ضرورت ہے۔ یہ محض اطلاق نہیں ہے کہ دوسری تمام داستانوں کی طرح اس داستان میں بھی شادمان خانہ داستان کی حیثیت رکھتی ہیں۔ داستان گوشادی کروائے کے بعد میں آزاد چھوڑ دیتا ہے کہ ہم خود سچ ہیں کہ شادمان ہوئیں اور پھر جگہ سے بچے ہوئے اور جسے دن ان کے پھرے وسیع اسب کے پھریں۔ اور واپسی زدگی اور اس کی ذمہ داریوں کا ذکر اور بچوں کی جتن ہیں داستان کے بنیادی آہنگ کو قصصان پہنچا۔ اور پھر ایک بات یہ بھی ہے کہ سترے والوں کو اس میں کہا دلچسپی ہو سکتی تھی کہ میان بھی کے حقوق و فرائض کی فہمیت کتنی طویل یا کتنی مختصر ہے۔ یہ بات بتانے کے لئے لکھتو کے گئی کوہن میں طما اور مجتہدین آباد تھے۔ سترے والے تو وہ باتیں سنا جاتے تھے جو محرم کی مجلسوں میں نہیں بیان کی جا سکتیں تھیں۔ مگر جو لکھتو کی زدگی کا ایک اہم جزو تھیں۔ جس نے نہ ہی گانجے کی گلی۔ اس لڑکے سے لڑکی بھلی۔

اس لئے یہ بتانا تو ممکن نہیں کہ "طلسم" میں عورت کا تصور اور حیثیت کیا ہے۔ یا مرد کا کیا مقام ہے۔ لیکن اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ مرد کو عورت پر فضیلت حاصل ہے۔ خاندان حمزہ کی عورتیں خاندانِ طور پر افضل ہیں اس لئے وہ کس سے عشق میں نہیں کر سکتیں۔ "طلسم" میں اس گھرائے کی کس لڑکی نے محبت نہیں کی۔ دوسری شہزادہاں عشق کرتی ہیں لیکن یا تو پورا پورا والوں سے یا خاندان حمزہ کے کس فرد سے کیونکہ وہ خاندانِ طور پر ان سے بہتر ہیں۔ عورت ایک ہی بار عشق کر سکتی ہے۔ لیکن وہ اس حمزہ ہون یا ان کے پرانی غمخوار ہیں اسد۔ انہیں قدم قدم پر عشق کرنا پڑتا ہے۔

لیکن اتنا ضرور ہے کہ خاندان کو نظرات از کرنے کے باوجود گھوٹورہ کی کو  
ان داستان گوہن نے نظرات از نہیں کیا ہے۔ کئی مقامات پر بڑی جتنی جاگتی  
تصویروں میں جو اس مطالعہ میں مددگار ثابت ہوئی ہیں۔

ایک بات تو یہ معلوم ہوئی ہے کہ وہ طبقہ اعلیٰ ہوا طبقہ ادبی دونوں  
میں طبقوں میں بھوان شوہروں کے ماحول سے مارکھاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ مان  
کا ہلا بھاری نظر آتا ہے۔

"قرآن بہ شکل مرد قوی ہیکل سونٹا ہاتھ میں لٹے ایک طرف سے آکر پہنچا  
اور لٹکرا۔ کون ملازمتی تو مصنفہ کہا کرتی تھی کہ مجھے کس کے ساتھ بکڑو  
تو میں جانوں۔ آج میں نے تیرے بار کے ساتھ تجھے بکڑا۔ آج تیری نک  
کافن گا۔۔۔۔۔۔ وہ عورت تو سہم کر رکی اور وہ عاشق بھاگا۔۔۔۔۔۔ شوہر  
مصنوعی نے آکر مال سر کے پکڑے اور براہ بناوٹ اس عورت کو مارنے لگا اور عورت  
بھی۔۔۔۔۔۔ شوہر کو دھتکڑ مارتی تھی اور کہتی تھی۔ تیرا اجارہ ہے۔  
جو میرا جی چاہیگا کرونگی اور تیرے مہ میں ہو جھون کی بھڑوے۔ آج تجھے بڑی  
غیرت آئی اور کل اس نے دس روپے کا کڑا بچہ کو لادیا تو وہ جھکے سے لے لیا۔  
یہ نہ جانتا کہ آخر کس علاقہ سے دیتا ہے۔ آج آیا ہے اپنا تعلق جتا ہے۔۔۔۔۔۔  
غیرت کے عورت تو مرد کو دشنام دیتی ہے اور کاٹ کھاتی ہے اور مرد سونٹے مارتا  
ہے۔" (۱)

اس اقتباس میں ہاشرہ کی جو تصویر ہے اس سے اس وقت فہم نہیں۔  
لیکن بیان بھوی کی دانتا کلکل نہایت ہوگی۔ البتہ تو نچلا طبقہ ہے اور اس طبقہ  
میں یہ مارہٹ آج بھی عام ہے۔ مگر جب داستان کو اس مارہٹ کو "اشراف" کے  
گھروں میں پہنچا دیتے ہیں تب البتہ عجیب ہوتا ہے۔ یہ بات ظاہراً درست نہیں  
ہے۔ اور شاید یہ باتیں داستان گوہن نے صرف مذاق اڑانے کی نیت سے بیان کی ہیں۔  
داستان گوہن کی نیت جو بھی ہو نظر یہ آتا ہے کہ ملکہ صورت نگار اپنے شوہر اور

خداوند زادے مصور جادو کے ہاتھ سے مارکھا رہی ہے۔  
 "مصور نے صورت نگار کو ایک طمانچہ مارا۔ چوٹی پکڑ کر کہا۔ دور ہو۔ میں نے  
 تجھ کو طلاق دی" (۱)

یہ مصور جو طلاق دے رہا ہے مسلمان نہیں ہے۔ اس لئے یہ نقشہ نکالنا چاہئے  
 کہ طلسم کے لوگ۔ ہندو یا مسلمان نہیں ہیں بلکہ لکھنوی ہیں۔

لیکن اس ماریٹ اور دانتا کلک کے باوجود جادوگوں کی دنیا میں عورت کی  
 حالت نسبتاً بہتر ہے۔ وہ نہ حلیم کتنے قلموں کی حکمران ہیں۔ نہ دوست جنرل  
 ہیں۔ کئی طلسموں کی مالک ہیں۔ حبو ہائے ہفت/مین جود و سخت تو بن حبیب  
 مین ان کی حکمران بھی عورتیں ہیں۔ دوسرے حبو کی مالک ملکہ تارک شکل کش  
 ہے اور ہانجوں کی ملکہ بلقوت سخندان۔ اسد کے لشکر میں ان نو مسلم شہزادہوں  
 کی حالت حرم امیر کی خواتین سے اچھی ہے۔ لیکن گھ بڑھنے کے بعد ان کی حالت  
 بھی وہی ہو جاتی ہے۔ لشکر امیر کی عورتیں تو نظر ہی نہیں آتیں۔ ہاں جب لشکر  
 اسلام ہر کوئی سخت وقت بڑھا ہے تو ان کے رونے دھونے اور مین کی آوازیں سنکر  
 ہم ان کی طرف دیکھتے ہر مجبور ہو جاتے ہیں۔ پردہ بہت سخت ہے۔ اتنا سخت  
 کہ بزم گہ میں بھی اس کا خیال رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ جب لکھنوی لڑنے لڑنے  
 مشورہ قلم کو اٹھا کر ہاتھی پر رکھنا چاہا تو وہ پہلایے لگی کہ نامحرم اسے ہاتھ  
 نہ لگائے۔ لکھنوی نے کہا کہ انہی نے قلم کو گود میں ہالا ہے (۲) اس گفتگو  
 سے یہ حلیم ہوتا ہے کہ گھر کے برائے واقف کاہن سے بھی پردہ کیا جاتا تھا۔  
 یہی وجہ ہے کہ حرم امیر کی خواتین اپنی قنائین سے باہر نہیں آتیں۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا اس سخت پردہ کو اسلامی یا عربی پردہ کہا جاسکتا  
 ہے؟ پردہ غیر اسلامی ہے۔ اسلام تو صرف سر اور سہ چھپانے کا مشورہ دیتا ہے۔  
 یہ پردہ ہندوستانی ہے اور یہ کہنا بھی سو فیصدی درست نہیں ہے کہ عربوں  
 پشمانوں اور ملوں کے آنے سے پہلے ہندوستان پردہ سے ناواقف تھا۔ اس کی



شہادتین موجود ہیں کہ قدیم ہندوستان بھی پردہ سے واقف تھا۔ شاہی حرم کی خواتین کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہوا کرتی اور نہ کس باہری آدمی کو داخل ہونے کا حق تھا۔ (۱) قدیم کلاسیکی ادب میں "اورڈھا" سخت پردہ کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ وات سین نے البتہ اس لفظ کو استعمال نہیں کیا ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ یہ لفظ عہد مسیح سے پہلے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اشوک کی لاٹ نمبر چار کے فرمان میں یہ لفظ موجود ہے۔ اس لئے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ ہندوستان میں کم سے کم عہد موریہ کے لوگ تو پردہ کے قائل تھے ہی۔ "ارتھ شاستر" میں بھی یہ لفظ موجود ہے۔ لیکن پردہ کا غالباً پہلا ذکر ہانتی کے یہاں ملتا ہے۔ اپنے ایک سوتر میں ہانتی نے "اسوریہ ہاسیا" کہا ہے جسے علامہ حن نے یوں واضح کیا ہے کہ "و جسے سوچ نے نہ دیکھا ہو"۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ہانتی کے عہد میں شاہی خاندانوں میں سخت قسم کا پردہ رائج تھا۔ ہانتی کا عہد مسیح سے پانچ سو برس پہلے کہا جاتا ہے اور اگر وہ اس پردہ کا ذکر کرتا ہے تو اس کے معنی/میں کہ یہ رسم اس کے پہلے سے چلی آ رہی تھی (۲) اظہر بھی "ایک قسم کے پردہ" کا وجود تسلیم کرتے ہیں اور اس خیال کا اظہار کرتے ہیں کہ سنہ ۳۰۰ء سے بعض شاہی خاندانوں میں یہ خیال نظر آنے لگا ہے کہ شاہی خاندان کی خواتین کو ہرکس و ناکس کے سامنے نہیں آنا چاہئے (۳) لیکن اظہر ہی اس خیال کا اظہار بھی کرتے ہیں کہ ہندو عورتوں نے سلطان فاتحین کے آنے کے بعد پردہ کرنا شروع کیا (۴) اپنے اس دھڑے کے تحت میں وہ ایک عہد سماج ابو زاہد کے مشاہدہ کو پیش کرتے ہیں۔ اس نے دسویں صدی میں ہندوستان کا سفر کیا اور یہ لکھا کہ ہندوستانی رانیاں ہرکس نقاب کے نکلا

(۱) مقدس قوانین میں عورت کی حیثیت (انگریزی) ۶۴ - ۶۵

(۲) مقدس قوانین میں عورت کی حیثیت (انگریزی) ۶۲ - ۶۳

(۳) اظہر: ہندو تہذیب میں عورت کی حیثیت (انگریزی) ۱۹۸ - ۲۰۰

(۴) ایضاً ۲۰۶

کرتی تھیں (۱) وہ نقشہ یہ نکالتے ہیں کہ ہندو عورتوں نے پندرہویں صدی میں پردہ کرنا شروع کیا (۲) اویادھیا بھی قدیم ہندوستان میں "ایک قسم کے پردہ" کو تسلیم کرتے ہیں۔ کوشاما اور ہاتھی کی شہادتوں کی موجودگی میں اظہر کی کہات قابل قبول نہیں معلوم ہوتی کہ قدیم ہندوستان پردہ کے تصور سے ناواقف تھا۔ مسلمان بھی اپنے ساتھ پردہ کا ایک تصور لائے تھے۔ لیکن انہوں نے یہاں آنے کے بعد اپنا تصور بدلا اور یہاں کے تصور کو اپنایا چنانچہ مسلمان عورتیں سوچ کو توسیع لگن۔ اس لئے "طلسم ہوشیا" کے پردہ کے بارے میں کلم الدین کی رائے صحیح معلوم ہوتی ہے کہ طلسم کی عورتیں اسلامی پردہ نہیں کرتیں بلکہ ہندوستانی پردہ کرتی ہیں (۳) اور یہ پردہ "طلسم" میں دونوں طرف موجود ہے۔ میدان جنگ میں عورتوں کی محفوظ رکھ کر یہ نقشہ نہیں نکالنا چاہئے کہ طلسم ہوشیا کی عورتیں پردہ نہیں کرتیں۔ بادشاہ کوہ طوق کی لڑکی پردہ کرتی ہے جہی نو دروازہ کے پردہ کی اوٹ سے ناچ دیکھ رہی ہے (۴) اور جب ہمارا اس کی شکل میں ہماری کرتے ہیں اور ہماری کھل جاتی ہے تو اجال اپنی پردہ نشین ہوشیہ کو بھیجے دیوار میں دیکھ حیران و جانا ہے۔

"اجال نے پہچانا کہ مری ہوشیہ ملکہ نسرتین عورتیں مزدختر مسلمان ہے۔

یہ گھبراہٹ کا معاملہ میں اس پر غیبت ہوئی کہ چلی آئی : (۶)

اور جب شہنشاہ نلم نے دختر مواج کے لئے اپنا ہنگام اس کی دای موٹائی سحر کے گھر بھیجا تو "موٹائی سحر نے پردہ کر کے صاحب کو ادا دیا : (۵) لیکن اس کے باوجود جہاں گھر میں پردہ بہت سخت نہیں ہے۔ اور حمزہ کے یہاں اتنا سخت

(۱) اظہر : ہندو تہذیب میں عورت کی حیثیت (انگریزی) ۲۰۳ (۲) ایضاً ۲۰۷

(۳) اویادھیا : گالی داس کے یہاں ہندوستان (انگریزی) ۱۸۹

(۴) کلم الدین : فن داستان گوئی ۹۱

(۵) (۱۰۳۵) ۶

(۶) (۲۶) ۱

(۵) (۲۱) ۱

پردہ ہے کہ سوچ بھی ان شہزادہوں کو نہیں دیکھ پاتا ۔ کیا مجال جوان  
شہزادہوں کی ایک جھلک نظر آجائے ۔ داستان کود و ایک بار شاید بھول کر ہمیں  
ان بارگاہوں میں لے جائے ہیں اور بس ۔ موانع بھی بیشتر مصیبت کے ہیں ۔ اور  
رونا بھٹا مچا ہوا ہے ۔

”بادشاہ رفیعہ آنکھیں کھولتے تھے تو ناموس کو مصروف گریہ دیکھا بال کھڑے  
پیشانی حال دیکھ کر جو شجاعت سے اٹھنے کا ارادہ کرتے تھے کہ جا کر حریف  
سے مقابلہ کریں ۔ لیکن رخم شق ہو جاتے تھے اور لہو جاری ہوتا تھا ۔ پھر  
گرتے تھے ۔ بھڑکے ہو جاتے تھے ۔ شہزادہاں ہر ایک کی پی پیان اپنے اپنے  
شوہر سے لپٹ جاتی تھیں اور ہلہلا کر روتی تھیں ۔

یہ کس طرح کی آفت آئی ہے اب  
ہماری تمھاری جدا ہی ہے اب  
جھٹکنے جو ہم قہر سے اے رشک حور  
مہنگے لاکھ کر اب ضرور  
خطائیں مری اے سخی بخش دو  
میرے جہم کو باخوش بخش دو  
افسین ناز سے پھر و ملہ تمام  
کئے زہر کے سب نے تیار جام  
لکھن کہنے و گل بدن پھر کے آہ  
کنڈوں کہان اب پھرنگی نہا  
جھٹکنے ہ رنج و بلا کے لئے  
بلا دو یہ زہر اب خدا کے لئے  
بلائیں و لئے لئے کے رونے لکھن  
غم و درد سے جان کھوئے لکھن (۱)

ہم بازار گاہ میں ہیں ۔ یہ عورتیں ہماری سامنے رو رہی ہیں ۔ پھر بھی یہ عورتیں ہماری سامنے نہیں ہیں ۔ ہمیں نہیں معلوم کہ ان کی شکلیں کس میں اور لباس کسے میں ۔ ہمیں یہ بھی نہیں معلوم کہ ان کے جسموں پر کون کون سے زخموں ہیں ۔

مگر جبہ بالا اقتباس میں ایک اور اہم بات بھی ہے ۔ یہ شہزادہاں خود کسی کمریے پر آمادہ ہیں ۔ اسے سنی ہوئے نو نہیں کہا جاسکتا لیکن یہ ادا از حد و عورتوں کا ہے ۔ یہیں خواجہ عسکر کے اس مشہور عمارت کا حوالہ بھی دیا جاسکتا ہے جس میں وہ زوجہ باغیان ملکہ گجین کے روپ میں سنی ہوئے گاڑ ہوئے رجا کر باغیان کی لائے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے ۔ خواجہ نے اس عمارت کو پھر ساتویں جلد میں بھی دہرایا ۔ جب قلعہ مہرانہ پر کوکب کا مشہور کامل لڑنے لڑنے مارا گیا تو عسکر زوجہ کوکب ملکہ حنا گلگون ہوئی بن آئے ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جادو گروں کی دغا میں سنی ہوئے کی روایت زدہ ہے ۔ لیکن سلطان عورتوں کے ہاتھوں میں زہر کا جام دیکھ کر ضرور صعب ہوتا ہے ۔ یہی کی ویا کے اس تصور پر حد و اثرات کی گہری جھاپ ہے ۔

لکھنوی لندن کو "مصطفیٰ کا لندن" کہتے ہیں عزیز احمد فراتی گورکھ پوری کے ہمنوا ہیں ۔ لیکن وہ بھی ان عورتوں کو بد میں نہیں کہتے ۔ یہ لکھنوی کی عورتیں ہمیں "طلسم" میں مان ہیں ۔ یہی یہی محبوبہ اور رٹ ہیں اور کسموں کی شکل میں نظر آتی ہیں ۔ حسن عسکری رفیع سے غلطی یہ ہوئی کہ انہوں نے ہائی شکلیں کو نظرات از کو دیا اور صرف رٹ کی حیثیت کو اہم جان کر اس پر اچھے طریقوں کی عبارت کھڑی کر لی ۔ اس میں جن کو کوئی طوائف کسے مان لے ؟

"اگر افراسیاب قند خانہ میں گیا اور اپنی دختر ملک اختر ملک مہر جہیں الناس ہوئی سے کہا کہ تو عشق و محبت اسد غازی سے ہاتھ اٹھا ۔ تو یہ کہہ میں تیرے کو رہا کر دینگا ۔ وہی سلطنت حکومت صلا کو دینگا ۔ اس حریق آگنی اشتعال ... نے یہیں جواب دیا کہ میرا اس شہر دل کا ساتھ ہے ۔ اس شہر ہار کا دامن میرا ساتھ ہے ۔ ان کے ساتھ ہی تڑپ تڑپ کے مرجائیں گی ۔ یہیں لطف زدہ کی ہے ۔

افراسیاب ان کلمات محبت آمیز پر جھلکا ہے۔ مجبور ہو کر قید خانے سے چلا  
آتا ہے (۱)

اس لالان خون تھا کو کوئی فن بازی کسے مان لیے :

"لالان خون تھا نے سر پہ لیا۔ صاحبو میں یہاں سے نہ جاؤں گی۔  
میرے وارث ناچار نے جس مقام پر بیٹھا دیا ہے اس مقام پر جان دین کی۔  
وارث بھی آکر لائے اس مقام پر پائے۔ صاحبان صمت یہ تو کہیں کہ ثابت قدم  
کوئی محبت تھی۔ جہاں وارث نے بیٹھا دیا اس مقام پر جان دے دی" (۲)

مہد جہن اشعار سو مملکت کے بادشاہ یا اختیار کی لڑکی ہے اور لالان خون تھا  
خداوند دائرہ کی اگلی بیٹی ہے۔ ایک نے ایک مملوک الحال قزاق اسد بن کرب خانی  
کے لئے حکومت کولات مار دی اور دوسری نے خدائی کو ٹھکرا دیا اور وہاں ہرجان دینے  
پیشہ کی جہاں اسے اس کا وارث بیٹھا گیا ہے۔ جاگودارانہ سماج رخصت کے وقت  
بیٹی کو یہی نصیحت کیا کرتا تھا کہ جس گھر جارہی ہو وہاں سے نکلے نولائے ہی  
نکلے !

وفا کا یہ احساس کس مہد جہن یا لالان خون تھا ہی تک محدود نہیں ہے۔  
مواج قطرہ زن نے اسد کے لئے نلیم کوہ کی حکومت چھوڑی ہے۔ ملکہ لعل سخندان  
نے حبشہ کی حکومت ترک کی ہے۔ مخمور اور بہار نے افراسیاب جیسے یا اختیار  
کی محبت کو نظرائہ از کا ہے۔ "طلسم ہوشیا" کی عورتوں کو اپنی محبت پر اہل  
بھروسا ہے اس لئے وہ اپنی محبت کے لئے بڑی سے بڑی قربانیاں دینی نظر آتی ہیں۔  
ان کی قربانیاں اتنی بڑی ہیں کہ لکھنؤ کا چوک محلہ ان قربانوں کے کس لمحہ  
کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا !

اصل میں حسن عسکری اور عزیز احمد نے ان شہزادہوں کی پریما کی سے دھوکا  
کھایا۔ لیکن یہ پریما کی داستان گوہن کے ماحشرہ کا آئینہ ہے اور اس کے سائے سے

بچنے کی کوئی صورت نہیں ۔ ہم واحد علی شاہ کی کہانیاں کہے نہیں مسلم ہیں ۔  
لکھنؤ کی عورتوں کے ہاں سے شوق کی مثنوی "نوب عشق" کی یہ شہادت کافی ہے

رٹیاں گو کہ ساری آفت ہیں  
ہمکن اور بھی قیامت ہیں  
کھلتا مرا کہ یہ ان کا راز نہیں  
کون ان میں ہے جو جہنم نہیں  
ڈھونڈتی پھر ہی خود حسن ہیں  
ہم سے بڑھکر تماشا ہیں (۱)

اب اگر ایک ایسے دنیا میں "جہان عورتیں ہم سے بڑھکر تماشا ہیں" ہوں  
داستان گوہن نے ہاروا اور عصمت صاحب شہزادہ ہوں کا مہولی تار کا توبہ ان کا کمال  
ہے ۔ اس پران کی صرف کرنی چاہئے نہ کہ طعن !

یہیں ایک اور اشارہ کر دینا ضروری مسلم ہوتا ہے جو کلم الدین کے اس  
دعویٰ کو قوت پہنچاتا ہے کہ "طلم ہوشیا" ایک مثالی زندگی کی تلاش کی علامت  
ہے ۔ ہماری داستان گوہن نے اس زمانے میں مسلم نسوان کی بات کی جب "اعراف"  
کی مٹھان تودور رہیں ، مٹھن تک کو مسلم دینا صوب سمجھا جاتا تھا !

"ہات ملکہ ہوشیہ جادو کو پسند آئی ۔ چہرہ کی پلائیں لین اور نقوش حسن  
وہر کی دھائیں دین ۔ کہا ۔ یہیں کیا مقول بات کہی ہے ۔ حقیقت میں یہ  
مجھے خیال میں نہ تھا ۔ تلم خدا پڑھی لکھی ہو ۰۰۰۰۰۰ کہہ کر کنیزوں کی  
طرف متوجہ ہوئی ۔ کہا ۔ صاحبو تم نے نہانت کو ہماری صاحبزادی کی دیکھا ۔  
میرے شک بڑھنے لکھنے سے جا آ نکھیں ہو جاتی ہیں ؟ (۲)

(۱) صلا اللہ علیہ : تذکرہ شوق ۲۹۰-۲۹۱

(۲) ۵ (۲۶۲)  
۱

یہ ہے "طلسم" کی عورت جو یہ تک وقت قابل احترام بھی ہے اور قابل نفرت بھی۔ یہی عورت دلون کی ملکہ اور گھوٹوں کی مالکہ ہے۔ یہیں سے گھوٹلوڑہ کی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

صبح کا وقت ہے۔

ہوئی بت خانے سے ناقوس کی پیدا آواز

چلے جتنا کوہرہمن کوئی لے کر مورت (۱)

امیر، ابھی مسجد کو پاس میں ہیں اور اوراد وظائف میں مشغول ہیں (۲)

اور دوسری طرف :

"صہلم اپنے چہرہ کھٹ سے اٹھا۔ ہوجے ہاٹ کا سامان کیا۔ کٹوئیں ہر جاگرد و لٹون سے اشناں کیا۔ دھوئی بھی اچھی طرح نہ بھیگی۔ ساڑی منکوا کر ہاتھ میں۔ ہرنجی لٹا ہاتھ میں۔ سامری جمشید کی سامنے تصویریں رکھیں۔ کچھ متوجہ نہ ہونے لگا۔" (۳)

اور غرظم و جاسوز جو مشورہ کر کے دشمن کی لشکر گاہ میں پہنچے تو انہوں نے دیکھا :

"کہ لشکر میں جادوگر سحر تیار کر رہے ہیں۔ بعضے کٹوئیں پر نہاتے ہیں۔ چند دیوان کو ہانی دیتے ہیں۔" (۴)

اور ایک جگہ :

"مورت ٹھاکر جس کی رکھی ہوئی ہے۔ اس کی ہلکی ہر ایک گھڑا ہانی اس میں قلیل سا سوراخ۔ یہ بہت کم یہ زیادہ فواخ۔ سر پر ٹھاکر جس کے ایک ایک قطرہ ہانی کا گر رہا ہے۔" (۵)

(۲) ۵ (۲۲)

(۲) ۱ (۲۰۲)

(۱) ۲ (۲۹۸)

(۵) ۵ (۱۶۸)

(۲) ۲ (۱۱۳۳)

صبح ہوگی اور صبح کے اختتام شروع ہوئے۔

"جنین جوگی پر بھی منہ دھو رہی ہے۔ کنگڑوں آفتاب اور طشت لئے حاضر ہیں۔ کس کے ہاتھ میں بسن دای ہے۔ کوئی جیسی لئے کھڑی ہے۔ جنین نے رخسار پر صابون ملا ہے اور پھیپھان ہونٹوں پر سے لالی کی اور دانتوں سے پھینک من کی چھڑا رہی ہے" (۱)

"کنگڑوں نے حمام گرم کیا۔ زہر و زچہ نے حمام کو کئے لباس پر تکلف زیب جسم کیا" (۲)

یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ ایٹن کے پھر تو ہندوستانی غسل کا تصور ہی دشوار ہے۔ (۳)

غسل ختم ہوا تو سنگار شروع ہوا۔ ہونٹوں سے لالی اور دانتوں سے من چھڑائی جا چکی ہے۔ اس لئے ہاتھ کھلا (۴) رئیس زلف ہون کے پہان طلائی مٹاپے کھلے (۵) آئینہ سامنے رکھا گیا (۶) آئینے حلیں میں (۷) اور کئی طرح کے میں۔ قد آدم بھی میں (۸) اور ہتھک دار بھی (۹)

آئینوں کے استعمال سے ہندوستان ایک عرصہ سے واقف ہے۔ کالی داس کے ڈراموں میں سنگار کے لئے آئینہ استعمال ہو چکا ہے۔ (۱۰)

یہ ہر حال آئینوں کے سامنے سینگ (۱۱) اور ہاتھی دانت (۱۲) کی کنگھڑوں سے گھوسنوا رہے گئے۔ سر میں زری کا موہاف ڈالا گیا اور "بڑا اونچا سر گدھا" (۱۳) یہ نہ ہوا تو بال بال میں مونی ہوئے گئے۔

(۱) (۲۶۶)۲ (۲) (۸۲۲)۳ (۳) (۴۴۲)۱

(۴) (۱۳)۱ (۵) (۱۸۸)۱ (۶) (۸)۱

(۷) (۲۳)۱ (۸) (۴۴۲)۱ (۹) (۵۰۳)۴

(۱۰) اولاد دیا : کالی داس میں ہندوستان (انگریزی) ۲۰۴

(۱۱) (۸۴۰)۱ (۱۲) (۸۴۰)۱ (۱۳) (۴۴۱)۱



”مشوق گمذار نے ہال ہال میں مونی پروٹے ہیں ۔ نہیں نہیں ۔ لمبتان  
نورگ نے بالوں میں ہڈر جھڑکا تھا : (۱)

”ہڈر“ کے اس استعمال پر حیرت کرنے کی گنجائش نہیں ۔ انشا کے ایک قصیدہ  
کا شعر ہے :

کوئی شہم سے جھڑک بالوں پہ اپنے ہڈر  
بہش کر جلو کی کوس پہ دکھاوگا بہین

عبر و عار نے ملکہ خمار کا سرد و پار اس لئے موٹا لیا کہ وہ بالوں میں مونی پروٹے رہتی  
تھی ۔ لیکن اگر ہال ہال مونی نہ بھی پروٹے گئے تو مونوں سے مانگ ہی بھولی گئی ۔

”ملکہ کے حسن کی بہار ۔ ہاتھ پاؤں میں منہدی لگی ۔ مانگ مونوں سے  
بھری عجیب بہار دکھاتی تھی : (۲)

بھر نرجسے جوئے ہاتھ سے گئے ۔

”دیکھا بہار جھڑی بھولوں کی ہاتھ میں لئے لگشت کر رہی ہے ۔ جڑا نرجسہ  
بہ ما ہے : (۳)

لیکن جڑا ہاتھ ہٹا کوئی ضروری نہیں ہے ۔ کھجوری جوشان بھی نظر آتی ہیں ۔

”اب روان کا ڈھک سر سے ڈھلکا ہوا اور کھجوری جوئی گدھ میں ہوئی : (۴)

---

(۳۴)۱	(۲)	(۳۳)۲	(۱)
(۶۰)۶	(۲)	(۱۴۳)۱	(۳)

ہجمن کی مٹھ میان گوٹھ میں جاتی ہیں (۱) اور ان میں سے <sup>نار</sup>ڈالا جاتا ہے (۲)  
بالوں کا یہ سنگار سو فیصدی حد وسطانی ہے (۳)

بال سنور جکے نو مانگ، میں سے دور بھرا گیا (۴) مانگے پر سے دور کا ٹک لگایا  
گیا (۵) یا اٹھان کی کھکشان بنائی گئی ہے  
”بھاریے مقامہ کھول کراہی بھائی پر افشان اور جاٹ ٹکی لگائی“ (۶)

بھرا نکھن میں کاجل (۷) یا سرہ (۸) لگایا گیا ہے۔ ضیق کی سرہ دانان  
کھلین (۹) دانوں میں سے بھری گئی (۱۰) گگوٹھ اور غاٹو لگایا گیا ہے (۱۱) اور  
آئینہ بلوین (۱۲) کے سامنے بالوں کی ان بھون (۱۳) پر ایک ناقدانہ نگہ ڈالی  
گئی ہے۔

جھوٹے سے فرصت ہوئی تو ماند اور ہاٹن کی دیکھ بھال شروع ہوئی ہے۔ ہر دور  
مہندی رچائی گئی ہے (۱۴) مہا اور استعمال کی گئی (۱۵) اور عروسیے گروٹھ کو مشورہ  
دیا :

”ہی گروٹھ، تم کو اپنی صورت کی قدر نہیں ہے۔ اپنے کو بنگلے رہتی ہو۔ صبح  
کواٹھ کر دو انگلیاں من میں لگا لیا کرو۔ بٹھا منہ پر ملا کرو۔ جاردن میں رنگت  
کھل جائیگی“ (۱۶)

طرودان کھلے۔ (۱۷) یہ طردان بھی خاصا قدم ہے۔ عہد کالی داس میں  
اس کا سراغ ملتا ہے۔ (۱۸) ان طردان میں مختلف قسم کے طرہ ہیں۔ یہ طرہ

---

(۱)	(۳۹۹)۳	(۲)	(۵۳)۵	
(۳)	اوپر دھما : کالی داس میں حد وسطان (انگریزی) ۲۰۴			
(۴)	(۸۷۱)	(۵)	(۶۱)	(۱۷۱)۱
(۸)	(۷۱)۱	(۶) (۶۶۵)۴	(۱۰) (۱۳)۱	(۱۱) (۱۱۸)۳
(۱۲)	(۱۶۴)۴	(۱۳) (۲۶۵)۴	(۱۴) (۳۴)۱	(۱۵) (۸۷۱)
(۱۷)	(۶)۱	(۱۸) اوپر دھما : کالی داس میں حد وسطان (انگریزی) ۲۰۸		

---

یہی ظاہر ہے کہ قدیم مہن = ارنہ شاستر میں ان کا باقاعدہ ذکر ملتا ہے۔ آئین اکبری  
میں ان کا ذکر تفصیل سے کیا گیا ہے۔ اکبر کے عہد میں نوان کے لئے ایک ہورا عہدہ  
تھا جس کا نظم میں خوشبو خواہ تھا۔ (۱) لیکن داستان گو صرف حنا (۲) اور موئے (۳)  
کے طور کا ذکر کرتے ہیں۔

طرز لکھ چکا نولہاس کا انتخاب شروع ہوا۔

پہلے محرم پہنا گا۔

محرم کی بھی وہ غضب کھاوٹ

سننے سے گلے ہوئے لگاوٹ (۵)

وہ شتم کی انگا بنی تنگ و جست

کنارہ بہ مینا بنت کی دوست (۶)

گو بھڑکی وہ جوں چشم بد دور

بنی تھی موموں کی ہل اس پر

ٹکے مہرے بھی تھے اپنی جگہ پر (۷)

”انکا نظم گو کہمروکی“ میں ہے (۸) اور طرائف کی بھی (۹) اس کے بعد جست محرم  
پر پھنس پھنس کر پی پھنی گئی (۱۰) جو ”لہی ہوئی (ہے) تنگ و جست پر مہن“ (۱۱)  
کرتان ہرزہ میں (۱۲) اور جالی مہن کی بھی (۱۳) آستینوں دار کرتان میں  
نظر آجانی مہن (۱۴) اونچی جولی (۱۵) اور گاندانی کی انکا (۱۶) پڑ بھاری کرتوں  
کی بہار دیکھنے کے قابل ہے (۱۷) یہ کرتان طبع طرح کی مہن = سبز بادلیے کی

(۱) جوہر : عہد ضلیہ کا سماج اور اس کی تہذیب (انگریزی) ۱۵

(۱۸۹)۳ (۲)	(۱۸۹)۳ (۳)	(۵۴)۲ (۴)	(۱۸۹)۳ (۵)
(۲۶)۱ (۶)	(۹۳)۱ (۷)	(۵۲۵)۲ (۸)	(۲۶)۱ (۹)
(۵۱)۱ (۱۰)	(۲۵۴)۲ (۱۱)	(۲۲۵)۱ (۱۲)	(۲۶)۱ (۱۳)
(۳۶)۱ (۱۴)	(۱۴۵)۲ (۱۵)	(۵۱۸)۱ (۱۶)	(۱۸۴)۲ (۱۷)
(۱۸۴)۲ (۱۸)	(۱۸۴)۲ (۱۹)		

کرتبان میں جونک سے اونچے میں (۱۷) ملل کی کرتبان میں (۲) آب روان کی  
کرتبان میں (۳) ناف تک کی گھٹنیں دار کرتبان میں (۴) آب روان کی چست گھٹنیں  
دار کرتبی میں ہے (۵) اور گاڑھے کی کرتبان میں جن میں تول کی گوٹ لگی ہے (۶)

پیشواز نکالی گئی (۷) پیشوازیں اکری میں (۸) جواہر دوز میں (۹) زورار  
میں (۱۰) اور ستارہ دار میں (۱۱) پیشوازیہ کا ذکر آئیں اکری میں بھی ملتا ہے (۱۲)

پیشوازیں کی ضرورت نہ ہونی توجوڑی دار ہائجامے پہنے گئے (۱۳) یا ہائچے  
نکالے گئے (۱۴) یا ہائچے گھدن کے لچھے دار میں (۱۵) یا ہونے دار اطلس کے میں  
(۱۶) گلی دار میں (۱۷) اور سات پاٹ والے میں (۱۸) یا ہائچے اتنے بڑے میں  
کہ یا تو کلاٹوں پر پہنے گئے (۱۹) یا انہیں منہالے کے لئے گھٹنوں کی ضرورت ہوگی (۲۰)

جہان ہائچے نہ پہنے گئے <sup>وہاں</sup> لہنگے نکلے (۲۱) یا لہنگے زربفت کے میں جن جو  
دھونی کے اٹھ ازہر کسے جانتے (۲۲) لہنگے سنباف دار میں (۲۳) یا گنگم کے  
میں جن پر سوائی لگی ہے (۲۴) یا مشجر (۲۵) اور اطلس زراہ وز کے میں (۲۶)

---

(۵۰۹۳) (۳)	(۱۹۶)۴ (۲)	(۶۷۹)۴ (۱)
(۵۶۶)۵ (۷)	(۶۵)۵ (۵)	(۸۱۱)۳ (۴)
(۲۴۹)۱ (۹)	(۹۳)۱ (۸)	(۱۳)۱ (۵)
(۱۲) ابوالفضل: آئین اکبری ۱۲	(۲۹۳) (۱۱)	(۹۶۳)۳ (۱۰)
(۱۶)۴ (۱۵)	(۱۷۳)۱ (۱۴)	(۳۲)۶ (۱۳)
(۱۰۶۳)۴ (۱۸)	(۵۵۸)۳ (۱۷)	(۶۵۳)۱ (۱۶)
(۴۳)۱ (۲۱)	(۶۲۸)۳ (۲۰)	(۱۷۳)۱ (۱۹)
(۳۰۷)۴ (۲۴)	(۳۱۱)۱ (۲۳)	(۵۸)۱ (۲۲)
	(۷۴۸)۳ (۲۶)	(۱۷۰)۳ (۲۵)

الہکر کا کہنا تو یہ ہے کہ لہنگے مسلمانوں کے بعد رائج ہوئے (۱) لیکن اوجھا نے "رگ وید" مضمون کے کنگالی طے پر مبنی ہوں رانی اور باہی کی تصویر اور ایک جینی مورت کے حوالہ سے یہ بات کہی ہے کہ لہنگا ہندوستانی مسلمانوں سے بہت زیادہ قدیم ہے۔ (۲)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں پانچجون یا لہنگوں کے نیچے ایک جانگھیا پہنی جاتی تھی۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ عمارت کون مٹی۔

"ملکہ نے ایک جانگھیا تو رہنے دی باقی پرہہ ہو کر اس نہر میں کودی" (۳)

کھواب (۴) اور سوس کے پانچاموں کا ذکر بھی ملتا ہے (۵) اطلس کے پانچاہ بھی پہنے جاتے ہیں (۶) اور اطلس زراعت ورکے بھی (۷) شلوان بھی نظر آ جاتی ہیں (۸)۔

بڑی جادوگرزینوں نے سوس کا پانچاہ پہن کر سر پر نیلا قصاہ باندھا۔  
 لہا (۹) لیکن جوان شہزادہ بن اور کمنوں نے ڈھٹے نکلے (۱۰) ڈھٹوں کی ایک دنیا آباد ہے۔ آج کل ہلو کا ڈھٹ ہے (۱۱) کس ڈھٹ میں لہکا ہکا ہے۔ کن لگ ہے۔  
 (۱۲) شیم کا ڈھٹ بھی ہے (۱۳) اور گھاس کی اڑھنی بھی۔ (۱۴) ہٹاوس ڈھٹے بھی موجود ہیں (۱۵) ہادہ کے ڈھٹے بھی اڑھے جاتے ہیں (۱۶) اور زنگاری ڈھٹے بھی۔ (۱۷) کامدانی کا سادہ/بھی نظر آتا ہے (۱۸) اور گاج کا بھی (۱۹) مہین

(۱) الہکر : ہندو تہذیب میں عورت کی حیثیت (انگریزی) ۳۵۶

(۲) اوجھا : ہندوستانی تہذیب (انگریزی) ۶۴

(۳) ۴ (۱۳)	(۴) ۳ (۳۱)	(۵) ۳ (۳۹)	(۶) ۳ (۶۸۵)
(۴) ۴ (۳۶۵)	(۸) ۳ (۵۰)	(۹) ۱ (۶۶)	(۱۰) ۱ (۱۳)
(۱۱) ۱ (۲۲)	(۱۲) ۱ (۵۸)	(۱۳) ۲ (۴۴۲)	(۱۴) ۲ (۱۴۵۲)
(۱۵) ۱ (۴۰۲)	(۱۶) ۳ (۶۲)	(۱۷) ۳ (۹۱)	(۱۸) ۳ (۵۶۱)
(۱۹) ۳ (۵۸۴)			

شہنم کے چنے ہوئے ڈوٹھے میں مل جائے ہیں (۱) اور طبل کے چنے ہوئے ڈوٹھے میں  
(۲) کہیں سرخ اوڑھنی جواہر دوز ہے (۳) تو کہیں کپڑے کا آئینہ ہلو کا ڈوٹھ (۴)  
کہیں آب روان کا ڈوٹھ لہریں لیے رہا ہے (۵) اور کہیں رنگاری ڈوٹھ (۶) ننوہ (۷)  
اور تزیب کے ڈوٹھے میں اوڑھے جاتے ہیں = (۸)

لباس کی دنیا میں نوجوانی میں موجود ہے (۹) اور ساری میں (۱۰)  
ساریاں آب روان کی میں (۱۱) کھانپنے کی میں (۱۲) اور پر زہ میں (۱۳)

لباس کا سلسلہ ختم ہوا تو زیوروں کے صفہ وقبے کھلے = شک نکلا (۱۴)  
جواہر کا شک چمکا = (۱۵) چاند شک طلوع ہوئی = (۱۶) مینے کا سر پہل  
مہکا = (۱۷) جہور لہرایا = (۱۸) جواہر کے مگرے چمکے = (۱۹) طوق (۲۰) یا طوق  
موص (۲۱) گئے میں بڑے = چمکے سنبھالے گئے = (۲۲) چمکے اسے میں جن میں  
باقوت احمر صرف ہوا ہے = (۲۳) چمکاکی کھلی = (۲۴) دھدھکی جواہر کی دل کے

---

(۱) ۴ (۱۹)	(۲) ۴ (۲۴۴)	(۳) ۴ (۲۶۵)
(۲) ۴ (۶۴۹)	(۵) ۵ (۱۲۲)	(۷) ۶ (۳۲)
(۴) ۶ (۴۷۷)	(۸) ۴ (۴۱۳)	(۹) ۱ (۸۷)
(۱۰) ۱ (۸۵)	(۱۱) ۶ (۱۹۵)	(۱۲) ۴ (۶۴۲)
(۱۳) ۳ (۹۱۸)	(۱۴) ۱ (۸۷)	(۱۵) ۳ (۷۳)
(۱۷) ۳ (۶۱۲)	(۱۵) ۱ (۴۰۴)	(۱۸) ۱ (۴۴)
(۱۹) ۱ (۵۴)	(۲۰) ۱ (۵۱۶)	(۲۱) ۳ (۶۳)
(۲۲) ۳ (۲۶۸)	(۲۳) ۴ (۲۲)	(۲۴) ۱ (۶۸۷)

ہاں دھڑکی (۱) جنگو کا چوٹ جلا = (۲) نوا گئے کا مار ہوا = (۳) مرجع کار ہنگل  
 پہنی گئی (۴) موارید کے مالے گئے میں ہلے = (۵) کٹھا نکلا = (۶) بولکھا مارے گئے  
 میں ہاتھیں ڈالیں (۷) ناک میں نقد پہنی گئی (۸) ایک موی کی تھنی (۹) ہلاکین  
 (۱۰) اور کلین (۱۱) بھی موجود ہیں = یہ بھی نہ ہوا تو نیلے ڈوبیں (۱۲) یا نکون  
 سے کام چلا لیا گیا = (۱۳) ناک کا زور قدم ہوا = (۱۴) لیکن جس زمانہ کی  
 ہم باتیں کر رہے ہیں اس زمانہ میں ناک کا زور سنگار کا ایک لازمی جز بن چکا  
 تھا = نقد سہا، کی نشانی بن چکا تھا = ناک کو خالی رکھنا صوب سمجھا جاتا تھا -  
 چنانچہ کنواریوں کی ناک میں نم کا تنکا ڈال دیا جاتا تھا = جیسی خوشی نے کہا

ناک میں نم کا نقطہ تنکا

خوشی جالا کی بقتضی، سن کا

لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ داستان گوہن نے ہارمجن کو کون نقد  
 پہنایا ہے = کیونکہ نقد یا توسہا، کی نشانی ہے یا طوائفوں کی دوشیزگی کی =  
 یہ ہارمجان جو ناک میں ایک موی کا نقد پہن کر گھومتی ہیں نہ سہاگین ہیں  
 اور نہ دوشینو طوائفین = یہ تو کنواری شہزادیان ہیں = راقم الحروف کو کنواری لڑکیوں  
 کی ناک میں نقد کے وجود کا کوئی جواز نہیں ملا = ممکن ہے اس زمانہ میں کسی خلیس

(۱) (۲۲۵)۴ (۲) (۴۰۰)۳ (۳) (۲۲۱)۴

(۲) (۴۲۵)۶ (۵) (۱۲۲)۱ (۶) (۲۱۴)۵

(۴) (۱۰۱)۱ (۸) (۱۴۸)۱ (۹) (۵۱۸)۱

(۱۰) (۸۱۲)۳ (۱۱) (۱۴۸)۱ (۱۲) (۱۴۸)۱

(۱۳) (۱۴۸)۱

(۱۴) اظہر : مفہم و تہذیب میں عورت کی حیثیت (انگریزی) ۳۶۲ = ۳۶۴

قسم کا نقد کنواریاں بھی پہنتی رہی ہوں لیکن نہ شعر کی کتاب میں اس کا کوئی حوالہ ملتا ہے نہ "نسانہ آزاد" یا "باغ و بہار" یا "نسانہ عجائب" وغیرہ میں ۔ رسوا کی "امراؤ جان ادا" میں بھی اس کی کوئی شہادت نہیں ملی ۔ چنانچہ یقین سے یہ کہنا مشکل ہے کہ ان چار مجہوں کی ناک میں جو نقد ہے اس کی کیا حیثیت ہے ۔

یہ ہر حال ناک میں زور نہیں لیا گیا ۔ کانون کو انتہوں (۱) مجہوں (۲) چاندی کی سادی مجہوں (۳) پتوں سے بھری بالہوں (۴) چاندی کی ہات بالہوں (۵) الحاس (۶) اور جست کی بالہوں (۷) بالہوں (۸) پتوں (۹) ترکوں (۱۰) جھلنوں (۱۱) جھمکنوں (۱۲) جالوں (۱۳) کڈلنوں (۱۴) کپن پھولنوں (۱۵) مڈلنوں (۱۶) اور اور راجوں (۱۷) سے سجایا گیا ۔

بازنوں پر اکیس نوٹ کیے (۱۸) اور نورتوں (۱۹) باغ ہے گئے ۔ پہنچان پہنی گئیں ۔ (۲۰) جواہر کی بازنوں نکالے گئے ۔ (۲۱) نوگرمیوں کی گرمی دیکھی گئیں (۲۲) بھج بند (۲۳) اور جوشن (۲۴) ہر نگاہ انتخاب رکی ۔ دست بند نکالے گئے (۲۵)

---

(۱) (۱۷۸)	(۲) (۲۳)	(۳) (۷۱)
(۲) (۶۵۸)	(۵) (۱۴۴)	(۷) (۳۵۸)
(۴) (۱۷۸)	(۸) (۲۳)	(۹) (۶۸۵)
(۱۰) (۸۷)	(۱۱) (۲۳۳)	(۱۲) (۸۷)
(۱۳) (۱۷۸)	(۱۴) (۳۲)	(۱۵) (۱۳۱)
(۱۷) (۳۹)	(۱۸) (۸۱۱)	(۱۹) (۲۰)
(۱۹) (۳۹)	(۲۰) (۸۷)	(۲۱) (۱۵۸)
(۲۲) (۶۸۵)	(۲۳) (۷۱)	(۲۴) (۷۱)
(۲۵) (۹۸۸)		



مانعوں کے لئے ڈھلوان (۱) جوہرے دھن (۲) جاہی کے پٹے پٹے کون (۳)  
 سونے کے کون (۴) دھان پڑے (۵) شہر دھان (۶) اور جواہر نگار کون (۷) کلکون (۸)  
 دست ہت (۹) اور سلسلیوں (۱۰) میں سے کسی ایک یا کئی چیزوں کا انتخاب کا گیا۔  
 چڑیاں تو خیر موجود ہی ہیں۔ (۱۱) جاہی کی چڑیاں بھی نظر آئی ہیں (۱۲)

بھرپور دھن چھلے پہنے گئے۔ (۱۳) میرے کی انگوریاں پہنی گئیں (۱۴)  
 انگوریاں میں آریں بھی موجود ہیں۔ (۱۵)

کمر کے لئے سونے کی کڑھیاں (۱۶) اور سونے کی زنجیریں ہیں۔ (۱۷)

پہروں کے لئے سونے کی بازوبتیں ہیں۔ (۱۸) جڑاؤ بازوبتیں ہیں (۱۹) چھلے میں (۲۰)  
 میرے کے چھلے میں (۲۱) جہانگیر میرے (۲۲) گھنگھرو کی جھاگل میں (۲۳) سونے  
 کے چھلے میں۔ (۲۴) خطاں (۲۵) تپے (۲۶) انوک (۲۷) بھجورے (۲۸) اور سونے  
 کے کپے ہیں (۲۹)۔

---

(۳۹۹۳) (۳)	(۲۲۲)۳ (۲)	(۴۱۳)۴ (۱)
(۲۷۵)۲ (۷)	(۴۳)۱ (۵)	(۴۳)۱ (۴)
(۲۲۵)۱ (۹)	(۱۶۳)۴ (۸)	(۵۹)۱ (۷)
(۴۱۳)۴ (۱۲)	(۹۷)۳ (۱۱)	(۱۲۳)۱ (۱۰)
(۳۱۴)۱ (۱۵)	(۷۲)۱ (۱۴)	(۸۷)۱ (۱۳)
(۶۸۵)۱ (۱۸)	(۴۷۸)۳ (۱۷)	(۲۲۰)۴ (۱۶)
(۵۳۸)۳ (۲۱)	(۲۲۴)۳ (۲۰)	(۶۷)۲ (۱۹)
(۵۹)۱ (۲۴)	(۹۸۸)۴ (۲۳)	(۷۰۹)۳ (۲۲)
(۸۷)۱ (۲۵)	(۸۶)۱ (۲۶)	(۲۲۲)۱ (۲۵)
	(۹۳)۱ (۲۹)	(۸۶)۱ (۲۸)

بھاری زور سے جن اکٹا جائے تو پھولوں کے زور موجوں میں = پہلے کی  
جہانگیران میں (۱) موٹے کے طبق میں = (۲) اور چھلی کے ہار میں (۳)

زور سے بعد جون کا انتخاب کا گا = آرام ہائی (۴) مریاؤں (۵) کاہار  
جون (۶) ہاویں زور زنی (۷) تاہل (۸) اور زور زنی کی زور ہائیان موجوں میں (۹)

خوانین سنگار کر چکن اس لئے اب انہیں دیکھا جاسکتا ہے۔

"طاؤس سحر پرہ مد زبائش بہار سوار تھی = سر سے ہا تک زور زور میں پہلے =  
جھالے کان سے بڑھ کر کمر تک موٹی کے نیچے تھے = مانگ موٹی آگہری = آہل  
ہلو کا ڈھک سر پر = ہاتھ ہر طرف دار اطلس کا = ہاتھ لائی ہر ڈالے کوٹ کر سامنے  
حرف کے آئی = (۱۰)

"و عورت ہاؤ ہتھ و برس کا سن = زور الناس میں غرق = آنکھوں میں سرہ  
لگا ہوا = موٹوں پر ہان کا لاکھا جما ہوا = گے میں موٹوں کی ملے = ہاتھ پر  
افشان جی ہوئی = ہاتھوں میں مہدی لگی ہوئی = ہور ہور میں چھلے .....  
ہاتھ میں دست ہتھ ہانوں پر نوٹن = کان میں ہالا ہلال کی طرح بڑا ہوا =  
ہائیں میں گھنگھرو کی چھاگل ..... چلی آئی ہے = (۱۱)

ناک میں کل کوئی پہلے تھی  
نقد کسی کی تھی ایک موٹی کی

(۸۴۳) ۱ (۳)

(۳۲) ۲ (۵)

(۴۵۲) ۶ (۶)

(۸۴۳) ۱ (۲)

(۸۵۸) ۱ (۵)

(۲۰۰) ۵ (۸)

(۹۸۸) ۴ (۱۱)

(۸۴۳) ۱ (۱)

(۶۴۹) ۴ (۴)

(۱۰) ۵ (۵)

(۶۵۳) ۱ (۱۰)

سب کو بالا پٹائی تھے بالے  
 طائر دل کے چال تھے چالے  
 تلے ڈوبے کس کے زینت کوں  
 اتنا لومین رہن دل و ہوش  
 بلبان پہنے کوں ماہ حسن  
 جست کی بالبان کس کی تھیں  
 ایک گرو کی ناک میں تنکا  
 تنکے جنوائے حسن کس کا  
 طوق منت کے پہنے کوں ہری  
 نئی کس گل کے ہاؤن میں ہڑی  
 نورن تھے کس کے بازو ہر  
 پہنے ہیکل کوں ہری ہیکر  
 اونچی جوش کس کو دل سے سدا  
 مٹھ میں کاکس کے حسن دھند  
 رخ بہ چھڑے ہوئے کوں بے  
 کوں جڑا ادا سے پاک ہے ہوئے  
 نئی دھول دھار ایک کی مسی  
 قہر ڈھانی نئی ہان کی سرخی  
 انکرکھا تھا کس کے زہب بدن  
 قتل کرتا تھا گوٹ کا جہن  
 جست محم غضب کچن کا اہار  
 تنک کرتی دکھا رہی نئی بہار (۱)

(اس اقتباس میں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ کافرانہیں اتنی سخت  
شعبہ میں کہ تقلید استمران کو بلا میں منت کے طوق اور ہڈیاں پھینتی ہیں !)  
اب اگر ہمیں بد رنمر کا سنگار دیکھ لیا جائے تو تصویر مکمل ہو جائے۔

بھری مانگ مونی سے جلو کان  
نمایان شب تار میں کہکشان  
و مانعے یہ شکے کی اس کے چمک  
سحر جاد تاروں کی جسے چمک  
و مالے کی تاب کی نور گوئی  
جسے دیکھ لڑ جائیں بچوں کے ہوں  
و مہرے کا نکہ یہ صد آب و تاب  
و صبح گو مطلع آفتاب  
و نکہ یہ چھاکی کی پھین  
کے سوچ کے آگے ہو جسے کن  
و چھاتی یہ الناس کی دھدھکی  
رہے آنکھ سوچ کی جسے چمکی  
و مونی کے مالے لٹکتے ہوئے  
رہیں دل جہان سر ہٹکتے ہوئے  
و الناس کی ہیکل اک خون نما  
تصور رہے جس کا دل سے لگا  
و بھجبت ہانڈ کے و نورتن  
کے جن گل سے موشاخ جن  
و پھنجی زور کی اور دست ہد  
نزاکت میں تھا شاخ گل سے دوجہ  
و لعلوں کی ہانڈ آویں دار  
سدا اشک خونین کی جس پر بہار

- و مئے کے ہاتھ من چلے نئے گل  
 کہ آنکھوں سے دل ان پہ کھائے نئے گل (۱)  
 کون اس کی ہوشاک کا کیا بیان  
 قلم اک ہوا ز آب روان  
 اور اک اڑتی جون ہوا یا حباب  
 جسے دیکھ شمع کو آئے حباب  
 جہانگیروں کا کون کا بیان  
 کہ اصفیٰ <sup>تھی</sup> مائعوں سے جن کی نشان  
 جواہر سے مئے کی ہنگام جڑی  
 کمر اور گلے کے نیچے بڑی (۲)  
 و سن و اس کے لب لب لعل نام  
 سوا دیار بدخشان من عام  
 و آنکھوں کا ظلم و کاجل غضب  
 کہے تو بڑی نورگستان من شب  
 سلم نس پہ سرہ کی تحریر من  
 کہیں ہاتھ کافر من شمع من  
 لکھوٹا و ہاتھ کا من کے ساتھ  
 کہ چون دامن شب شفق کے ہو ہاتھ (۳)

مرحمن کی یہ سہ کافی ہے۔ لیکن اب تک ہم نے محلوں کی دنیا دیکھی  
 ہے۔ کتنوں اور شہزادوں کے علاوہ بھی "طلسم" من عورتیں ہستی من۔ چنانچہ

(۱) مرحسن : سحرالبیان ۶۶-۶۷

(۲) ایضاً ۵۲-۵۳

(۳) ایضاً ۶۵

ان کے ہنر تصویر نامکمل و جاہلی ۔۔ ایک عمارت جو کوان بنا ہوا ہے :

" مائد ہاؤن مہاوسے رنگے ۔ ہور ہور چلے بہنے ..... لہنگا گنگم کا بنا ۔  
جنری سرخ رنگی اڑھی ۔ سند و مانگ من بھرا ۔ پھان ہار کے کاجل آنکھوں من  
لگایا ۔ بدھا اور شکا مائدے پر لگایا ۔ جھمکے اور ترکیاں کانوں من بہنے ۔  
مائدوں من بہنے چان اور ہاؤن من کئے ۔ اور دسوں ہر کی آنکھوں من انوک  
بجھوئے بہن کرہوئل شراب کی آغوش بہ داوئے پر ہوئی مائد من لی ۛ (۱)

ان عورتوں کو لکھٹوسے پھر لے جانا ممکن ہی نہیں ہے ۔ " امراؤ جان ادا "  
من رسوا نے ہمیں جن عورتوں سے ملا ہا ہے وہ اس بستی کی ہن جس بستی کی  
ہ رہنے والیاں ہن ۔

" مہین بستی ٹوہ ..... کھجلی کا شلوک پھنسا پھنسا ۔ سرخ گرنٹ کا  
ہائجامہ ۔ کانوں من صرف طاقت کے آونے ۔ ناک من میرے کی کل ۔ گئے من  
سونے کے سادہ طوق ۔ مائد من سونے کی سمرنن ۔ ہانوں ہر نورن ۔ ہاؤن من  
سونے کی ہڈیاں ۛ (۲)

خوشید جان کا مائد بھی دیکھنے سے قلعہ رکھتا ہے ۔  
" گوری رنگت طمل کے دھانی ٹوہے سے پھوئی نکلتی ہے ۔ اڑی گرنٹ کا ہائجامہ  
بڑے بڑے ہائجاموں کا ۔ سنبھالے نہیں سنبھلتا ۔ پھنس پھنس کرتی ۛۛۛ مائد  
گئے من ہلکا ہلکا زور ۔ ناک من میرے کی کل ۔ کان من سونے کی انتہان ۔  
مائد من کئے ۔ گئے من موتوں کا کنشہ ۛ (۳)

(۱) (۸۶)

(۲) رسوا : امراؤ جان ادا ۲۱۷ - ۲۱۸

(۳) ادا ۱۶۰

ان دونوں اقتباسات سے ناک کی کل کی اہمیت ثابت ہو جاتی ہے۔ "طلسم" کی عورتوں کی ناک میں یہ کل دیکھی جا چکی ہے۔ شہر کی سڑک پر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ یہ کل لکھنؤ کی ایجاد ہے۔

"لکھنؤ کی عورتوں نے نقد کوٹڑا میں دیا اور اس کی جگہ سوئے کی مرصع کل پہنے لیکن جو بہت میں نفیس اور خوبصورت زہر ثابت ہوئی" (۱)

کہا یہ کہنا غلط ہے کہ مرحسن کی بدینہ اور سوا کی ان عورتوں کو اگر "طلسم" کی عورتوں کے کسی مجمع میں بھلا دیا جائے تو یہ ان میں اس قدر دل جانتگی کہ انہیں پہچانتا مشکل ہو جائیگا لیکن ظاہر ہے کہ جو حضرات "ہندواہ وضع" اور "مسلمانہ انداز" کی تلاش میں لگے ہوئے ہوں ان کی نگاہ ان حقائق پر نہیں پڑ سکتی۔ چنانچہ پہلا گروہ انہیں مسلمان کہہ کر ہندوستان سے نکال دیا اور دوسرا گروہ انہیں مسلمان جان کر اپنے ساتھ پاکستان لے جانے پر اصرار کیا! اور یہ زحمت کوئی گوارا نہیں کریگا کہ ان کو اور ان سے بچنے والے کہان کے رہنے والے میں ا

طلسم کا مرہٹھا جوان اور بچہ ہندوستانی ہے اور ہر انے لکھنؤ کا رہنے والا ہے۔ اب گمان چند اور حسن عسکری بٹائین کے اس مجلس جادو کو کوئی کہان لے جائے

"مجلس جادو ایک تخت پر سوار۔ دو ہلڑی کلاہ سر پر۔ کوتا آب روان کا زیب جسم انور۔ مشیوع کا ہاجاہ۔ زیربائی زرد وزی کی۔ میٹ میان گدہ میں ہوئیں۔  
..... طوق طلا زیب گو۔ ہیکل مرصع کار" (۲)

یہیں کنون/سوا کی بچوں کو بھی دیکھ لیں۔

"ہائین میں لال گہدن کا ہاجاہ۔ جھوٹے جھوٹے ہائجون کا۔ ٹول کا نندہ۔  
نہنوں کی کرتی۔ تن زیب کی اڑھنی۔ ہانچوں میں جادی کی تن تن چڑھان۔

(۱) شرر : ضامین شرر ۲۶۰

(۲) (۷۵۲) ۶

گئے میں طوق ۔ تاکہ میں سونے کی نعمتیں ۔ اور سب لوگوں کی نعمتیں چاہی  
کی نعمتیں ۔ کان ابھی تازے تازے چھوٹے تھے ۔ ان میں صرف نیلے ڈوبے پڑے تھے ۔  
سونے کی بالیاں ہتھے کوگی نعمتیں : (۱)

رسوا کی شہادت اسلئے اہم ہے کہ انہوں نے اس زمانہ کا انتخاب کیا ہے  
جو زمانہ ہماری ان داستان گوئیوں کا تھا ۔ رسوا ایک حقیقت نگار تھے ۔ چنانچہ رسوا  
کی عورتوں کو " طلسم ہوشیہا " کی عورت بنانے کے لئے سنگار اور لباس میں مبالغہ کا  
مصرعہ بڑھانا پڑا ۔ اس لئے مہاراجہ بالا اقتباسات اور شہادتوں کی روشنی میں یہ  
نفسہ نکالنا نامناسب نہ ہوگا کہ یہ عورتیں لکھنؤ کی ہیں اور مہاراجہ جسرانہ سے  
معلق رکھنے والی معمولی سے معمولی کتاب بھی یہ بتا دے گی کہ لکھنؤ مہاراجہ کی  
ایک شہر کا نام ہے ۔

سنگار بھار ختم ہوا ۔ اب اگر موسم گرم ہو تو بھولوں کی (۲) یا جواہر آگن  
ہنکھیاں (۳) اٹھالی گئیں ۔

خدا خدا کر کے زنان خانہ تیار ہوا ۔

مردوں کی ہماری میں زیادہ وقت نہیں لگا ۔ کیونکہ نوکری ہمشہ یا محنت کش  
لوگ تولیاس روزیو بہن کرنل جاتے ہیں ۔ بڑے لوگوں کو تیار ہونے میں غور و کجھ  
دیر لگ سکتی ہے ۔ کیونکہ انہیں لباس کا انتخاب کرنا پڑتا ہے ۔

مردانہ لباسوں میں لنگی (۴) تہد (۵) اور دھونی (۶) ہر زیادہ توجہ دینے  
کی ضرورت نہیں ہے ۔ حالانکہ " طلسم " میں صرف کھارچے کی لنگیاں ہی نہیں ہیں (۷)  
بادلہ نگار (۸) اور زوتار لنگیاں بھی ہیں (۹) اور نین سکھ اور مارکین کی دھونیاں

---

(۱) رسوا : امراؤ جان ادا ۳۸ = ۳۹	(۲) (۱۱۱۱)
(۳) (۱۱۱) ۱	(۴) (۲۳) ۱ (۵) (۸۸) ۱
(۶) (۲۹) ۱	(۷) (۱۵۲) ۱ (۸) (۳۴۴) ۱
(۹) (۴۰۱) ۲	



کے علاوہ (۱) تمام کی دھوٹیاں بھی ہیں (۲) پادشاہ نگار بھی (۳) اور ہرنو بھی (۴) یہ گوارین سفین اور مہاجنوں کا پہننا ہے۔ عورتا تو ہاتھ باندھتے ہیں۔ (۵) گھد ان (۶) اطلس (۷) نین سکھ (۸) اور مشیوع کے ہاتھ باندھے (۹) = یہ ہاتھ باندھے عورتا بھی ہیں (۱۰) گھٹنے بھی (۱۱) اور بڑے ہاتھ باندھنے کے بھی (۱۲)

ہاتھ باندھنے پر کرتے پہنتے گئے (۱۳) کرتے عام طور سے آپ روان کے ہیں (۱۴) نچلے طبقہ میں کمر تک کا موٹے کپڑے کا کرتا بھی نظر آ جاتا ہے۔ (۱۵) =

اب انگریزوں کے انتخاب کی منزل آئی = (۱۶) انگریز بہت جست میں (۱۷) اور جامدانی (۱۸) لچکے (۱۹) دھوڑ (۲۰) ملل (۲۱) یا لکھنؤ کے ہیں (۲۲) اور ان کی بناوٹ تہری کمر توڑ کی ہے۔ (۲۳)

انگریزوں کے علاوہ چپکنیں بھی استعمال ہوتی ہیں = یہ چپکن خلیں لکھنؤ کی ایجاد ہے۔ عورتا اس کے پائے میں یہ بیان ہے:

---

(۳۶۴)۲ (۲)	(۴۳۲)۱ (۲)	(۴۰۹)۵ (۱)
(۹۲)۱ (۶)	(۲۲)۱ (۵)	(۴۲۰)۴ (۴)
(۵۶۱)۳ (۶)	(۳۰۲)۴ (۸)	(۱۵۵)۱ (۵)
(۱۰۵)۱ (۱۲)	(۲۸۷)۳ (۱۱)	(۴۴۷)۶ (۱۰)
(۵۱۵)۴ (۱۵)	(۲۴۸)۲ (۱۴)	(۲۰۷)۱ (۱۳)
(۵۲۷)۱ (۱۸)	(۵۳)۱ (۱۵)	(۵۳)۱ (۱۶)
(۴۹۸)۶ (۲۱)	(۴۶۹)۵ (۲۰)	(۵۴۵)۴ (۱۹)
	(۵۴۵)۴ (۲۳)	(۳۳)۶ (۲۲)

"دوسری نروم بالا بر من دیار لکھنؤ آئے کے بعد ہوئی کہ جہکن کے ظم سے ایک  
جست تھا ایجاد ہوئی : (۱)

جنانچہ اس جہکن کی شہادت "طلسم" کو لکھنوی ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ "طلسم"  
من کمخواب کی جہکن استعمال ہوئی من (۲) یہ جہکن جنی ہوئی (۳) ماحد  
کی جنی ہوئی (۴) اور کھیا کی ہوئی من (۵) لیکن "طلسم" من جہکن شولا کے  
جسم پر نظر نہیں آتے۔ چودہارا اور خدمت گار و پھر ہی جہکن من نظر آئے من۔  
"طلسم" من جاہ بھی پہتا جاتا ہے۔ لال اطلس کے ہوئے دار جاہ نظر  
آئے من (۶) اور مختار کے نوابک سوا یک کی کا جاہ پہتا ہے۔ (۷)

بادشاہوں کے لئے "تھائے قلم کار جواہر دوز جارقہ شہنشاہی" ہے۔ (۸)

کہن کہن دوش ہر تھائن بھی نظر آجائی من (۹) تھائن زریخت کی  
من۔ (۱۰) تھائن کے علاوہ جا کا دامن بھی لہراتا ہے۔ (۱۱)  
کمر کے لئے ہلہل چشم کا پٹکا ہے (۱۲)

سر کے لئے ٹھیں ہے گوشے پٹھے کی (۱۳) جت دیے دار (۱۴) نکہ دار (۱۵) اور  
جو گوشہ (۱۶) شطہ ہے۔ (۱۷) یہ شطہ بھی لکھنؤ کی ایجاد مسلم ہوتا ہے  
کوئیک شطہ کا کہتا ہے کہ :

---

(۱)	شر : مضامین شر	۲۳۱	(۲)	(۵۳)۱
(۳)	(۴۰۸)۱	(۴)	(۴۰۲)۲	(۵)۱ (۳۱)
(۶)	(۲۲۵)۱	(۵)	(۴۳۰)۱	(۸)۱ (۱۰۱)
(۹)	(۲۲۶)۳	(۱۰)	(۱۲۱)۵	(۱۱)۲ (۱۲۳۸)
(۱۲)	(۳۰۳)۲	(۱۳)	(۱۵۵)۱	(۱۴)۱ (۴۱۰)
(۱۵)	(۶۸۵)۳	(۱۶)	(۵۴۰)۱	(۱۵)۱ (۲۱۲)

"نواب سعادت علی خان کے سربراہی کے تحت قسم کی بگڑی نظرائی ہے جس کو اہل لکھنؤ اپنی زبان میں شطہ کہتے ہیں ..... جو ظاہراً وسط ہند کے ہندو اور مسلمان درباروں کی بگڑیوں سے ماخوذ ہے" (۱)

یعنی ایک اور خالص لکھنوی جنرل گئی = "طلسم" میں ان شطون کے علاوہ ریتے ہیں = (۲) مدہل جواہر نگار ہے (۳) لٹ پٹی دستار ہے (۴) کلاہ ہے (۵) ایسا کلاہ ہے جس میں گوتا پٹھا لگا ہوا ہے (۶) کلاہ موارید نگار ہے (۷) عمامہ بھی ہے (۸) جو یا توسلہ ہے (۹) یا شعرو شکر کا ہے (۱۰) ان کے علاوہ بگڑیاں ہیں (۱۱) بگڑیاں کئی قسم کی ہیں = شطہ نما (۱۲) گول (۱۳) چکری دار (۱۴) شعرو شکر کی (۱۵) اور گولے دار (۱۶) بگڑیوں کو سجانے کے لئے طرہ طرہ لاریں ہیں (۱۷) اور طرہ طرہ بھی (۱۸) =

لباس کے بعد جوتوں کا سوال اٹھتا ہے = "طلسم" میں جوتوں کی بھی کئی قسمیں نظرائی ہیں۔ خیرتوں کے جوتے ہیں (۱۹) بڑی نوک والے (۲۰) گھٹیلے (۲۱) اور کاٹھ لار جوتے ہیں (۲۲) چھڑے کے جوتے بھی ہیں (۲۳) اور بوٹ منائی بھی (۲۴) ٹاٹ پائی کے جوتے بھی ہیں (۲۵) اور جموڑے بھی جوتیل پلائے ہوئے ہیں (۲۶)

(۱)	شیر • مناسبت شیر	۲۴۰ - ۲۴۱	(۲)	(۳۷۹)
(۳)	(۱۱۸۱)۲	(۲)	(۲۲)	(۵) (۳)
(۶)	(۱۲۱)۵	(۵)	(۵۲)	(۸) (۱۲۳۸)۲
(۹)	(۱۲۴۳)۲	(۱۰)	(۳۰۳)۲	(۱۱) (۲۰۷)۱
(۱۲)	(۳۱)۱	(۱۳)	(۲۴۰)۱	(۱۴) (۳۶۲)۱
(۱۵)	(۳۲۵)۳	(۱۷)	(۱۱۳۵)۲	(۱۵) (۱۰)۱
(۱۸)	(۲۴۰)۱	(۱۹)	(۵۲)۱	(۲۰) (۵۴۰)۱
(۲۱)	(۴۳۰)۱	(۲۲)	(۳۹)۲	(۲۳) (۶۷)۲
(۲۴)	(۹۰۵)۲	(۲۵)	(۵۳۵)۵	(۲۷) (۴۶۷)۵

بھاری کام کے زرد وزی جوئے بھی نظر آئے ہیں (۱)۔

دبھاتی مودوں کے کھ مود ہر جادوین (۲) یا گاڑھے کی جدریان نظر آتی ہیں۔  
 (۳) شہدوں کے کھ مود ہر گاڑھے کی سرخ جادوین ہیں (۴) اور ٹھاکوں کے بدن  
 ہر مرزائی بھی نظر آتی ہے۔ (۵) یہ مرزائیان گاڑھے کی ہیں (۶) ریشوں کی کمر میں  
 دوشالے ہیں (۷) اور کھ مود ہر شالی روپال = (۸)

ہر فرنگی تو انگیز ہے اس لئے وہ کوٹ (۹) بظون (۱۰) اور جاکٹ پہنتا ہے (۱۱)

مردانہ زوہون میں لڑی لشکر کلی سوج (۱۲) بازوہ (۱۳) اکے نورین  
 اور سوئے کی کودہنی (۱۴) کا ذکر ملتا ہے۔

لوگ تیار ہو چکے تو پادان کھلے (۱۵) یہ پادان طلائی ہیں (۱۶)  
 اور طلائی مرصع کار ہیں (۱۷) حسن دان بھی موجود ہیں (۱۸) اور پان کی بظاریان  
 بھی (۱۹) دبھاتوں کے یہاں بلہیے استعمال کئے جاتے ہیں۔

"اگر سمجھا کہ یہ اگرچہ زور و خیر پہنتے ہیں مگر بلہو دبھات کی بھائی  
 ہے" (۲۰)

---

(۵۶۷)۵ (۳)	(۶۶۳)۶ (۲)	(۹۵۲)۶ (۱)
(۷۷۲)۶ (۷)	(۸۵)۱ (۵)	(۲۵۵)۲ (۴)
(۱۱۷۱)۲ (۹)	(۶۲)۳ (۸)	(۷۲)۱ (۵)
(۲۸۸)۱ (۱۲)	(۳۵۵)۵ (۱۱)	(۳۵۵)۵ (۱۰)
(۹)۱ (۱۵)	(۲۲۰)۲ (۱۴)	(۲۱)۱ (۱۳)
(۹۵۳) (۱۸)	(۷۹)۳ (۱۵)	(۲۱۰)۱ (۱۶)
	(۷۰)۲ (۲۰)	(۶۵)۲ (۱۹)

یہ مراحل ہاتھ ان حسن دان اور ہان کی پٹاریاں کھلیں ۔ گوریان بننے لگن ۔ کٹاؤ کی گوریان بنائی گئیں اور ان پر گنگا جمنی وید لگائے گئے (۱) پھر انہیں شکوفوں (۲) میں سجا کر خلیں دانوں میں قریب سے رکھ دیا گیا (۳) یہ خلیں دان مرصع کار بھی ہیں (۴) اور زوڑ کے بھی ۔ (۵)

دراصل ہان کے ہنر زدگی کا تصور کرنا ہی دشوار ہے ۔ کیونکہ اس وقت ہم جس دنیا میں ہیں وہاں کے لوگوں کو بچپن ہی سے ہان پر ہان کھانے کی عادت پڑی ہوئی ہے ۔

"محل دار نے سلام کیا اور کہا ۰۰۰۰۰۰ گوریان حضور نے شہزادی کے لئے بچپن میں اور فرمایا ہے کہ سمجھا کر انہیں کھلانا کہ بچپن سے ملکہ کوہان پر ہان کھانے کی عادت ہے ۔ ایسا نہ ہو کہ ترک عادت سے ہمارا ہو جائے " (۶)

جاہے قنات آجائے لیکن گوری کھانا اور کھلانا ضروری ہے ۔  
"خاتون ہاتھ ہاتھ ہے کہ اے شہزادی مجھے ایک کام ضرور کا ہے ۔ اس وقت صاف فرمائیے ۔ پھر کبھی حاضر ہوں گی ۔ زہرا نے کہا ۔ میرے سر کی قسم ایک گوری کھانی جاؤ پھر چلی جانا " (۷)

اور یہ گوریان معمولی گوریان نہیں ہیں ۔ یہ کپڑے گلاب میں بٹائی جاتی ہیں ۔

"بختیار کہ نے کہا ۔ خداوند تمہاری اتنی کی تکلیف اٹھانے سے بے چین ہیں اور مجھ کو ایک گوری دی ہے کہ میری بندی کو کھلا دینا ۰۰۰۰۰۰ کہہ کر ایک خلیں دان طلائی اپنے پاس سے نکال کر کھولا ۔ اس میں ایک گوری گنگا

(۳) ۲ (۷۰)

(۲) ۳ (۷۱)

(۱) ۳ (۷۲)

(۶) ۱ (۷۱)

(۵) ۳ (۷۲)

(۴) ۳ (۷۶)

(۴) ۱ (۷۴)

جہنی رونق سے لہٹی ہوئی کھڑے گلاب سے پس ہوئی رکھی تھی : (۱)

گوریہاں صرف خداوند لقا کے دیوار ہی میں نہیں چلتیں ۔ کھانے کے بعد  
ہاں کھانے کی رسم صدیوں سے چلی آرہی ہے ۔ (۲) راجا جنک نے رام کے ہرانتوں کو  
خود ہاں بھی کھا تھا ۔ (۳) گوریہاں روزوں کی زندگی کا ایک لازمی جز ہیں جنکی  
تعمین ۔ ان کے ہنسر دن تو خیر کھتا ہی نہیں تھا راتیں بھی پہلاڑ ہو جاتی تھیں ۔  
پس ادھر آنکھ کھلی اور ادھر گوری منہ میں رکھی گئی ۔

"کوکب روشن ہنسر نے بھی استراحت فرمائی ۔ جب صبح ہوئی تو اٹھ کر ہاتھ  
منہ دھو یا ۔ ہاں کھایا ۔ اس وقت خواجہ بھی رونق افروز ہوئے : (۴)

ہاں کی عادت اس منزل پر ہے کہ تھوڑی دیر ہاں نہ ملے تو جماہیاں آتے لگتی  
ہیں ۔

"بڑھیا نے کہا ۔ بھی پھر ہاں سے سری جمونڈی ہی میں چل ۔ آگ ہائی  
ہاں تماکو کا آرام ملے گا ۔۔۔۔۔۔۔۔ اس نے جواب دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔ چلتے وقت  
اتنا بھول گئی کہ کسی لوٹڈی سے ہاتھ ان لائے کو کہتی آئی ۔ اب گوریہاں کی  
البتہ خواہش ہے ۔ جماہیاں چلی آتی ہیں : (۵)

یہ شہزادی جسے جماہیاں چلی آرہی ہیں یقیناً لکھنؤ کی کوئی بیگم ہے ۔  
لکھنؤ کی خواتین تو ہاتھ ان کے ہنسر گھر سے نکلتی ہی نہیں تھیں ۔ تین چوتھائی  
ٹولی میں ایک بڑا سا ہاتھ ان اور ایک چوتھائی میں خود بیگم !

ہاتھ ان اور اوگال دان کا جولی دامن کا ساتھ ہے ۔ (۶) طلسم میں بدری کے  
اوگال دان بھی نظر آتے ہیں ۔ (۷)

---

(۱) ۱ (۴۳۰)	(۲) رامائن ۱۳۳	(۳) ایضاً ۲۱۶
(۲) ۲ (۸۴۰-۸۴۱)	(۵) ۳ (۹۵۳)	(۶) ۲ (۲۴۲)
(۴) ۲ (۶۹۵)		

حقہ کی حیثیت بھی باہدان سے کچھ کم نہیں ہے۔ "طلسم" میں مہمن مہلون  
 مہلون اور شہون اور مہاتون میں قدم قدم پر مختلف قسم کے حقے نظر آتے ہیں۔  
 جہاں دیکھتے وہیں ساقن بناؤ سنگار کئے ہوئے ہیں۔ "طلسم" میں نوبل (۱) سے  
 لے کر ہجوان تک نظر آتے ہیں (۲) ہداریے میں (۳) مہدم میں (۴) اور گرگہان  
 میں (۵) گرگہان نو جواہر تک <sup>کی</sup> موجود ہیں۔ (۶) فرش حقون کی بھی کوئی کمی نہیں  
 ہے۔ (۷)

حقہ لکھنؤ کی تہذیبی زندگی کا ایک لازمی جز ہے۔ مثنوی "نوبہ حق" میں  
 جب شوق نے کہاری کو ہسلا کر ہمگ کی سواری اپنے باغ میں اتوالی اور اس پر  
 چراغ پا ہوئیں تو شوق نے کہا

جی ہائیں تو سن لو بیٹھ تو جاؤ  
 اے لوح حق ہو گوی کھاؤ (۸)

حقہ ہی لہا کا = ہداری کے خلیں دانوں سے ہان کھا لہا کا = (۹) اس  
 حقہ اور خلیں دان کی زندگی میں کتنی اہمیت ہے اس کا اندازہ شعر کے بیان سے  
 لگایا جاسکتا ہے :

"سب سے مقدم چیزیں حقہ خلیں دان لہا اور اوگال دان ہیں۔" اس  
 قدر ضروری اشیا ہیں کہ ریسہ کے ہمراہی خدمت گاہوں کے پاس لازمی طور پر موجود  
 رہا کرتی تھیں : (۱۰)

---

(۱) ۱ (۸۹)	(۲) ۱ (۸۶۵)	(۳) ۱ (۴۰۸)
(۲) ۲ (۲۳۲)	(۵) ۱ (۱۸۵)	(۶) ۳ (۲۴۸)
(۴) ۳ (۲۲۲)	(۸) ۱ (۳۱۱)	۲۸۸
(۹) ۲ (۶۰۵)	(۱۰) ۱ (۳۲۶)	

چنانچہ حق اور باطل سے حاصل کرنے کے بعد سواران لکھے لیکن = ہوا اور (۱)  
تخت روان (۲) معاف (۳) ہالکی (۴) ٹالکی (۵) ٹالکی بھٹی (۶) سکھیاں (۷)  
لیس (۸) چھپلا (۹) ڈولی (۱۰) مچھولی (۱۱) اور کھڑکھڑا (۱۲) ۰۰۰۰۰۰ غرض کہ  
بھارت کی سواروں پر سواران جل پڑیں =



رہسوں کے مکانوں کے ساتھ طحہ باغ حوضہ نظر آتا ہے ۔ یہ ایک ایوانی اور حدیسی روایت ہے ۔ حدیسیستان اور ایران میں مکان اور محل کو بہت دین سے باغ کہا جاتا ہے (۱) لکھنؤ کے قیصر باغ کی ایک شہادت ہی اس سلسلہ میں کافی ہے ۔

باغ کے اندر رہنے ہوئے یہ مکان بڑے شاندار ہیں  
 "خواجہ نے اس ایوان کو دیکھا کہ طاق فلک کو اپنے روہ روہست ہٹاتا تھا۔  
 دیواروں میں جواہر جی کا تھا ۔ گہد آسمان ستاروں پر اس کے بلا کو ان  
 تھا ۔ دالانوں کے آگے چوٹی کے سنگ مرمر کے بنے تھے ۔ ساتھ ان زینتوں پر  
 کھنچے ۔ اندر دالانوں کے طاق و محراب بنے ۔

بڑے تھے رہنے دالان میں بڑے  
 بہت اچھے بہت بہتر و سایے  
 گران قیمت طلائی کار کا فرش  
 کہ ایسا آنکھ نے دیکھا نہ تھا فرش (۲)

"طلسم" کی تصویر میں بارہ درہن کو بڑی اہمیت حاصل ہے ۔ جہاں دیکھتے  
 وہاں ایک بارہ درہن موجود ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قیصر باغ کی بارہ درہن  
 ہماری داستان گوئی کے زمانہ میں بنی تھی ۔ اس زمانہ میں اس کا بڑا شہو  
 تھا ۔ اس لئے داستان گوئی نے ہر محل میں ایک بارہ درہن تصویر کی تاکہ ان  
 خیالی محلوں میں "قیصر باغ" کا عکس دیکھا جاسکے ۔

"اس باغ میں ایک بارہ درہن کے جس کے سنوں بلقوت نگار تھے ۔ فرش صقل  
 اس میں بچھا تھا ۔ آئینے لگے تھے ۔ گھڑیاں کونوں پر لٹکتے تھے جڑی زمین  
 (۳)....."

(۱) اسٹوارٹ : عظیم محلوں کے باغات (انگریزی) ۴۲  
 (۲) (۱۰۷)۳ (۳) (۶۸۳)۴

متوسط طبقہ کے مکان ان مکانوں سے مختلف ہیں ۔  
 "سوارو ۱۰۰۰۰ اس کے گھر پر آیا ۔ مکان اس کا بھی پختہ درجہ کا  
 بنا تھا اور بالآخر کمرو کی طرح بنا : (۱)

”صدف جادو..... ہے ایک مکن چاردرجون کا سمیروہکا“ (۲)

طبقاتی طور پر اور نیچے جایا جائے تو مکانوں کی شکل میں اور تہذیبی طبقے ہیں۔  
 "مکان مختصر - کوفہری - ایک دالان - جھوٹا صحن - ایک سمت جوگا  
 تخت کا بیچا ہے - ایک بلند مقبول آراستہ ہے" (۲)

ظاہر ہے کہ ان گھروں کے وہ شعاع ہاؤس بھی نہیں ہیں ۔  
 "عمو (بے) بہشتن کی شکل میں کرد ووازو بت کیا ۔ جاوایں ہر ہاؤن پھیلا کر  
 بیٹھے ۔ گریٹوں کی طرح گھمیری مٹھری کھولی ۔ ٹاگا ہٹ کر سینے لگے ۔ کس میں  
 ہوت لگا یا ۔ کس ہاتھ پر کواں ہڑا ۔ کیاں نکال ڈالیں ۔ نشے ہاتھ پر چڑھائے ؟

(۴)

” عورت جو ٹاگا ہٹ کر سلائی کر رہی ہے انہی پر ہم کے عام گھون میں اب سے کچھ دنوں پہلے تک دیکھی جاسکتی تھی ۔“ حقیقت نگاری کی صراحت ہے ۔ اور جب ہمیشی آتا ہے تو ”بوی“ اس کے ہاتھ سے جا لے کر لے کر چلے کر کے نہجے گا دہی ہے !

ان گھروں میں ہاخانہ کی چوکیاں (۵) نہیں ہوتیں۔ سڈاس ہوئے میں (۶)

ۛ تمام مڪان لکھنؤ ڪے ھن ۔ ھمان ڪے ھلنہ ڪو نظراہ از ڪا جاسڪے توان  
مڪانون ھن رسوا ڪے مڪانون ڪي جھلڪہ ڏيکھي جاسڪي ھے۔

(117)ד (ז)	(119) <u>ה</u> (ז)	(117)ז (ו)
(119)ו (ח)	(119)ז (ה)	(119)ז (ד)

"لکھنؤ سے دو کوس کے فاصلے پر سڑک سے قریب جولوہے کے ہل سے نواب گنج کو جاتی ہے ایک باغ کی مختصر سی چار دیواری نظر آتی ہے ۰۰۰۰۰ اس باغ کے وسط میں ایک چھوٹی سی کوٹھی ہے۔ بہت خود نما بنی ہوئی ہے۔ کوٹھی کے سامنے تھوڑی دور پر ایک پختہ گول چبوتو ہے۔ اس کے گرد چمن بستی ہے ۰۰۰۰۰ باغ کے اوتر کی طرف کے گوشے میں ایک جالی دار چوں احاطہ ہے ۰۰۰۰۰ اس کے وسط میں سد، مور کا حوض، پانی سے بھرا ہوا ہے۔ چاروں طرف نالیان بہتی ہیں ۰ (۱)

(۲) رسوا کے مکان کا نقشہ ہے۔ تمکین کاظمی نے اپنے اختتامہ میں امراتوجان ادا کے "جنون انتظار یعنی لسانہ مرزا رسوا" کے حوالہ سے یہ مکان ہمیں دکھایا ہے۔ یہ "جنون انتظار" روپا برادرس کے ذریعہ رائے صاحب گلاب سنگھ پریس میں ہونیا سائز کے ۲۲ صفحات پر مشتمل ۱۸۸۹ء چھپا تھا۔ یعنی اس کتاب کی اشاعت "طلسم ہوشیاریا" کی جلد اول کی اشاعت کے چند سال بعد ہوئی تھی ۰

رسوا کے مکان کے بیان میں دو جگہ "وسط" استعمال کیا گیا ہے۔ "طلسم" میں بھی اس "وسط" پر بہت زور ہے۔ ہنگہ ہمیشہ باغ کے وسط میں ہوتا ہے۔ بارہ دری بھی وسط ہی میں ہوتی ہے۔ رسوا کا یہ گول چبوتو بھی "طلسم" کی سر میں ہمیں جگہ جگہ نظر آتا ہے۔ یہ حوض بھی "طلسم" کے لئے اجاں نہیں ہے اور حوض کے گرد بہتی ہوئی یہ نہیں بھی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ داستان گوہن کی قوت بیان مختلفہ کی شہد پر ان مکانون اور ہافون کو جنت کے جواہر آکن مکانون کا مرتبہ دے دیا ہے۔

رسوا کہاتے بہتے آدمی تھے۔ کوٹھی میں رہتے تھے۔ لیکن امراتوجان کا باپ ایک معمولی آدمی تھا۔ چنانچہ اس کا مکان بھی کوٹھیوں والا تھا۔ خود امراتوجان کا بیان ہے :

(۱) رسوا : امراتوجان ادا ۳۳۹

"میرے مکان میں آمنے سامنے دو دالان تھے۔ مدد رکھنے والے کے آگے کھیریل  
بڑی ہوئی دو کوفھریاں تھیں۔ سامنے دالان کے ایک باورچیخانہ تھا۔ دوسری  
طرف کوفھرے کا زینہ۔ کوفھرے پر ایک کھیریل۔ دو کوفھریاں : (۱)

یہ دو خالیں یہ ٹہلت کرتے کرتے لٹے گا ہی ہیں کہ داستان گوین نے جن مکانوں  
پر مبالغہ کیا ہے وہ مکان لکھنؤ میں تھے۔ اور ان میں جو تہذیب سانس لے رہی  
ہے وہ بھی لکھنؤ میں کی ہے۔ شلاً مہترانی آئی :

"ٹوکرا جو کی خانہ میں رکھ کر آٹھویں۔ کہا۔ سامری سلامت رکھے۔ ذرا میں  
نما کو کھلا دیجئے۔ ایک کنیز نے ہان لگا کر دیا۔ ڈھٹ سے پکڑ لیا۔ جھک کر  
سلام کیا : (۲)

ڈھٹ سے ہان پکڑنے کے بعد جھک کر سلام کرنے والی مہترانہاں پرانے لکھنؤ  
میں آج بھی دیکھی جاسکتی ہیں حالانکہ عزیز احمد کا خیال یہ ہے کہ لکھنوی قدیم  
جو دھری خلق الزمان کے ساتھ پاکستان چلا گیا !

یہ ہر حال مہترانی آئی اور باخانہ صاف کر گئی۔ اپنے میں دوپہر ہوئی۔  
کھانا کھایا گیا۔ اور پھر قبلولے کی تیاریاں شروع ہوئیں۔

"دوپہر آچکی تھی۔ حیرت آرام کرنے جاتی تھی۔ اس نے ہوجھا۔ اے ملکہ تم  
نے کل قصہ بھجھا تھا۔ حیرت نے کہا۔۔۔۔۔۔ جو کچھ ہوجھٹگا سے پہر کو  
ہوجھٹگا۔ یہ کہہ کر سوئے چلی گئی۔ اور صوبہ میں بارگاہ میں آیا۔ ازہر کے  
دوپہر تھی یہ بھی سو رہا۔ سے پہر کو اٹھا : (۳)

آرام کی خواہش اور کاہلی کا یہ ظلم ہے کہ :

(۱) رسوا : امراؤ جان ادا ۳۷-۳۸

(۲) (۲۱)

(۳) (۶۸۶)

"مصور جو واپس ہو کر گھا اس نے سوار سحر کو جنگل کی جانب نہ جانے دیا کہ  
مجھے بروقت لڑائی سحر پڑھ کر تم کو بلانے کی تکلیف ہوئی ہے" (۱)

چپ چاپ اودھ ہار جانے والے واحد علی شاہ کے لکھنؤ کے داستان گواہ  
مدان جنگ میں اس آرام طلبی کی عکاسی کرتے نظر آتے تو کہا "سبب ! لڑائی ہار  
جاسکتی ہے لیکن آرام کے اوقات میں تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔ چنانچہ قتلے کا وقت  
ہے۔ ہر طرف سناٹا ہے۔ اس لئے مکانوں کی آرائش دیکھنے کے لئے یہ وقت بہت  
مناسب ہے۔"

نہ لان کے درون میں خوش قطع جلمین پڑی ہیں (۲) چھتین مظہر و  
رنگین ہیں۔ (۳) ان میں مومین کی جھلر لگی ہوئی ہے۔ (۴) دیوار گہوان ہشت  
زرکار ہیں۔ (۵) جاندنی بچی ہے۔ (۶) جاندنی ہی ہر مس نہیں ہے۔ کہیں فری  
مکف ہے۔ (۷) اور کہیں زریفت (۸) مشجر (۹) نماں (۱۰) دیا (۱۱) باوقام و  
سجباب کے فری لگے ہوئے ہیں (۱۲) فری کے انتخاب میں موسم کا ہاند بھی ہے۔

مہینہ جو سرما کی آمد کا تھا  
مشجر کا فری اس میں تھا جاہ جا (۱۳)

غریب کہ جملہ سامان راحت موجود ہے۔

"النور" یہ رخ ہارون سے ملی اور بہت خوش ہوئی اور قریب بارگاہ شاہی  
خیمہ "بلند استاد کیوائے" پہنچ کر فری ہر کوس دنگ اور جملہ سامان راحت  
ان میں موجود کو دیکھے" (۱۴)

---

(۱) ۲ (۱۹)	(۲) ۱ (۳۳)	(۳) ۱ (۴۳۲)
(۴) ۱ (۴۳۵)	(۵) ۱ (۱۳)	(۶) ۱ (۴۵۱)
(۷) ۱ (۲۴)	(۸) ۱ (۲۳۳)	(۹) ۱ (۴۳۴)
(۱۰) ۱ (۴۳۵)	(۱۱) ۱ (۸۵۲)	(۱۲) ۱ (۱۵۵)
(۱۳) ۴ (۶۶۴)	(۱۴) ۱ (۱۰۱)	

چنانچہ کوسمان بچہ ہون میں = (۱) = کوسمان جواہر نگار میں (۲)  
 اور ہفت نگار میں = (۳) = دیوانہ ہر موٹھے ہٹے میں = (۴) = صحن میں جو کئے لکے  
 میں = (۵) = جو کون ہر فرشی میں اور فرشی ہر فرشی سے دہرے ہوئے میں = (۶) = کہیں  
 میں "ہلنگری جادی کی نواڑے سے بنی" رکھی ہے = (۷) = کہیں ہلنگریان جواہر کے  
 ہاتھوں کی میں (۸) = کہیں موضع ہلدی میں (۹) = کہیں ہلنگریان جواہر نگار مکہ میں  
 میں = (۱۰) = مسہریان آراستہ میں (۱۱) = مسہریان جواہر نگار میں (۱۲)  
 جہرکھٹ جواہر نگار بچے ہوئے میں = (۱۳) = الماریاں کھڑی میں = (۱۴) = مٹوں  
 لگی ہوئی میں = (۱۵) = مسدین آراستہ میں = (۱۶) = مسدین جواہر نگار میں (۱۷)  
 ہرزہ میں (۱۸) = زمین میں (۱۹) = اور زرتار میں (۲۰) = ہلنگون ہر تکتے (۲۱) = اور گل  
 تکتے لکے میں = (۲۲) = مسدین ہر گاؤ تکتے رکھے ہوئے میں = (۲۳)

"دالان میں فرشی مکلف قالین ہائے گل دار و خوش رو" بچے میں = اور  
 اس فرشی ہر ہلنگریان جادی کی لگی میں اور نواڑے سے بنی میں = نوشک اور چادر  
 سفید آراستہ = ڈوبوں سے کھنچے میں = تکتے ظہیر ان ہر رکھے میں = (۲۴)

موضع ہاتھوں کے جہرکھٹ (۲۵) ہر نوشک ہے = نوشک ہر سوزی ہے = (۲۶)  
 اور ہاتھ لگا ہوا ہے (۲۷) لحاف کا موسم = ہر تود و لائیاں موجود ہیں = (۲۸)

---

(۱۹۸)۱ (۳)	(۷۲)۱ (۲)	(۱۶)۱ (۱)
(۸۹۲)۴ (۶)	(۳۶۷)۲ (۵)	(۱۸۹)۱ (۴)
(۱۰۱)۱ (۹)	(۶۵)۱ (۸)	(۵۵)۴ (۷)
(۸۱۲)۳ (۱۲)	(۷۵۷)۴ (۱۱)	(۱۴۳)۱ (۱۰)
(۱۶)۱ (۱۵)	(۳۷۸)۱ (۱۴)	(۳۴)۱ (۱۳)
(۳۳)۱ (۱۸)	(۹)۱ (۱۷)	(۹)۱ (۱۶)
(۹)۱ (۲۱)	(۳۱۸)۱ (۲۰)	(۸۳)۱ (۱۹)
(۵۵)۴ (۲۴)	(۳۷۸)۱ (۲۳)	(۱۴۳)۱ (۲۲)
(۱۸۰)۵ (۲۸)	(۹۴)۴ (۲۷)	(۶۹۷)۴ (۲۶)
		(۲۴)۱ (۲۵)

یہ دو لائیاں تھیں (۱) یا جاہلی کی مین (۲) جن میں اطلس کی گوٹ لگی ہوئی ہے۔ (۳)

شور نے نفس طبع لوگوں کے مکانون کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ "طلم" کے مکانون کے نقشے سے مختلف نہیں ہے۔ شور کا بیان یہ ہے :

"نفس طبع لوگوں کے گھر میں ..... چھت پر اجلی سفید چھت گہری کھنچ ہوئی ہے جس کے چاروں طرف چٹ دی ہوئی جھالری لٹک رہی ہے۔ دالان کھو یا صحن میں تختوں کا چوکا ہے۔ اس پردہ پر ہے اور دی پر سفید ہوائی جاہلی ..... چاروں کونوں پر سنگ، مہر کے گنبد نما موزن پریشی کے کونوں کو دبائے ہوئے ہیں ..... اس چوکے کے ..... ایک جانب جو صدر مقام قرار دیا جاتا نواز کا نفس اور خوب صورت ہلنگ، بچھا ہوتا ..... ہلنگ کے اوپر گرمیوں میں دی اور جائزوں میں نوشک ہوئی اور اس کے اوپر ایک اجلی چادر بچھی رہتی ..... چاروں پہلوں پر بچھوئے کے چاروں کونے بھم کی رنگین ڈوبوں سے ..... ہاتھ دئے جاتے ..... سرھائے ہلنگ کے ..... ہٹے ہٹے نہایت ہی نرم ٹکڑے ہوتے ..... پھران کے اوپر ادھر ادھر ..... دو ننھے ننھے گل ٹکڑے ہوتے ..... یہ گل ٹکڑے ہاتھ کی ہتھیلی سے زیادہ بڑے ہوتے ..... ہاتھنی دولاہی رضائی یا لحاف موسم کے مناسب لگا دیے جاتے ..... چوکے پر ہلنگ کے آگے صدر نشینی کے لئے فرش کے اوپر ایک قالین مسک کی وضع میں بچھا دیا جاتا ..... اور قالین پر ہلنگ سے ملا ہوا گاؤنکہ ہوتا ..... دالانوں کی محرابوں کے لئے عموماً پردے ضروری سمجھے جاتے ..... تول یا جاجم کے روئی دار پردے تیار کرائے جاتے جو اکریٹ ہے رہتے ..... زنانی محل سرائن کے بیرونی دروازے پر بھی اس قسم کے پردے ہوتے جس کے پاس کوئی ماما یا کہاری اگر کھڑی نظر آتی : (۴)

(۲) (۶۱) (۷۱)

(۲) (۶۱) (۷۱)

(۱) (۵۶۷)

(۲) شور : مضامین شور ۲۶۴ - ۲۷۰

کون کہہ سکتا ہے کہ شررہین جس مکان کی سرکڑا رہے ہیں وہ مکان  
طلسم ہوشیہا کا نہیں ہے ! "طلسم" کے مکانوں کی آرائش کا انداز بالکل یہی  
ہے۔ فوق صرف اتنا ہے کہ داستان گوہن نے جواہرات اور سونے جادی کا استعمال  
جس کھول کے کہا ہے۔

لیکن ابھی ہم نے جو سامان دیکھے ہیں انہیں ہر "طلسم" کے مکانوں کی  
آرائش ختم نہیں ہو جاتی۔ ابھی کچھ اور چیزیں باقی ہیں۔

"ضظم ۰۰۰۰۰۰ ہر گدا دیکھا ایک ہلنگری ہر طکے باقوت جادو ۰۰۰۰۰۰ بڑی  
ہے نہجے ہلنگ کے مستہ بھی ہے۔ جنگوہن جو گھڑے وغیرہ سامان حضرت و  
آسائش مہیا ہے ؟ (۱)

"خواصون نے مستہ ہر زربچہائی۔ ہلنگری جواہر کی آراستہ کی۔ نواکھات کی  
ڈالمان خوبی رنگ، نوالمان لگادین۔ کشتی شراب ناب کی قابین۔ مہرگرک  
کھاب کی رکھ دین۔ خاصے کے خوان چن دئے۔ عطر دان جنگوہن جو گھڑے  
ہاں دان جملہ سامان موجود کر کے آپ سب بیرون ہارگاہ چلی آئیں ؟ (۲)

"ملا زبون نے آکر جگہ مزدورین کو ح جالاک حکم دیا کہ فری ہلنگ، نمکروہ وغیرہ  
کوٹھے پر لے چلو۔ کوٹھے پر فری ملک پہچایا ۰۰۰۰۰۰ نمکروہ استادہ کیا۔  
ایک جانب چھپرکھٹ جواہر نگار لگایا۔ اس کے نہجے مستہ طرف پہچائی۔  
ایک جانب میخانہ سجایا۔ ایک جانب آپ دارخانہ طرک کا ؟ (۳)

"ایک طرف چوکی بھی ہے۔ کشتی شراب کی اس پر لگی۔ ایک سمت مسپہری  
جواہر نگار۔ ایک طرف چھپرکھٹ مریع ہاہون کا طبع دار۔ شمعہ آلات فری  
مشجور سے مکان پورا ستہ ؟ (۴)



"مروئے دیکھا کہ صحن مکان شستہ و زفتہ ہے۔ سامنے ایوان میں جوگا تختوں کا بچھا ہے۔ اس پر فرشی دری چاندنی کا بہت ستھرا وعدہ ہے۔ گاؤنکے لگا ہے۔ دیوار میں تصویریں اور آئینے نصب ہیں۔ طاق برابر برابر ہیں۔ ان میں اجاریان اور گل دستے دھیرے ہیں۔ دوسری سمت دالان میں باورجیخانہ ہے۔ اناج کی کوٹھری میں قفل لگا ہے۔ چونکہ بچی ہے۔ ظرف ہر قسم کا اس پر چنا ہے۔" (۱)

دوسری سمت جو باورجیخانہ ہے اسے ہم امراؤجان کے گھر میں ابھی دیکھ آئے ہیں۔ اور یہ جو طاقوں میں اجاریان وغیرہ نظر آ رہی ہیں ان کے بارے میں شرر کا بیان ہے کہ :

"کمروں اور دالانوں کے اندر اکڑ طاقوں پر خوشی نمائی و زیبائشی کے لئے کافی کے گل دستے رکھ دیئے جاتے۔" (۲)

مندرجہ بالا اقتباسات نے گرائشی و زیبائشی کے سامانوں کے علاوہ آب دارخانے اور باورجیخانے کا مقام بھی معین کر دیا۔ اب انہیں مکانوں کے ساتھ اگر ہم موحسن کے بنائے ہوئے مکان کو بھی دیکھ لیں تو شک و شبہ کی گنجائش ختم ہو جائے۔

خواصون نے گھر کو دیا انتظام  
نمای کے پردے لگائے تمام  
بچھا فرشی اور کرچہ رکھت کو صاف  
مرصع کا اس پر لٹھا کر خلاف  
دھیرے لٹخے خاص ایوان میں  
ہوا ہوگی عطر دالان میں  
دھیرے کشتان ایک طرف ہر شمار  
جنین اک طرف ڈالوں کی قطار

اجار اور میرے دھیرے خون نما  
 وہ باہر کے دالان میں جاہ جا  
 چہرکھٹ کے پاس ایک مسد پہچا  
 اور اس پر تباہی کے پڑے لگا  
 چنگوین بنا اور رکھ ہاتھ ان  
 قہقہے سے اس میں رکھے ہاتھ ان  
 کی عطر دان وان مرصع دھیرے  
 انوکھی گڑھت کے کی جو گھڑے  
 بچیں ایک جو کی بڑا تو ہو  
 کیے دیکھ کوفی جسے ہاتھ تو  
 صراحی و ساغر شراب و کباب  
 دھرا اس پہ ساقی نے کر انتخاب (۱)

مرحسن نے مکان کوہن سجایا ہے اور ہمارے داستان کوہن نے بھی مرحسن ہی  
 کی ہروی کی ہے۔ اور اس لئے شہر اور سوا کے علاوہ مرحسن کی سند ہر اب یہ کہا  
 جاسکتا ہے کہ مکان کی آرائش کا اوہی انداز ہیں ہے۔

"طلسم" کے مکانوں میں ہمیں تھانیاں بھی نظر آتی ہیں۔ (۲) یہ تھانی  
 انگریزوں کے ساتھ آتی تھی اور "طلسم" کے مکانوں میں اس کی موجودگی "طلسم"  
 کی تصنیف کے زمانہ پر روشنی ڈالتی ہے۔

ان گھروں کی کنبیاں ہی ہیں کے ازارہت میں بند ہی ہوتی ہیں ۔  
 "ملکہ شکوہ نے ۰۰۰۰۰ کنبی ازارہت سے کھول کر شمشاد کو دی ۔ شمشاد  
 نے جا کر قفل کھولا ۰ (۳)

---

(۱) مرحسن : سحر الہیان ۶۷-۶۸  
 (۲) (۱۷۴)۲  
 (۳) (۲۶۸)۴

لیکن یہ نظم ٹھانڈے گھروں کے ہیں ۔ عام گھروں میں نہ بڑے ہیں  
نہ چھپرکھٹ ۔ نہ چوکھٹے ہیں نہ چنگھریں ۔ نہ آب دارخانے میں اور نہ سخاے۔  
عام گھروں کی صورت حال بالکل مختلف ہے۔

”صبح کو اٹھ کر محل گھرستون کے چھاڑودی ۔ جوکے پر لڑی لگایا ۔ کھجڑی  
نگالی ۔ چولہے پر جڑھائی ۰۰۰۰۰ جب کھجڑی تیار ہوئی پلمٹ میں نکال کر  
دسترخوان میں لپٹی ۔ دسترخوان تخت پر رکھا ۔ چٹی پٹ (کھا) کر رکھ دی ۔  
جس مٹا میں گھی تھا تخت پر رکھ کر لوٹا پانی کا اس پر کھڑا ۔ سب سامان  
سلحقے سے۔ منہ ہاتھ دھو یا ۔ ہلنگ پر آکر بیٹھ رہی : (۱)

اس کھجڑی سے دھو کا نہیں کھانا چاہئے ۔ طلسم میں کھانوں کی فہرست  
کافی طویل ہے ۔ بگاڑوں (۲) رکاب داہن (۲) اور نان بائیں سے بچے ہیں شہن  
میں صرف کھجڑی کسے ہوسکتی ہے ۔ جن باورجخانوں کے انتظام کے لئے ایک دایرہ  
باورجخانہ کی ضرورت پڑی ہو (۲) باورجخانوں میں کیا کچھ نہ ہکتا ہوگا ۔

دبھاتی تو بھوری (۵) اور جوار کی روغن زہرہ سے کام چلا لیتے ہیں ۔  
ساحر ہستی نے اپنے گاؤں میں افراسیاب کی جودھوت کی تھی اسے فراہوی کرنا ممکن  
ہی نہیں ہے ۔

”افراسیاب نے صورت شہت کی دیکھی ۔ گڑھا گڑھا سناہ ۔ افراسیاب نے حیران  
ہو کر کہا ۔ اے خیرخواہ دولت یہ کیا ہے ۔ کہا ۔ حضور ۔ راب کا شہت بڑا  
ٹھنڈا ہوتا ہے ۔ دلشاد ہوتے ۔ آپ دھوپ میں آئے ہیں ۔ ۰۰۰۰۰ افراسیاب  
نے لٹا ہاتھ مارا ۰۰۰۰۰ عزیز کی خاصہ حاضر ہے ۔ افراسیاب نے کہا ۔ لاؤ ۔  
ساحر ہستی افراسیاب کے لئے جھوٹی جوار کی موٹی موٹی روغن ہمالیہ میں سکھیا

(۵۲۱) (۳)

(۱۲۵) (۲)

(۹۱۷) (۱)

(۳۷۱) (۵)

(۱۸۸) (۴)



دارفہ باورجہ خانہ ہوتا ہے۔ سامنے اس کے پڑھان لوگ لائیں نظروں سے  
 وغیرہ کی مانگی کے لئے رکھیں ہیں۔ جوان ایک طرف چلے ہیں۔ طرف طلائی  
 قریب سے چلی وغیرہ کے دھوئے جائے ہیں۔ طاس بڑے بڑے اور لگن ہائی  
 سے لہو زکھے ہیں ۛ (۱)

اسے باورجہ خانوں میں تو کھانوں کا ایک پورا عجائب خانہ ہونا چاہئے! چنانچہ  
 روٹی (۲) تو خوب ملتی ہے لیکن پاؤروں میں موجود ہے (۳) خشکی نظر آتی ہے (۴)  
 پھر پٹے بنتے ہیں (۵) اور تب چھانٹاں (۶) یا پھلکے (۷) تیار ہوتے ہیں۔ ٹافٹان  
 نظر آتے ہیں۔ (۸) شعور مال طے ہیں (۹) کہی نان یا قند خوانی اور ہوائی کچے  
 ہیں۔ (۱۰) پلاؤ ہے (۱۱) مرغ پلاؤ ہے۔ (۱۲) قورہ ہے (۱۳) مرغ کا شورہ ہے  
 (۱۴) قلمہ ہے۔ (۱۵) کباب ہیں۔ (۱۶) سب کباب ہیں۔ (۱۷) کباب (۱۸)  
 اور مچھلی کے کباب ہیں (۱۹) تھوڑے بھر مرغ اور کھوٹے کباب ہیں (۲۰) مٹنی ہے  
 (۲۱) حوسہ ہے (۲۲) اور نہاری ہے۔ (۲۳) اس گوشت خوری کو "سلطان"  
 کہنا درست نہیں ہے کیونکہ اسے شاستر گوشت خوری کو نہ صرف یہ کہ برا نہیں  
 کہتا بلکہ اسے تسلیم کرتا ہے اور مذبح خانوں کے لئے قوانین مرتب کرتا  
 ہے۔ (۲۴)

(۲۳۷)۱ (۳)	(۸۹)۱ (۲)	(۳۱)۲ (۱)
(۱۰۴۰)۲ (۶)	(۲۹۳)۶ (۵)	(۲۹۳)۶ (۴)
(۲۰)۱ (۹)	(۲۳۱)۳ (۸)	(۲۹۳)۶ (۷)
(۲۹۸)۲ (۱۲)	(۸۶۸)۱ (۱۱)	(۸۶۸)۱ (۱۰)
(۵۳۹)۲ (۱۵)	(۸۶۸)۱ (۱۴)	(۲۷۲)۱ (۱۳)
(۸۷۵)۱ (۱۸)	(۷۹۹)۱ (۱۷)	(۱۳)۱ (۱۶)
(۲۰۴)۵ (۲۱)	(۱۰۲۹)۲ (۲۰)	(۹۴)۱ (۱۹)
	(۲۳۱)۳ (۲۳)	(۲۵۷)۳ (۲۲)

(۲۴) : حیرت انگیز ملک وستان (انگریزی) ۲۱۳

"طلسم" میں پیشے کو بھی کافی اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ - متجن (۱) موزر

(۲) بالائی کے پراسعون (۳) اور زردے (۴) کا ذکر ملتا ہے۔ شعر ہریج بھی ہے۔ (۵) یہ شعر ہریج کلسون میں بھی ہے (۶) اور قلمون میں بھی (۷) گھر بھی ہکائی جاتی ہے۔ (۸) دیوتاؤں کے لئے مومن بھوکہ بھی تیار کیا جاتا ہے۔ (۹)

دالون میں جنے (۱۰) اور ماہی کی ڈال (۱۱) ہکتی ہے۔ سگنہا ساحر ہستی

کے گھر میں ہک چکا ہے۔ (۱۲)

کھجڑی کو ہم دیکھ آئے ہیں (۱۳) ہری کجوری کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

(۱۴) ہمیں ایک دسترخوان پر خشکا بھی نظر آچکا ہے (۱۵) گر کے جاول ساحر ہستی کے گھر میں ہکے تھے۔ (۱۶) اجار چٹی کا شوق بھی لوگوں میں موجود ہے۔ (۱۷)

مٹھائوں کی دنیا بھی بہت آباد ہے۔ سلسلہ گنگے سے شروع ہوتا ہے۔ (۱۸)

اور پھر حلو سوہن حش حلو اور جوی کی جاشنی ملتی ہے۔ (۱۹) جلسمان میں

(۲۰) شکوایے (۲۱) خستے (۲۲) اور کھیلے ہیں (۲۳) امری (۲۴) ہری (۲۵) اور

خطائی ہے (۲۶) پٹاشہ (۲۷) قل (۲۸) اور گلابی حلو سوہن ہے (۲۹) موی چو (۳۰)

---

(۵۴) ۶ (۳)	(۸۷۵) ۱ (۲)	(۲۸۰) ۵ (۱)
(۲۳۵) ۷ (۶)	(۲۳۵) ۷ (۵)	(۸۶۸) ۱ (۴)
(۱۶۸) ۱ (۹)	(۳۱) ۴ (۸)	(۵۴۰) ۱ (۷)
(۶۱۸) ۶ (۱۲)	(۱۰۴۰) ۴ (۱۱)	(۵۴۱) ۴ (۱۰)
(۱۰۴۰) ۴ (۱۵)	(۳۷۵) ۷ (۱۴)	(۵۳۵) ۲ (۱۳)
(۶۹) ۶ (۱۸)	(۱۱۱۰) ۴ (۱۷)	(۶۱۸) ۶ (۱۶)
(۲۷۳) ۲ (۲۱)	(۸۷۵) ۱ (۲۰)	(۸۶۸) ۱ (۱۹)
(۲۴۴) ۳ (۲۴)	(۲۸۹) ۲ (۲۳)	(۲۷۴) ۲ (۲۲)
(۵۲۷) ۳ (۲۷)	(۲۴۶) ۳ (۲۶)	(۲۴۴) ۳ (۲۵)
(۷۴۱) ۳ (۳۰)	(۸۲۷) ۳ (۲۹)	(۲۶۴) ۶ (۲۸)

اور سوئٹھ کے لڑوہن (۱) پڑوہ (۲) پڑوی (۳) اور خیرہ (۴) لوزات موہے شاخین  
درہشت اور نکبان (۵) اور سوہے ہن (۶)

کہانوں اور شعاعوں وغیرہ کی اس فہرست میں شہر مال خلس لکھنؤ کی  
ایجاد ہے۔

"نصیرالدین حیدر کے زمانہ میں محمود ظم ایک ولایتی شخص نے آکرنو کی محل  
میں باورچی کی دوکان کھولی۔ ۰۰۰۰۰ قدر دانی نے اس کا حوصلہ بڑھایا اور  
اس نے شہر مال ایجاد کی جو آج تک لکھنؤ کا سرمایہ نازہن ہے۔ لکھنؤ میں  
محمود نے باغیچہ خانی پر بہت ترقی دے کر شہر مال پکائی ۰۰۰۰۰۰ و لکھنؤ کی تھیل  
روٹی قرار پاگئی۔ (۷)

"طلسم" میں پلاؤ کی قسموں کا ذکر نہیں ہے۔ داستان گوہن نے اسکی  
ضرورت بھی نہیں محسوس کی کیونکہ ان کے مخاطب لکھنؤ کے "عرقا" تھے جنہیں  
یہ تفصیلات معلوم تھیں۔ "طلسم" میں پلاؤ کے ذکر کو نظراۓ از نہیں کرنا چاہئے  
کیونکہ پلاؤ کے سلسلہ میں بھی لکھنؤ والوں نے کارنامے کئے ہیں۔

"پلاؤ یہاں کہئے کو تو حیات قسم کے مشہور ہیں۔ ان میں سے بھی صرف  
گزار پلاؤ نور پلاؤ کوکھلاؤ موتی پلاؤ اور جنپلی پلاؤ کے نام ہیں اس وقت  
یاد میں ۰۰۰۰۰ مرزا اعظم الشان نے ۰۰۰۰۰ دعوت کی تھی جس میں خود  
۰۰۰۰۰ واجد علی شاہ بھی شریک تھے۔ اس دعوت میں دسترخوان پر نمکین  
اور مٹھے کل ستر قسم کے جانول تھے۔ (۸)

---

(۱) ۵ (۴۲۲)	(۲) ۵ (۴۲۲)	(۳) ۴ (۱۸۴)
(۴) ۵ (۲۸۰)	(۵) ۱ (۵۴۰ - ۵۴۱)	(۶) ۳ (۲۴۷)
(۷) ۲۱۳ - ۲۱۴	مضامین شہر	
(۸) ۲۴۰	ایضاً	

امراؤ جان ادا بھی جب لکھڑی سانس لے کر لکھٹو کے کھانوں کو یاد کریں  
تو ہرگز بھی کے کھانوں کی ایک دلچسپ فہرست سامنے آجائی ہے۔

"دسترخوان ہرکئی قسم کے کھانے پلاؤ پورانی مقررہ متنیں سادہ شعریہ  
باقرخانہ کی طرح کے سالن کباب اجارہ جیسے مشعائیان دہن پلائی سے غرض  
کہ ہر قسم کی نعمت موجود تھی۔ لکھٹو سے نکلنے کے بعد آج کھانے کا مزہ  
کھا : (۱)

یہ لکھٹو کے لوگ زندگی کے معاملات میں بہت شوقین واقع ہوئے تھے۔ جس  
کام میں لگ گئے اسے ایک فن بنادیا۔ چنانچہ کھانا پکانا بھی ایک فن بن گیا اور  
اس فن کے بھی بڑے بڑے استاد پیدا ہوئے۔

"صوبے ..... اپنی صورت مثل ایک رکاب دار کے ..... بنائی ..... اور  
ماتر پر تعال رکھا ..... تعال میں سموسے اور مشعائ کے جانور بنے ہوئے  
لگائے۔ ایک ایک سموسے میں سو سو پرتیں اس طرح بنائیں کہ ایک پرت اٹھاؤ  
سو پرت لگ لگ ہو جائیں اور پھر مل رہیں۔ تکلف یہ کہ ایک پرت سلونی  
دوسری چاشنی دار دوسری مٹھی چوتھی بالکل نثری ..... اور کھیلے اسے  
ایک سوا ایک پرت کے بنائے کہ ہر پرت میں شعہ انکور کا بھرا ..... (۲)

خیر کھانا تیار ہوگا۔ چشک کے خوان تیار کئے گئے۔ (۳) اب کھانا نکلیگا۔  
ظاہر ہے ان کھانوں کے حیثیت میں کے مطابق پرتیں بھی ہونگی۔ چنانچہ ہمیں  
"ظرف طلائی نقری میں اور چٹنی وغیرہ" کے نظر آتے ہیں (۴) چمچہ ہے (۵) اور  
ہلٹ ہے (۶) اجاری (۷) پٹلی (۸) اور گڑا مہان میں (۹) گڑھاؤ بھی ہیں۔ (۱۰)

(۱) رسوا	۲۲۳	امراؤ جان ادا	(۲) ۱ (۵۴۰-۵۴۱)
(۳) ۴ (۳۲)	(۴) ۲ (۳۱)		(۵) ۱ (۱۳۱)
(۶) ۳ (۹۹)	(۷) ۱ (۳۷۸)		(۸) ۱ (۵۳۷۴)
(۹) ۱ (۴۲۸)	(۱۰) ۱ (۷۸)		



طلائی طشقریان (۱) قاب (۲) طلائی قاب (۳) اور "قابین مرصع کار طلائی اور چاندی کی" = (۴) مین = برتن دھونے کے لئے طاس (۵) اور سونے کے لگن مین (۶) سنی ہے (۷) مرنیان (۸) اور مالے مین (۹) لوٹا توخیر ہے ہی (۱۰) لیکن لٹا بھی ہے (۱۱) ماعد دھونے کے لئے جواہر نگار آفتاب (۱۲) طشت زین (۱۳) سلجھن (۱۴) اور طشت مرصع کار مین (۱۵)

ایک جگہ مٹی کی کوری بد مٹی (۱۶) اور مٹا بھی نظر آتی ہے = (۱۷)

ہانی کے لئے ٹھلکا ہے = (۱۸) صراحی (۱۹) بلورین صراحی (۲۰) اور سونے سے کے گھڑے بھی مین (۲۱) کجیان (۲۲) کاغذی آبخوری (۲۳) اور گھواڑ ہانکے کے لئے جھنڈان بھی موجود مین (۲۴) =

گھڑے گھڑونجیوں پر مین (۲۵)

ہانی پہنے کے لئے گلاس مین (۲۶) یہ گلاس طاقت نگار بھی مین (۲۷) ان کے علاوہ کھوپے مین (۲۸) یہ کھوپے علم طور سے سونے جادی کے مین = (۲۹)

---

(۲۳۴)۲ (۳)	(۳۵)۱ (۲)	(۲۳۴)۲ (۱)
(۶۶۶)۳ (۷)	(۳۱)۲ (۵)	(۸۳۲)۳ (۴)
(۷۰۳)۴ (۹)	(۵۴۵۴) (۸)	(۲۲)۴ (۷)
(۳۳۵)۱ (۱۲)	(۹۲)۱ (۱۱)	(۲۲)۱ (۱۰)
(۱۵۲)۵ (۱۵)	(۱۳۶)۵ (۱۴)	(۱۴۵)۲ (۱۳)
(۴۱۳)۲ (۱۸)	(۹۱۶)۶ (۱۵)	(۴۷۵)۶ (۱۶)
(۱۴۵)۱ (۲۱)	(۳۴۵)۱ (۲۰)	(۳۶۹)۳ (۱۹)
(۲۴۴)۲ (۲۴)	(۸۷۳)۱ (۲۳)	(۸۲۳)۱ (۲۲)
(۷۳۱)۲ (۲۷)	(۳۷۰)۳ (۲۶)	(۲۳۵)۴ (۲۵)
	(۳۷۴)۱ (۲۹)	(۳۰)۱ (۲۸)

"کاسہ ہائے چمن و بلورین" بھی ہیں (۱) اور جواہر کے کاسے بھی = (۲) گلاسوں کے لئے تعالیٰ جوڑ بھی ہیں = (۳)

"طلسم" میں آب دارخانہ کا بہت حقوق انتظام ہے۔  
"تویح" ۱۰۰۰۰ بارہ درہی میں کا = وہاں آب دارخانہ موجود تھا = سیوان پر کھڑا رکھا تھا = سجھڑا لٹکا تھا = (۴)

"دو تین عمارت آب دارخانہ کے پاس آئے اور ملائم جو صراحیان ہرف میں جمل رہے تھے ہانی کا انتظام کر رہے تھے انھیں پکیر سے اپنے پاس بلا یا" (۵)

آب دارخانہ تو عسرو کی زمیں تک میں موجود ہے۔ چنانچہ ایک بار جوہر افراستاب کے ایک طلسم میں پھنسے تو انھیں غضب کی ہواس لگی = ہسولی ہانی سے جب ان کی ہواس نہیں بھی تو انھوں نے :

"ہرف میں جہلی ہوئی صراحی ہانی کی نکالی" = (۶)

ہاویں چمخانے اور آب دارخانے کو ہم دیکھ چکے = اب ایک سردار کے یہاں سے دوسرے سردار کے یہاں کھانا چلا = اسی آئے جانے میں تو عمارت عیاربان کرتے ہیں = کھانے کا ہن ایک دربار سے دوسرے دربار میں جانا کوئی داستان گوہن کی ایجاد نہیں ہے = لکھنؤ دربار کی روایت ہے = عجاج الدولہ کے یہاں چم جگہن سے کھانا آیا کرتا تھا = عجاج الدولہ کے بعد بھی یہ روایت قائم رہی = (۷)

کھانا جانے کے لئے خوان تیار کئے جانے لگے = سرد کا کہنا ہے :

(۱) (۲۹۹)۱ (۲) (۱۹۶)۱ (۳) (۳۴۰)۳

(۲) (۱۲۳)۱ (۵) (۳۶۹)۳ (۶) (۲۳۲)۱

(۷) عید : مضامین شرر ۲۰۶

"خوانوں کی شان علم سوسائٹی میں یہ بھی کہ لکڑی کے خوان ان ہر رنگین پیلیمون کا گہدہ بنا چاہیہ۔ اس ہر ایک سفید کپڑے کا کستا جو چوٹی کے اوپر باقہ دیا جاتا۔ اور شاہی ہارچہ شاہ اور امرا میں دستور تھا کہ اس ہتھ میں ہر لاکھ لگا کر مہر کوئی جانی تاکہ دربار میں کسی کو تصرف کا موقع نہ ملے پھر اس کستے پر نہایت ہر تکلف رنگین اور یہ بھی خوان ہوتے ہوتا۔ یہ خوان ہوتے بڑی سرکاری میں لازمی طور پر اطلس و کمنوآب یا زربفت کے ہوتے اور کبھی فقط لچکا تاکہ دیا جاتا یا کارچوب کا کام ہوتا؟ (۱)

"طلسم" میں بھی کھانا جانے کا اہل مالکل بھی ہے۔  
 "کستا کس کر خوان ہوں جہاں دراز روزی کے کام کا اس ہر ڈال کر زوفا اور باقوت کے حوالہ کیا کہ شاہ ساحران کے پاس لے جاؤ؟ (۲)

لیکن یہ شاہی خوان میں۔ بڑے تزک و احتشام سے جانتے۔ ان کے آگے روشن جوکی بجلی ہوگی اور سفے جھڑکاؤ کرتے ہونگے۔

"روشن جوکی آگے بجلی۔ سفے جھڑکاؤ کرتے کہ گو وغبار کھائے پرہ بڑے۔  
 تو بے ہوش کشتوں پر بڑے۔ کستے خوانوں پر کسے۔ سوال جواب دار آگے آگے  
 احتتام کرتے کہ نظریہ سے طلسم محفوظ رہے۔ ملکہ کی مہر ہر خوان ہر لگی  
 ہوتی۔ آب خاصے کی ہر صراحی ہر کی جھلی۔ اس احتتام و انتظام سے  
 ہکا بکا ساند۔ ہنہ گون ہر مظاہر آگے لے دی۔ ہنہ گون دم ہر لگائے۔ جواہر  
 کے ظروف ہار کرائے باغ میں لائے؟ (۳)

یہ بجلی ہوئی روشن جوکی ایرانی نژاد نہیں ہے۔ ہندوستانی ہے۔  
 "روشن جوکی میں کم از کم دو شہنائی نواز ہوتے ہیں اور ایک طبلچیں جس  
 کی کمر میں دو جھوٹے جھوٹے طبل بندھے ہوتے ہیں۔ روشن جوکی

(۱) شعر : مضامین شعر ۲۱۹

(۲) (۱۴۵)۲

(۳) (۲۱۵)۱

مہاراجا کا خلیفہ دہلی ہوا۔ ہوا شاہنشاہ اور اعلیٰ ترین امر کے خاصے  
کے وقت ہوا کریں : (۱)

کہ ہر حال روٹن جو کی کے ساتھ کھانا آگیا ۔  
 "میرے بکاؤ کو حکم دیا ۔ اس نے آکر دسترخوان بچھایا ۔ خاصہ حاضر کیا ۔  
 خواجہ میر نے سب شہزادہوں کو دسترخوان پر طلب کیا ۔ سلیجی آفتاب سامنے  
 آگیا ۔ ہر ایک نے ساتھ دھوئے ۔ ہمراہ خواجہ وطنہ بران کھانا کھانا شروع  
 کیا ۔ (۲)

"صفت نے حکم دیا کہ خاصہ نعمت خاں سے چٹا جائے۔ حسب ارشاد بکاول و داروغہ" مطلع عمل میں لائے۔ دسترخوان آراستہ ہوا۔ صفت آکر بیٹھیں : (۳)

کھانے کے بعد نہ آنے کا سوال میں نہیں اٹھتا ۔ کھانے والوں نے کھانے کی  
 یوں تصویف کی جسے کس مشاہیر میں کس شعر کی تصویف کی جاتی ہے اور وہ کاب دہر  
 جھک جھک کے سلام کرتے لگا !

” ہر طرف سے شور و محسن و آفرین نسبت رکاب دار کے بلند ہوا ۔ اور رکاب دار جھک جھک کے سلام کرنے لگا ۔“ (۲)

"طلسم ہوشیہا" میں دن کے کھانے کے وقت کا ٹوہفہ نہیں چلتا۔ لیکن رات کے کھانے کے وقت کے بارے میں دو مختلف شہادتیں ملتی ہیں۔ ایک کے لحاظ سے رات کا کھانا سرشام ہی کھالیا جاتا ہے اور دوسری کے لحاظ سے رات گئے۔

"سرشام کچھ ساحروں نے ایک صحنی میں مارگاہ کی دسترخوان دیا یہ تکلف  
بجایا۔ پھر روشن ہوئی جتنی ہوئی بڑے تکلف سے خاصہ آگاہ : (۵)

(137)  $\frac{\Delta}{T}$  (2)  
(22)2 (5)

(۱) شرح • مضامین شرح ۱۹۵  
(۲) (۳۶۷)۲ (۳) (۵۴۱)۱

"رات زیادہ آئی۔ افراسیاب نے خاصہ طلب کیا: (۱)  
اگر سوشام وقت مل جائے تو لوگوں کو گاڑی میں بٹھا کر سسر کرے لئے بھی نکلا  
جاسکتا ہے۔

"بادشاہ نے تشفی دی۔ گوہ میں بٹھایا۔ کہا۔ ہم بجائے فرزند ہرودیس کو بٹھائے  
خوش خوش محل میں لے کر آئے۔ پانچ سات دن میں خوب مانوس ہوا۔ گاڑی  
میں سوار کرا کر بازار کی سسر کرائے لگا: (۲)  
سونے کا اعظم شام ہی سے ہونے لگا ہے۔

"جار گھڑی دن رہے حکم دیا کہ ہلند، ہمارا بالائے بام بچھاؤ کہ جاندہ کی  
کفیت دیکھینگے اور وہیں آرام کھینگے۔ بھجود حکم ہلند، کوٹھے پر آراستہ ہوا  
اور اوٹ بھولوں کے کھڑے کھڑے۔ گلاب اور کھڑے کے قرائین اور طر کے شمشون  
کے منہ کھول کر رکھ دیئے۔ گلدستے جاہ جا جن دیئے ۰۰۰۰۰ کنیزوں نے کہا۔  
واری۔ خواب گاہ آپ کی دوست ہے: (۳)

یہ لوگ طلسم کے باشندے ہیں لیکن انہیں نیتہ بھی آتی ہے اور یہ سونے  
بھی ہیں۔

"طلسم ہوشیا" یہ ظاہر جہ کی ایک داستان ہے۔ اسلئے ہونا تو یہ  
جاہلے تھا کہ لوگوں کا زیادہ وقت لڑائی میں صرف ہوتا۔ لیکن ایسا ہوتا نہیں۔  
ان لوگوں کا زیادہ وقت "محل کرنے" میں (۴) یا کس طوائف کو "سروٹھا لکھے" کا  
ہمام دینے میں (۵) یا شراب پینے اور نطاشمیں میں گزرتا ہے۔ گانے بجائے کی محظنین  
آئے دن ہوتی رہتی ہیں۔ شکار کا شوق بھی کم نہیں ہے۔ شہزادے تو شہزادے  
شہزادہاں تک شکاری شوقین ہیں اور کس عفتوں کا آغاز شکار گاہوں میں ہوا ہے۔

(۳) ۱ (۲)

(۲) ۴ (۲۳۲)

(۱) ۲ (۳۱۳)

(۵) ۳ (۹۶۶)

(۲) ۳ (۹۷۱)

ان لوگوں کے دن حد ہون یا نہ ہون لیکن ان کی راتیں "عمرات" ضرور  
 ہوتی ہیں۔ ہزار ہا سالوں سے زیادہ روشن ہے۔ اور کون نہ ہو۔ ہر  
 طرف اکے (۱) اور شاخے (۲) روشن ہیں۔ پنجشاخہ برداون (۳) کے ماحون میں  
 طلائی وقرئی پنجشاخے جل رہے ہیں (۴) سرو جواغان سرائعائے کھڑا ہے (۵) کنول  
 برداون (۶) کے ماحون میں کنول میں (۷) یہ کنول بلوریں منقش ہیں۔ (۸) فانوس  
 جواہرکار (۹) اور مینا کار (۱۰) اور فرنگی (۱۱) جگمگا رہی ہیں۔ فرشی کنول بھی نظر  
 آ رہے ہیں۔ (۱۲) کہیں جھلڑ اپنی بہار دکھا رہے ہیں۔ (۱۳) فرشی جھلڑوں کا  
 کما کہنا (۱۴) کوئی قد آدم ہے (۱۵) اور کوئی "سوسو کنول" کا سر ہلکے "۔ (۱۶)  
 کہیں جھلڑے جل رہے ہیں (۱۷) کہیں گلاس (۱۸) اور کہیں مونہ نور کے ٹکڑے  
 باندھ رہے ہیں۔ (۱۹) ایک جگہ حاشیوں سے روشنی جھلک رہی ہے (۲۰) تو  
 دوسری جگہ قد بلن روشن ہیں (۲۱) قد بلن جواہر کی بھی ہیں (۲۲) اور بلور  
 کی بھی (۲۳) "قد بل مرصع یا جمالہ موارید" بھی ہے (۲۴) بلور کے جھلڑے بھی  
 (۲۵) جن میں موی اور کانوری شخصیں جل رہی ہیں (۲۶) اکا دکا لالٹین بھی  
 نظر آ جاتی ہیں (۲۷)۔

(۲۳) ۱ (۳)	(۲۵۰) ۱ (۲)	(۲۵۰) ۱ (۱)
(۲۳) ۱ (۶)	(۳۰) ۱ (۵)	(۲۳) ۱ (۴)
(۱۶۳) ۲ (۹)	(۲۳) ۱ (۸)	(۱۳) ۱ (۷)
(۱۳) ۱ (۱۲)	(۲۳۹) ۲ (۱۱)	(۱۸۸) ۲ (۱۰)
(۵۷۵) ۱ (۱۵)	(۳۷۸) ۱ (۱۴)	(۱۳) ۱ (۱۳)
(۴۰) ۱ (۱۸)	(۱۳) ۱ (۱۷)	(۳۵۸) ۲ (۱۶)
(۱۳) ۱ (۲۱)	(۱۳) ۱ (۲۰)	(۳۳۷) ۱ (۱۹)
(۸۶۱) ۲ (۲۴)	(۲۸۰) ۱ (۲۳)	(۴۵۲) ۱ (۲۲)
(۶۷۳) ۶ (۲۷)	(۳۵۰) ۱ (۲۶)	(۹۷۷) ۲ (۲۵)

”خلاصہ“ کلام دل سے شہزادے نے دنیا کو فانی سمجھ کر تہہہ کہا کہ آج سامانِ حضرت ہر طرح کا مہیا کر کے خوب حدی و نقاط میں بسر کجئے۔ ۰۰۰۰۰ سیاہو بن عرواہنے عمار کو بلا کر ارشاد کیا کہ ۰۰۰۰۰ لب دہا خیمہ زربفتی ہمارے لئے نصب کیا جائے ۰۰۰۰۰ ایواپ نقاط حاضر ہو کر مجرا کہیں۔ آج جنگل میں ہم سرشب ماہ دیکھینگے ۰۰۰۰۰ اس حکم کو سنتے ہی سیاہو نے انتظام کیا ۰۰۰۰۰ نہروں میں کنول بلور کے روشن کر کے جھوڑ دیے۔ درختوں کو مالدیے سے مٹھا ہا۔ جھاڑ فروش قد آدم استادہ کئے۔ ۰۰۰۰۰ کتابیے ہر جوئیہار کے سرجو افان کیا۔ ۰۰۰۰۰ میخانہ ایک جانب سجایا گیا۔ ۰۰۰۰۰ مہوشان گل اقام آکر جمع ہوئے اور دشت میں گائیان ڈوہ/ہاتھ کر جھلی جھلمان کھلتے تھے۔ ۰۰۰۰۰ جب یہ جلسہ حضرت بہا ہوچکا شہزادہ کو اطلاع دی۔ قاسم لباس رنگین پہن کر ۰۰۰۰۰ زینت بخش انجمن ہوا۔ ۰۰۰۰۰ سامنے رقاصان زہو ناچنے لگے اور اشعار طاشقانہ گانے لگے (۱)

نو خلاصہ کلام یہ ہے کہ شہزادہ نے دنیا کو فانی سمجھ کر ایک شب عشرت گزارنے کا فیصلہ کیا ۔ یہ صرف ایک شب عشرت ہی نہیں ہے ۔ یہ ایک تہذیب کی شام بھی ہے ! یہ دراصل لکھنؤ کا المیہ ہے ۔ سلطنت کی " فنا " کے احساس میں نے تو ایران کے ایک جوان مرید سید کی اولاد کو واجد علی شاہ اور رنگبے پہا پہنچایا تھا !

یہ جشن عموماً ہفتوں میں منائے جاتے ہیں ۔ یہ باغ بھی عجیب و غریب ہیں ۔  
 ہر طرف نہریں جاری ہیں ۔ (۲) سندھ، مومر کی چوڑی نہریں (۲) میں بہے شمار

نوابی جھوٹ رہے ہیں ۔ (۱) "نوابوں کے خزانوں میں ہمدانہ کنکر کر ڈال دیا گیا ہے" (۲) اور "چار چمن کے بیج میں ایک چھوٹو سنگ مرہ کا" ہے ۔ (۳) یہ چھوٹے عام طور پر بیج ہوتے ہیں ۔ (۴) اگر چھوٹو نہیں ہے تو "بیج باغ میں ہارو دی ہی ہے جس کے ستونوں پر بہت کاری کی" ہے (۵) اور "ساری عمارت جواہر جڑی ہے" (۶) "دروازو باغ کا کالیگنوں نے ہنجر کا مع جوکھٹ ہانڈو بنایا ہے" (۷) سامنے "ساتھان زربختی نمایاں کے کھنچے ہیں ۔ مورتوں کی جھالری لگی ہے" (۸) نمکے استاد ہیں (۹) کوئی نمکروہ "ہلسلک موارید" ہے (۱۰) اور کس پر "چار سوکس ہفت کے جڑھے ہیں ۔ نلم کے طاؤس کسوں پر بیٹھے ہیں ۔ نمکروہ کی جویوں میں جواہر کے آونے ہیں ۔ گوہر کی جھالری طرف لٹکی ہے" (۱۱) کہیں "نمکروہ روپھلا نمایاں کی جھا کرکا" ہے (۱۲) اور کس طرف "نمکے مغل کے کارچویں و مونی و جواہر کی جھالری کے" ہیں ۔ (۱۳)

"چار سمت درختوں میں قندیلین اور فانوسین جواہر کی آویزان ہو کر صیبا بختی گزار ۰۰۰۰۰ ہو گئیں ۔ باغ کی عمارت کے اتر رشتہ آلات روشن ہوئے ۰۰۰۰۰ کاسہ ہائے جینی و بلوچین دھیرے ہیں ۰۰۰۰۰ خوشیوں پر نمایاں کی تھیلان جڑیں ہیں ۔ کلابو کی ڈیوہان کس ہیں ۔ درختان اصلی کے مقابل شجر جواہر کے لگے ہیں ۔ بالوہین جمنستان میں کودتے ہیں ۔ سنگ ان کے جاندی سونے سے مٹا ہے ہیں ۔ جھولین زردوزی کی اور نمایاں کی ہڑی ہیں ۔ اور درخت تمام ہمدانے سے مٹا ہے ہیں ۔ اور ہر درخت کے نیچے چھوٹے بلور کے بنے ہیں ۔ اور نہرین حوز آب صاف و شفاف سے لہو زہن ہیں ۔ ان میں مچھلیاں رنگ رنگ کی تھری ہیں ۔ ۰۰۰۰۰ مہندی کی ٹٹوں پر عشق ہجان لہا ہے ۔ ٹھہری کھرا

(۱۲۰۶)۲ (۳)

(۱۳)۱ (۲)

(۱۳)۱ (۱)

(۲۵۵)۱ (۶)

(۲۵۵)۱ (۵)

(۹)۱ (۲)

(۴۰)۱ (۹)

(۳۳۷)۱ (۸)

(۵۶)۱ (۷)

(۲۹۶)۱ (۱۲)

(۲۳۲)۱ (۱۱)

(۹)۱ (۱۰)

(۱۳۸)۲ (۱۳)



ہوا روشن ہر ڈھلے۔ گندہ مٹھن اور قطعے درختوں میں لٹکے ہیں۔ .....  
 دیواروں میں دیوارگہیاں اور آئینے نصب ہیں۔ پردے مٹھی اور بانائی اور کار  
 جوی کے بندھے ہیں۔ مودے جھلڑیوں کی گول رکھے ہیں۔ ..... جلنیں  
 عہدہ جاندی اور سونے کی ٹھیلوں پر بڑی ہیں۔ تخت جواہر نگار سجھے ہیں۔  
 محمودی کی جاندہاں کھنچیں ہیں۔ ..... بیچ باغ میں چہرے جواہر کا ہنا  
 ہے۔ نمکوں پہلا تھامی کی جھلڑی کا استندہ ہے۔ آٹھ سو استندے التماس نگار  
 پر ٹھہرا ہوا ہے۔ ہر ایک استندہ پر مور جواہر کا ناچتا ہے۔ ..... سفید سفید  
 گلابان التماس توالیہ شراب انگوری سے مٹوسرخ و سبز کشتوں میں جلی ہیں۔  
 مٹھوں میں عود و عطر کا بخور ہو رہا ہے۔ شمع مائے موی و کانوری جلی ہیں۔  
 شہنشاہ طلسم ملک کا ہاتھ پکڑے تخت پر آکر بیٹھا اور حکم دیا کہ کوئی سامان  
 عشرت و کاروبار آٹھ نہ رہے۔ ..... پھر ٹوٹا ہوا اور جھلٹوں پر اس ہزار  
 ہر زادی جا بھٹیں۔ ..... اور طہار لہک لہک کر گائے لگن۔ .....  
 جھلٹوں کے پٹوں پر جو گھنگھرو نصب تھے ان سے آواز جھم جھم کی بلند ہوئی  
 ..... ہجکارتان رن کی چلنے لگن۔ دف دائرو الگو جاتوں میں چنہ  
 جل تروے سب طرح کے ساز اور ہاجے تمام باغ میں بجنے لگے۔ صدائے اڑھنوں  
 مرست پھیلی۔ شراب کا دور شروع ہوا۔ ہر کال اڑنے لگا۔ ..... حکم  
 ہوا آئی بازی چھوٹے ..... جرخوں میں آ لگائی (گی) ..... جلسے اور  
 جھگڑے جم گئے: (۱)

یہ تو ہوا جشن "جہان کفار"۔ لیکن جشن "دنائے اسلام" میں اس سے  
 مختلف نہیں ہے۔

"امور نے حکم جشن کرنے کا دیا۔ عشرت کا سامان بٹھا ہوا۔ سلطان خوں ادا  
 ہمانہ ہونے والے کر حاضر ہوئے۔ جام میں اڑھائی گونہ میں کیا۔ صدائے

مستانہ ہوشا ہوں اور نیشا ہوں کی بلند ہوشی ۔ ۰۰۰۰۰۰ اہریے سب کے ساتھ  
شراب نوشی کی ۔ ناچ سامنے ہوئے لگا : (۱)

یہ جشن چونکہ ایک "پہاس" کی علامت میں اس لئے داستان گوہن نے  
بڑی تمایہاں کی ہیں ۔

"اٹھنے قد آدم نصب ہوئے۔ جہنم مکلف لگائی گئیں ۔ دیوار گویاں صاف و  
شفاف دوست ہوئیں ۔ شعلہ آلات ہاڈیاں جھاپے کنول وغیرہ مزین و مزین  
طور سے ترتیب کئے ۔ مونگوں کی دھڑی ہلڑہ سامنے مسک کے لگائی ۔ چنگو  
جو گھڑے گدسے جنے ۔ مکان کے کونوں پر کھڑیاں جڑ دیں ۔ تصاویر شاہان و ہر  
کی دوست کن ۔ باغ کے درخت شہنم و بادلیے اور زربفت سے مٹ ہوئے ۔ نہیں  
میں گلاب کھڑا اور ہند مشک بھروایا ۔ ہزاریے کانورو ہرجگہ چڑھوایا ۔ اور  
پھولوں کے مناسب جگہ کھڑے کئے : (۲)

"ارباب نشاط گائیں زہو ہیکر آکر ناچنے گائے لگن ۔ ہنگامہ انساٹ کم ہوا ۔  
جام شراب جلنے لگا ۔ اس جلسہ مسرت میں وہ رات تمام ہوئی ۔ صبح کو ہند  
فراغ طاعت الہ خواجہ و ملکہ نے آرام فرمایا : (۳)

جلسوں کا یہ سارا تماشا لکھنوی ہے ۔ خلا لکھنوکے ایک جشن کی تصویر

یہ ہے :

"باغ کے کنارے بہت عالیشان کونوی تھی ۔ وسط باغ میں ایک ہفتہ قلاب  
بنا ہوا تھا ۔ ۰۰۰۰۰۰ اس قلاب سے ملا ہوا ایک اونچا جھونپو تھا ۔ اس کے درمیان  
ایک مختصر سا ہواد ارجولی ہنگہ تھا ۔ اس کے ستونوں پر رنگ آمیزی کی ہوئی  
تھی ۔ اس قلاب میں نہر سے پانی کرتا تھا ۔ ۰۰۰۰۰۰ جھونپو پر شاید چاہے  
کا لڑی تھا ۔ مسک تکہ لگا ہوا تھا ۔ ۰۰۰۰۰۰ سامنے چلمن بڑی ہوئی تھیں ۔  
جھونپو پر سبز مڑ لگن روشن ہو گئیں : (۴)

"ہم قیمت شدہ آلات سے رات کو دن ہو گیا۔ ساف سٹھرا فرس ایرانی قالین  
زربخت کے نکلے سامنے رہے، ہونگ کے مو نگوں کی قطار روشن۔ ہطر اور پھولوں  
کی خوشبو سے تمام بارہ دری پس ہوئی تھی۔ دھوان دھار حقون کی خوشبو اور  
گوہون کی خوشبو سے دماغ ہطر تھے۔" (۱)

"طلسم" میں اس جشن پر مخالفہ کیا گیا ہے۔  
"طلسم" کے جلسوں میں تین جنون کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ شراب رقی  
اور موسیقی۔ آد، بازی کو کوئی خاص اہمیت تو حاصل نہیں ہے پھر بھی داستان  
گوہون نے آد، بازی کی ایک دنیا آباد کر دی ہے۔

"آد، بازاران صنعت ہونے آد، بازی جو روز سامنے طکہ کے چھوٹی تھی وہ  
لے کر اور جلد جلد کچھ اپنی جاک دسٹی سے تار کر کے زہر کے ہمراہ روانہ ہوئی  
اور کنارے دریا کے کوسوں تک چرخان گاڑ دیں۔ اور مہتابین بانسوں میں بات دہ  
کر نصب کن۔ قلعہ آد، بازی ایک طرف استادہ ہوا۔ سرو کا درخت کہیں  
گڑا۔ آد، بازی کا ہزارو کہیں نصب کیا۔" (۲)

لیکن یہی پوری فہمیت نہیں ہے۔ آد، بازیان تو بہت جلدی میں فراہم کی  
گئی تھیں۔ "طلسم" میں انار جھڑے جانے میں اور ہتھ پھول مہکتے میں اور ہٹاخے  
دافنے جانے میں۔ (۳) ہوائی جھوٹی ہے اور پھلجھڑی سے پھول جھڑنے میں۔ (۴)  
دہو آد، بازی اپنی ہیبت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ (۵) دو چرخان اور طاؤس ہائے  
آد، بازی ناچنے میں (۶) گمنجگر چھجھوٹ اور غبارے میں (۷) جانی جوہی دہوہری  
بتلسے اور جامے جوئمان میں (۸)

"آد، کے ان پھولوں میں بھی بلا کا حسن ہے۔ لیکن رقی اور موسیقی کی دنیا  
زیادہ آباد ہے۔"

---

(۱) رسوا + امراؤ جان اد ۱۱	(۲) (۱۴۸)۲	(۳) (۸۴۲)۱
(۲) (۱۴۹)۲	(۵) (۶۹)۳	(۶) (۴۳۲)۲
(۴) (۴۱)۶	(۸) (۴۳۸)۳	

"طلسم ہوشیا" میں جو ساز اور ہاجے استعمال کئے گئے ہیں انہیں اگر اکٹھا  
 کیا جائے تو ایک نوردست آرکسٹرا بنا رہوسکتا ہے۔ یہاں ڈگڈ کی سے سلسلہ شروع ہوتا  
 ہے۔ (۱) کہیں ڈگڈیج رہی ہے (۲) کہیں جگہ (۳) جگہ، نورملی بھی ہیں (۴)  
 کہیں دائرہ ہے (۵) کہیں خفجی۔ (۶) ادھر تاشا پٹا جارہا ہے (۷) نواد ہرڈ ہیل  
 ج رہے ہیں (۸) یہاں موندگ ہے (۹) توہان طبلہ (۱۰) اور وہاں پکھانج (۱۱)  
 کہیں جگایے کی آواز ہے (۱۲) تو کہیں مجھے کی (۱۳) کہیں دف میں (۱۴) کہیں  
 جھانجھ (۱۵) اور کہیں کھڑاں (۱۶) یہاں ٹیڑھی ہے (۱۷) میں بھی (۱۸)  
 اور نیے بھی (۱۹) اور نائے توکی بھی ہے۔ (۲۰) یہاں طنزورہ ہے (۲۱) توہان  
 اکٹاؤ (۲۲) ستار بھی ہے۔ (۲۳) اور سارنگ بھی (۲۴) پلے (۲۵) الگوچے (۲۶)  
 اور قانون میں (۲۷) سوڈ (۲۸) شہنائی (۲۹) اور شہنا ہے (۳۰) رباب (۳۱) جلاجل  
 (۳۲) اور جل تروگ میں (۳۳) بگل بھی بجنے میں (۳۴) اور نائے روپی بھی بھونکی  
 جاتی ہے۔ (۳۵) اور "ارگن" میں بجاتا ہے۔ یہ "ارگن" خود ایک چلتا پھرتا آرکسٹرا  
 ہوتا ہے۔

---

(۱۳۱)۱ (۳)	(۷۸)۱ (۲)	(۳۸۲)۱ (۱)
(۷۵۴)۳ (۷)	(۲۰۷)۱ (۵)	(۳۸۱)۷ (۲)
(۳۱)۱ (۹)	(۷۶۸)۳ (۸)	(۱۶۴)۲ (۷)
(۳۷۱)۱ (۱۲)	(۱۵۱)۱ (۱۱)	(۳۱)۱ (۱۰)
(۶۴)۳ (۱۵)	(۵۴۳)۳ (۱۴)	(۶۰۹)۲ (۱۳)
(۱۳۱)۱ (۱۸)	(۱۰۷)۱ (۱۷)	(۶۸۸)۴ (۱۷)
(۴۰)۱ (۲۱)	(۱۸۲)۱ (۲۰)	(۱۳)۱ (۱۹)
(۳۰۲)۳ (۲۴)	(۸۴۶)۱ (۲۳)	(۴۵۸)۲ (۲۲)
(۵۰۰)۴ (۲۷)	(۵۰۰)۴ (۲۶)	(۱۶۶)۴ (۲۵)
(۵۴۰)۶ (۳۰)	(۱۵)۱ (۲۹)	(۲۴)۱ (۲۸)
(۷۷۰)۱ (۳۳)	(۵۵)۱ (۳۲)	(۵۴)۱ (۳۱)
	(۵۰۱)۳ (۳۵)	(۷۷۰)۱ (۳۴)

"۱۰ دراصل مضمون باجون کے ایک چلنے پھرنے آرکسٹرا کا مضمون نام ہے۔ ہرات کے جلسوں اور محرم کے جلسوں کے ہمراہ اسے دیکھا جاسکتا ہے" (۱)

خوش کے موقع پر نوبت بجتی ہے۔ (۲) نوبت مہدوستانی نہیں ہے۔ کیونکہ شہنائی اس کا ایک لازمی جز ہے اور شہنائی خود بدھسی ہے۔ لیکن انیسویں صدی میں یہ مہدوستانی تزاہد ہو چکی تھی۔ یہی کے زمہ ایون کے بکانون اور امام بلڑن کے صدر روانوں پر مہمن ہاتھ اندھ نوبت خانے نظر آتے ہیں۔

طلبوں کے لئے "طلسم" کے طلبوں "مستمن" کا استعمال کرتے ہیں۔ (۳)

ابھی ہم نے جن سازوں اور باجون کی جھلک دیکھی ہے ان میں اکثریت "مہدوستانیوں" کی ہے۔ بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ "طلسم" کے گانے والے مہدوستانی را۔ لاپتے ہیں۔ مثلاً "طلسم" کے کلاوت اور ناگ اور گاکہ میں پھولانی کانگرا اور کامو (۴) بہاگ اور دیک (۵) طہار (۶) امین (۷) اور جوگا (۸) لیت پھرویں اور بہاس (۹) دادو (۱۰) ہم ٹھہری اور غزل (۱۱) تراء (۱۲) جھلا اور دیر (۱۳) ک ارا اور پلو (۱۴) دھنلاری ٹٹ پڑی گوی ملکور اور کھٹ (۱۵) گانے نظر آتے ہیں۔ خیال کی گانگی بھی ہے (۱۶) اور دھوت کی بھی (۱۷) ان گانوں میں جو سر لگتے ہیں وہ بھی مہدوستانی ہیں۔ یہ لوگ رکھ گڈ ہار اور ہنیم (۱۸) کھچ اور دھوت (۱۹) میں سے واقف ہیں۔ یہ ناچنے میں توڑا لیتے ہیں (۲۰)

(۱) شرد • مہامن شرد	(۲) (۵۲)۱	(۳) (۵۳۸)۲
(۲) (۲۰۴)۳	(۵) (۲۰۴)۳	(۶) (۲۴۹)۳
(۵) (۵۴۰)۳	(۸) (۹۹۳)۳	(۹) (۲۳۲)۱
(۱۰) (۳۱)۱	(۱۱) (۶۴۶)۱	(۱۲) (۶۴۶)۱
(۱۳) (۶۴۱)۱	(۱۴) (۸۶۵)۱	(۱۵) (۸۴۲)۱
(۱۶) (۳۱)۱	(۱۷) (۸۴۲)۱	(۱۸) (۱۸۶)۲
(۱۹) (۴۹۲)۴	(۲۰) (۸۱۳)۳	

ٹھوکر لیتے ہیں (۱) اور گت ناجننے ہیں (۲) یہ بچ گائے ہیں (۲) اور ٹوٹ (۲)  
 تال (۵) اور سم (۶) کی زبان میں باتیں کرتے ہیں = یہ بجاتے ہیں تو لہرا بجاتے  
 ہیں = (۷) طبلے پر فکڑے ہاتھ دیتے ہیں = (۸) ٹھیکہ دیتے ہیں = (۹) اور ٹھیکے  
 میں ادھا بجاتے ہیں = (۱۰) ان کے یہاں سم چلا جاتا ہے = (۱۱) تال ساز سے  
 لڑتی ہے = (۱۲) حلق اور ٹالو بگڑتا ہے = (۱۳) آواز پنی بھی لیتی ہے (۱۴) اور  
 لہرا بھی جاتی ہے = (۱۵) کلا جگ جگ سے کھرا جاتا ہے (۱۶) اور لوگ بے سیرے بھی  
 ہو جاتے ہیں = (۱۷) یہ لوگ تانیں مارتے ہیں اور گنگھان بھرتے ہیں = (۱۸) اور  
 کھی کھی تو یہ گفت ہو جاتی ہے ع

دل کھنجا را کہ کی تھمر سے پانی نعا سنگ (۱۹)

گائے ناجننے کا شوق ظم ہے = لوگ "سان" (۲۰) "ہولی" (۲۱) اور "برہے"  
 گائے ہیں = (۲۲) "کھروا" ناجننے ہیں = (۲۳) اور مسجور تان سن کی باتیں  
 کرتے ہیں =

مر تال یہ تان سن قیوان (۲۴)

(۳۲۵)۳ (۳)	(۱۳)۱ (۲)	(۵۴۰)۳ (۱)
(۱۶۱)۱ (۶)	(۱۳)۱ (۵)	(۸۴۴)۱ (۴)
(۱۴)۱ (۹)	(۲۳۱)۵ (۸)	(۶۸۸)۳ (۷)
(۲۱۵)۱ (۱۲)	(۲۱۵)۱ (۱۱)	(۸۶۵)۱ (۱۰)
(۲۱۵)۱ (۱۵)	(۲۱۵)۱ (۱۴)	(۲۱۵)۱ (۱۳)
(۲۸۱)۱ (۱۸)	(۲۱۵)۱ (۱۷)	(۲۱۵)۱ (۱۶)
(۲۸۰)۳ (۲۱)	(۲۸۰)۳ (۲۰)	(۳۱)۱ (۱۹)
(۶۴۶)۱ (۲۴)	(۳۴۴)۳ (۲۳)	(۷۶۶)۱ (۲۲)

"اس گھڑیے دست بسکھ ہوئی کیا ۰۰۰۰۰ اس جنگام ہر سالی میں بھی ایسا  
گاتا ہے کہ نامید فلک بھی روہ رواسکے ہے گہروہے۔ تان سن کی بیج اس  
پر شار ہوئے کی آنور کھتی ہے۔ ہجو اگر اس وقت ستا تو پٹورا ہو جاتا۔ اس  
کی ہانسی سن کر کھیا جن کو غش ۲ جاتا ۱ (۱)

"دادیے دادیے گرسنتے تو گرتے ہجو" (۲)  
"ہق نے ماتد بڑھا کر کہا۔ ملک صاحب یہ لو۔ یاد گار ہیں۔ تان سن  
اور ہجو پٹورا وغیرہ کی ان لوگوں نے آنکھیں دیکھی ہیں ۲ (۲)

لیکن اگر قس و فسخہ کی اس فضا میں راجا ادرکے اکھائے کا ذکر نہ ہو تو فضا کی  
تکمل ہی ممکن نہیں۔ چنانچہ وہ بھی موجود ہے۔

"صویرے کہا۔ حضور میں ایک ہی اس روشن کرتا ہوں کہ اس کی روشنی میں  
پہان ناجتی ہوئی نظر آتی ہیں اور راجا ادرکے اکھائے کی سرد کھاتی ہیں" (۲)

مختصر یہ کہ "طلسم" میں قس و موسیقی کا گہرا آباد ہے اور یہ بات اب بحث  
طلب نہیں رہی کہ یہ گہر ہندوستان میں ہی سے آباد ہے۔

ہندوستان میں موسیقی کی روایت بہت پرانی ہے۔ یہاں موسیقی مذہب کا  
ایک جزو ہے۔ یہاں صدیوں سے آواز کے نیروم پر سرکھٹے ہوئے جلیے آئے ہیں جسے  
ہوا کے رخ پر کس "درویش" کا چراغ جل رہا ہو۔ گانے کی آواز نے فطری مظاہر کے  
شور میں تحلیل ہو کر ذہنوں میں اس مقدس سنائے کی تخلیق کی جو فلسفوں اور  
نظریوں کی ایجاد کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے ہندوستان میں گانے کا علق دیوانوں  
سے کم اور مندروں سے زیادہ رہا ہے۔ کوشن کو جب ہنس بجائی ہوئی توانعین

راج بھون سے دور گوکل نام کی ایک بستی میں ایک نٹ کھٹ مکھن جو رنیل منی میں کر رہنا پڑا۔ اور تب یہ وہ میں گنگانے والی ہوا ان کی بانسری میں اتر آئی۔

"طلسم" میں یہ موسیقی تو نہیں ہے۔ "طلسم" کی موسیقی روحوں کو نہیں گد گداتی کیونکہ یہاں تو موسیقی بھی حاشی کا ایک ذریعہ ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ یہ موسیقی ہے اس پرانے خاندان کی۔ داستان گوہن نے راج دیواری کا ذکر تو نہیں کیا ہے لیکن یہ موسیقی خود اسی دیواری ہے کہ اسے "سہرز" کا شطہ سر پر اور کڑا ہاتھ میں (۱) لٹے ہوئے ایک دایرہ ارباب نشاط کی ضرورت پڑی ہے (۲) گانے ناچنے والے فنکار ارباب نشاط کہلاتے ہیں۔ (۳) حالانکہ گانے اور ناچنے والوں اور والوں میں ڈیوہن (۴) اور ڈیوہن (۵) کے علاوہ قوال (۶) کلاوت (۷) اور ناگ بھی ہیں۔ (۸) لیکن یہ دایرہ موسیقی کی قدس فنا کو بالکل "سورکاری" بنا دیتا ہے۔

سازہر سنگت کرنے کا کام مودون کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی کرتی ہیں۔ پہلا محلون میں سنگت کرنے والوں کا گھر کسے ہو سکتا تھا۔ لیکن یہ سنگت کرنے والی عورتیں حیرت انگیز نہیں ہیں۔ رسوائے "امراؤ جان" میں ہمیں ان سے ملایا ہے۔ جب امراؤ جان نے کہا کہ سازتے تو رخصت کر دیتے گئے سنگت کون کرے گا تو ہم نے کہا۔

"ہم کو مودون کے ساتھ گانا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ مری ایک خواہش طلبہ بجاتی ہے۔ اس پر گانا (۹)"

رسوا کو جھٹلانے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ وہ تو حقیقت نگار ہے۔ اور انہوں نے دعویٰ بھی نہیں کیا تھا کہ اس ناول میں لکھتو بسا دیا گیا ہے۔ انہوں

---

(۱) ۶ (۱۲۱)	(۲) ۳ (۵۳۹)	(۳) ۱ (۳)
(۲) ۵ (۱۲)	(۵) ۲ (۵۳۹)	(۶) ۲ (۵۴۰)
(۴) ۱ (۲۰۷)	(۸) ۳ (۶۸۸)	(۹) رسوا : امراؤ جان ۱۲۲



نے نواک "خواتین طوائف" کی سوانح سری میں لکھنوی معاشرت کی "مردہ ہو  
تصویریں" کھینچ دی ہیں۔ (۱)

شرر بھی سنگت کرنے والوں کا سراغ دیتے ہیں  
"کوئی محل اور کوئی ڈبڑھی ایسی نہ تھی جس میں ڈوبنے کا کوئی طائفہ  
نہ ہو۔ ان میں سے اکثر گانے اور ناچنے میں پڑھل ہوتی تھیں" (۲)  
"طلسم" گانے اور ناچنے والوں اور والوں کی بڑی بھڑھے۔ مرد بازار میں گانا  
ہورہا ہے اور گھنگھرو گھنگھر رہے ہیں۔ ہر محل اور خانہ باغ میں ڈوبنا ناچ  
رہی ہیں۔ ہر بازار میں رنڈیوں کے "کھون" (۳) سے ٹہلہ کے ٹکڑوں کے ساتھ  
گھنگھرو کے گھنگھرو کرنے کی آواز آرہی ہے۔ مہرقوان کے علاوہ لشکر اسلام کے تمام عمار  
ناچنے میں اپنا جواب نہیں رکھتے اور گانے میں پڑھال ہیں۔ خواجہ سرویں اس  
غمیری کا گانے میں توخیر کوئی ظاہل ہی نہیں لیکن ناچنے میں بھی وہ آپ اپنا  
جواب ہیں۔

"سرویں ۰۰۰۰۰ گت ناچنا شروع کیا۔ اس طرح کہ جب جاہا ایک گھنگھرو بجا  
اور جب جاہا سب بچے اور جب جاہا ایک نہ بجا۔ یہ سے ہوتی ہر حال اور  
گت میں نکال کرتا رہیں ہوتے جاتے تھے" (۴) ۰۰۰۰۰

کہاں جلد سرو کے اس ناچ کی نشان دہی کرتے ہیں۔  
"سرو کا رقص جہاں جہاں ہے وہ قدم ہندوستان کا رقص ہے۔"

(۱) رسوا : امراؤ جان اد ۱ ۶

(۲) شہر : مشاہیر شہر ۱۷۹

(۳) (۲) (۱۳)

(۴) ۲ (۵۴۹)



موجود ہوگا تو زانو پر ہاتھ مار کر کہے گا ۔ خواجہ تم تو مسوہ زمانہ بنائے کرے لاقی ہوا

مردوں کے ناجائز کی روایت میں ایک قدیم حدیث ستانی روایت معلوم ہوتی ہے ۔  
 کیونکہ بھگوان شمع صرف رسول اور مہاتمن ہی والے نہیں ہیں ۔ وہ ڈھروالے نہ  
 راج بھی ہیں ۔ اور جب وہ تاف و نا ناجائز ہیں تو ہر طرف ہاما کارچ جاتا ہے ۔  
 لیکن اگر مودانہ رقص کو دہر مالا کی دھند سے لگ کر دیکھا جائے تو یہ نظر آتا  
 ہے کہ مودانہ رقص کو لکھنؤ نے فروغ دیا ۔ لکھنؤ میں کھک اہجاد ہوا اور بڑے بڑے  
 کھک ناجائز والے پیدا ہوئے ۔ آج بھی ایک لکھو مہراج موجود ہیں ۔ اور بڑے  
 حدیستان کے ہمانے پر بھی رقص کی دنیا میں جواہریت اڑے شکر اور گوی کوشن کو  
 حاصل ہے وہ شاید اہ رانی رحمان کو حاصل نہیں ہے ۔

"طلمس" کے چار جو عورتوں کے ہمیں میں ناجائز ہیں یہ بھی غالباً لکھنؤ  
 میں کی دین ہے ۔ کشمیری بھانڈوں کے گروہ میں جولوٹا ارقاس ہوتا تھا وہ "ہال  
 بڑھا کے عورتوں کا سا جڑا ہاتھ تھا " (۱) اب بھی ہوئی کی ناچ مڈلین میں  
 اسے لڑکے دیکھے جاسکتے ہیں ۔

یہ ہٹائے کی ضرورت غالباً نہیں ہے کہ "طلمس" کے رقاصوں اور رقاصائوں کو  
 ناجائز کے لئے ہشوار اور گھنگھرو کی ضرورت پڑتی ہے ۔

"شگوفہ حاضر ہوئی اور ہشوار منگا کر پہلی ۔ جو راس گھنگھرو ہاتھ میں  
 ہاتھ ہے " (۲)

غرض کہ نغمہ رقص کی ایک دنیا آباد ہے اور دور شباب و دھند (۳)  
 "ہے دھند" ایام" چل رہا ہے ۔ یہ جو "ہے دھند" ایام" کی ترکیب ہے یہ بھی  
 ذہنوں کو اڑھ کر دور آخر میں کی طرف لے جاتی ہے ۔ دلی کی شہزادہ بان بھی

(۱) غور : مضامین شہر ۱۷۸

(۲) (۱۳) ۶

(۳) (۱۳) ۱

"شہوت رقی الخیال کے نشہ میں ہے حجاب سے مورہی نہیں ۔ اس میں وطوب  
 کا شحہ اور کا محاسب دونوں کی زبانیں گنگہ نہیں ۔ ایک نے رشوت کھائی اور دوسرے  
 نے مٹے ہی رکھی تھی ۔ دونوں گناہگار تھے ۔ صرف آدمی پرہیزگار تھا ۔ ۰۰۰۰۰ اس  
 لئے گلابان طاقون ہر جلی دھری رہتیں ۔ جب بھی کوئی مہمان آتا تو بلا تکلف ان  
 سے انہیں نوازا جاتا ۔ اس سے شہزادیاں متشغلوں نہ تھیں " (۱) لیکن اس  
 کے باوجود دلی میں ہے جارگی اور ہے اس کا ایک احساس ہوتا ہے ۔ لیکن لکھنؤ حال  
 کے نشہ میں غم ہے اور مستقبل سے ہے خبر ہے ۔ "نصرباغ" میں ناکہ ہو رہے ہیں ۔  
 واجد علی شاہ عرف جان ظلم یعنی رنگلیے ہما شجر فی لباس پہننے کو شبن کھتا ہے  
 گوہن میں گہری ہوئے ہیں اور مستقبل کی طرف بیکہ کئے ہوئے ہوئے ہیں ! چنانچہ  
 لکھنؤ کے نشہ نے "طلسم ہوشیا" میں نوخیز و نوہر ساتھیوں کی ایک بھڑس لگادی  
 ہے ۔

"ساقی نے اسے ماہ رخسار و مہر تھال دیکھ کر فوراً اپنے پاس بلا یا  
 اور کہا ۔ " شمشادہ لے کر بارگاہ میں جاؤ ۔ کیونکہ کسٹون اور  
 خوبصورتوں کی تو ہنگام ہے کس ساقی بنانے کی ضرورت ہوتی ہے " (۲)

اس انتہاس میں "ضرورت" کا لفظ بھی اہم ہے ۔ اس کی تفسیر چھٹی جلد  
 میں اس وقت ہوتی ہے جب حاکم حجروہ اول مشعل جادو کی بارگاہ سے کسٹن اور  
 خوبصورت لڑکوں کی لاشیں نکلنے لگتی ہیں !

"طلسم" میں شہوت نقد و منات بھی استعمال کیا جاتا ہے (۳) جس میں عرق  
 گلاب اور عرق کھڑہ ملائے ہیں (۴) لیکن دراصل حکمرانی شراب کی ہے ۔ بچے سے  
 اور تک سماج پر شراب کا قبضہ ہے ۔ شراب کی ان دو کانوں کو ہم دیکھ چکے ہیں  
 جہاں بچے سے لے کر شراب پر تگال تک پہنچی ہے ۔ "طلسم" میں شراب کی اس بھرپور  
 برحمت کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس میں تو کفر و اسلام دونوں میں شراب کے

(۱) مظاہر حسین : باغ و بہار (قسط ۵) ۶۶

(۲) (۱۶۵)

(۳) (۲۵)

(۴) (۸۳۸)

نشہ میں دھت میں اور حکومتیں لڑکھڑا رہی ہیں ۔  
 احوال میں نشہ جسے اہم سماس قیدی کے ہمسایوں کی ہر جہی دیکھتے :  
 "سب نگہبان ہکار رہے ہیں ۔ کس نے کہا ۔ ہمارے شہدائے صاحب  
 ہمسے کے سٹکے کباب لاؤ ۔ دوسرے نے کہا ۔ ہمارے لئے کاپی مٹھائیے آؤ ۔  
 کس نے داں موٹہ کی فرمائش کی" (۱)

اور منصرم جادو کو جواہر عورت ملی تو وہ دیوانہ ہو گیا  
 "پھولا جاتا ہے ۔ مہمان کی طرف دوڑا ۔ بھٹی سے جا کر ایک آنے کا ٹھہرا  
 خرید ا ۔ ایک ہمسے کے گلو کے کچالو تھوڑے کاپی مٹھائیے ہری مرجین  
 نمک کی کنکڑیاں لے کر دوڑا ہوا آیا" (۲)

ان باتوں کے علاوہ شراب کی اہمیت کا اندازہ "ساقی" کی شان میں داستان گو  
 کی قصیدہ خوانی سے بھی لگایا جاسکتا ہے ۔

رقہ رن کی محبوبین ساقی  
 دھوین خان کی دھوین ساقی  
 کوٹ تیرے پتلون میں تیرے  
 مہین تری مہین میں تیرے  
 بھٹی تیری ہوٹل تیرا  
 کرسی موٹھا دنگل تیرا  
 مہین ہر ہے سایہ تیرا  
 تاز سے اونچا سایہ تیرا (۳)

یہ وہ داستان گو ہیں جو ایک "جہاد" اور ایک "مجاہد راہ خدا" کی داستان

سنا رہے ہیں ! اور ان کے "لشکرِ خدا" کا حال بھی ان سے مختلف نہیں ہے۔

"دونوں جگہ کے دلاور جا کر آرام گزین ہوئے اور شاہِ بارگاہ میں پہنچے۔

ساقی و مے و طرب حاضر ہوئے۔ جامِ شہرت گونہ میں آگیا : (۱)

"صوبہ میں امن و شعری بران کے پاس میں۔ کبھی سرِ طلسمات میں

سراوشت کرتے ہیں گاہے ناچ دیکھتے ہیں اور شراب پیتے ہیں۔

دن بعد رات شہرات ہیں۔ ہر وقت مئے رہتے ہیں : (۲)

یہ گاہے ناچ دیکھتے اور شراب پیتے والا شخص نظرِ کودہ، ہفت ہنسران/!

لیکن جس لکھنؤ میں یہ مشہور ہو کہ واجد علی شاہ کی کوئی نماز کبھی قضا نہیں ہوتی

وہاں اگر نظرِ کودہ، ہفت ہنسران شراب پی کر لڑکھڑا جائے تو کیا عجب ہے۔ اور یہ

حال صرف خواجہ صوبہ کا نہیں ہے۔ خود اس "مجاہدِ راہِ خدا" کا حال بھی

یہی ہے جو اس داستان کا ہیرو ہے "گورجو" جاردانگہ ظلم میں "اسلام کا پرچم

لہرانا چاہتا ہے۔

"امرنے سب کے ساتھ شراب نوشی کی" (۳)

لیجئے قصہ ختم ہوا۔ چون کھراڑ کبھہ برخیزد کجا مادہ سلطانی ! پس ایک بار داستان

کو کو یاد آگیا ہے کہ امیرِ حمزہ مجاہدِ راہِ خدا اور ہنسرانِ اسلام کے چچا ہیں اس لئے

انہیں شراب نہیں پلانی چاہئے تو اس نے ان کے لئے ماہِ اللحم کشہ کروایا !

"جب سامنے امیر کے جام آگیا آپ نے فرمایا کہ میں شراب نہیں پیتا ہوں

ہاں اگر ماہِ اللحم ہو تو تم سب کا اسے ہی کرہم مشرب ہوتا : (۴)

اتفاق سے امیر کے شراب پیتے اور نہ پیتے کے متدرجہ بالا دونوں اقتباسات جاہِ ہی کے

یہاں سے لٹے گئے ہیں ۔ اس لئے یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ جاہ نے انہیں شراب  
دکھایا اور قمر نے نہیں دکھایا ۔ شراب نوشی سے نواشکہ کے امر حمزہ بھی نہ بچ  
سکے ۔

" تمام رات دونوں لشکریوں میں تباہی مچ رہی تھی ۔ اس رات شب یازدن  
کے ہمراہ شب بیدار رہے ۔ صبح عار جام شراب کا ۱۰۰۰۰۰ امر کو ہلانے  
لگا : (۱)

لیکن ایک بات ضرور ہے کہ " اسلام والے " شراب نوشی کے وقت بھی حفظ  
مراتب کا لحاظ رکھتے ہیں ۔ چنانچہ جب :

" بدیع الزمان نے اپنے ہاتھ سے جام شراب لہریز کیا ۔ اس نے دست  
بستہ ہونے کی ۔ آپ تکلیف نہ فرمائیے ۔ بدیع نے کہا ۔ آج مجھے بڑی  
خوشی ہے ۔ تم نے لیج طلسم ہوشیاری پائی ۔ ۱۰۰۰۰۰ کہ کرجام  
لہریز کیا ۔ اس نے خیال کیا کہ ہماری خاندان کا یہ طریقہ نہیں کہ  
ہمزگ اپنے شراب پلائیں ۔ ہونے کی ۔ حضور ہمدرد جائیے ۔ میں خدمت  
گزاری کوٹکا : (۲)

اس خیال نے اس کی جان بجا لی ۔ کیونکہ یہ بدیع الزمان نہیں ہیں ۔ بدیع الزمان  
موتے تو کبھی یہ غلطی نہ کرتے ۔ یہ تو صاحب مرحلہ ہے ۔ بدیع الزمان کی شکل میں  
اس کو دھوکا دے کر لیج طلسم ہر قبضہ کرنا چاہتا ہے ۔ اب اس خوب کو کا طلسم کہ  
اس کے خاندان میں بیٹے جھوٹے پلائیں یا بیٹے ۔ شراب دھڑلے سے ہی جاتی ہے ۔

یہ ہر حال شراب چھوٹے پلائیں یا بیٹے ۔ شراب دھڑلے سے ہی جاتی ہے ۔

(۱) اشک : داستان امر حمزہ ۵۳ بہ حوالہ " وقار عظیم " ہماری داستانیں ۲۵۱

خالد ان حمزہ کے لوگوں کو صرف ایک مہج پر اپنے مسلمان ہونے کا خیال آتا ہے۔  
جب یہ کسی ہر طبعی ہونے میں اور پہلی ملاقات کی محل میں شراب آتی ہے تو یہ  
کہنے میں :

"م غرڈھب کے یہاں شراب تک نہیں پہنچے" (۱)  
اس جملہ میں جو "تک" ہے وہ اپنی کہانی الگ بنا رہا ہے۔

دلی کی شہزادہ بان عقی و بی الخصال پہنی رہی ہونگی ۔ "طلسم" کی شہزادہ بان  
نوبتاتہ شراب پہنی میں ۔

"مہتاب نے کھانا منگوا یا اور کھا ۔ تم بھوکی ہو۔ کھانا کھا لو۔ بعد اس  
کے پھر دہ دین اور آرام کریں ۔ اس غنچہ دہن نے کہا ۔ میں  
نے کئی دن سے شراب نہیں پی ۔ حواس میرے درست نہیں" (۲)

ہاں ہم امر کی عورتیں شراب نہیں پیتیں ۔ مگر کیا یہ ۔ پہنی ہی میں ۔  
دستان گوہ میں انہیں قریب سے دیکھنے کا موقع ہی نہیں دیتے ۔ یہ ہلت ضرور  
طے ہے کہ "طلسم" میں ان کی شراب نوشی کا کوئی واقعہ نہیں بیان کیا گیا ہے۔  
اسلئے یہ فرض کیا جاسکتا ہے کہ وہ شراب نہ پہنی ہونگی ۔ امر کا گھرانہ لکھنؤ کے  
"اشراف" کا گھرانہ ہے ۔ وہ سب کچھ کرسکتا ہے لیکن عورت یہ ظاہر "پردہ کی  
ہو" پہنے کے علاوہ کچھ نہیں کرسکتی ۔ وہ نہ اشتائیں رکھ سکتا ہے ۔ عورت عشق  
نہیں کرسکتی ۔ راقم الحروف نے "یہ ظاہر" کی ترکیب ظہراً استعمال نہیں کی ہے۔  
کیونکہ یہ قول شوق ع ممکن اور بھی قیامت میں ۔

ملاقات کی محفلوں میں شراب داغ حجاب کی حیثیت رکھتی ہے ۔ "سحرالہمان"  
میں نجم النساء نے یہ رموز کو بھی یہی مشورہ دیا تھا ۔ (۳)

(۱) (۸۱۶) (۲) (۸۳)

(۳) مرحسن : سحرالہمان ۶۲ = ۶۳



شراب نوشی دراصل عہدِ سلطہ میں عام ہو چکی تھی۔ خود فضل بادشاہ خاصے شوقین واقع ہوئے تھے۔ اورنگ زیب کے علاوہ تمام فضل بادشاہ دن میں کئی کئی بار شراب پیا کرتے تھے۔ باہر اور جہانگیر نو "مشہورین" میں تھے۔ باہر کا تو یہ شعر موجود ہے۔

نوروز و نو بہار و مے و دلہیے خوشست  
باہر بہ عشق کوئی کہ ظلم دوچارو نیست (۱)

لیکن "طلسم" کے شعری طے نازک مزاج میں۔ غالب تو شراب کو حق کلاب کے ساتھ پہنچتے تھے۔ لیکن یہ لوگ شراب کو پھولوں میں بسا کر پہنچتے ہیں۔  
"کس نے کہا۔ تم باغ سے پھول تو لاؤ۔ شراب میں خوشبو نہیں۔  
میں بساؤں گا۔" (۲)

شراب کی قلمیں عورتوں کی محروم سے بڑا کھڑی ہوتی ہیں۔ (۳) ہر طرف گلابان سجن ہوئی ہیں۔ (۴) سو (۵) اور سوئے تھری (۶) سے لٹھائی جا رہی ہے۔ ساغر بلوہیں (۷) اور پیمانہ ہائے جواہر آکین (۸) گردش میں ہیں۔ اور کشتان شراب کی آراستہ ہیں۔ (۹)

اگر رات جاگہ کی ہو تو سحر آب سے بھی دل بہلایا جاتا ہے۔  
"فریبِ قالمین گل دار کا فراشوں نے آراستہ کیا..... کنول ہائے رنگین  
دربار میں جھڑپے گئے۔..... تقعرے دربار میں لٹکائے۔.....  
لب ساحل کھنڈان شراب ناب کی لگادی گئیں۔..... گدے سے سامنے  
مسک کے رکھ دئے۔ زیورات از بہ جوان بڑی آن بان کے لگادئے۔ القصہ  
جب یہ درستی ہو چکی نگار گئی سو کھنڈوں اور اپنی انسون جلیسون

---

(۱)	جہرا ۶۶	(۲)	(۳۱)۲	(۳)	(۳۸)۱
(۲)	(۱۳)۱	(۵)	(۱۵۵)۱	(۶)	(۱۲)۵
(۴)	(۵۹۵)۱	(۸)	(۱۳۳)۱	(۹)	(۶۷)۱

کو مہرا لے کر ہوا اور ہر سوار ہوگی ۔ اور اس خام فرحناک پر آکر  
جلوہ کر ہوگی اور سرب دیا و صحرا کرنے لگی ۛ (۱)

مورخکمان جواہر جزی (۲) اور "ناہاپ ضل ہلال ظک" (۳) اور نوائے (۴) اور  
مجیے (۵) سطح آب پر اٹھکھلمان کرنے نظر آئے ہیں ۔ یہ سرب آب کا منظر "امراؤ  
جان اد" میں نظر آتا ہے ۔

"انقلاباً اس وقت مرزا ولی عہد بہادر مرحوم اپنے جگہ مصاحبین کے ساتھ  
مجیے پر سوار ہو کر سر کو نکلے تھے ۔ ان کی جو نظر بڑی ۔ سمجھے ۔  
کوئی شخص ڈوب رہا ہے ۛ (۶)

لیکن دیکھا جاہے جاوہی کی کون نہ ہو ۔ سلسلہ روز و شب سے توجہ افکارا  
طفا نہیں ۔ چنانچہ "طلسم" میں بھی صبحین ہوتی ہیں اور ظاہر ہے کہ ہر صبح  
مدان جنگ میں نہیں ہو سکتی ۔ اور اگر لڑائی بھی ہوتی ہے دیکھا مدان جنگ سے  
بہت بڑی ہے ۔ چنانچہ مسعود اور شہرین میں وقت گزارنے کا کوئی نہ کوئی سلسلہ تو  
ہونا ہی چاہئے ۔

"طلسم" میں عورتوں کے قول جھول جھولان کھیلنے نظر آئے ہیں (۷)  
کہیں د رختوں پر جھولے پڑے ہوئے ہیں "تھڑی عورتیں جھولتی ہیں ۔ تھڑی کھڑی  
ہند دے کر جھلا رہی ہیں ۛ (۸) اور کہیں پر عورتیں "دس گھرا" کھیلنے میں  
مشغول ہیں ۔

"قہر چشم جاوہر ایک تخت پر آگے بیٹھی ۔ حقہ پینے لگی اور دس  
گھرا کھیلنے لگی ۛ (۹)

---

(۱) ۲ (۲۵۶-۲۵۷)	(۲) ۲ (۲۰۹)	(۳) ۲ (۲۰۹)
(۲) ۶ (۴۴۰)	(۵) ۲ (۲۰۹)	(۶) ۲ (۲۰۹) : امراؤ جان اد ۱۲۲
(۴) ۲ (۲۰۳)	(۸) ۱ (۹۵)	(۹) ۲ (۱۰۴۱)

شطرنج بھی کھلا جاتا ہے۔ "عمر کو تو" روی اور فرنگ سب طرح کی شطرنج یاد ہے۔

"عمر ایسا کھیلنے والا ہے۔ روی اور فرنگ سب طرح کی شطرنج اس کو

یاد ہے" (۱)

کہیں جوسر ہو رہا ہے۔ (۲) اور "تین کانے چم چمکے اور ہوا" کی آوازیں آرہی  
ہیں۔ (۳) کہیں بچہ اور گجہ ہو رہا ہے۔ (۴) اور کہیں نوتی (خالیا نوکوا)  
(۵) کہیں ہڈی لگے ہوئے ہیں (۶) اور کہیں "آنکھ مجولا جادو چمکولا" کے ہنگامے  
ہیں۔ (۷) کہیں کوئی "طوطے کو جھینڈ جی بڑھاتی" ہوئی بھی نظر آ جاتی ہے۔  
(۸) "نہیں جی" تو طوطے کو اب بھی سکھاتے ہیں !

ایک طرف نگاہ اٹھائے تو سوانہ کے تخت آرہے ہیں۔  
"سوانہ کے تخت آتے ہیں۔ سف ہرجی سادہ، نکلے ہیں۔ کوئی مہ  
سے سوت نکالتا ہے۔ کوئی ہار نکالتا ہے۔ بھول اوگتا ہے" (۹)

کس طرف نہ اپنا تماشہ دکھا رہے ہیں۔  
نہ ہانس بہ کر رہا تھا مذکور  
میں دارہ ہون جواب منصور (۱۰)

کہیں سانپ کا تماشہ ہو رہا ہے۔ (۱۱) کہیں رچھ والے اور پترو والے ڈگڈگی بجا  
رہے ہیں۔ (۱۲) اور کہیں دنگل ہو رہا ہے۔

"اکھاڑے جا بہ جا کھدے ہیں۔ دنگون میں لکڑی جاری ہیں۔  
تماشہ چلے آتے ہیں" (۱۳)

(۶۴)۳ (۳)	(۶۴)۳ (۲)	(۲۵۰)۲ (۱)
(۶۳)۲ (۷)	(۸۲)۳ (۵)	(۲۴۱)۳ (۲)
(۸۴)۱ (۹)	(۲۱)۲ (۸)	(۳۹)۵ (۴)
(۳۸۲)۱ (۱۲)	(۵۲)۲ (۱۱)	(۳۳۳)۳ (۱۰)
		(۴۲۲)۶ (۱۳)

"ایک جانب جو آئے دیکھا۔ عجب منگاہ ہے۔ ایک جوان گھنٹ  
بجا کر بکارت رہا ہے کہ ایک پیسہ فک۔ نقل کی اصل دیکھا دین

نعمتوں کا کوئی حوائج ہے رنگ  
سجنا ہے کہیں وہاں و مرجہ (۱)

"طلسم" میں شکار بڑی نکاری سے کھیلا جاتا ہے

”قراول لانی لگانے کی فکر میں پھرنے لگے..... شعرون کے لئے ہکوا کر رہے  
کی نہاری ہوئی۔ باجے اور آٹا، بازی کے ٹوکھے روانہ ہوئے۔“ (۲)

جڑیاں طاعون کی بہر شکار  
کوئی گڈانک اور کوئی ہمدار (۲)

کتنے کے بغیر تو "طلمس" میں شکار کا تصور ہی کرنا ناممکن ہے۔

داسقان گوہن نے ہار ہار شکار کے قاتلوں کی تباہی اور روانگی بہان کی ہے۔  
اس سے شکار کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ایک بار قاسم جو شکار کو چلے تو :

"سارہ بن عمرو نے بھی خیمہ اشتر و قاطر پر بار کرایا ۰۰۰۰۰ چالیس  
 ہزار سوار ۰۰۰۰۰ بہر ہمراہی منتخب ہوئے۔ قراول پہلے ہر شکار  
 پر جانور شکاری لیے کر اس وقت کوچ کر گئے۔ بازدار ہمار  
 ہاتھ پر پھانے در دولت پر حاضر ہوئے۔ بھری تھوٹی ہاشہ جو لکھڑ  
 جھگڑست ہوئے لگے۔ موس تھولی کی چونگیاں ہمراہ لیے کر چلے گا  
 حکم ہوا۔ جانور ان جگہ کے شکار کو جھون کی کھولیمان فانگوں پر  
 لہ گھن۔ سگان تازی کی حوڑیاں ڈوڑیے لیے کر صحرا کو چلے مدام  
 د ارداد ہر دوش۔ چڑی مار بھٹکی کما دست کئے ہوئے نشان کدھے  
 پر لائے روانہ ہوئے۔ ہاتھی جو شہر کو ٹھکرا کر مار ڈالیں ان پر  
 جاخانے کھنچ گئے ۰۰۰۰۰ (۱)

ایچ نو شکار گاہ میں بھی ارباب نشاط کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔

"ایچ نے شاہور شعبدل اپنے عمار سے حکم دیا کہ سامان شکار درست  
 کیا جائے۔ خیمے وغیرہ لائے۔ ارباب نشاط کو بھی حکم ملا کہ ہمراہ  
 چلیں (۲)

یہ لوگ جگہ و ہرگ و درگ سے غور کہ ہر قسم کا شکار کرتے ہیں۔ اور شکار گاہ  
 میں صرف ایک قانون چلتا ہے کہ شکار کو جو زخمی کر لیے شکار اس کا ہے۔ چنانچہ اس  
 بات پر بار بار ظوار چل جاتی ہے۔

"اتفاق سے داراب کشور کشا فرزند امیر پہلے سے اس دشت میں نخچہر  
 کتان تھا۔ اس نے جوہن کو آئے دیکھا تو جوڑ کر کتان میں لگایا کہ  
 آہو گواہ شہزادہ نے اسے نہج کیا (۳)

شہزادہ نے اسے نہج تو کر لیا مگر اس بات پر ظوار چل گئی۔ دراصل شکار گاہ کا یہ  
 قانون قدیم زمانہ سے ہندوستان میں رائج ہے۔ چنانچہ جب شعور نے بھی اس صور

ہر تیر مارا جسے ارجن نے مارا تھا تو ارجن نے شو کو لٹکار لیا ۔ وہ بھگوان کو پہچان  
نہ سکا تھا ۔ ارجن نے کہا ۔

"تم ہو کون ..... تم نے مجھے شکار پر نشانہ لگانے کی ہمت کسے  
کی ۔ ..... (۱)"

قصہ اسی لٹکار پر ختم نہیں ہو گا تھا بلکہ ارجن اور شو میں طوارجل گئی تھی ۔

لیکن شکار کی اس اہمیت کے باوجود "طلسم" / سب سے بڑا ذریعہ "طرح طوائف  
ہے ۔ "طلسم" میں "کھلی کھائی عورتوں" (۲) اور "ازارہ کے ڈھیلے" (۳) مردوں  
کی کٹی نہیں ہے ۔ پھر بھی طوائفوں کی بھرمار ہے ۔ کوئی ایسی ہستی نہیں جس میں  
"جوک کے کمرے" (۴) نہ ہوں اور کوئی ایسی لشکرگاہ نہیں جس میں طوائفوں کے  
ڈھیلے نہ ہوں ۔

"روتاس اپنی بارگاہ میں مسد عزت پر متمکن ہوا اور خادم خد متگار سب  
کو باہر بارگاہ کے کہا جا کر ٹھہرو ۔ صرف اپنی رتھی کو بارگاہ کے اندر  
لے آؤ" (۵)

رہن ہوا ہنم ۔ یہی رتھیان محل کی جان ہیں ۔ یہ طوائفیں بھی حد و ستان میں  
بہت دنوں سے آباد ہیں سرپرست ان طوائفوں کی دیکھ بھال کیا کرتی تھی اور ان  
کے حقوق کی حفاظت کیا کرتی تھی ۔ ارشد شاستر بھی ایک "داروغہ" ارباب نشاط کے  
تھرو کی سفارش کرتا ہے ۔ جو درباری گانے اور ناچنے والوں کی دیکھ بھال کے علاوہ  
جکوں کا صائب بھی کرتا رہے اور ہر رتھی سے دودن کی آمدنی محصول کی طرح  
وصول کر کے سرکاری خزانہ میں داخل کرتا رہے ۔ "اسناد جن" لوگوں کو سرکار بگڑھلاوا  
ملا کرتا تھا ۔ (۶) لیکن اس میں شک نہیں کہ لکھنؤ نے طوائف کو جو مرتبہ دیا وہ

---

(۱) مہابھارت ۱۲۸	(۲) ۳ (۱۶۶)	(۳) ۵ (۱۵)
(۲) ۴ (۵۴۹)	(۵) ۱ (۱۸۴)	(۶) ۱۸۴

اس سے پہلے ملکستانی طوائف کو شاید کسی نہیں ملا تھا۔ لکھنؤ میں طوائف نے  
سماجی زندگی میں ایک مقام حاصل کر لیا۔

"شجاع الدولہ کی نسبت صاحب تاریخ نے کہہ لکھنے میں کہ ارباب  
نشاط کا بڑا شوق تھا۔ ہزارہا گانے والی رٹ بان عموماً دھلی اور دیگر  
بلاد دور دراز سے یہاں آکر جمع ہو گئی تھیں۔ عام رواج بڑکا تھا  
کہ نواب وزیر کے علاوہ اور تمام امرا و سرداران فتح بھی کسی طرف کچ  
کرتے تو ارباب نشاط اور رٹ بان کے ڈیرے ان کے ساتھ جاتے۔" (۱)

اس لئے اگر "جوکہ میں بہت بڑا جگہ گراستہ" ہوا اور اس میں "گل بدن نازک اہل  
کا مرستہ مجمع" ہونو کا عجب۔ (۲)

"طلسم" میں رٹ بان اور رٹ بان کے حقوق و فرائض کے ذکر کو بھی نظر  
انداز نہیں کیا گیا ہے۔

"ناک کانہی ہوں دڑی اور بوجہاں ساتھ میں۔ ان سے کہتی ہے۔  
محیط کی بد مزاجی نے مجھ کو مارا۔ رات کو لڑائی ہونی ہوگی۔ نازک  
مزاج ہے۔ و نوجوان تنخواہ لگ دیتا ہے۔ گھر کا سارا خرچ اس کے  
ذمہ۔ عہد ہوں۔ دیوالی وغیرہ میں جڑے بنوا دیتا ہے۔" (۳)

یہ نائیکائیں نوجہن کو دھتے کے دائیں ہج بھی سکھائی میں اور زندگی  
کے اونچ نیچ بھی دکھائی میں۔

"ای جہان تک ہو سکے ان لوگوں کو اشتیاق میں رکھے۔ ہاتھ نہ  
لگائے دے۔ نوک لپٹ ہے۔ ازارہت کی ڈھلی ہے۔ ہتھ نہ لگے۔

(۱) شہر : مضامین شہر ۱۶۶-۱۶۷

(۲) (۲۱۶)

(۳) (۷۳۰)

رہیگی ۔ دیکھو ہنوں ہماری نصیحت کوئی ہونے سے سنو ۔ اس وقت میں  
جہان تک ہوسکے جارہے ہیں اکیلو ۔ یہ جوانی جلتی پھرتی چھاؤں ہے ۔  
جو اس وقت ہذا کی لوگ بڑھاپے میں کام آئے گا ۔ ہمسہ اپنی گانڈ کا ۔  
بار اپنے ساتھ گا ۔ مثل مشہور ہے ۔ ایسی ہماری باتیں ہری لگی ہونگی ۔  
مرجین لگی ہونگی ۰۰۰۰۰ (۱)

جنانچہ یہ رشتہ بان جوہانی جی بھی کہلاتی ہیں (۲) بڑی بڑی بڑی ہیں ۔  
اور دل لینے کا چلن انہیں خوب آتا ہے ۔ اس لئے تو یہ ہر محل کی جان ہیں ۔  
جہان دیکھتے وہیں ان کا مجرا ہو رہا ہے ۔

"حسن آرا ۰۰۰۰۰ اس غزل کو گانے گانے توڑالے کر بھٹ گئی ۔ دانی  
شہزادہ کا جٹکی سے تمام لیا ۔ ایک ایک شمر کو دس دس طرح بٹانے  
لگی ۔ محل رہی ہے ۔ دونوں سارنگان ملی ہوئی ہیں ۔ ۰۰۰۰۰ طہلیا  
بھی کامل واکل ۔ فکریہ ہاتھ رہا ہے ۔ ادھر ساز کی کیفیت ادھر  
حسن آرا کے ذہن کی جدت ۔ گل سا چھو ۔ ڈھکے سینے سے ڈھلکا  
جاتا ہے ۔ سنبھالنی جاتی ہے ۔ کہی سینے پر ہاتھ رکھ کر "جون بیٹا  
جاؤ" کہہ کر بٹانی ہے ۔ قیامت کے ناز و کرشمے دکھاتی ہے ۔ اہل محل  
ذبح ہو رہے ہیں ۰ (۲)

ازاریت کے ڈھیلے مردوں کہیں کھالی ہونٹوں اور طوائفوں کی اس دنیا میں  
نہ دھڑکوں کی کہی ہے نہ مرنے والوں کی ۔ (۲) جنانچہ خود مجاہد راہ خدا "داماد  
نوشہروان زلزلہ" قاف ثانی سلمان امیر حمزہ صاحبقران "بھی غضب کے نشاے میں واقع  
ہوئے ہیں ۔ ایک بار دھوکے سے پکڑ لئے گئے ۔ زنجیروں میں جکڑ کر ایک قلع میں لائے  
گئے ۔ طوائفوں نے اپنی کمرے سے داماد نوشہروان کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے



جہانکا شروع کیا ۔۔ چہون کی اس کہکشان کو دیکھ کر یہ جن ہو گئے اور گرفتار  
کرنے والے سے بولے :

"اے پہلوان دوران ۔۔ حکم دو ۔۔ جلد ساعت کو اریہ ٹھہر جائے ۔۔ ہم بھی  
تمہارے شہر کی کلفت دیکھ لیں ۔۔ اتفاق سے قید ہو کر گزر ہوا ۔۔ بہت آگاہ  
ہم ہیں ۔۔ ملک زریزوزمین حسن خیز ۔۔ نازنجان ۔۔ جہن کا جٹاڑ ہے ۔۔  
برہن کا اکھڑا ہے ۔۔ حویون کا جمگٹا ہے ۔۔ ہم بھی سب کو دیکھ لیں ۔۔  
آنکھیں سنک لیں ؟ (۱)

اس میں ان پر چاہیے صاحبقران کا کوئی تصور نہیں ہے ۔۔ اسے لوگوں میں  
پھنس گئے ہیں کہ تاشیمنی پر مجبور ہیں ۔۔ اصل میں یہ داستان جن لوگوں کو  
سنائی جا رہی تھی وہ لوگ اس قسم کی باتیں سننا چاہتے تھے ۔۔ کیونکہ اگر ایسا نہ  
ہوتا تو داستان کو سراہا کے بیان میں ہون حدوں سے بے گزر جاتے ۔

"جہانجان سمنے ہر گول گول ابھری ۔۔ گڑی ۔۔ نوکلی ۔۔ ڈیمان ہسبون  
مہی کی ؟ (۲)

سراہا کے بیان میں یہ داستان کو بے قلم ہو جائے ہیں اور اپنی شہزادہوں کو  
برہہ کر کے دیکھنے اور دکھانے لگتے ہیں ۔۔ خلا ملک ہران ہشوقہ ایچ بن قلم  
بن طم شاہ بن صاحبقران کے سراہا کے بیان میں یہ منزل بھی آجاتی ہے :

ابھری ابھری وہ جہانجان میں  
میں سب ک ناسہانتان میں  
میں بہت کہ نور کا ہے تختہ  
شلف ہلور کا ہے تختہ

ہے مہرِ شرم بولنا کا  
رازِ مخفی کا کھولنا کا  
ہرِ قمر و ستارہ کئے  
شکلِ صدف دہاوا کئے (۱)

لالانِ خون تھا ہشوقہٴ اسد بن کرب غازی نظر کردہٴ ہزگان اور فتحِ طلسم کے سراپا  
میں بھی یہی ہے راہِ روی نظر آتی ہے۔

..... آگے عجب لذت کی چیز ہے ۔ وہ مہسنی ہے جو موتی جگمگ ہے ۔  
یا وہ جو رخِ خاہ ہے جس کو کلمہٴ تمنا کھولتی ہے ۔ وہ مہسنِ حجاب  
ہے جس پر مہرِ خطِ شباب ہے ۔ ..... وہ دیدہٴ ہر نور ہے جس میں  
وصل کی سلاخی سرہ لگانہ کی ۔ وہ غنچہٴ تنگ سر بستہ ہے جس میں  
موائے تمنا بڑی مشکل سے جاتگی ..... (۲)

داستانِ گواہ فصلِ بمان کے لئے ظور بھی یہی کرتے ہیں ۔  
"حقیر نے جو سراپا و غیر اس نازنین کا لکھا ۔ یہ اس لئے طول دیا کہ  
یہ ملکہ بھی ہشوقہٴ اسد ..... ہوگی اور شہزادہ کے نکاح میں  
آئگی ۔" (۳)

یہ منطق بہت عجیب ہے ۔ چونکہ یہ شہزادی اسد کی ہشوقہ ہونے والی ہے اور ان  
کے نکاح میں آنے والی ہے اس لئے داستانِ گواہ نے ٹھونک بجا کر دیکھنا چاہتا ہے  
اور "جملہٴ نوامین اور اشرف اودہ" کو بھی دکھانا چاہتا ہے تاکہ سب کو اطمینان ہو  
جائے !

دراصل یہی وہ مقامات ہیں جہاں آج کا قاری بدحظ ہو جاتا ہے ۔ حالانکہ  
ان دنوں انہیں جطون پر "واہ واہ" کا جھونکا ہوا ہوگا اسے آج بھی آنکھیں بند

”جاہک نگار پر مائل ہوا اور خوب خوب اس سے ہاتھن لطیفوں کی کہن اور گئے اس کو لگایا۔ عجب دلگی ہوئی۔ اس نے اس کو گئے جو لگایا تو اس نے زور ناف ایک شے سخت محسوس کی۔ وئی کہہ کر کہا۔ ہوا۔ یہ کیا ہے۔ اس نے کہا۔ یہ مجھ کو عارضہ ہے۔ اس کی سختی ہے۔ لام چلتے تو میں اس کو دکھلاؤں۔ نگار اٹھی اور لام آئی اور اس وقت اس نے ہاتھ میں اس کے عضو مخصوص دیا کہ دیکھو یہ عارضہ ہے۔ اور پھر اس کو گئے سے لپٹا لیا اور کہا۔ اے جان من میں ہوں ہمارا صاحبقران جہانگیر کا جاہک اور تیرے ہر مرتا ہوں۔ نگار بہت شرمندہ ہوئی اور لگی گالیان اور کوسنے دینے۔ مگر دل میں مائل ہوئی اور دل میں کہا۔ یہ اس نے کہا غضب کیا کہ اپنا بدن مجھے پگڑا دیا؟ (۱)

بہال ہضم از و صلب بر آورد  
زمخت خوبی بر خورد ام اشب

لا تعن جلمنگ سمنے یہ اپنے شب وصال  
 کہا کہا نہ گل مجاہد کی خطخال ہائے دوست" (۲)

(5A4-5A7)P (1)

اور کہی "ہاربانک کے بیچ ہاتھ کر ہار جہن کو کوہ من لے کر بٹھ  
جاتے تھے اور جیسے لہتے تھے" (۱)  
لیکن ہار جہان بھی ان سے مختلف نہیں ہیں ۔

"صوبہ نے..... کہا..... کہ قرآن نظر کوہ اور بادشاہ زنگہار کا ہے۔  
اس کے فرزند نے مجھ سے محبت کی ۔ لیکن وہ بڑا جان دہا کرے ۔ من  
کب سماعت کرتی ہوں ۔ اسے جودہ ہزار مرنے میں " (۲)

بالکل یہی بات شوق کی مثنوی "بہار عشق" کی ہمگم نے بھی کہی تھی ۔  
لاکھ خوش رو جوان ہری نضال  
اس کو جہ من ہو گئے ہامال  
کہن ہم لوگ رحم کرتے ہیں  
اسے جودہ ہزار مرنے میں (۳)

عزیز احمد اور حسن عسکری کو غالباً اس پر ہاکی نے اس مضابطہ میں ڈال دیا کہ "طلسم"  
کی شہزادہ بان طواظین میں ۔ "طلسم" کی یہ ہار جہن تو خیر پردہ نشین نہیں ہے  
لیکن شوق کی ہیروئن تو ایک پردہ نشین عورت ہے !

"ذرا خیال فرمائیے کہ بہار عشق کی ہیروئن کہنے کو ایک ہنر شریف  
کہانے کی دوشمنو ہے ۔ اور جب اس کے پاس ایک ملازمہ بہ خیر پہنچاتی  
ہے کہ دروازہ پر ایک اجنبی کھڑا ہے اور کچھ کہنا چاہتا ہے تو کہ  
کھل جاتی ہیں ۔۔۔

جاگے ہمگم سے جب کہیں " بات  
ہنس کے بولی کہ من تیری بد ذات

ہمک ہند دینی میں اور مسجد میں شاید جانی میں کہ کہیں نہ کہیں  
سے ہمارے محبت ہی کا آیا ہوگا ۔ جیسی تو فرماتی ہیں

نہج سے بچھوئے خوف کھاتی ہوں  
خبر! کہہ دے۔ میں آپ اتنی ہوں

جنانجہ ڈھوڑی پر پہنچ جاتی ہیں ۔ اور وہ اجنبی پر دھوکہ تو دیکھ پہنچ کر ملائی  
ہوتا ہے ۔ اور نہایت سادگی اور دہدہ دلیری سے یہ بتاتا ہے کہ آپ ہر ایک شخص  
عاشق ہے اور آپ کے ہجر میں زہر کھا کر مر جانا چاہتا ہے ۔ اور یہ دعوت بھی دیتا  
ہے کہ

جل کے لئے دیکھ آؤ انہیں  
قسمیں دے کر دوا پلاؤ انہیں  
قاصد سے جان نہ پہچان ۔ عاشق سے دید نہ شدہ ..... فرماتی ہیں .....  
ہم بھی درگاہ آج جائیں گے  
ہوگی فرصت تو ان بھی آئیں گے

جنانجہ حسب وعدہ ہمک پہنچ بھی گئیں اور پھر وہ سب کچھ ہوا جس پر  
سوہرس سے ہمارے حماد ارشدترین چراغ ہا میں : (۱)

یہ طویل گفتگو اس لئے یہاں کیا گیا کہ لکھنؤ کی شریف زادہوں کا مزاج  
مسجد میں آجائے کیونکہ "طلسم ہوشیہا" کی شہزادہاں دراصل لکھنؤ کی ہیں شریف  
زادہاں ہیں ۔ انہیں طوائفین مسجد لہنا درست نہیں ہے ۔ وہ تو "لکھنوی بیگمیں"  
ہیں جو جنس بد عنوانوں کا شکار ہیں۔ اور یہی داستان گوہن نے لکھنؤ کی ایک دکھتی  
ہوئی رشتہ پرانگی رکھ دی ہے۔

مصلح کو ہی ایک زبردست پہلوان اور حمزہ کے مقابلہ پر اترا ہوا ہے۔ اپنی جوان بیٹی کو اپنے قلم میں جھوڑا ہا ہے۔ اتفاق سے نورالدین اس طرف جا نکلتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں ایک دوسرے پر عاشق ہو جاتے ہیں۔ یہ بات جب مصلح کو معلوم ہوئی ہے تو وہ چراغ پا ہوا اور بختیارک :

"ناجنے لگا۔ ہکار کر آوازی۔ مان مصلح۔ سبحان اللہ۔ جوان بیٹی کو گھر میں جھوڑا ہے۔ تم تو چار چار روٹیاں نوکر رکھتے ہو۔ وہ بے چارے کہاں تک صبر کیے؟ (۱)

خواب کی جڑ میں ہے کہ "وہ بے چارے کہاں تک صبر کیے؟" "طلسم" کی تھپا تمام شہزادہوں کے سامنے یہی سوال ہے کہ وہ آخر کہاں تک صبر کریں۔ لیکن "طلسم" میں "وہ سب کچھ" نہیں ہوتا جس پر ہر سون سے ہمارے حیدار متحضرین چراغ پا ہیں۔ اور "وہ سب کچھ" غالباً اس لئے نہیں ہوتا کہ ہاشمو کی گدگی کے باوجود ان داستان گوئیں کے ذہن میں طہارت اور پاکیزگی کا ایک کمزور سا تصور تھا۔ چنانچہ انہوں نے "طلسم" کی تمام اہم خواتین کو عملی بدکاری سے بچا لیا۔ لیکن اس کے علاوہ انہوں نے باقی وہ تمام منزلیں طے کروادیں جو شوق کی شہوؤں میں بہکے ہوئے ہیں۔ یہاں بھی پہلے نوکرانہان ملائی جاتی ہیں۔

"یہاں سے قریب ایک کوہ پر شکوہ ہے کہ وہاں کی مالک ایک ساحو ہے۔ ہاران جادو نام کہ حسن و جمال میں اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ بہت سے ساحراس پر شغفہ و دلدادہ ہیں۔ منجملہ ان کے رہ جادو فرزند ہرق محشر کا بھی اس آفت روزگار پر عشق ہے۔ ۰۰۰۰۰ رہ جادو واسطے دیکھنے اپنی مشوقہ ہری ہکر کے روانہ ہوا۔ اور اس کے مکان پر جب پہنچا ایک ساحو اس کی ملائم کو بلوا کر بہت کچھ زرو جواہر

دے کر اس بات پر اسے آمادہ کیا کہ وہ باران جادو کو بلا لائے ہام لائے۔  
 ۰۰۰۰۰ وہ ساحرہ گئی اور کس بہانے سے باران جادو کو کوٹھے پر لے کر  
 آئی۔ وہ اس کی صورت زیبا کے دیکھنے میں محو ہوا۔ اس وقت باران  
 کے اور چند عاشق آگئے اور وہ کو زیرِ قصر مشوقہ دیکھ کر آندے رشک سے  
 جلے اور ایسا سحر کیا کہ وہ غفلت میں کرو گئے ہو گئے ۰۰۰۰۰ (۱)

یہ جو زیرِ ہام عاشقوں کا مجمع ہے اس سے یہ غلط نہیں ہو سکتی ہے کہ شاہ  
 یہ باران جادو کوئی طوائف ہے۔ لیکن اگر یہ طوائف ہوتی تو رکھ تو کرانی کو رشوت کہیں  
 دیتا اور اسے بلا لائے ہام کہیں بلواتا وہ خود بلا لائے ہام موجود ہوتی۔ اور وہ بلا تکلف  
 "کو" پر جاسکتا تھا۔ ان باتوں سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ باران جادو طوائف  
 نہیں ہے بلکہ "بہارِ عشق" اور "نہیبِ عشق" کی ہیروئن ہے۔

"طلسمِ نور افشان" میں تو شہنشاہ نور افشان کے قصر کے سامنے ہاتھ دے مزار  
 عاشقان ہے۔ ان کی بیٹھوں پر جولوگ عاشق ہو کر آتے ہیں اور زیرِ ہام مرجاتے ہیں  
 وہ دفن کئے جاتے ہیں اور ان کی قبروں پر چراغ جلائے جاتے ہیں۔ لیکن دوسری  
 طرف ان شہزادہوں کا یہ عالم ہے کہ لڑتے لڑتے یک لخت آسمان کی طرف چلی جاتی  
 ہیں اور وہاں اپنا لباس درست کرتی ہیں کہ جنگ کی تگ و دو میں جسم کا کوئی  
 حصہ کھل نہ گیا ہو! اب اس شہزادہوں کو طوائف کہنا نا انصافی ہے۔ لیکن  
 تماشہ بینی کے طلسم میں پھنسی ہوئی ہے بے چارے ان کرتیں میں کیا۔ وہ جس دنیا  
 میں ہیں اس کا عالم تو یہ ہے کہ بارہ چودہ سال کے لڑکے ہاتھ دے عاشقانہ اشعار  
 پڑھتے ہیں۔

عمر ایک تیرہ سالہ لڑکے کے روپ میں ہے۔ مگر "جنون سے اس طفلِ ماہ  
 طلسمت کے گویا عاشقی پیدا ہے" (۲) اور وہ "ماند کان پر رکھ کر تانیں مارنا"  
 شروع کر دیتا ہے "اور اشعارِ عشقانہ اور غزل پرزِ مشون مہاجرت محبوب" گانے لگتا ہے  
 اور "روتا جاتا ہے" (۳)

کہا یہ حال ہے ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں ہے کہ محبت کرنے کا فن کہاں سے کہاں جا پہنچا تھا لشکر اس کے شہزادوں کو تو خود داستان گو "جوان شوقین" کہتے ہیں ۔

"شاهزادہ نورالدین مرہن بدیع الزمان جوان شوقین عاشق مزاج حسنین کے سر کا تلخ گانے پر دل سے متوجہ ہیں : (۱)

یہ تمام جوانان شوقین کامیاب عشق میں کیونکہ ان کے ہلے واحد علی شاہ کے خم سے بنائے گئے ہیں ۔

"وہ (واحد علی شاہ) کہاں سے رشید خواص میں آئے جانے والی عورتوں غور کہ صد ہا عورتوں پر عاشق ہوئے ۔ اور چونکہ وہی عہد سلطنت تھے اپنے عشق میں خوب کامیاب ہوئے : (۲)

شہزادے مندرجہ بالا بیان کی روشنی میں اس حمزہ سے لے کر غنیمت علی شاہ تک کو پہچانا جاسکتا ہے ۔ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ عری ناموں سے دھوکا کھا کر ان کی تلاش میں عرب کے ریگزاروں کی خاک جھانسنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ یہ لوگ تو کئی ہشتون سے ہندوستان میں آباد ہیں ! خود افراسیاب بھی عاشق مزاج میں ان لوگوں سے پہچھے نہیں ہے ۔ دو ہاتھ آگے ہی ہے ۔ وہ تو "طلسم" کی ہر خوبصورت شہزادی اور ہر خوبصورت کمزیر عاشق ہو جاتا ہے ۔ اور چونکہ وہ بھی بادشاہ یا اختیار ہے اس لئے ظم طور سے کامیاب ہوتا ہے ۔ پس بہار و مغرب اس کے ہاتھ نہیں آتے ۔ شاید وہ ان دونوں کو حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہو جاتا مگر وہ دونوں حیرت کا پاس کر جاتی ہیں ۔

"افراسیاب ہزار جان سے اس پر شفقہ و فریقہ ہے اور صد ہا مرید سوال وصل کر چکا ہے مگر بہار نے حیرت اپنی پہن کے باعث انکار کر دیا ہے : (۳)



”واضح ہو کہ خطار و مخورشل بہار ہشوقہٗ افراسیاب میں = لیکن ان

دونوں نے بھی یہ خوف ملکِ حیرت کے وصل منظور نہیں کیا ہے؟ (۱)

ہیں یہی تین شہزادہاں ایسی ہیں جو افراسیاب کو ٹال گئیں = لیکن ”طلسم“ میں خوبصورت عورتوں کی کوئی کمی تو ہے نہیں = افراسیاب کے دل پہلنے کا سامان ہو جاتا ہے = وہ تو سرد رہا حیرت سے اخلاط کرنے سے نہیں جوگتا =

”یہ حیرت سے بٹھا اخلاط کر رہا تھا = چھوڑ رہا تھا اور ہوسے لپٹا تھا = حیرت ہگز رہی تھی کہ شہنشاہ آپ سب کے سامنے نہ سٹپا کھینچے = صاحب مہرے کپڑے سب کے رو بہ رو کھلے جانے میں = نگڑی میں ہسمے ہسمے ہوئی جاتی ہوں اور تمہیں اپنے کلم سے کلم = آئی مانی سے نہیں جوگتے؟ (۲) حیرت تو پھر بھی پوری ہے = افراسیاب تو پھر دہار میں حیرت کے سامنے بھی کھینچن بردہوانہ ہو جاتا ہے =

”افراسیاب ۰۰۰۰۰ اس صورت زیبا و حسن دل آرا کو دیکھ کر حیران تھا = آخر اس نے استفسار کیا = ۰۰۰۰۰ تو کون ہے = ۰۰۰۰۰ اس رنگین ادا نے جواب دیا کہ اے شہنشاہ = کتنز آپ کے سلسلہٗ الفت میں گرفتار ہے ۰۰۰ افراسیاب نے ہاتھ ہگز کر قریب اپنے بٹھا لیا = حیرت کو نہایت درجہ ناگوار ہوا = ۰۰۰۰۰“ (۳)

لیکن یہ رائے نہیں قائم کر لینی چاہئے کہ افراسیاب پر غیرت ہے اور خاندانِ امیر حمزہٗ صاحبقران کے لوگ بڑے حیدار ہیں = ”تمام لوگ ایک سے ہیں = ان میں ناموں اور خاند کے علاوہ کوئی اختلاف نہیں ہے = مثلاً اس اسد بن کرب غازی کو دیکھئے = موقع بہت نازک ہے = فوجیں آریستہ ہو چکی ہیں = غضب کی لڑائی ہونے والی ہے = باقوت سختہ ان مالکہٗ مجبورہٗ ہشوقہٗ خد اورد سامری سامنے موجود ہے = موت کا سامنا ہے = لیکن :

..... اسے یہ بھی دیکھا کہ ایک نازنین گنارہوش اس جانب  
 دیکھ رہی ہے۔ سوغام شہر دل پہلو میں کھڑا تھا۔ اس نے کہا۔  
 حضور۔ ذرا تن کے بیٹھنے۔ لعل سخفہ ان گپ کودیکھ رہی ہے۔  
 اسے غازی نے کہنے سے سوغام کے مونچھوں پر ٹاؤ پھیرا۔ خود زہن  
 کوچ کا نگاہ چار ہو گئی۔ اب تو چہرہ ان چل گئی : (۱)

پہان تک تو پھر بھی غنیمت ہے۔ مگر خواجہ عرو نظر کو دے ملت پھنسا رہا ہے تو قیامت  
 ہی کو دی۔ کس محفل میں بیٹھے ہیں :

”خواجہ کا بھی اس وقت دماغ بادہ‘ تاب سے گم تھا۔ نازنین ہری  
 جہوں شعریں ارا گندار ماہ رخسار صحت میں حاضر تھیں۔ دو جام  
 مٹے گفام پر دغذغہ‘ ایام چل رہا تھا۔ بادہ کمان خمخانہ‘ عہرت کا  
 حوصلہ نکل رہا تھا۔ ایک سمت کھنزان ملکہ بہارہ سد ناز واد از  
 مثل طائوسان طناز سرگم خرام ناز

ایک اک ان میں شوخ دیدہ تھی  
 پردہ ناموس کا دیدہ تھی  
 اسی پر جن اسی گویا گم  
 حق و سحاب کو بھی آئیے شرم (۲)

لشکر اسلام کی کھنوز کی اوائش کے بارے میں اس ایک جگہ کے علاوہ داستان  
 گوین نے کہیں اور کچھ نہیں کہا ہے۔ لیکن خود یہ ایک اگلا بیان ہی کتنا سخت  
 ہے۔

ایک اک ان میں شوخ دیدہ تھی  
 پردہ ناموس کا دیدہ تھی

اور خواجہ اس محل میں بیٹھے شراب پی رہے ہیں۔ لیکن بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ کیونکہ یہاں پھر خواجہ حدون کے اقدار ہیں۔ پھر اسے ہن کو دیکھتے۔

"اسد نے جام لیے کر کہا۔ اے جان من اپنی جو بھی شراب مجھے دے کہ ہوں اور دل مضطر کو اپنے تسکین دوں۔ اور میں تو تیرا تشہ' آب زلال و وصال ہوں۔ یہ کہہ کر گرد میں اٹھالیا۔ صندل جادو غم کو وجہ سے نہیں کہا کی۔ لیکن اسد نے ہلنگری پر لٹایا اور ایک ہاتھ گردن پر رکھا اور دونوں ٹانگوں کو ہاتھ سے گانٹھا" (۱)

یہاں یہ تاویل ہے، کی جاسکتی ہے کہ اس کے علاوہ قتل صندل کی کوئی اور صورت نہیں تھی۔ اس لئے مرنے کا نہ کرنا۔ اسد کو یہ طریقہ اختیار کرنا پڑا۔ لیکن "طلمس ہو گیا" میں ان منظر کا کال نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں امیر اور ہران کی پہلی ملاقات کا منظر بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔

"شہزادہ ہولا۔ ہس اب نہ ڈلو۔ ہماری طرح ہمیں ہمار کو۔ طشقی کے کہنے کا اعتبار کرو۔ ملکہ جواب دہ ہوئی کہ جہ خون ابھی تو آپ دگھڑا کہنے تھے۔ اب نام خدا میرے گئے کا ہار ہوئے۔ خوب ہاتھ پھملائے۔ اے صاحب تم جس پر مرنے ہو وہی تم کو ہمارک رہے ۰۰۰۰ شہزادہ نے کہا ۰۰۰۰ جس کی الفت میں صحرا نور ہوں نہ اس کو جھڑونگا نہ تیری الفت سے منہ مڑونگا۔ میں اس لئے پیدا ہوا ہوں کہ سختیاں ہمیشہ سہونگا۔ ملکہ نے یہ سن کر تھپتھپ مارا اور کہا۔ یہ شرکت اچھی نہیں۔ یہ موجب ہمت۔

میں اس طرح کا دل لگاتی نہیں  
یہ شرکت تو ہڈی کو پھانی نہیں

شہزادہ نے جب نام دل لگانے کا سنا ۔ ملکہ سے لہٹ گیا اور ہکاڑا ۔  
 اے حورِ شمائل ۔ اے راحت دل ۔ تیری رکھائی سے صحتِ درہم ہو  
 گا ۔ ۰۰۰۰۰ جانی ۔ میرا دل کا مزے دکھلانا تھا ۔ یہ تھا خیردار کا  
 رنگ لاتا تھا ۔ ملکہ نے کہا ۔ صاحبِ بچلے بیٹھو ۔ یہ ڈھے پڑنا اچھا  
 نہیں ۔ یہ تو خیر میں کہہ دیتی ہوں کہ مان میں بھی تم سے  
 محبت رکھتی ہوں ۔ پس اب زیادہ عشق نہ جٹاؤ ۔ ۰۰۰۰۰ شہزادہ  
 نے کہا ۔ ہمارے آپ کو رحم تو کیا ؟ (۱)

یہ حالت اکیلی ہران میں کی نہیں ہے ۔ آئینوں کا آئینا بگڑا ہوا ہے ۔ بادشاہ  
 لشکر اسلام سعد بن قباد اور ملکہ بہار د خیر صاحب سامی کا حال بھی ایسا ہی  
 ہے ۔ یہ بھی پہلی ہی ملاقات کی تیاری ہے :

"ملکہ بہار زبانی جالاک ہارہام طلب انجمن ہارسن کر عظم روانگی  
 ہوئی ۔ ۰۰۰۰۰ آریوئین ہارکباد دیتی تھیں ۔ آج خوب اریان نکالو ۔  
 کس کے گئے کا ہارہنو ۔ نہیں نہیں کوئی جاؤ اور گستاخان دکھاؤ ۔  
 جولیان خوب مسکن ۔ دست رہا پھٹکن ۔ ہاتھ پائیاں ہوں ۔ جن  
 کھول کر رسوائیاں ہوں ۔ عصمت کہتی تھی ۔ کیا ارادہ ہے ۔ شرم ہو جیتی  
 تھی کہ ہم کو کیا رخصت کیا ۔ یہ ہوس ناک کس کو جواب نہیں دیتی ؟ (۲)

اور جب یہ "ہوس ناک" سعد بن قباد کی بارگاہ صحت میں پہنچی تو وہاں دونوں  
 میں جو گفتگو ہوئی وہ پرے پاکی کی حد تک کو ہل کر گئی !

"ملکہ نے کہا ۔ مجھے آپ دیکھ کر کچن غصے ہوئے لگے ۔ یہ ڈھپے کس  
 اور ہر ڈالنے ۔ شاہ نے کہا ۔ ہمیں کوئی مزہ نہیں ۔ اب تمہاری زلف  
 کا سودا ہوا ہے ۔ ملکہ نے کہا ۔ اس مزہ کی کیا دوا ہے ۔ شاہ نے فرمایا

کہ شہوت وصل سے بہ عارضہ جائیگا ۔ ملکہ نے بہ سن کر سر جھٹک لیا ۔  
شہ ماتم پکڑ کر تخت پر لائے ۔ برابر بٹھایا : (۱)

اور "نظر کودہ" مولا علیؑ فانی طلسم اسد بن کرب خانی جب مہہ جہن کی بچھی  
سے بہ ظاہر اخلاط کرتے ہیں تو مہہ جہن رون رون سے جھانکتی ہے ۔

"مہہ جہن رون در سے اخلاط اسد کا دیکھ دیکھ کر جل رہی تھی  
اور دل سے کہتی تھی کہ ہم سے تو کہا کہہ کر آیا تھا ۔ یہاں بہ مودا  
اس بڑھیا پر رجم کر کہا کیا داوید ار کر رہا ہے" (۲)

بچی مخمور ۔ نوو باقاعدہ تماشینوں کی طبع بارگاہ کے در سے گوازدے رہی ہے ۔

"مخمور ۰۰۰۰۰ اپنے طاؤس کو پھر کر قریب بارگاہ شہزادہؑ بلند قد رانی  
اور سامنے آکر ہکاری کے اے پر ویا رسم و راہ الفت میں ہے کہ ہم آواہ  
دشت ادبار پھین اور تجھے خبر نہ ہو ۔ ۰۰۰۰۰ صد اسن کر  
شاہزادے نے نگہ اٹھا کر دیکھا کہ ایک اختر آسمان دلہائی گوہر دیانے  
آشنائے گل گزار ناز بلبل شاخسار دلیری یوسف جمال زلیخا خصال ماہ  
کی صورت جگور کی سیرت لعل کی سج مجنون کی دھج شمع کا ردہؑ ہوائے  
کا ڈھنڈہؑ ہم کی آرائی پہلو کی زیبائی نیت کھوپڑے والی لہٹ کر سونے والی  
کو ملاحظہ کیا کہ سر کم گنار ہے ۔ اسے حسن و شوخ و چنچل کود دیکھا  
کہ ہے صبر اور ہے تاب ہوگا ۔ ۰۰۰۰۰ شاہزادہؑ والا منزلت دلدادہ اور  
شفقت ہو کر قریب اس گنگام کے آیا ۔ ملکہ نے مسکرا کر منہ پھر کر کہا ۔  
جلو اب منہ دیکھی محبت نہ جفاؤ ۔ من اسے ہے موت سے بات نہیں  
کرتی ۔ بہ فرما کر منہ پھر کر رواہ ہوئی ۔ بہ کشتہؑ خنجر ناز و مہر شمع  
اتانہ ہے تاب و ہے قرار ہو کر ہکارا کے اے مسکن گوین خاطر طشق سے

ٹھٹھا ہے میرا، عشق کو ٹکر دیکھنے جاؤ  
 آج دم توڑنے کی سہولت بھر دیکھنے جاؤ  
 دم رخصت ذرا حسرت کے تصور دیکھنے جاؤ  
 نکلی کس طرح ہے جان مضطرب دیکھنے جاؤ  
 ہماری پاس سے جاؤ تو ڈر کر دیکھنے جاؤ

اے دلدارو! ناز بہ کہا مجھ ناشاد پر خطاب ہے کہ آپ میں توہری  
 کی طرح سایہ ڈال کر دیوانہ بنایا اور پھر نظر پھیر لی۔ شہزادہ یہ کہتا  
 ہوا اور اشعار طعنانہ پڑھتا اس کے پیچھے جاتا تھا مکروہ بت پرین کچھ  
 جواب نہ دیتی تھی۔ یہاں تک کہ لشکر سے نکل کر ایک درو کوہ میں  
 جب پہنچی وہاں رک گئی۔ شہزادہ قریب پہنچا۔ مخمور نے قہری جڑھا  
 کر کہا۔ کہو صاحب کہا ہے۔ کون مجھ کہتے کا پیچھا پکڑا ہے۔ لواچھا  
 میں قہری ہوں۔ کہا کہتے ہو۔ شہزادہ نے کہا۔ واللہ جان زار کی  
 تسکین۔ میرا تو یہ حال ہے کہ گرنام طشتی نے تو بگ نہ، ہے.....  
 یہ کہہ کر اشک سے رخسار کو تر کیا۔ مخمور شہزادے کے رونے سے بے چین  
 ہو گئی اور ہنس کر اپنے دست نازک سے آنسو پونچھنے لگی۔ اور کہا۔ مجھ  
 خانقاہ سے محبت کرنا دل لگانا اچھا نہیں کہ شہنشاہ طلسم افراستاب کے  
 پھٹنے سے میرا نکلنا بڑا محال ہے۔..... شاہزادہ نے کہا۔ کیا تمہیں  
 ساحو ہو۔ اس نے کہا۔ مان۔ یہ سننا تھا کہ نور اللہ مرسن ہو گئے۔  
 ان کے چپ ہونے سے مخمور سمجھ گئی کہ تجھے ساحو جوانوں نے سنا  
 ہے تو میرے حسن و جمال کو عارض بہ زور سحر بنا ہوا جان کر یہ خاموش  
 ہوئے ہیں۔ یہ تصور کر کے ہنس اور لب لعلین سے گہرا نشان ہوئی کہ  
 اے دلہرہ غماز وائے طشتی جان نواز میں مثل ان ساحرین کے نہیں ہوں  
 کہ جن کا سن و سال دسویں کا ہوتا ہے اور وہ سحر سے صورت اپنی  
 جوانوں کی بناتی ہیں۔ میرا سن چودہ سال کا ہے۔ شہزادہ اس تقریر  
 کو سن کر دل میں شاد ہوا۔..... مخمور نے)..... ہاتھ گردن

میں ڈال کر اپنا دوشالہ سر سے اتار کر لڑی کیا۔۔۔۔۔ اپنے عاشق کو لہٹ  
 کر منایا کہ شاہزادہ کو آگاہہ کا خیال ملتی ہوا۔۔۔۔۔ ہے اختیار دھس  
 پڑا۔۔۔۔۔ ملکہ نے تعمیری جڑھائی۔۔۔۔۔ روکھی صورت بنا کر گئے سے باہر نکال کر  
 لے کر۔۔۔۔۔ سرکی۔۔۔۔۔ شاہزادہ اس سے لہٹ گیا۔۔۔۔۔ مخمور نے کہا۔۔۔۔۔  
 مجھے اور بات سے نفرت ہے۔۔۔۔۔ شاہزادہ نے کہا۔۔۔۔۔ دیکھئے۔۔۔۔۔ اس کی سہ  
 نہیں۔۔۔۔۔ انکار اچھا نہیں : (۱)

یہ طویل اقتباس مخمور کی بے حیائی کے علاوہ کچھ اور باتوں کو بھی ظاہر کرتا  
 ہے۔ ایک تو یہی بات واضح ہو جاتی ہے کہ عشق میں عورت کو فاضل کی حیثیت حاصل  
 ہے۔۔۔۔۔ مخمور نورالدین کو لگا کر دروہ کوہ میں لے جاتی ہے۔ اپنا دوشالہ لڑی کرتی ہے۔  
 گئے میں باہر نکلتی ہے۔ لہٹ کر ملتی ہے۔۔۔۔۔ اس و "اور بات" سے نفرت کرتی ہے۔  
 اور نورالدین کو کہتا ہے کہ اس کی سہ نہیں۔ دوسری بات یہ واضح ہوتی ہے کہ مخمور  
 ہے موجودہ سال کی لیکن اسے ناز و ناک کے تمام گرہم میں۔۔۔۔۔ اس کے علاوہ و "اور  
 بات" سے بھی بڑی طرح واقف ہے اس لئے تو نفرت کرتی ہے۔ دوسری بات اس  
 اقتباس سے یہ نکلتی ہے کہ ہمیں مرد کے ذہن میں جھانک کر عورت کے تصور کو دیکھنے  
 کا موقع ملتا ہے۔ نورالدین اپنے دل میں مخمور کو "ملکہ کی صورت" "جگمگ کی صورت"  
 رکھنے والی کہتا ہے جس سے اس نے وہی کو قہر و طغیانی ہے کہ "طلم" میں عاشق و راصل  
 عورت ہے۔ لیکن نورالدین اسے "ہم کی آرائش" "پہلو کی زیبائش"۔۔۔۔۔ نندہ کہنے والی  
 لہٹ کر سونے والی "بھی کہتا ہے۔ عورت کی یہ طعنائہ حیثیت ہندوستانی شاعری کی  
 دین ہے۔ اور "لہٹ کر سونے والی" خصوصیت لکھنؤ کے مریے ہوئے شاعرہ کی۔ لطف کی  
 بات یہ ہے کہ عورت کے ذہن میں مرد کا تصور بھی بالکل نہیں ہے۔ ہر ان جب ایچ  
 کی آواز سن کر ہلکی نواں ہے:

"ایک جوان خورشید جمال کو دیکھا جو نہائی راز کا بھیدی شب وصل کا  
 نومیدی دھس کر چھوڑنے والا۔۔۔۔۔ سنم اٹھانے سے نہ نہ پھرنے والا۔۔۔۔۔ راتوں

کو جگانے والا وصل کے انکار پر روٹھ جانے والا محبت کا پھلا .....  
 خانہ حسن کے لوتھے میں جلی و جھوٹ ۔ متاع حسن بردانت لگانے ۔  
 ہونٹ چوسنے کی آرزو میں مہ پھلانے ..... ہوسوں کا سائل .....  
 دل لگی ہر مائل ۔ دشت عشق کا جوگی ہے ۔ طبع کو غلم بنانے والا ۔  
 مونہن بردانت لگانے والا ..... ہزاروں دل لوٹ لٹے ۔ کیونین گھر  
 حسن کے ہر باد کئے .....

طاشقی میں وہ قسم کا استاد  
 دل لگانے کے سو طریقے یاد (۱)

”سو طریقوں“ سے دل لگانے والے بڑے فنکار ہیں ۔ ان کی حالت بالکل  
 تماشاخون کی سی ہے ۔ طاشقانہ اشعار پڑھنے میں ”لہذا جواب نہیں رکھتے“ ۔

”بختیارک نے سودار واسطے استقبال طم شاہ کے بھیجے ۔ .....  
 طم شاہ داخل ہوئے ۔ ..... اور آکر قویہ حسدہ جادو کے پیشے اور  
 شمر طاشقانہ پڑھنے لگے ۔ بختیارک نے ہوجھا کہ باعث تشرف آوری  
 حضور کیا ہے ۔ طم شاہ نے کہا ۔ طمک جن ..... تم میرے وصل ہر ملکہ  
 کو رضامند کردو ؟ (۲)

یہاں ”تاویل نہیں ہوتی“ کی جاسکتی کہ طم شاہ حسدہ جادو کے سحر میں  
 مبتلا تھے ۔ ان لوگوں کا طریقہ یہی ہے ۔

”قلم بہ یک نگاہ اس رشک ماہ پر شیفہ ہوا اور بہ آواز بلند ہکار کر اس  
 ریاضی کو پڑھا ؟ (۳)

”اس مصنف لاثانی کو دیکھ کر شہزادہ اشعار طاشقانہ پڑھنے لگا ۔  
 اس نے آئے ہی دل کی طرح پہلو میں جگہ لی .....“ (۴)



اور جب "خیمہ اسلام" کا یہ حال ہے تو نہایتے گھر میں کیا کچھ نہ ہوتا ہوگا !  
چنانچہ ملکہ خمار جادو و ہشونہ افراساب ایک لڑکے پر حمل گئی ۔

"خمار اس کی بھولی بھولی باتیں سن کر مایہ حسن کے لوٹ گئی ۔  
اور کہا ۔ مورکھ نادان جو بد تعری فاحشہ ہے ..... عروئے ہات  
سن کر کہا ۔ خراب اور فاحشہ تو آپ ہوگی ..... خمار نے خیال کیا  
کہ یہ ابھی بالکل پر سجدہ مسلم ہوتا ہے ۔ اور بچہ کمسن ہے ۔  
کس سے بھنسا نہیں ۔ تو ہی وصل نہیں فصل کا مزا چکھا نہیں ۔  
..... اگر ہو سکے تو اس کمسن کو اپنے پاس رکھو اور اسکی رعنائی و  
زیبائی کی بہار لوٹو ۔ ..... خمار جادو نے اسے گئے لگا لیا ۔ اور کہا ۔  
م تم ہماری ہی بی بی بنو گے ۔ عروئے کہا ۔ سچ کہو ۔ تم ہماری ہی بی  
بی بنو گی ۔ اس نے کہا ۔ ہاں ۔ عروئے اس کو لپٹ کر خوب بہا رکھا : (۱)

"عروئے کہا ۔ جو تم نے حال پہنچا ہے تو دل داری بھی لائے ۔  
تم ہی اپنی غلامی میں مجھے قبول کرو ۔ میں مال دار بہت ہوں ۔  
..... خمار یہ باتیں سن کر ہنسنے لگی ۔ عروئے ہاتھ پکڑ لیا ۔ گئے  
سے لپٹا لیا ۔ خمار نے کہا ۔ دیکھو ۔ کوئی آجائے گا ۔ میں بد نام ہوگی ۔  
تم تو نام خدا انگلی پکڑتے پہنچا پکڑتے ہو ۔ کتنا جلد میرے میں آگئے ۔  
..... عروگد میں اٹھا کر کٹاریے لایا اور جادو پہنچا کر اسے بٹھایا : (۲)

تیسرے سرابہ کی ملکہ سراب جادو بھی خمار ہی جیسی ہے ۔ ایچ کو گرفتار کر کے لے چلی  
ہے ۔ مگر :

"سراہا کو شہزادہ کے دیکھ کر بلائیں اپنے لگی ۔ جن میں کہتی ہے ۔  
اے سراب جادو کسا افراساب ۔ کہاں ظلم ہوشیا ۔ اس یوسف  
ثانی کو لے جا کر اس گروہ کے حوالے کر دوں ۔ وہ دشمن و ناسا

خون بہائے ۔۔۔۔۔ اس قدر وصل کی خواہش ہے ۔ دل سے کہیں  
ہے ۔ اس صحرا میں کہیں ٹھہر کر وصل حاصل کریں " (۱)

مختصر و مفید جو تک مسلمان ہو چکی ہیں اس لئے عہدہ کی مہم جوئی کی بنا پر  
دستان گوہن نے انہیں " اوربات " سے نفرت کروائی ہے ۔ لیکن سراب جادو نہ مسلمان  
ہے اور نہ مسلمان ہونے والی ہے اس لئے وہ اس قدر باؤلی ہو رہی ہے کہ کہیں جنگل  
میں ٹھہر کر وصل " حاصل " کرنا چاہتی ہے !

جہاں کھرکی یہ شہزادہاں تو باقاعدہ دست درازی کرتی ہیں ۔  
" ساحو جب مست ہوئی ۔ دست ہوس جانب شہزادہ بڑھائے لگی " (۲)

اور جب جوان عورتوں کا یہ حال ہے تو بڑھئیوں کی بھوک کا کیا ٹھکانا !

" دیکھتے ہی شیدا ہوئی اور خیال کیا کہ تو بڑھیا ہے ۔ طلسم میں تجھے  
کوئی پہچانتا نہیں ۔ یہ قیدی اپنا جان پہچنا غنیمت جانے گا ۔ اسے تو  
افراسیاب سے مانگ لینا اور میرے اڑانا ۔ فی الحال اس سے سوال وصل کر۔  
"۔۔۔۔۔ (۳)

یہ محلوں میں رہنے والی شہزادہاں ہیں ۔ انہیں کے اطوار سے کنہنوں اور  
خواصوں کے اطوار کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ۔ چنانچہ ہر طرف اختلاط کا بازار گرم ہے ۔

" مور جادو ایک کنیز سے اختلاط کر رہا تھا ۔ دیکھتے ہی صورت نگار کو  
ڈر گیا اور اس لوٹی کو ہٹا دیا ۔ آپ اٹھ کھڑا ہوا ۔ اور پہچھنے لگا کہ  
اس وقت تم کوئی تشریف لائیں ۔ "۔۔۔۔۔ (۴)

" ہنق ۔۔۔۔۔ کنیز ۔۔۔۔۔ کے پاس گیا اور اشارہ سے ہاتھ کے ایک طرف  
بتایا کہ ادھر جا ۔ کنیز سمجھی کہ میرے کسی دوست نے طلب کیا ہے اور

اس ساحر کو منظم طور پر بلانے پہنچا ہے۔ پس اس سمت کوچہ ہر  
اس نے بتایا تھا چلی ۰۰۰۰۰ (۱)

"ہرق نے کچھ اشرفیان دکھائیں۔ ۰۰۰۰۰ مہترانی لالچ میں آکر اس  
کے پاس آئی۔ کہا۔ مان۔ تم پہلے وہ جو درخت سامنے لگا ہے اور  
اس جگہ گوشہ تنہائی ہے کوئی آتا جاتا نہیں وہاں جا کر ٹھہرو۔ میں  
آئی ہوں۔ یہاں بات کرنے میں بدنامی ہے۔ برادری میں بدچلت سے  
اٹھ جائیں گی۔ حقہ پانی پتہ ہو جائیگا۔ ہرق نے کہا۔ ہم تمہیں ہونہار  
روی پکائیں گے۔ مہترانی بولی۔ کیا ضرورت ہے۔ جو بات سہل میں ہو  
جائے اسے مشکل کون کہئے۔ میں سن کر ہرق اول تنہائی میں گیا۔  
پچھلے مہترانی بھی ٹالا ہالا دے کر کترا کر وہیں آئی۔ اس نے اس کو  
اشرفیان دین اور رخسار پر محبت سے ہاتھ پھیرا۔ مہترانی بولی۔ میں  
بات سننے آئی ہوں۔ تمہارے بازو مجھے اچھی نہیں لگی۔ یہ کہہ  
کر جھاڑی پٹائی اور جانے لگی (۲)

موس ناک کے اس طلسم سے نہ انتظامہ آزاد ہے نہ لشکر۔ ایک دن ایک  
عورت مرزبان کے پاس فریاد لے کر آئی کہ وہ اسے شوہر سے طلاق دلا دے۔ اور:

"عورت سے مرزبان اخلاط کرنے لگا۔ عورت نے کہا۔ میں اپنے شوہر کے  
خیمہ میں جاتی ہوں۔ جب فارغ خطی ہو جائیگی اس وقت دیکھا  
جائیگا۔ مرزبان اس کلمہ سے پرے قاب ہو گیا۔ اور کہا۔ تم یہیں ٹھہرو۔  
عورت نے کہا۔ کیا خوب۔ تم تو ہرانی جوہر پر لہلوٹ ہو گئے۔ یہ کہہ  
کر اٹھی کہ جاتی ہوں۔ مرزبان اٹھ کر لپٹ گیا اور قسمیں دینے لگا (۳)

"اس عمارت اس کے نور پہچان کر اور اس کی آفتاب سے نکل کر درخت  
پر اپنے تین پہنچا یا۔ اور کہا۔ دھاتی ہے طاق جادو کی۔ اس موٹے  
کمدان نے سوری آبرو بھی لی اور میرا سارا کہنا اٹا لیا۔ ۰۰۰۰۰ اب تو لشکر  
کے لوگ دڑ پڑے۔ کمدان صاحب حیران۔ شہوت غالب۔ ۰۰۰۰۰ جو آقا  
ہے دیکھتا ہے کہ کمدان چپ سکے میں کھڑے ہیں۔ لنگی باغ رہے  
میں۔ ۰۰۰۰۰"

لوگوں نے اس "رٹھی" کو سزا دلشکر کے خیمہ تک پہنچا دیا۔ تو اس نے :  
"جگہ ماجرا سنا۔ رٹھی سے کہا۔ رات کو میری بارگاہ چل کر۔ صبح  
کو کمدان سے کہنا بھی دلا دین گا اور میں بھی بہت کچھ سرفراز کونگا۔  
رٹھی راض ہوگی اور اٹھ رہا رگاہ کے گی۔ ۰۰۰۰۰ طاق پھر کر بارگاہ میں  
آیا۔ ۰۰۰۰۰ اس کو صورت دار اور صاحب وضع دیکھ کر کمال ہست کیا اور  
خادم خدمت گارین وضع کو اشارے سے کہا کہ تم باہر جاؤ۔ وہ سب چلے  
گئے۔ ۰۰۰۰۰ دڑ کر لپٹ گیا۔ اس نے بھی سینے سے سستا ملا دیا۔  
گود میں اس کو اٹھا کر مسک پر لایا۔ اس نے جلدی سے چھوٹے کپڑے  
ڈھانکے۔ (۱)

یہاں یہ بات اہم نہیں کہ وہ عورت رٹھی ہے۔ اہم یہ بات ہے کہ وہ عورت  
نہادی ہے۔ اور جہاں وہ نہاد لیے کرگی ہے وہ اس سے لہٹا جا رہا ہے !

"علم کے تمام لوگ اپنے عشق کے اظہار میں بڑے پرمک ہیں۔ اسی لئے ان  
کے عشق کو عشق کہتے ہیں تکلف ہوتا ہے اور ایک ذریعہ تفریح کہتے ہیں آسانی۔  
ان لوگوں کو جہاں کوئی حسن عورت تنہا نظر آئی کہ انہوں نے عورت سے لہٹا کیا نہیں۔

"بیران نے جو تنہائی میں ایسی حسد عورت کو ناز کرتے ہوئے پایا۔  
فیختہ ہو کر جاہا۔ سوال وصل کیوں۔ گال پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ اے

ملکہ اس قدر خطا نہ ہو۔ اچھا ہم بولتے ہیں۔ لوشواب ہو۔ زور جادو  
 امر/ ارادہ سمجھ گئی اور گون نہیں کرکے شوبا کے کہا۔ تم مجھ سے اس  
 باتن نہ کرو۔ نہیں میں تمہاری خالہ سے کہہ دوں گی : (۱)

بہان تو خوب صورت حال یہ ہے کہ حیرت کی وزیرزادی زور جادو خود ناز  
 کر رہی ہے۔ لیکن مہتاب جادو کے اس رویہ کی تاویل بھی کرنا دشوار ہے کہ

”مہتاب..... خود اٹھ کر چلا اور جھلڑی کے پاس جب آہا پھرو گئی  
 نام بھاگی۔ اس نے بڑھ کر ہاتھ پکڑ لیا اور اس کے روئے زہا و سولہائے  
 خوش ادا کو یہ نظر غور دیکھا..... دیکھتے ہی دست و پا کی قوت جاتی  
 رہی۔ جن سنسنا گیا۔ قریب تھا کہ غش آئے۔ لیکن اپنے تئیں سنبھالا اور  
 کہا۔ اے غیرت دہ بتان آدنی واسطہ خداوند سامری کا اپنے حال پر ملال  
 سے مجھے آگاہ کر۔.....“

اس عورت نے بتایا کہ کس طرح شادی میں کی رات اس کا شوہر قتل کر دیا گیا۔ اور  
 مان باپ ماریے گئے۔ یہ سن کر مہتاب اظہارِ ہمدردی نہیں کرتا بلکہ اظہارِ تمنا  
 کرتا ہے

”اے عشق سراپا ناز۔ جو مر گئے ان کا غم کا کجا۔..... میرے کہہ احزان  
 کو اپنے قدم مہنتِ لہزم سے چل کر آباد کرو اور عروغِ عزیزہ مصاحبتِ مجھ  
 اسے عاشقِ جان باز کرے پسرہ خاطرِ شاد کرو..... میں بھی افراسیاب کا  
 مصاحب ہوں۔..... تمام عرغلاں کون کا اور اچھی طرح رکھونگا : (۲)

یہ عورتیں اور مرد۔۔۔ غرض کہ یہ پوری دنیا شدید تغلیک میں مبتلا ہے۔  
 ”اجلال جب دستِ ہوس بڑھاتا ہے ملکہ بھی تھوری جڑھانی ہے۔  
 کہیں روکھی صورت بنتی ہے۔ کہیں سسکی پھرتی ہے۔ کہیں مسکرا کر  
 اس کے خیرین جان پر ہرق آفت گرائی ہے۔ خنجرِ موجِ نسیم گرائی

ہے (۱)

آدمی واقعی حیران رہ جائے کہ ہورتن کسی میں ۔ ۔ ہوشہ ورنہیں میں ۔  
 فاقہ کد، بھی نہیں میں ۔ زخموں سے لدی پھٹی میں ۔ پھر آخر دیوان کی  
 طرح کون بھی جا رہی میں ! میں ان سے کہن آنے لگی ہے ۔ لیکن یہ لکھنؤ کی  
 ہورتن میں ۔ یہ وہ بھی لکھنؤ میں ہے جو اظہارِ تمنا میں اس قدر پرہاک میں ۔  
 شہنوی "نوبِ حق" / شوق نے کہا ہے کو ملا کر سواری اپنے باغ میں اتراویں لی ۔ جان  
 پہچان ہونے کا کوئی سوال نہیں ۔ لیکن اظہارِ تمنا کی پرہاک حیران کن ہے ۔

میں حجابانہ ہون کرتا ہوں  
 جان دیتا ہوں ۔ تم یہ مروتا ہوں (۲)

جٹانجہ "طلسم" کی شہزادہ ہوں کو پہچاننے کے لئے حرمِ واجد علی شاہ میں چلنا ہوگا ۔

"شاہی حرمین ..... شاہی محل میں داد عہد دیا کرتی تھیں ۔  
 جٹانجہ جس وقت واجد علی شاہ کو خبر ملی کہ حیدری بہکم کو حمل  
 ہے تو انہیں بڑی حیرت ہوئی کیونکہ انہوں نے اس کو سرفراز کہا ہی  
 تھا ۔ (یہ حیدری بہکم وہ شاہی حرم میں جن کا ہمارا نام  
 شہنہ ہری رکھا گیا تھا ..... ان کا مشاہیر دو ہزار روپہہ ماحانہ طور  
 کا تھا ۔ ..... ایک طرف شار علی ہر شار تھیں اور دوسری جانب  
 ثابت علی خان سے حمل کیا تھا) ..... جب ..... دیہات کا کہ  
 یہ حمل کس کا ہے تو حیدری بہکم نے خود واجد علی شاہ کے الفاظ  
 میں ۔ ۔ ۔

کہا ۔ حمل ثابت علی خان کا ہے  
 خٹاک ۔ خٹاکام اسان کا ہے

اس بہکم نے پس اتنا ہی کہنے پر پس نہ کیا ۔ بلکہ اس نے "راز میں فانی کا  
 کہ ۔ ۔ ۔

نہیں میں فقط ایک قصروار  
کہ اس دلم میں اور بھی میں شکار

..... جب تحقیقات کی گئی تو یہ قول صاحب "تاریخ اودھ" جلم ہوا کہ

اور تو اور قبول و محبوب حرموں میں سے بھی :

شمشہ پری شار علی پرشار میں ۔ سرفراز پری ثابت علی خان ہرجان  
دہلی میں ۔ دل ریا پری کو غلام حسن سے آشنائی ہے ۔ اور حویلی  
کی بھی کسی سے لگاؤ ہے " (۱)

صلالہ ہالوی میں نے واحد علی شاہ کی "تاریخ فراق" کے حوالہ سے نووی  
ہم حور کے دو خطوط نقل کئے ہیں جو اس زمانے میں لکھے گئے تھے جب نووی  
ہم حم میں داخل نہیں ہوئی تھیں ۔ اس لئے یہ خط اہم ہیں ۔ کواہرے  
کے ظلم میں لکھے جانے والے ان خطوط کی روشنی میں "طلم" کی شہزادہوں کے  
خدا و خال واضح ہو جاتے ہیں ۔

پہلا خط ہوں ہے ۔

"م تم نے کیا لکھا تھا کہ خط پڑھا اور میرے منہ میں ہانی بھر بھرا یا ۔  
اس میں ہم کو حیرت ہوئی کہ خط پڑھتے ہی تمہاری رال ٹک بڑی ۔  
کہن صاحب جب ہمارا تمہارا وصال ہوگا ۔ مرجہ کہ مجھے اس کا  
حال معلوم نہیں ذرا ہے ۔ مگر ہم نے مجاہدوں سے سنا ہے ۔ اس  
تمہاری پر تابی سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمیں دور سے دیکھتے ہی  
تم ہو جاؤ گے ۔ پھر سچ بتاؤ کہ کلام بتاؤ گے " (۲)

دوسرا خط پہلے خط سے دو ماہ بعد آگے ہے ۔

"پہلے ایک مہینہ کہو میں بتا کر ہوں ۔ مہینہ بھر تک باہر نہ جانے دوں ۔  
لیکن اور بات کو خوب تو سائن ۔ تم بقرار ہو ہو کر منتیں کرو ۔ اور ہم کہیں ۔

خود ار۔ ہمارے ہاند نہ لگانا جس لاکہ سے جو کہنا ہو کہو۔ تمہارے  
منہ میں ہانی بھر بھرا آئے۔ غمزہ و ناز اشتیاق اور بڑھائے : (۱)

اب نوری ہم حور کے ان خطوط کے مطالعہ کے بعد "طلسم" کی شہزادہوں  
کو طوائف سمجھنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ نوری ہم حور کوئی  
طوائف نہیں ہے۔ اس لئے "طلسم" کی شہزادہوں کی پرہیزی سے دھوکا نہیں کھانا  
چاہئے۔ و سراج میں ایسا تھا کہ

"کہیں ایک رثی کے دو عاشق ہیں۔ اس پر قصہ ہوا ہے۔ کہیں لوٹے  
پر جھگڑا ہوا ہے۔ ظوار جلی ہے۔ دڑ لگی ہے : (۲)

ہیں وجہ ہے کہ "طلسم" میں جو ہاند بڑھتا ہے ملواریت کی طرف بڑھتا ہے  
اور اگر اتفاق ظوار پر بڑ جاتا ہے تو جہاد راہ خدا شروع ہو جاتا ہے ا رہا خدا  
تو وہ خدائے نابدیہ بھی ہو سکتا ہے اور خداوند سامری بھی !

اس انرا سب کی پر غزنی کا کلا ج ہے جو بہار پر عاشق ہے لیکن بہار کے  
سامنے ہی :

"لگا ملواری پر جب ہاند بڑنے

توو گل ریلگی اس پر بھرنے

کہا۔ اب شامتون نے مجھ کو گھبرا

کوئی کسب مگر مجھ کو ہے سمجھا

بادشاہ نے ان باتوں سے سمجھا کہ یہ بالکل راضی ہے۔ یہ سمجھ کر بہار  
سے کہا۔ یہاں تخلص کو وہ ملکہ نے ہر ایک کو اشارہ کیا اور آپ بھی اسی -  
اس حوروش نے کوہ سے بادشاہ کی آمد کو آنجل ملکہ کا پکڑ لیا کہ بہن  
کہاں جاتی ہو۔ ۰۰۰۰۰ ملکہ بہار نے شہر کو بادشاہ کو اشارہ کیا کہ آپ



اس کو گوہ میں اٹھا کر بارودری میں لے جائیے۔ یہ بین نہ جائیگی۔ (۱)

افراسیاب کی پری غریب بہان پھر بھی کوئی حشمت نہیں رکھتی۔ لیکن اس چہار  
دہ سالہ حشوقہ بادشاہ اسلام ملک بہار نے توقعات میں کوہ میں ہے۔ اور اب  
سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ملک بہار ہے یا نوروزی حکم حور !

افراسیاب کو توہین بھی نظراۓ ازکا جاسکتا ہے کہ وہ "کافر" ہے۔ لیکن ان  
نظر کردہ ہفت ہنسمبران خواجہ عمرو بن امہ ضمیری کو کہا گیا جائے :

"عمرو نے تسخر کرنا آغاز کیا۔ ہزار زہل سے نکال کر دوانگلین میں اس  
طرح جہالی کہ ثابت نہ ہوا۔ اور قاصہ کے ہجھے جاکر سہکی سے اس  
کی ہشوار گائی کہ حلیم نہ ہوا۔ جب قاصہ نے ہنگم رقص گوشت کی۔  
ہجھے سے بالکل برہنہ تھی۔ اہل محفل نے ہنسنا شروع کیا۔ وہ قاصہ  
کہہوا گئی۔ عمرو نے یہ جالا کی دوسری بار آگے سے بھی ہشوار گات لی۔  
اب آگے اور ہجھے سب طرف سے تنگی تھی۔ شاہزادہ نے کہا۔ اری  
کھخت تنگی ناجتی ہے۔ اس نے جو آگے دیکھا شرم کے مارے ہنسنے لگی۔  
سب نے قہقہہ مارا۔ بدیع الزمان نے کہا۔ یہ کلم عمرو کا ہے۔ ملک بہت  
ہنس۔ اور قاصہ عمرو کو گالیاں دینے لگی۔ (۲)

یہ مذاق ہے یا بد مذاق۔ اس پر طرہ یہ کہ اہل محفل خوش ہو رہے ہیں  
اور بدیع الزمان فہما رہے ہیں کہ یہ کلم عمرو کا ہے اور ملک تصور ہنس رہی ہے !  
لیکن لشکر "کافر" میں جنسی بد عنوانیاں قابلتاً زیادہ ہیں۔ وہاں ہمانجن  
لے ہالک اور بھی سے بھی جنسی تعلقات قائم کرنے کی کوشش نظر آتی ہے۔

"افراسیاب ارمان کو گوہ میں لے کر قریب تخت ملک حور کے آیا۔ خوب  
مسوس کر گئے لگایا۔ دل میں کہتا ہے۔ اے افراسیاب کا شعلہ جوالہ

ہے۔ مقام میدان کارزار کا نہ ہوتا تو مطلب دلی حاصل کرتا۔ ہاتھ یہ  
 شعلہ جوالہ قیامت کی ہرکالہ حسین زہرو جہن ماہ ہیکر حور طلمت  
 کس اور کیے قبضہ میں جائیگی۔ بڑے السوس کی بات ہے۔ ملکہ حیرت  
 نے جود و دے دیکھا کہ افراسیاب ارمان کو گود میں لئے ہوئے آتا ہے۔  
 لیکن یہ جہن پر تاب ہے۔ اس کے اتصال سے یہ خوش آگاہ ہے۔ تخت  
 سے اتر کر دوہڑ مارا کہ ہے حیا۔ تھکوخدا اغارت کرے۔ بھی بھی بنانا  
 ہے اور کس خیال سے گئے لگاتا ہے؟ (۱)

یہ ارمان جادو افراسیاب کی بھانجی ہے۔ اس افراسیاب کی مملکت میں ایک مہران  
 جادو رہتا ہے۔ وہ اپنی لے ہالک ہرجان دیتا ہے۔

”ہولناک..... نے کہا..... اے ہرق ایک لڑکی مہران جادو نے ہالی  
 ہے۔..... اس حسد پر میں شغف اور فہم ہوں۔..... لیکن  
 کچھ میرا اجاو اس کے وصل میں نہیں۔..... جہن بونوں سے مہران  
 خود دلدادہ اور فہم ہوگا ہے۔ اس وجہ سے اسکو باہر نکالنے کی  
 ممانعت کر دی ہے؟“ (۲)

اور حیات جادو صاحب سامی نے توحہ میں کوئی۔ وہ اپنی بھی ملکہ حیرت  
 زوجہ افراسیاب میں پر پھسل گئے!

”حیرت نے..... ایک سات آپ روان کی نصف ہاتھ میں۔ نصف اوڑھی  
 ..... حیات حیرت کی آن ہان دیکھ کر ٹپ گیا۔ دل میں کہتا ہے۔  
 اب تو حیرت تنہائی میں آگئی ہے۔ کہا صورت دل فہم ہے۔ قلب  
 ناشکب ہے۔ افراسیاب کو حال بھی دیانت نہ ہوگا؟“ (۳)

شہنشاہ نوسن بھی اپنی بھی ناہید ہر طابق ہو گیا تھا۔ اس نے تو پٹ نون کو بلوا کر فتوہ نکالے لیا تھا۔ چنانچہ وہ ناہید سے ہستی کی خواہش میں اتنا دیوانہ ہوا کہ ناہید سے چرکا کھا گیا اور زندان خانہ طلسمی کا راستہ کھل گیا اور اس کے ساتھ ہر لاجپن تصور اور بدیع الزمان سے فرض کہ تمام اہم قیدی رہا ہو گئے۔

بھی اور سوتیلی ماں سے جنسی تعلقات کی شہادت میں بدھ ادب میں بھی ملتی ہیں۔ باپ اپنی بھی سے جنسی محبت کرتا ہے تاکہ اس کی عصمت ہاں کا امتحان لے سکے (۱) سوتیلی ماں اپنے سوتیلے بھٹن کو گناہ پر آمادہ کرتی ہیں۔ (۲) لیکن بدھ ادب کی ان خالوں اور "طلسم موشیوا" کے واقعات میں ایک فرق ہے۔ بدھ سماج عورتوں کو ہر وقت سمجھاتا ہے تھا اور اس سماج میں عورت کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی۔ لیکن اس کے برعکس "طلسم موشیوا" کی عورتیں وفادار ہیں۔ اس لئے ان عورتوں کی بدعنوانیاں اپنے عہد کی جنسی گمراہی کی خالوں کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جنس کے روی کی داستان امروہی کے پھر نامکمل و جائیگی۔ چنانچہ قرآن نے ایک عہد کی ایک گھسارے کو ملکہ بہار بند یا۔ اور انرا سبب ہے :

"فوراً شلوار بند پر مانتہ ڈالا۔ گھسارے کو بھی استاد کی مونی۔ یہ بھی لپٹ گیا۔ شاہ نے مستی میں کچھ خیال نہ کیا اور اس کو بڑھ گیا۔ عجب تماشہ بادشاہ نے دیکھا کہ آنکھیں کھل گئیں۔ ساری مستی جاتی رہی۔ گھبرا گیا۔ اور ایک لات ماری کہ گھسارو ڈھلکہ کرالہ گرا۔ وہ بہ مشکل تمام ..... بھی کو پہچانا تھا۔ اور بادشاہ نے دلیر بھی بند یا تھا۔ بادشاہ کو اور مرنے کا آدمی جانتا تھا۔ ایک لات سے کب باز آتا۔ گر کر سنہلا۔ اور دڑ کر بادشاہ سے لپٹا۔ کہ جانی۔ میں تجھے کب چھوڑتا ہوں۔ یہ کہہ کر بادشاہ کو گرایا اور داب کر پھٹا۔ ..... (۳)

(۱) جٹ کا حصہ اول ۰۲ لہ حوالہ مقدس قوانین میں عورت کی حیثیت ۱۲۴

(۲) (۵۳۸)۲ (۳)

(۲) ایضاً ۱۳۸

افراساب تو خیر بہار کے دھوکے میں تھا۔ لیکن گھساو نواسے "اور مزہ" کا آدمی "جانتا تھا۔ چنانچہ ایک لات سے بازہ آیا۔ دڑ کر لپٹ گیا۔ کا خود " گھساو کس "اور مزہ" کا آدمی نہیں معلوم ہوتا اور اگر اس گھساو کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو گٹھ پڑنے کے اس لڑکے کو چھانا مشکل ہوگا جس پر افراساب طشقی ہے اور جس کے جسم میں داخل ہو کر حاکم حبو "اول مشعل جادو لشکر کش کرتا ہے۔ ان پر شمار کمن اور خوبصورت بچوں کی لاشیں بھی موجود ہیں جو مشعل کی ہش گہ میں میرے اور سحر میں پھینکے دیئے گئے۔ دیہاتوں کا وہ مجمع بھی موجود ہے جو ہانس کی پر جھلی مین لیکر مشعل پر چڑھ آیا ہے۔ "طلسم" میں امرت پرستی کے وجود سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

"طلسم" میں شق بھی اس میں کوش اور جنس آسودگی کی تلاش کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ چنانچہ رشی ہازی کی طرح شق کے بھی قوانین ہیں۔

"واضح ہو کہ جب کوئی کس پر طشقی ہوتا ہے تو دلالت بھی ضرور ضرور کرتا ہے" (۱)

یہ جملہ داستان کا حصہ نہیں ہے۔ داستان کو کا ایک بیان ہے۔ اور غالباً ان داستان گوہن کی نگاہ سے وائسائن کی "گام سوئر" نہیں گزری تھی۔ اس لئے یہ بیان اہم ہے۔ کیونکہ اس سے لکھنوی معاشرہ پر روشنی پڑتی ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے کہ داستان کے تار و پود میں ان قوانین کی کارفرمائی نظر نہ آتی ہو۔ ایک مقام پر شیطان درگاہ خداوند لقا بختیارک حسینہ جادو کو نصیحت کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ حسینہ جادوظم شاہ نیرزد صاحبقران پر ہری طرح لٹو ہے۔ بختیارک کہتا ہے :

"اے حسینہ تم کہنجن اور رکی رہو۔" نہیں کہ جوان اور خوب صورت دیکھ کر وصل پر راضی ہو جاؤ۔" (۲)

غرض کہ ہر طرف ہوس کا ایک بازار گرم ہے۔ حالتیں جیسے پرہیزگاروں کے لئے تو آنکھیں کھلا کر راستہ نہ دیکھنا بھی محال ہوگا! عظمیٰ ہے کہ اگر صورت میں راض نہیں ہوتی تو موہنی سے کام نکالا جاتا ہے۔ ایک جادوگر نے خاک فہر جعفریہ اڑا کر مخمور کو پکڑ لیا۔ مہستری کا خواہان ہوا۔ مگر مخمور نورالدین ہر عاشق ہے۔ راض نہیں ہوتی۔ تو:

"اس طمعوں نے پکڑ کر کہا۔ اے مخمور اب میرے قبضہ سے نکلنا دشوار ہے۔  
یہ غلام آپکا عاشق زار ہے۔ ۰۰۰۰۰۰ ساحر زبردست ہوں۔ ایک موہنی  
ایسی پڑھونگا کہ تم خود مجھ پر عاشق ہو جاؤ گی!" (۱)

"طلسم ہوشیا" میں عشق بلا کا مصلحت افشائی بھی ہے۔ مخمور نورالدین ہر عاشق ہوتی ہے تو اسے حاصل کرنے کے لئے مسلمان تک ہو جاتی ہے۔

"مخمور ۰۰۰۰۰ زار و تالان طرف طلسم کے روانہ ہوتی۔ دل سے کہتی  
نہی کہ ہنر شراکت ہو کی کئی مطلوب کا ملنا دشوار ہے!" (۲)

مال و دولت کا خیال بھی محروک ہو جاتا ہے۔ برق نے عاری کی:

"اس کے پاس جا بیٹھا۔ ۰۰۰۰۰ جام شراب سادہ پلاتا تھا۔ اور جھکے جھکے  
کہتا تھا کہ لشکر وہ رخ میں بہت عورتیں نازک بدن ایسی ہیں مجھ کو  
گوریاں بھیجتی ہیں۔ ۰۰۰۰۰ دوا ایک سے ملاقات کروادونگا۔ اور وہ اپنے  
ملک و مال سے آپ کو نفع پہنچاؤنگی۔ کوئی کوڑی آپ کی خرچ نہ ہوگی۔ وہ  
سن کر نفواط بہت خوش ہوا کہ عورتیں حسین اور مالدار ملتی ہیں۔ اب  
خوب کرام سے گئے گی!" (۳)

یہ نفواط کوئی امراغرا نہیں ہے۔ ایک لشکر کا سوداگر ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور  
صاحب ہیں ظلمات جادو۔ الفراسیاب کے حکم سے وہ جہنم کو گرفتار کرنے نکلے ہیں۔  
لیکن وہ جہنم کو دیکھتے ہی اس پر فریفتہ ہو جاتے ہیں۔

۱۰۔ جس کو بھڑے دیکھ کر دل سے خیال کیا کہ ایسی حسینہ و جمیلہ  
نور و زور سے گرامنہ ہے۔ ۱۰۰۰۰۰ اسے دھوکے سے اپنے گھر لے جا کر سوال  
وصل کرو۔ اگر منظور کرے تو عورت بھی شکلیہ ہے اور مال و زور بھی رکھتی  
ہے۔ بڑی آمانی سے پھر ہوگی : (۱)

خود امرا اور ان کی اولاد بھی ان مصلحتوں سے بالا تو نہیں ہیں ۔ حالانکہ داستان گو یہ کہتے نہیں ۔ لیکن ” لوگ ہمیشہ حاکم قلع کی لڑکھون پر عاشق ہو کر گرفتار ہوتے ہیں ۔ اور چون ان کے ہنگڑے ہوئے کلم بن جاتے ہیں ۔ خود اسد بن کوب غازی نافع طلسم ہوشیار کولمبٹے ۔ وہ یہ چین پر عاشق ہوا تو زندان صحرائے حیرت سے چھوٹا ۔ لالان خون تھا پر عاشق ہوا تو اسے لیج طلسم کا سراغ ملا ۔ لعل سفندان سے عشق ہوا تو ایک اکہ ہاتھ آیا جو دافع سحر ہے ۔ شہنشاہ نوسن کی بیٹی ناہید سے محبت ہوئی تو زندان طلسم ٹوٹا ۔ شہنشاہ نلم کی بیٹی ہواج قطرہ زن سے آنکھ لڑی تو نلم حصار فتح ہوا ۔ یہی حال صاحبقران اور ان کے تمام سرداروں اور بیٹوں اور پوتوں اور نواسوں وغیرہ کا ہے ۔ ہر ایک فرنگی نے توحید کو دی ۔

”اس ساحرہ کا حسن و جمال بہشتیہ کو ہوجکا ہے۔ برق کو قتل کرنے میں تودہ ہوا۔ مگر خیال کیا کہ یہ انگلیں ہر اونیخ زہر ہے۔“.....  
 یہ سوچ کر اتنا نوکیلا کہ جب اسے لگایا دو تین مچھان جھن و  
 رخسار کی لہن۔ پھر ایک ہاتھ سے جوتی پکڑی اور دوسرے سے لگایا  
 دیا۔ (۲)

یہ مجھ پر اسے وقت میں لی گئی تھی جب آراستہ - شکر کا کام تمام کر  
چکی تھی - وہ رخ و بہار شکست کھا چکی تھی - لشکر گھونگھڑ کھا چکا تھا اور ہرق  
نے جان ہر کھیل کے عیاری کی تھی - رت کے رتہ رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی !

خود امیر حمزہ حسن کو اسلام کی نوازدہن نطرتے ہین ۔  
 "ملکہ زہور جادہ اپنے تخت پر سوار صف لشکر سے آگے بڑھ کر کھڑی ہوئی ۔  
 ۰۰۰۰۰ امیر نے اس کی صورت دیکھ کر فرمایا ۔ کیا اچھا ہوتا جو خدا نے ممالی  
 اس کو ہدایت فرماتا اور یہ مسلمان ہوئی ۔ دولت حسن ضایع نہ کی جانی ۔  
 کس مسلمان کے کلم آئی ؟ (۱)

یہ لوگ میدان جنگ میں بھی ان مسائل پر غور کرنے سے نہیں چوکتے ۔ اور ان لوگوں کو  
 اسلام کا بھی کس قدر خیال ہے ! اب اگر مجاہد راہ خدا کا یہ ظلم ہو تو خداوند لقا  
 سے کیا شکایت کی جائے ۔

"خداوند نے فرمایا ۔ اچھا کچھ شراب شربت منگوا ۔ ہم اپنی اگاری خاک  
 اس میں ڈال دیں ۔ سب المیوں کو و قسم کر اور خود بھی پی لیں ۔  
 جومن کی مراد ہوگی وہ پوری ہوگی ۔ عورت جو پیئے گی باو برس کی ہو  
 جائیگی ۰۰۰۰۰ مرد جو پیئے گا رات بھر میں سواستی سے بھوئے کیے گا اور  
 مادہ ۶ ہوگا اور ہر اس کی ہزار برس کی ہو جائیگی ؟ (۲)

یہ دراصل ایک عار ہے جو خداوند بنا ہوا ہے ۔ لیکن اہم بات یہ ہے کہ لوگوں نے  
 اس کلام کو کلام خداوند سمجھا ۔ اور قابل غور یہ بات ہے کہ ہر عورت باو برس کی  
 بنتا چاہتی ہے اور ہر مرد کی یہ خواہش ہے کہ اس کی ہر ہزار برس کی ہو جائے اور  
 اس ہزار برس کی ہر رات سواستیوں سے بھوئے کر لے اور مادہ ۶ ہو !  
 یہ ہے اقدار ظلم ۔ ان لوگوں کو کتاب خدا کی ضرورت نہیں ہے ۔ انہیں تو مجرب اور  
 نعرہ ہدف نسخوں کی ایک بیل چاہئے ! چنانچہ داستان گواہیے بیان کو "نسخہ"  
 قوت باہ " بنا دیتے ہین ۔

"اس نکتہ پر د از ظلم کو سونے پایا کہ جوانی کی نکتہ غافل سر رہی ہے ۔  
 ۰۰۰۰۰ شمنی ڈھلے کی آڑ میں سننے کا ابھار شکم کی صفائی پانچا میرے کے

ہرے پھان پر اور ہر رنگ ہو جائے (۱)

اس "اور ہر رنگ" کی جستجو میں داستان گوارہر کے کہتوں میں بھی جھانک آئے ہیں ۔

"ایک لوٹے نے کہا ۔ پھر اب راستہ کس کا دیکھتے ہو ۔ اس کو اٹھا کر گود میں وہ جوارہر کا کہت ہے وہاں لیے جلو اور اپنا مزہ کرو " (۲)

حقیقت تو یہی ہے کہ ارہر کے کہت کے پھر اندر پردہ میں عائن کی فضا کی تکمیل نہیں ہو سکتی ۔

نغمہ ۔ نکلا کہ سب کے سب تماشا ہیں ہیں ۔  
"ہرے نے کہا ۔ اب جوانوں کے نشہ پانی کا وقت ہے ۔ صحتی پر جائیں گے ۔  
فلے کا ٹھہرا ہی کر چوک کی سرکوں گے " (۳)

کہا یہ بھی بتانے کی ضرورت ہے کہ جو لکھنؤ کے ایک مخصوص بازار کا نام ہے ! لیکن تفریح کے ان ذرائع کی حلیت پھر بھی انفرادی ہے ۔ اجتماعی ذرائع میں ترہوار اور ملوں ٹھہلون کا ذکر کیا جاسکتا ہے ۔ تہواروں کے سلسلہ میں داستان گوہن کے سامنے ایک علی دشواری تھی ۔ چونکہ یہ داستان بعثت رسول سے پہلے کی ہے اس لئے مسلمانوں کے تہواروں کا ذکر نہیں کیا جاسکتا ۔ حالانکہ اگر "طلمس" میں لوگ قرآن پڑھ سکتے ہیں اور "جگر سے نصو" اللہ واکو کہینچ کر" کا رپر خطہ کر سکتے ہیں اور مقدون کو سمار کووا کے ان کی جگہ ہر مسجد میں صبر کر سکتے ہیں اور نمازوں پڑھ سکتے ہیں تو مسجد میں نہیں آتا کہ وہ عہد بقرعہ شہرات اور محرم جسے تہوار گوہن نہیں منا سکتے ۔ ہن ہی اگر کوئن کنہما پھگوان شہر درگا اور پھوانی کا



"شہزادہ شہر سے باہر نکل کر جب آما خلت کا اس جا پہ اڑدھم ہایا۔  
سود اگر اطراف و جوانب سے آئے تھے۔ ۰۰۰۰۰ فٹس میں مہا جنان شہر  
کے لڑکے گوشے پتھر کی غولان لچکے کے انگوٹھے پہنے سوار فٹس میں ادھر  
ادھر کھارہ اٹھائے اٹھائے پھر رہے ہیں ۔ رمضان شہر اونچے پر فرش  
بجھائے تماشا ملے گا دیکھ رہے تھے۔ خوب ملہ جمع تھا ۔ نقشہ یہ تھا۔

ہوٹے کی گڈیریاں وہ نایاب  
ڈلیاں مصری کی جن سے ہے آب  
وہ ٹوکرون میں میرے میرے ہوٹ  
جوسنہوہ سلاخ سے لڑیں جھوٹ  
خونہ رنگ عجب مٹر کی پھلیاں  
پھولوں کی چمن میں جیسے کلیاں  
ہوتا تھا وہ سانپ کا تماشا  
ضحاک کا دل تھا جس پہ شیدا  
بازار میں قصہ گو بھی آکر  
دل سے کوئی داستان بتا کر  
کرتا دل اہل دل کی تسخیر  
جادو کی ہر ایک سخن میں تاثیر" (۲)

مہاجنوں کے یہ لڑکے جو کوشے پھسے کی ٹوہان اور لچکے کے انگرکھے پہنے ہوئے  
 ہنس پر سوار ہلے کی سر کر رہے ہیں خاص لکھنؤ کے جوہری بازار کے رہنے والے ہیں ۔  
 پوٹے کی یہ ٹاپا ب گڈ برہان بھی لکھنؤ کے بازاروں کے علاوہ اور کہاں ۔۔۔ اور ان  
 داستان گوہن کو بھی لکھنؤ میں تلافی کرنا ہوگا !

ایک اور جگہ دیکھئے ۔

"کوئی کہارا بجاتا ہے ۔ کوئی ملا رگاتا ہے ۔ کس کو پہلو اور جوگیا بستہ ہے ۔  
 تماشائوں کا فحشہ لگا ہے ۔ واہ وا کی صدا بلند ہے ۔ ۔۔۔۔۔ جب اور  
 آگے جلا ہالین سافٹون کی تنی دیکھیں ۔ ۔۔۔۔۔ سافٹن ہزاروں بناؤ گئے  
 دولاٹی سفید اویسی گوٹ کی اوڑھے ۔ ۔۔۔۔۔ لب تخت بہ ہزاروں انداز  
 بیٹھی ہیں ۔ ۔۔۔۔۔ کوئی کہتا ۔ سافٹن کی دم کی خبر ۔ آج پڑ پڑ کی  
 ہمیں ہلاؤ ۔ سافٹن کہتی ۔ بیٹا ۔ اب تو انکھا کے اندر کی ہو ۔ بہت حد  
 ہے ۔ ۔۔۔۔۔ ان سے آگے بڑھ کر ملک والوں کی دوکان نظر آتی ۔ ان  
 کے مقابل ایک سمت کو بنگ فروس ۔ ۔۔۔۔۔ یہاں سے جو آگے بڑھے  
 مہنواروں کا جلسہ نظر پڑا ۔ دوکان کلوار کی بسنی سجن ۔ ۔۔۔۔۔ دیکھا  
 کچھ ہانکے ہگ گئے ہیں ۔ ظوار ہام کھنچ ہے ۔ ۔۔۔۔۔ ہگایک دھو  
 تو ترہی پھنکی ۔ کوتوال دڑ لے کر دڑا ۔ ۔۔۔۔۔ مر ملک اور قوم کا آدمی  
 ہلے میں آیا تھا ۔ کہیں ہندو تھے ۔ کہیں جمشہ پرست ۔ کہیں آتش  
 پرست ۔ مسلمان بھی خال خال ۔ ۔۔۔۔۔ جگہ دیکھئے آئے تھے ۔ ۔۔۔۔۔

بنے ہوئے کہیں رادھا جن اور کھما جن  
 پتھر اوڑھے ہوئے سر پہ رکھے مور مکھ  
 وہی تھی کچ گئی اور وہی تھا پتہ راہیں  
 سپاہی دھن وہی مری کی اور ہنس پٹ  
 کہیں جو دیکھا تو تھا ماروٹڑ کا ظلم  
 وہی کنار ۔ وہی ٹوہان ۔ وہی گھٹ پٹ

وہ آدھی رات کے سرے ان کے دہس کے گائے  
ہمارا سانور و موارو لیے گو انوٹ

غیر کہ ملے گا کہان تک بیان کیا جائے۔ ۰۰۰۰۰ مہاجن نے جے جامے پہنے  
لڑکوں کو ساتھ لئے سر کرائے پھرتے ہیں۔ ہندو نان اپنا اپنا بناؤ گئے پھر  
رہی ہیں۔ ان میں رام جنتان بھی ہیں۔ کہیں طوائف بناؤ گئے آشناؤں  
کو ساتھ لئے بیٹھی ہیں۔ ۰۰۰۰۰ کہیں ایک رشی پر دو عاشق ہیں۔  
اس پر قصہ ہوا ہے۔ کہیں لوٹے پر جھگڑا ہوا ہے۔ تلوار چلی ہے۔ دھڑ  
گئی ہے۔ لاگن لگ رہی ہیں۔ نہ تماشیا کر رہے ہیں۔ دشمن ناچ رہی  
ہیں۔ ۰۰۰۰۰ درختوں کے نیچے دیوان بچے ہیں۔ شیف لوگ بیٹھے  
ہیں۔ ایک سمت افرونی بیٹھے ہیں۔ افرونی گھلتی ہے۔ گئے چھلتے ہیں۔  
حقے توڑے کر بھگے رکھے ہیں۔ ایک امروہ چھلا ہے۔ اس کے ٹکڑے کر کے باہم  
قسم کا ہے۔ ۰۰۰۰۰ تالاب پر جا بہ جا لوگ نہاتے ہیں۔ ہندو چندن  
رگڑ رہے ہیں۔ ٹکڑے دیتے ہیں۔ ۰۰۰۰۰ کہیں درخت تلے لٹکن پر گھڑا  
رکھا ہے۔ پتھرے میں اس کے مہین سویرا کا ہے۔ نیچے سری مہادیو  
کی مورت رکھی ہے۔ اس پر پوتہ پوتہ پانی ٹپکتا ہے۔ ۰۰۰۰۰ پھل کے پڑ پر  
کھانپنے کی چمڑی بٹھائی ہے۔ ۰۰۰۰۰ اشراف مٹھائی کھاتے ہیں۔ گوار  
مولی جوار اور گر کھا رہے ہیں۔ ہڈی لیے گئے ہیں۔ سوانگ کے تخت آئے  
ہیں۔ ۰۰۰۰۰ (۱)

یہ ملک تو شمالی ہندوستان میں کہیں بھی لگ سکتا ہے۔ لیکن یہ ساقین  
خاص لکھنؤ کی ہیں۔ یہ مہاجن بھی لکھنؤ کے ہیں اور یہ بانکے بھی لکھنؤ کے علاقہ  
کہیں اور۔ طے والے نہیں ہیں۔ یہ افرونی بھی لکھنؤ کے علاقہ اور کہان جنم  
نے "ایک امروہ چھلا ہے۔ اس کے ٹکڑے کر کے باہم قسم کا ہے۔"

یہ ملے قاری کو ایک لمحہ کے لئے لکھنؤ کے باہر نہیں نکلنے دیتے۔ اگر ہمیں  
 نہ آتا ہوتا ایک اور ملہ دیکھتے۔ یہ ملہ خاص لکھنؤ میں لگا ہے اور امراؤ جان ادا  
 اس کا حال سنا رہی ہے۔

"ملے میں وہ سمیٹیں نہیں کہ اگر تعالیٰ ہمیں کو تو سر ہی سے جائے۔  
 جاہ جا کھلونے والوں مثالی والوں کی دوکانیں۔ خوانچہ والے موہ  
 فروز، ہار والے تہوں ساقین غرض، کہ جو کچھ ملوں میں ہوتا ہے سب  
 کچھ تھا۔ ۱۰۰۰۰ ایک صاحب میں وہ اپنے تنہا کے انگر کے اورادی  
 صدی نہ دار ہیں جست گھٹے اور مٹلی چڑھوں جوئے ہر اتواتے ہوئے  
 چلے جاتے ہیں۔ کوئی صاحب میں صدلی رنگا ہوا ڈیوہ سر سے اڑا  
 ہاتھ ہے ہوئے رٹ ہوں کو گھوڑے پھرتے ہیں۔ ایک صاحب آئے تو میں  
 ملہ دیکھنے مگر بہت ہی مگر چہن بہ چہن ۱۰۰۰۰" (۱)

رسوائے جت جٹوں سے کلم جلا لیا۔ لیکن دراصل "داستان طلسم ہوشیا"  
 اور "امراؤ جان ادا" کے ملے ایک ہی ہیں۔ ایک جگہ تفصیل سے کام لیا گیا ہے اور  
 دوسری جگہ اجمال سے۔ ورنہ وہی کھلونے والے مٹھائی والے خوانچہ والے وہی  
 تہولنیں اور ساقین وہی "اشراف" اور وہی رٹ بان سس غرض، کہ پوری دنیا وہی  
 ہے۔ فرق حقیقت نگاری اور مبالغہ آرائی کا ہے۔ اور مبالغہ کون نہ ہو۔ لکھنوی سماج  
 کی تو پوری عمارت ہی مبالغہ اور رک رکھاؤ پر قائم تھی۔

لکھنؤ کی اس "کارگہ شمعہ گری" کا کلم واقعی اتنا نازک ہے کہ اگر آہستہ  
 سانس نہ لی جائے تو عمارت ٹھہ جائے! اس لئے تو لکھنؤ میں اٹھنے پھٹنے کھانے پینے  
 مرنے جینے اور محبت و رقابت کے قوانین وضع کئے گئے اور ان قوانین کی اس سختی  
 سے پابندی کی گئی کہ

اس احاطہ سے جو باہر ہے وہ بیرونی ہے  
 لوٹی ہو یا شہزادی۔ چلے گی تو ہاتھوں کو کلاہوں پر ڈال کر

"ۛ ۛ اذ از و ناز با تئجے کو لانی ہر ڈالے ۛۛۛۛۛۛ چلی ۛ (۱)  
 ۛ "طلسم" کی ایک کنیز ہے۔ لیکن "بہار عشق" کے حکم کے بھی ہیں اذ از میں ۛ

سب حیا سے بدن جرائے ہوئے  
 ہائے ناز سے اٹھائے ہوئے (۲)

اور اس گھونگٹ کو دس نکالا دینا ممکن ہی نہیں ۛ  
 "اس عرصہ میں خاب فارغ ضرورت سے ہو کر آیا ۛ اور کہا ۛ بھابی ۛ آؤ  
 سوار ہو ۛ عروے اس کو دیکھ کر بالشت بھر کا گھونگٹ نکال لیا ۛ (۳)

ۛ گھونگٹ مارواڑ کا نہیں ۛ کیونکہ وہاں کا گھونگٹ تو گھن میں ٹاپا جاتا ہے ۛ  
 انہرہ میں کے نجلے اور نجلے متوسط طبقہ کے ملا و گھرانوں کا گھونگٹ ہے ۛ

لیکن "طلسم" میں کہیں کہیں لکھنؤ کے خالص سونے میں طرب کے کھوٹ  
 کی ملاوٹ بھی نظر آ جاتی ہے ۛ

"بادشاہ (افراسیاب) نے ہاتھ ملکہ کا زہر بھل داب لیا ۛ ملکہ نے شائع  
 سے شائع پہلو سے پہلو اپنا ملا دیا ۛ دوی ۛ دوی ۛ دونوں روانہ ہوئے ۛ (۴)

ۛ اذ از مشرق کا نہیں ہے ۛ ۛ افراسیاب نہیں ۛ ۛ کوئی نوجوان انگیزا سر ہے  
 جواہری ہری یا کس دوست کے ساتھ جا رہا ہے !

ملاقات کے آداب پر بھی طرب کے دوچار جھنڈے پڑے ہوئے ہیں جو طبیعت کو  
 مکر کرتے ہیں ۛ کیونکہ ان سے "طلسم" کی فضا مجبوج ہوئی ہے اور اس کا بنیادی  
 آہنگ ٹوٹ جاتا ہے ۛ

"عروے ہاتھ پھیلا کر طے پڑھا ۛ اسرار کو کچھ نہ بن پڑا ۛ یہی کو  
 جہانی سے لگایا اور عروے ہاتھ ملا یا ۛ (۵)

---

(۱) ۛ (۴۹)۳ (۲) طلالہ بالوی : تذکرہ شوق ۳۲۸  
 (۳) ۛ (۶۴۸)۱ (۴) ۛ (۸)۳ (۵) ۛ (۱۲۴)۲

مخمر نے وہاں پہنچ کر ہاتھ اٹھایا۔ دونوں شرہ پکڑی اپنی جگہ  
سے اٹھے اور اس سے ہاتھ ملا یا۔ اور کہا۔ آپ نے کم فرمایا۔ تصدیق  
رکھئے۔ (۱)

اس ہاتھ ملانے کو مشرقی مصافحہ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو  
داستان گوئے "مصافحہ" ہی کہا ہوتا۔ ہاتھ ملانے کی ترکیب نہ استعمال کی ہوتی۔  
برق ہمار چونکہ فرنگی ہے اس لئے اس کا "ہٹون جاکٹ" نہیں کھلتا۔ لیکن  
"ہاتھ ملانا" یا ملکہ کو "زیر پفل داب کر" جلنا داستان کی مشرقی فضا کو صحیح کرتا  
ہے۔ لیکن میں یہیں دو چار مقامات ایسے ہیں جہاں مشرق کی خالص فضا داغ دار  
ہو گئی ہے۔ ورنہ داستان گوئے نے لکھنوی سماج کا ایک بڑے داغ نقشہ کھینچا ہے۔  
یہاں میں اس سماج کی اچھائون اور برائون سے غرض نہیں۔

لکھنؤ نے زندگی کو فنی بنا دیا تھا۔ اور چونکہ ان دنوں ہیئت پرستی کا زور تھا  
اس لئے زندگی بھی ظاہر داری کا شکار ہو کر و گئی تھی۔ استقبال ملاقات اور رخصت  
کے آداب ضرور تھے۔ اور ان میں کسی تبدیلی کی گنجائش نہیں تھی۔ جب کوئی تہذیب  
بکھرنے والی ہوتی ہے تو اپنی حفاظت کے لئے ہون میں دیواریں کھڑی کرتی ہے۔ ظاہر  
داری کا بول بالا ہوتا ہے۔ اب یہ ملکہ تصور ہے جو بدیع الزمان کا استقبال کر رہی ہے۔

"میں وہ نازنین خواصوں کے گدھے پر ہاتھ رکھے آگے بڑھی۔ اور مسکرا  
کر بدیع الزمان کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا۔ اور یہ منت مزید کی کہ  
اے شاہزادہ! کامگار آپ نے اس کنیز سے تمہارے سرفراز کیا۔ زہرے فخر و افتخار  
میرا کہ آپ تصدیق لائے۔

از آدات اگر خبر دامتے  
درو گورت گل و سمن کاشتمے" (۲)  
اور خود بدیع الزمان کا ظلم بھی کچھ مختلف نہیں ہے

"ملکہ دریاغ پر انتظار میں شاہزادے کے آکر کھڑی ہوئی کہ سامنے سے  
سواری اس نہال حدیقہ<sup>۱</sup> صاحبقرانی کی پیدا ہوئی۔ تصویر جادو کو دیکھ  
کر شاہزادہ کھڑے سے اترا "..... (۱)

براہر والین کے استقبال کے لئے دروازہ کھل گیا، لکھنوی شاعرت کا قاضی تھا۔

شاہزادہ نے آٹھ ان کی ہائی  
کی کتاب در خدمت پھوٹائی (۲)

"طلسم" میں بھی یہی رواج ہے۔  
"سلیمان بہان کا رہنے والا ہے۔ مسجد گما کے کوئی ساحر آہا۔ نوراًج  
امرائے نامدار استقبال کے لئے چلا۔ درقلع پر جب پہنچا اجلال کو  
چالیس ہزار ساحروں سے آئے دیکھا " (۳)

لیکن اگر آئے والا ہنزدہوئے کے باوجود عمر میں چھوٹا ہو تو صاحب خانہ خود  
استقبال کے لئے نہیں جاتا بلکہ ہنزدہین روانہ کئے جاتے ہیں۔

"ساحران ہنزدہ روانہ ہوئے اور ملکہ بہار کا استقبال کیا۔ بہار داخل بارگاہ  
ہوئی۔ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ حیرت نے گئے سے لگالیا۔ بلائین لین عباس  
اپنے بٹھایا۔ کس لئے کہ بہار جادو چھوٹی بہن حیرت جادو کی ہے" (۴)

بہار چونکہ ملکہ<sup>۲</sup> طلسم کی چھوٹی بہن ہے اس لئے اس کے استقبال کے لئے  
ہنزدہین گئے۔ جب وہ بارگاہ میں داخل ہوئی تو "سب اٹھ کھڑے ہوئے" پھر حیرت  
یک لخت ملکہ سے بڑی بہن بن گئی۔ اس نے بہار کی بلائین لینے کے بعد اسے اپنے  
باس بٹھایا۔

لیکن جب حیرت جادو نے فوج کے آئے کی خبر سنی تو خود دربار گاہ کھ

ہمشوائی کے لئے گئی کیونکہ توجہ چھوٹا نہیں تھا اور شہزادہ تھا۔

"ساحرہ حسینہ نے اٹھ کر تادریہ گاہ ان کا استقبال کیا : (۱)

حیات کے باپ حیات جادو نے بھی خواجہ کا استقبال تادریہ گاہ کیا۔ خواجہ

نے بھی شوط رکھی تھی اور اس پر بڑا خون خرابہ ہوا تھا کیونکہ حیات خواجہ کو پراہری کا مرتبہ دینے پر آمادہ نہ تھا۔

"حیات نے بڑھکر استقبال کیا۔ ہاتھ ملا یا۔ کہا تشریف رکھئے : (۲)

لیکن اگر آنے والا ہو، ہوا اور بادشاہ دیرلمین ہوتا استقبال کے قوانین میں

تبدیلی ہو جاتی ہے۔

"امیر : : : : : فرماتے ہوئے داخل ہلرگہ ہوئے۔ بادشاہ کو تسلیم کی۔

بادشاہ نے تم قد اللہ کو عظیم کی : (۳)

اپنے کو کمزور ثابت کرنا بھی لکھنؤ کا خاصہ ہے۔ چنانچہ :

"ہاتھان اٹھا۔ : : : : : رخ قریب آئی جکی تھی۔ : : : : : جا کر بھل کر ہوا اور

اس نے ہاتھ ملکہ کو ہوسہ دیا : (۴)

اور بادشاہ کے سامنے بیٹھنا ہوگا تو دوڑا تو بیٹھنا ہوگا۔

"بادشاہ کو : : : : : مستط طریق بھی تھی اس پر بیٹھایا اور : گزار

جادو سامنے دوڑا تو بیٹھا : (۵)

لکھنؤ کا دستور یہ تھا کہ آنے والے کو اپنے سے بڑا ظاہر کیا جائے۔

"تہذیب اخلاق کا پہلا اصول یہ ہے کہ مل جول میں دوسرے کو ہر لطف

اور نفع کی بات میں اپنے اور فوقیت دی جائے اور آپ کو اس کے پیچھے اور

اس سے ادنیٰ درجہ پر رکھا جائے : : : : : سامنے ادب سے دوڑا تو بیٹھنا

: : : : : ہاتھ جس درجہ تک وضع دار عرفائے لکھنؤ میں مروج تھیں لکھنؤ کے

عہد شباب کے زمانہ میں کہیں اور نہ تھیں : (۶)



ملاقات ہونے پر بغل گھر ہونے کی رسم بھی ہے۔

جھوٹے بیڑوں کو تسلیم کرتے ہیں ۔ جھوٹا چاہے عرصہ میں چھوٹا ہو یا رہے

اس کا مکمل نعرہ، شکل، ہلال، خم، ہو کر سلام کا ہے (۴)

”اس (ساحر) نے اتر کر افراسیاب کو تسلیم کی : (۵)

حد نوید ہے کہ جادو کی ہتھیان تک تسلیم کرتی ہیں ۔

”ہتلی نے جا کر بہ ادب معلم تسلیم کر کے منہ کیا۔“ (۶)

اب آنے والا تھا تو میزبان کی جان اس پر قرار ہے۔ کبھ ہوسکتا ہے۔ لیکن

مہمان کا ہال بانگا نہیں ہو سکتا۔ مہمان اگر دشمن سخت ہو تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ چنانچہ مفتاح اور نورالدین مرکا قصہ بھی ہوا۔ وہ نورالدین مرکوزی پڑا دیکھ کر اٹھا لایا تھا۔ اس نے ان کا علاج کروایا۔ اور جب معلوم ہوا کہ یہ مسلمان غنیمت مونس کوہی کے مقابلہ میں اتنے ہونٹے ہیں تو اس نے کہا۔

(02 (1)

(۲)

(AT)2 (U) (29)1 (A) (11)1 (F) (12)2 (2)

"اے شاہزادہ! والا قدر سلیمان نہیں مٹے کوئی کرم لوگ، خراج گزار  
 میں = اب = نام نہ لیتا ۰۰۰۰۰ میں بہادر کا دشمن نہیں ہوں =  
 چاہتا ہوں تم کو صحت ہووے = خیر و طاعت کے ساتھ لشکر صاحبزادان میں  
 پہونچا دوں = (۱)

افلاک کوئی بھی اس مصیبت میں گرفتار ہے = ایچ کو زخمی حالت میں اٹھا  
 لایا تھا = بعد میں معلوم ہوا کہ جسے لایا ہے وہ سلیمان کا دشمن ہے = وہ ہر شان  
 ہے کہ

"کئی بھائی میرے اس کے ساتھ سے قتل ہوئے = اب اگر اسے قتل کرتا  
 ہوں تو زیرہ<sup>۱</sup> مردان ظلم سے نکلا جاتا ہوں = زیادہ خدمت کریں =  
 سلیمان کوئی کو خیر پہونچے = وہ برادری میں حقہ پانی بت کر دے =  
 اب میں نے یہی سوچا ہے جب صحت پائے گا کچھ لوگ ساتھ کر کے اس  
 کے لشکر میں پہونچا دوں گا = (۲)

طلمس والوں میں رخصت کے آداب میں خالص لکھنوی اور مدد وادہ میں/جن  
 ہر شہیت کی ہر چھائیں ہے =

"اسد قدم کو اپنے نانا جان کے ہوسے دیکر پھرا اور مرکب پر سوار ہوا = (۳)  
 "اسد محلات عظمیٰ میں آیا اور پائے ادب کو اپنی مدد رہبان دختر  
 صاحبزادان ملک زندہ شہر گھر کے ہوسے دیکر آنکھوں سے لگا ہوا = ۰۰۰۰۰  
 زندہ شہر گھر نے ۰۰۰۰۰ اسد کو گئے سے لگا ہوا = بھائی پر ہوسے دیا ۰۰۰  
 اس وقت سب بھائی نے صاحبزادان کی آکر اسد کی بلائیں لینے اور  
 فدا امام خاں مانیں = اشرفیہ ہانڈ پر ہاتھ میں = آخر سب نے دھڑے  
 حیران پڑ کر شاہزادہ ہردم کی اور دھڑا دیکر رخصت کیا = (۴)

"ملکہ نے نذر امام ضامن ضامن علیہ السلام کی اشرفیاں ہاتھ میں  
..... پھر ایک نے آئینہ دکھایا کہ خدا تمہارا منہ جلد دکھائیے" (۱)

اب " جو قدموں کے ہوسے لٹے جارہے ہیں اس کا تو " ہندوستانی اسلام " سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ " متعدد ہندو آداب رخصت میں " اور " جو شعروں کے آٹھویں امام کی نذر مانی جارہی ہے " خالص لکھنؤ کی ایجاد ہے! یہاں بھی اس قصہ کو نہیں جھڑنا چاہئے کہ قبل بعثت رسول کے اس قصہ میں امام ضامن نامن کہاں سے آگئے۔

غرض کہ ان لوگوں کے خیر میں لکھنؤ کی مٹی اور راجپوتوں کا خون شامل ہے۔

ہمدانش اور موت کے درمیان فاصلہ میں ہر قدم پر لکھنؤ کے نقش پا نظر آتے ہیں۔

"باقوت نے اخضر کو ہکارا " بابا جان خالو صاحب کے ہاتھ سے تلوار چھین لیجئے..... ان کی محبت ظاہر ہے۔ " ہماری ماں ان کی چھوٹی سالی تھیں..... روز شادی..... ہماری خالہ امان ہماری مادر مہربان کو گود میں لیے کر محافہ میں سوار ہوئی تھیں۔ چھٹی کے جلسے نہلائے۔ ہر نہان ہر لاکھوں روپے صرف کئے" (۲)

اور ہمدانش کے موقع پر اگر سدھنن آجائن تو گالمان گائی جائیں ہیں۔

"مجلس..... کہیں کہیں کہ مری گڑیا کے یہاں لڑکا ہوا ہے۔ سدھنن آئی ہیں۔ ان کو گالمان دینا چاہئے۔ " کہہ کر ڈھول بجاتی اور گالمان گائی" (۳)

طلسم کی شادیوں پر بھی ہندوستان اور لکھنؤ کی گہری جھاپ ہے۔ وہی " ہڈی " کی دیکھ بھال۔ وہی خاندانی تعلق کا خیال۔ ملکہ نازید کو اس پر اعتراض نہیں کہ کوکب حنا کو گھر میں لانا چاہتا ہے۔ اگر اس کا ڈولا آجائے تو ٹھیک

ہے۔ لیکن اپنے ایک ہاجگزار کے یہاں سہرا ہاتھ کو نہیں جاسکتا۔  
جایا

"ناہید نے کہا..... یہ مضمون سن کر البتہ غصہ آیا۔ دل کھردھا  
کہ ایک شغل کے مکان پر آپ سہرہ ہاتھ کر جائیں گے۔ اگر ایسا ہوگا  
تو ہم عزیزوں میں شرمائیں گے۔ آپ مطمئن ہوں۔ اگر کل میں جا کر اس  
کے جھونٹے پکڑ کر نہ گھسٹ لائی تو مجھے تو اسی جھسٹ کی نہ کہیں گے۔  
اب اس کی یہ حقیقت ہوئی کہ اپنا عاشق آپ کو سمجھ کر ناز و عشوقانہ  
دکھاتی ہے۔ آپ اسے شہنشاہ طلسم نور افشان کو سہرہ ہاتھ ہوا کہ  
ہلاتی ہے۔ جو چلے کی خوں" (۱)

ایک اور صاحب میں طلسم ہوشیاری کے سودا روں میں ان کی سنتے۔

"اس گوہر گران مایہ بحر حسن کو گلیے سے لگایا اور کہا..... خداوند  
نے تیری آبرو بچائی۔ نیچ قم کے ہاتھ سے عزت ہو یاد جاتی.....  
خود ار ایسا امر کہیں نہ کرنا۔ نیچ سے بہت کر کے اپنی عزت نہ دینا۔ اب  
اگر تو محبت کرنا چاہے تو میں سودا رطلسم ہوشیاری کا ہوں" (۲)

اونچ نیچ اور خاندانی غلوں کے اس احساس کو اسلامی کہنا درست نہیں۔  
یہ حد و طریقہ لکھو ہے۔ اور حد و رُؤن میں بھی یہ دیکھ بھال دوسری صدی ہجری سے  
پہلے نہیں ملتی۔ (۳)

ایک ہارجب "ہڈی" کی دیکھ بھال ہو چکی تو منگی کی رسم ادا ہوئی۔

"ملکہ دلگیر کو جب خنطل گرفتار کر کے لائی قلمہ میں اس لئے نہ گئی  
کہ اس کی آوارگی سے خود و بنو آگاہ ہوگا۔ منگی ہو چکی ہے۔ لڑکی  
بدنلم ہو جائیگی" (۴)

نسبت کا باقاعدہ اعلان بھی ہوتا ہے۔

"وزیر ہجرت ہٹا۔ توجہ خوشبوئی ہاتھ میں سینے پر صاحبقران کے لگایا۔  
ہکار کو آواز دی۔ اے شہر ہمارے ہمارے ہو۔ ہمارے بادشاہ نے اپنی دختر ملک  
اختر ملک سپین رشک قمر کو حضور سے منسوب کیا۔" (۱)

اس کے بعد شادی کی تاریخ مقرر ہوئی اور لڑکی والوں کی طرف سے مانجھا بھیجا گیا۔

"رئیسان شہر نے طرف سے ملک کے بڑی دھوم سے مانجھا بھیجا۔ حمید  
نے زہرائی جوڑا زیب جسم کیا۔" (۲)

"مواہبی سحر نے ۰۰۰۰۰ بڑی دھوم سے مانجھے کا جوڑا بھیجا۔ نعل نے  
خوشی کے مارے وہ جوڑا زیب جسم کیا۔ فرد رو ہو کر تخت پر بیٹھا۔ کنگا  
ہاتھ میں ہاتھ مارا۔" (۳)

مسلمانوں میں تو خیر نکاح ہوتا ہے۔ لیکن جادوگرہن میں "بھنوری" بھری  
جاتی ہے۔

"ملک حیرت نے ہنسی کو ضبط کر کے فرمایا۔ ۰۰۰۰۰ وہ بھی اپنے ملک کی  
شہزادی ہے۔ کوئی زن بازاری نہیں کہ فوراً آکر تمہارے پہلو میں بیٹھ  
جائے۔ ۰۰۰۰۰ ہر ہمنون کو طلب کیا ہے۔ اس باغ میں تمہارا گٹ ہٹ من  
ہو کر بھنوری بھر جائیگی۔ شہنشاہ کو دلچسپ بنا کر لیے جائیں گے۔ کنگل  
ہاتھی پر ہماری سپرہ بڑی تھری کا سو پر سوار کریں گے۔ جوڑے ہاتھی  
جائیں گے۔" (۴)

نوشہ کے ساتھ ڈومنین بھی جائیں گے۔ اور لڑکی والوں کی ڈومنین سے انکا  
مقابلہ بھی ہوگا۔ لیکن خود نوشہ منہ پر رویا رکھے خاموش رہے گا۔

"سہرہ دیکھ کر افراسیاب پھول گیا..... ڈومنین کے آواز پر۔ رومال ہاتھ میں دیا۔ کہا۔ دولہا میان رومال منہ پر رکھنا۔ سسرال میں پٹو پٹو بانس نہ کرنا۔ شاید کھانا سامنے آئے۔ ضد کرنا۔ خسو سے ایک ملک مانگنا۔ نوالے چھوٹے چھوٹے کھانا۔ اپنا بھولاہن د کھانا..... لونڈیاں ساتھ چلتی ہیں۔ وہاں کی ڈومنین سے مقابلہ ہوتا....." (۱)

ہرات تلوار ہوئی۔ ہر طرف ہنگامہ ہے۔ روپہ لٹ رہا ہے۔ شہدے شو کو رہے ہیں۔

"سامان ہرات آراستہ ہو گیا۔ تقاریر بجے۔ شہنا نواز سہریے گانے لگے۔ شہزادہ گھوڑے پر سوار۔ بھاری سہرا بتھا۔ بھولون کے سہریے ہر سہرہ زکار۔ ہاتھ پاؤں میں مہدی لگی ہوئی۔ کنگنا ہاتھ میں بتھا۔ روپہ لٹا ہوا۔ شہدے ہلکے رہے ہیں۔..... روپے کے جھپے پڑ رہے ہیں۔" (۲)

ادھر دولہن نے بھی لباس سوخ پہنا۔  
"لباس سوخ سونے کا زیور..... کنگنا کلائی میں۔" (۲)

ہرات دروازہ پر آگئی۔

"مواہیں سحر نے..... فلیبان کو آواز دی..... ہاتھی آگے نہ بڑانا۔ اقدردوڑی ہوئی گئی۔ ہانی کا طشت بھرا ہوا لائی۔ ہاتھی کے پیٹ کے نیچے پھینک دیا۔ مراد یہ تھی کہ دولہا ہمیشہ ہانی بھرتا رہے۔" (۲)

دولہن بھجاری تو مانجھے کے دن میں سے فلقے کو رہی ہے۔ سوکھ کو آگ میں رہ گئی ہے۔ مواہیں بولی۔

"جس دن سے لونڈیا نے مانجھا پہنا ۔ آدھی رو گئی ہے ۔ نہ پہنڈی  
کھائی ۔ نہ دودھ پیا " (۱)

لیکن جہیز کے ذکر کے بغیر شادی کی کہانی نامکمل رہ جائیگی ۔ اس لئے  
"اب جہیز کا سامان نکلوا یا ۔ صدق پٹریے سب سامان جہیز مہیا  
ہے ۔ چاندی سونے کے چھپرکھٹ مسہویان ہلنگ چاندی اور سونے کے  
پوتن تانبے کی دہگن ۔ مٹکے ۔ چینی کے ظروف " (۲)  
خدا خدا کر کے شادی ہوگئی ۔

دولہن رخصت ہو کر سسرال آئی ۔ اب بھوکا استقبال شروع ہوا ۔  
"ہارگاہ ارج میں سواری اتوی ۔ ملکہ گئی انروز "..... ملکہ خورمہ  
خاوری "..... بھان امر کی اور بھوتن وغیرہ سب مشتاق بھوکے آئے  
کی اس ہارگاہ میں جمع تھیں ۔ جب ملکہ اتوی ۔ سب نے بلائیں لیکن  
اس نے بھی ہر ایک کو تسلیم کی ۔ گئی انروز نے ہانی اتار کرے پیا ۔ پھر  
سب بھوتن نے گھنا اتار اتار کرے پہنانا شروع کیا ۔ کسی نے رونمائی میں  
کنگن اور کسی نے کڑیے پہنائے ۔ پھر جلسہ "ہفت شروع ہوا ۔  
مجرئی ڈومنان ہر ایک شہزادی نے طلب کیں "..... اس اثنا میں  
خبر ہوئی کہ امر بھوکود بکھنے آئے ہیں ۔ پھر نے "خبر سن کر سر  
سے ہاتک ڈھلے سے بدن چھالیا ۔ گھونگٹ زیادہ نکال لیا ۔ سر  
زانو پر جھکائے ادب سے بیٹھی " (۳)

شالین طلسم کی بڑی شادیوں سے نہیں دی جا رہی ہیں ۔ بلکہ بکھری ہوئی  
اطلاہین اکٹھا کر دی گئی ہیں تاکہ ظم صورت حال واضح ہو جائے ۔ ان شالین میں  
مسلمانوں اور جادوگروں دونوں دنیاؤں کی شالین خلط ملط ہیں ۔ "بھنوری" پھرنے  
کے علاوہ ان دونوں میں کوئی اختلاف نہیں ۔ ہندوستان میں اس کے علاوہ کوئی اور

اختلاف ہے بھی نہیں ۔ کیونکہ یہی ایک مقام ہے جہاں مذہب کا داخل ہے ۔ باقی  
تورواہیات میں جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں مشترک ہیں ۔ مگر جب بالا ضالین میں  
ایک ہل کے لئے شمالی ہندوستان سے خلی طہرہ اودھ اور مشرقی یوں کی فضا سے  
نہیں نکلنے دیتے ۔ شادی کا سارا کارخانہ اودھ کے رنگ میں رنگا ہوا ہے ۔

کہیں جو بھی ہے اور جالا ہے \* کہیں الفضل حق تعالیٰ ہے (۱)  
ہمڈمان آجارہی ہیں - شہت پلانے کی رسم ادا کی جا رہی ہے۔

"بختیارک نے ہلکر کر آواز دی ۰۰۰۰۰ شاہزادہ نورالدین خود اٹھ کر سلامت  
رکھے۔ میں تو آپ سب صاحبین کا دعا گو ہوں۔ دولہن ہلارک ہو۔  
پہنڈیاں مہمن بھی کھلاوائیگا۔ شہوت پلائی میں شریک ہونگے۔" (۲)

ہلارک لائی جا رہی ہے۔

"مختلک کہڑا ہوکر ناچنے لگا اور ہلکرا کہ ہویالی بنی مہلک باشد" (۳)

سجیان لکڑیے کی شادی کورھی میں تو وہ بھی مکمل - ڈومنان موجود ہیں -  
نوشے میان رومال منہ پر رکھے بیٹھے ہیں - شہوت پلائی ہوئی ہے -

"تخت پر ایک مختصر سی برات آراستہ ۔ گلاب مسکون پرد و لہن بینی  
 ہوئی ۔ برات آرائی ۔ دلہا کے سر پر سہرا بٹھا ہوا ہے ۔ رومال  
 منہ پر رکھے ہوئے ۔ شیت پلائی ہوئی ہے ۔ دوائیاں جوتیاں کھناکھن  
 گر رہی ہیں " (۲)

"ایک تخت مختصر۔ اس پر ملکہ مجلس جادو۔ گرد کنیزان خوش رو  
..... ایک گھروہ اگر راستہ ..... ایک گلیاں دلہن بنی بیٹھی ہے۔  
گھونگٹ نکال رہی ہو۔ ڈومنان بھی وہی مٹی کی گلیاں۔ ..... (۵)

(LTP)1 (P)

(401)7 (2)

(A.) (1)

(ΔΣ)Δ (Δ)

(452)7 (P)



یہ تو میں لکھنؤ کی شاہ بان = لیکن صاغر ہے کہ مضافات میں / شاہ بان ہوئی  
ہوئی = چنانچہ

"ایک زمستار کی برات اتی ہے = آمون کے باغ میں ایک بڑی سی دری  
بجھی ہے = ایک طرف لکڑی رہا ہے = نائی چلے گئے پھر کے دہریے جاتے  
ہیں ۰۰۰۰۰ ایک دہرائی ہے سوری تانیں اڑا رہی ہے = ٹھاکر لوگ ڈھے  
بٹھے ہیں = سہر تلوار سامنے = انگوچھے سہر ہاتھ ہے ہوئے = دھوی  
موزی = بجے نین سکھ مارکین کی دھونیاں = ہاتھ میں چال دی کی  
موشی موشی انگوٹھیاں = کمر میں کورہنیاں = دولہا پہنچ میں = ایک چاندری  
میں پھال پھر کے بجائے مست لگا دیا ہے = دولہا کے گئے میں زور جاہ =  
بجرتا پانچاہ = دولہا پہنچاپ کو اٹھا تو ڈھول تاشہ بجنے لگا ہے" (۱)

یہ بیان اپنی حقیقت نگاری میں رسوا سے لگا کھانا ہے = یہ برائیں = ٹھاکر  
(سہر تلوار کے پھر) = چلے گئے پھر تے ہوئے نائی = آم کے باغ میں بجھی ہوئی دری  
یہ دولہا ہے سوری رنڈی اور یہ دولہا کے اٹھنے پر بجتا ہوا تاشہ = غرض کہ یہ  
سارا منظر گرمیوں کی ابتدا کے زمانہ میں اوردہ اور مشرقی بھوی میں جاہ جا اب بھی  
دیکھا جاسکتا ہے =

"طلسم ہوشیا میں جو دیا آباد ہے وہ ہماری جانی پہچانی ہوئی دنیا نہیں ہے =  
بلکہ ہماری اپنی دنیا ہے =

لیکن ظاہر ہے جس دنیا میں اتنے لوگ رہتے ہوئے وہاں لوگ بھڑکے پڑے  
ہوئے = چنانچہ طلسم میں مالمخولیا (۲) پرقان (۳) سوہام (۴) زکام (۵) تپ احمد (۶)  
جاڑا بخار (۷) اور رتودی (۸) کا ذکر ملتا ہے = لوگ جلاب (۹) لیتے ہیں = اور جلاب سے  
کام نہیں چلتا تو اسپتال جاتے ہیں =

(۲۳۶) ۱	(۳)	(۲۳۵) ۲	(۲)	(۲۰۹) ۵	(۱)
(۶۹ ۵) ۲	(۶)	(۵۲ ۸) ۵	(۵)	(۲۸۰) ۴	(۲)
(۷۷۳) ۶	(۹)	(۵۱۱) ۶	(۸)	(۱۶۵) ۴	(۷)

"صدف جادوئے..... ایک مکان چار درجہ کا تصور دکھا کہ مثل  
قلب پاکبازان نہایت صفا رکھتا تھا..... ایک درجہ میں توہلنگ  
آہنی اور چوبی بجھے تھے جوہر اور نواڑ سے بنے تھے اور ان پر جھونا  
کیا تھا۔ مہر اس طرح کے ان ہجوموں پر لکھے تھے جن کے ہاؤن  
ٹوٹ گئے تھے یا بہت زخمی ہوئے تھے..... درجہ دوم میں الماریاں  
اور الماریوں پر شیشے اور بوتلیں دواؤں کی رکھی تھیں اور جراح وغیرہ  
دوا سازی میں مشغول تھے۔..... ایک درجہ میں آلات جراحی  
وغیرہ کے صندوق جنے ہوئے تھے۔ موجنے اور زہر اور استری اور نشتہ  
اور کلردین وغیرہ مہزون پر رکھی تھیں اور اس درجہ میں جودروانی  
لگے تھے اس میں شیشے بہت صاف جڑے تھے....." (۱)

یہ ہوا اسپتال مغربی ہے اور هندوستان میں یہ اسپتال انگریزوں کے تسلط کے  
بعد بنا ہے۔ داستان گوہن نے اسے اسپتال دیکھے ہوئے۔ آپریشن ٹیبلٹ کی  
تصویر تو بہت ہی صاف ہے۔

لیکن یہ اسپتال بھی موت کا علاج تو نہیں کر سکتے۔ اس لئے لوگ بے تحاشہ  
موتے ہیں اور پھر واسم کا ایک جکوجل پڑتا ہے۔ لاشیں دفن ہوتی ہیں اور جلائی  
جاتی ہیں۔

"افراسیاب بھی یہ خبر سن کر آیا اور اپنے بھائی کے واسطے خوب رویا  
..... اور لاشیں ستمزکی طور پر جلا پھونک دیا۔" (۲)

"افراسیاب یہ خبر سن کر تھوڑے لگا..... اور ایک ساحر ارماتی جادو  
سے کہا کہ تم فلاں صحرا میں لائے آدھار کی ہڑی ہے اٹھا کر دفن کر دینا۔" (۳)

ۛ ہو حال ہوئے جلائے جائے ہوں یا دفن کئے جائے ہوں رام رام ست کی  
آواز ضرور آتی ہے۔

کم سے کم راقم الحروف یہ ماننے کو تیار نہیں ہے کہ "لرنی" عرب یا عجم کی ہے۔ یہ ایک خالص ہندو مت ہے۔ اور اب ایک خالص مسلمان جنازہ بھی دیکھ لیں۔

(1)

یہ ایک شیعہ مسلمان کی لاش دھن کی چاروں طرف سے کونکے شاہ ہلا کو تلقین  
بڑھنے کا رواج عام مسلمانوں میں نہیں ہے — چلتے یہ خاندان امروہو، صاحبقران  
والے شیعہ مسلمان نکلے !

ہوگی کا لباس ہندوستان کے رواج کے مطابق سفید ہے۔ (۱)  
"ہلال سحرانگن نے سفید لباس پہنے غم میں اپنے شوہر کے" (۲)

صرف یہ سفید لباس ہی ہوگی کی نشانی نہیں ہے۔ جوڑیاں بھی بڑھائی جاتی ہیں اور  
نقد بھی اٹاری جاتی ہیں ۔

"زوجہ قاسم ملکہ گئی امروزہ خورلقا نے جوڑیاں توڑیں ۔ نقد اٹاری" (۳)  
جب کوئی مرنے والا ہے تو "طلسم" کی عورتیں میں کو کر کے روتی ہیں ۔  
"خبطل ..... روتی ہوئی ہائے میرے مرادون والے دلہا افسوس تو  
ناشاد دنیا سے کہا کہتی ہوئی لاش بر آئی ۔ خوب روتی ..... اے میرے  
غیرت والے ۔ اب میری بھی کاج اور سہاگی کون کوہگا ۔ ہائے وہ جنم  
کی رنڈا ہوگی ۔ ہائے اس کی مانگ اجڑگی" (۴)

محلہ کی عورتوں نے سنا کہ کسی گھر میں موت ہوگی ہے تو ڈولیاں چل پڑیں ۔  
"محلہ میں ملڑ ہوا ۔ مہاج کی نواسی بٹ غوطہ زن کو لیے کو مہاں سحر  
دائی اس کی آئی ہے ۔ ڈولیاں اتارنے لگیں ۔ ..... جو آئی اس نے  
منہ ڈھانکا" (۵)

ادھر گھر میں صف ماتم بچھیں ہوئی ہے ۔

(۱)

(۶۲۱) (۴)

(۶۳۱) (۳)

(۶۴۶) (۲)

(۱۰۳۳) (۵)

"رحمانہ نے باقوت و شہادتیں وغیرہ کی تعظیم کی۔ صف ماتم پر لے جا کر یہ عزت تمام بخشایا۔ پہلے توسب نے پرستادیا۔ پھر آخر ایک نے دوسرے کے منہ پر سے آنجل مٹایا۔" (۱)

اب ان منہ ڈھانک کر رونے والوں اور ایک دوسرے کے منہ سے آنجل مٹانے والوں کو ڈھونڈتے کوئی کہاں جائے۔ کیا یہ رونے والے ان ٹھنڈے منہ وستانی نہیں ہیں۔ اور کیا ان کی تلاش میں لکھنؤ سے باہر جانے کی ضرورت ہے

یہ تو ہونٹیں ہونٹیں۔ مودوں میں غم کا نشان لباس سیاہ ہے۔  
"جہانگیر نے غم میں اپنے باپ کے لباس سیاہ پہنا۔" (۲)

"ساحر ۰۰۰۰۰ اس کے پاس پہنچے اور عرض کیا۔ اے ملکہ آپ کے دونوں بھائی ماریے گئے ۰۰۰۰۰ نازک چشم بہت روئی ۰۰۰۰۰ تمام اہل دربار سیاہ پوش ہوئے۔" (۳)

اس کے علاوہ ہر طرف وہی تمبا (۲) اور دسوان بمسوان اور جالمسوان (۵) (۶) ہو رہا ہے۔ ارضیں (۷) نکل رہی ہے۔ کوہا کوہ (۸) کا جا رہا ہے۔

اور اگر کوئی رسم و رواج کے خلاف کوئی اقدام کرتا ہے تو لوگ برا ماننے میں۔

"شہر میں مشہور ہوا۔ شہنشاہ ظلم کی موج کی نوا سے شاہی ہے۔ بلرود نما کا برا مقام ہے۔ موج کا جالمسوان بھی نہیں ہوئے پایا۔" (۹)

یہ تمبا دسوان بمسوان اور جالمسوان کہاں ہوتا ہے۔ "ظلم" کے لوگوں کو ہر منزل اور ہر موقع پر پہچانا جاسکتا ہے۔ یہ لوگ لکھنؤ پیدا ہونے میں اور لکھنؤ میں

---

(۱) ۳ (۲۶۴)	(۲) ۲ (۵۴۳)	(۳) ۲ (۹۹)
(۲) ۶ (۸)	(۵) ۶ (۲۳۰)	(۶) ۶ (۱۰۳۴۵۶)
(۴) ۶ (۹)	(۸) ۶ (۱۰)	(۹) ۶ (۱۰۳۴۶)

موجائے میں = یہ اپنی بھی کا حسن و جمال دیکھ کر اپنی ایڑی دیکھنے والی صورت  
نگار کہاں کی رہنے والی ہے۔

"صورت نگار نے بھی کا حسن و جمال دیکھ کر اپنی ایڑی دیکھی اور اٹھ  
کوبلاٹین لین = (۱)

یہ گلزار کون ہے جو یہ خیال نظربند مخمور پر پوری نگاہ نہیں ڈالتی  
"گلزار نے سواپائے مخمور پر خیال نظربند نظر نہیں کی بلکہ نظر گنوطک  
کا خیال کر کے تصدق اپنی نظر کا اتلرا = (۲)

اور یہ سودا رکون ہے جو مخمور کے ہارے میں کوئی بات کہنے سے پہلے اپنی ایڑی چوٹی  
دیکھتی ہے۔

"سودا رنے ۰۰۰۰۰۰ ہر سے بطور ہنگامہ سفارہ نسبت مخمور کے کرنے لگی =  
کہ خواجہ = جھوکری پر وقوف ہے = کھیت اپنی ایڑی چوٹی دیکھ کر  
کہتی ہوں چوہ ہوں تو ہر = میں ثابت ہے = (۳)

اور یہ سودا رکس کے ہیں جو کہنے میں = "ہو مسافروں کے ہجھے رونا ہر اے = (۴)  
اور خیمہ اسلام میں یہ رونے پھٹنے والی عورتیں کیا لکھنؤ کی رہنے والیاں نہیں ہیں =

"عورتیں ہٹ رہی تھیں = کوئی کہتی = خداوند! میرے وارث کو بجالے  
۰۰۰۰ کسی نے ہوا ایک ایک کا ہسہ اٹھایا = کہ ایک ایک مری مراد  
آئے = کسی نے اس ہمد = سو سوار کو مانا تھا کہ ہم ہر سے بلا رد ہوئے =  
کوئی توت پھرت کی قدر مانتی کہ جلدی مری مدد غیب سے آئے = کسی  
نے سہ ماہی کے روزے اپنے اوپر قبول کئے تھے = کسی نے ہر دہار کے  
کوٹھے مانے تھے = کوئی کہتی میں کھائے ہر کا روزہ رکھوں گی اور مری  
مراد ہری ہوئی تو کھڑا دونا دن کی = (۵)

(157)7	(3)	(771)1	(2)	(119-0)2	(1)
(257)3	(7)	(9)1	(5)	(1-2)2	(2)
				(135)2	(4)

”سامری نمکو غارت کوہن ۰۰۰۰۰۰ شماری ارنہی نکرے۔ نمکو پھوکی پھوانی

کھانے“ (۱)

”صو کو سنے لگی۔ اریے موڈے غارت گئے وہ نموا اسناد موڈی کاٹ سامری

کھے ملرا جائے اس کو از غنی گولی لکے“ (۲)

کالمون کی دنیا شامت وی (۳) غلری (۴) غیبانی (۵) موڈی کاٹے (۶)

مادرہ خطا (۷) موٹے (۸) موٹے مسٹڈے (۹) ٹاپکرا (۱۰) حوام زادی (۱۱) حوام

زادے (۱۲) حوامی (۱۳) جٹھا کرے (۱۴) ہوک (۱۵) پے حیا (۱۶) موڈیر (۱۷) قحبہ

(۱۸) جڈو (۱۹) لکاتہ (۲۰) جوانی پھٹے (۲۱) دھکڑا (۲۲) شہکار اور شافل (۲۳)

جھٹسی (۲۴) خپلا (۲۵) چھٹال (۲۶) بڑچوڈ (۲۷) سو (۲۸) دھاپھی (۲۹)

لوٹون گھری (۳۰) بازلرن اور شہدن (۳۱) گسو پریدہ (۳۲) جٹھا والی (۳۳)

---

(۱۴۶)۱ (۳)	(۴۲)۲ (۲)	(۲۸۵)۳ (۱)
(۳۷)۱ (۶)	(۱۰۴)۱ (۵)	(۴۵۹)۱ (۴)
(۶۳)۱ (۹)	(۱۵)۱ (۸)	(۱۵)۲ (۷)
(۶۰)۱ (۱۲)	(۴۹)۱ (۱۱)	(۲۵)۱ (۱۰)
(۳۵۴)۲ (۱۵)	(۳۳۵)۲ (۱۴)	(۱۶۷)۱ (۱۳)
(۱۵)۱ (۱۸)	(۱۷۳)۱ (۱۷)	(۷۲)۱ (۱۶)
(۱۴۹)۳ (۲۱)	(۶۵)۳ (۲۰)	(۱۰۴)۱ (۱۹)
(۴۵۷)۳ (۲۴)	(۱۴۹)۳ (۲۳)	(۱۴۹)۳ (۲۲)
(۶۶۱)۳ (۲۷)	(۶۲۹)۳ (۲۶)	(۶۱۳)۳ (۲۵)
(۴۳)۲ (۳۰)	(۷۱۰)۳ (۲۹)	(۶۶۱)۳ (۲۸)
(۱۱۱)۴ (۳۳)	(۱۱۰)۴ (۳۲)	(۸۸)۴ (۳۱)



شوخی دیدہ (۱) اور اللہ کے ہنسنے (۲) سے آپاد ہے۔ یہ تمام گالیان لکھنؤ میں سنی جاسکتی ہیں۔

کیاں جند کا کہنا تو یہ ہے کہ بڑے جادوگروں کی رچ ہندوستانی نہیں ہے۔ لیکن طلسم ہوشیہا کا مطالعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ جادوگر توجادوگر طلسم کے مسلمانوں تک کی رچ ہندوستانی ہے کیونکہ وہ ہندوستانی مسلمانوں کو سامنے رکھ کر بنائے گئے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو بنایا جائے کہ یہ جن اور اسے اٹھانے والا یہ ملا عرب یا ایران کے کس علاقے کا رہنے والا ہے۔

"افراسیاب دور سے کہہ رہا ہے۔ آپ کون صاحب ہیں۔ نام بتائیے۔  
 بکرا منگواؤں۔ لیوان جلاؤں ..... ساحروں نے دیکھا کہ گاؤں کی  
 جانب سے ایک مولوی صاحب کتاب ہنسل میں دیہائے ہوئے چلے آتے ہیں  
 ..... ایک ساحر نے بڑھ کر سلام کیا ..... مولوی صاحب تو بھڑے  
 ہوئے تھے۔ اہل بڑے۔ کہا ..... گاؤں میں زومندار کی بیٹی پر ایک  
 جن آنا تھا ..... جاکر جھاڑ پھونک کی۔ اچھا کیا۔ یا تو زومندار صاحب  
 کہتے تھے کہ ما گاؤں دونگا ..... جب فرصت حاصل ہوئی دوپہر کے  
 زمین کا پتہ گئے میں ڈال دیا۔" (۲)

اس اقتباس سے ایک بات تو یہ مسلم ہوتی ہے کہ طلسم ہوشیہا میں مسلمان رہتے ہیں اور باقاعدہ رہتے ہیں۔ پھر اس جن کا ہندوؤں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ تو قرآن کا دیا ہوا وہم ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہندو اور مسلمان اتنے دنوں سے ایک ساتھ رہتے ہیں کہ توہمات کا تبادلہ ہو چکا ہے۔ اور یوں امر حمزہ کے جہاد راہ خدا کا بول کھل جاتا ہے۔ ہندو مسلمانوں میں اگر باقاعدہ رابطہ نہ ہوتا تو یہ مولوی یوں نہ گھومنا نظر آ جاتا اور افراسیاب نے اسے یوں خاتون خانہ نہ لیا ہوتا۔ ان مولوی کے متعلق بھی ہندوستانی ہیں۔ انہوں نے کہا۔

"سوا من سونا منگوائے۔ لہان گوکل لفلل سیاہ کالا دائہ کروی  
بتہ ہنی اور د وہمولون کے ہلر" (۱)

طلسم میں جھاڑ پھونک بھی ہوتی ہے اور ہونے ہوگئیں سے بھی کام لیا جاتا ہے۔  
"ایک کنہز نے کہا۔ واری مجکو ایک فوٹکا یاد ہے۔ دیوالی کی کلمیا  
میں جولہے کی راکھ بھو کر د ہوار میں گاڑ د جٹے۔ سب دشمنوں کا  
منہ بتہ ہو جائیگا۔ پھر دیوار کا کوٹھا مانٹے۔ ہی توت پھوت کی پڑھا  
ہی ٹپک کی سپہری پھر پلٹو کو جو تمان یہ سب فوٹکے آزمائے ہوئے ہیں۔  
ملکہ نے کہا۔ ۰۰۰۰۰۰ ندرین مانو ۰۰۰۰۰۰ ہوا مالک ہرود گر ہے۔  
میں اپنے وارث کو اس سے لون کی۔ رتجگا کوون کی" (۲)  
جلٹے رتجگا بھی ہوگیا۔

یہ عجیب و غریب کافر ہیں۔ یہ باتا تھہ دھا تصویر کے بھی قائل ہیں۔ چنانچہ  
جب انرا سیاب باقوت کو لایا حوت کا منہ اتوگیا۔ ایک کنہز نے کہا۔

"میں نوواری کل سے فوٹکے کورہی ہوں۔ ابھی ڈھونڈ کر دیوالی کی  
کلمیا لائی۔ اس میں خاک بھو کر د ہوار میں گاڑ دی کہ دشمن کا منہ  
بتہ رہے۔ ایک ملا پاس بھی گئی تھی۔ تصویر ہان سے لائی۔ ان کے  
دروازے پر گاڑ آئی۔ بیمار تو ضرور ہو جائیگی۔ ایک اکھری سطلی محل  
کرتا ہے۔ وہ بھی پھر بھیجیگا۔ ہی باقوت ہرود جڑھنگا۔ ہے بکوالٹے نہ  
چھوٹیکا ۰۰۰۰۰" (۳)

"اس بیچ میں ایک مفلانی بولی اے ہی ایک میان جن میرے گھر کے  
پاس رہتے ہیں۔ ساہی کا کانٹا خوب پڑھتے ہیں۔ ملکہ عالم قومائیں  
نو پڑھوا لائن۔ یہ سن کر آتو ج نے کہا سات جھرانیں اگر اس

سوت کا نام لے کر ملکہ نس کی بیٹی اور نیک کنوئیں میں چھوٹیں یہ ایک  
براہک ہے۔ فوراً وہ مالزیری نکل جائیگی؟ (۱)

یہ ملا مٹلانی کے بیٹوں میں رہتے ہیں !  
یہ کافر ائیں نذر و نیاز کی بھی قاتل ہیں !

"ہوو..... ایک ضمیمہ کی صورت بنا۔ سر ملتا ہوا۔ لاشیں ہاتھ میں۔  
گرہ ہانچوں میں دی ہوئی۔ چادر محمودی کی اوڑھے۔ دونا مٹھائی کالٹے۔  
آہستہ آہستہ چل کر پکارا۔ بیٹا ذرا ادھر آؤ۔ مجھ غریب کا کام کرتے جاؤ  
وہ..... محتاج جان کو اس بڑھیا کے پاس آئے اور کہا۔ بڑی ہی کیا  
کہتی ہو۔ اس نے کہا۔ بیٹا گھر سے یہاں تک اس ظلم..... میں  
ڈھونڈتی ہوئی آئی ہوں۔ کوئی نذر دینے والا نہیں ملتا۔ تم ذرا  
اس شہرینی پر سامری جمشید کی نذر دے دو۔ ساحروں نے مٹھائی لیے کر  
نہایت ادب کے ساتھ کچھ بڑھ کر اور ڈنڈوت کر کے کہا۔ لو نذر ہو چکی۔  
ہوئے دودو ڈلیان ہانچوں کو دین کہ اتنا تھوڑا تم بھی لیتے جاؤ؟" (۲)

اگر یہ نذر دینے والا کوئی ملا ہوتا تب کوئی قباحت نہ ہوتی۔ کیونکہ یہ داستان  
جس عہد اور جس علاقہ کی ہے اس عہد اور اس علاقہ میں متروکات و نیاز دلوانا  
کرتے تھے۔ لیکن بڑھیا نے ساحروں سے نذر دلوائی ہے۔ اس لیے سامری جمشید کی  
نذر سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے۔ یہ کافرو بھی مسلمان ہے اور یہ ساحر بھی جو  
ڈنڈوت کر رہے ہیں مسلمان ہی ہیں۔

"شہید مرد" تو ساکنان طلسم کا ہیجا کرتے ہیں۔  
"اس نے ہیجے بھر کر دیکھا۔ ملے ڈر کے تھوڑے کانپنے لگا۔ اور ہاتھ  
باتھ کر ہیجا آپ کون ہیں۔ اس نے کہا۔ جہاں تم جھرات کو  
جراغ جلا کر کرتے ہو وہی میں۔ کہیں نے کہا۔ مری خطا صاف کسجئے۔

میں نے اب کی آپ کے یہاں گڑ کا طہدہ جڑھایا تھا؟ (۱)

یہ بات اہم نہیں ہے کہ یہ سطرہ/ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ طہدہ جڑھائیے اور چراغ جلانے والا مسلمان نہیں ہے!

اور جب شہیدوں سے طلسم آباد ہے تو یہوت کون نہ ہوں۔ چنانچہ -  
"دوست اس کا یہ سنتے ہی خوفناک ہو کر بھاگا کہ جاہ جا طلسم میں  
ہزاروں آدمی روز قتل ہوتے ہیں۔ کیا عجب جوہہ بمبٹا ہو؟" (۲)

"طلسم" میں باقاعدہ عرس بھی ہوتے ہیں -  
"وہ درویش ہمیشہ اپنے استاد کا جھانڈا کیا کرتا تھا ۲۰۰۰۰۰ آجکل  
بھی وہی مجمع تھا ۲۰۰۰۰۰ چوکیاں قوالوں کی آئیں۔ حقانی گانا  
ہورہا تھا۔ وہاں روٹھان اور جئے کی دال بھی تھی؟" (۳)

درویش بھی بھانت بھانت کے ہیں۔ کہیں نہیں توہی والے آزار تھے کہیں  
نانک شاہی تھے کہیں گسائیں تھے۔ (۴) اور یہ درویش بڑے صاحب طاقت و کرامت  
ہیں شاہان طلسم کے جادواں ہر نہیں جلتے اور یہ ہوا میں اڑتے ہوئے آتے ہیں۔

"آسمان پر سناٹا ہوا۔ دیکھا سب نے ابرار سجادہ نشین/حکیم خدا  
پرست بادہ عبادت رب اکبر سے مست آکر پہونچے۔ خوشد کوللکلا۔  
خوشد نے جاہا سحر کون۔ تخت حکیم کو روکون۔ صدها گولے مارے۔  
نہ رکے۔ سحر نے بھی ناکھ نہ کی؟" (۵)

"ملکہ خضواک سحرانشین اسی وقت اپنے بھوپے پر بٹھا اور کچھ طلسم  
انگی سے اس نے اس پر لکھا۔ وہ بھوپا اڑ کر چلا؟" (۶)

اور یہ جو "طلسم" میں مسلمان ہیں بہت ہی سخت قسم کے شعبہ ہیں۔

---

(۱) ۱ (۶۲۲)	(۲) ۱ (۳۳۲)	(۳) ۲ (۵۲۰)
(۲) ۲ (۵۲۰)	(۵) ۴ (۲۶۲)	(۶) ۲ (۵۶۴)

”ملکہ نے کہا۔ اس ہی تک کہ کاقدور ہے جو جاکے۔ قرآن سے کہا۔  
کوئی نہ جا سکیگا تو وہ ضرور جائیگی۔ بہار نے کہا۔ وہ کون۔ اس نے  
کہا۔ مولا مشکل کھا طی عوان طہ اسلام اور کون۔ یہ سننے میں سب  
شہزادہوں نے کھڑے ہو کر تسلیم کی اور گالوں پر انگلیاں چڑھا کر چٹکائیں  
کہ یا مولا تمہاری نام کے ہم قریبان۔ ہماری مشکل یہ حکم خدا تم آسان  
کرو؟ (۱)

چڑھا کر انگلیاں چٹکائے والی شہزادہاں تو ایک طرف سننے والوں میں سے نہ  
مسلم کشتوں نے یہ بیان سن کر درود پڑھے ہوئے!

اب تک ہم نے ساجی زلف کی جن پہلوؤں کا جائزہ لیا ہے ان پر اوپر اور  
خاص طور سے لکھنؤ کی گہری چھاپ ہے۔ لیکن اس چھاپ کے باوجود بیشتر توہمات  
لباس اور کھانے وغیرہ لکھنؤ کے باہر بھی نظر آتے ہیں۔ کیونکہ یہ تمام چیزیں سفر  
کرتی رہتی ہیں۔

طلاق کے ضمن میں فطری ماحول کے بعد سب سے زیادہ مددگار مول جال  
کی زبان ہوتی ہے۔ زبانیں سفر کرتی ہیں۔ ادب بھی سفر کرتا ہے۔ لیکن روزیہ سفر  
نہیں کرتا۔ اب اگر طلسم کے روزیہ کی زبان سے یعنی اگر وہ زبان جس میں اس  
کے کردار بات جیت کرتے ہیں محبت اور نفرت کا اظہار کرتے ہیں لکھنؤ کی ہے تو طلسم  
کے طلاق کا ضمن ہو جائیگا۔ کیونکہ یہ لوگ جن کے نام جیسے کون (۲) جونہی (۳)  
کھن لال (۴) سدر (۵) جمن (۶) ملارو مدارو اور مولا (۷) اور بد مولا (۸) ہیں۔  
جہا (۹) سدرہا (۱۰) اور کامنی جان (۱۱) ہیں دلی سے لے کر پٹنہ تک کہیں گے  
رہنے والے ہو سکتے ہیں۔ بھولا اور منکویا تو خیر لکھنؤ کے ہیں ہی۔ (۱۲) اس لئے

(۳۰۱) ۵ (۳)

(۳۰۴) ۲ (۶)

(۱۹) ۱ (۹)

(۷۷۲) ۶ (۱۲)

(۳۰۲) ۵ (۲)

(۲۴۲) ۲ (۵)

(۱۱) ۵ (۸)

(۲۶۶) ۲ (۱۱)

(۸۳۳) ۳ (۱)

(۲۹۵) ۱ (۲)

(۳۰۷) ۲ (۷)

(۱۰۵) ۲ (۱۰)

(127)1	(3)	(21)1	(2)	(21)1	(1)
(150)2	(7)	(585)2	(5)	(159)1	(2)
(72)1	(9)	(57)1	(2)	(139)2	(2)
				(59 - 589)1	(10)

گھر میں تھمکاری پہنے ہڑی رھتی ہیں ۔ (۱)

موٲ (٢)

— ۲۴ —

"میں اس موٹے کو گہری گھر میں توہین اور جہان نیری دائی نے ہاتھ  
دھوئے ہون وہاں اس موٹے کو سات ہزار صدقہ کوون جس نے تم کو ملرا۔  
وہ افراسیاب بھٹوا اپنی حکومت پر دھمکانا ہے۔ نو صاحب مری بچی کو  
ایسا ملرا کہ لہولہاں کر دیا" (۱)

یہ بڑھا بھی لکھنؤ میں کی ہے جو طاقت کے ہوئے سمٹ رہی ہے۔  
"یہ رخ نے اس کو بارگہ میں بلایا تو پوچھا کہ بڑھا تو کون ہے۔ اس  
نے کہا۔ واری میں سب عزیزوں کو کھا گئی۔ اب تنہا طاقت کے ہوئے  
اٹھائے کورہ گئی ہوں" (۲)

یہ دعا دینے والی فقیری بھی لکھنؤ میں کی ہے۔  
"سامری" جوڑی قائم رہے۔ راج سہاگ مری سہاگن کا پتار رہے۔  
مان ہاؤن مرید رہیں۔ مری میں کی ابڑی دیکھ کر کسی کا منہ نہ  
دیکھیں۔ اے میں صدقہ۔ تمہیں حسننا ہولنا نصیب ہو" (۳)

اور ان گنجیزوں کو مل کر بھی لکھنؤ سے نہیں نکالا جاسکتا۔  
"ایک ساحر نے کہا۔ آؤ بھٹ جاؤ۔ دم لگا لو۔ لالچ کا ہکود بنے ہو۔  
ہم تو مان سو بازار سالجہان کے بننے والے ہیں۔ اس وقت یہ مہجوری  
ایک گڈے کا گانجا بھی لیا ہے۔ جوانوں کو سب ملج ہے۔ بموجب مل۔  
جس نے نہ ہی گانجے کی گئی۔ اس بٹھے سے بھی بھلی ہے۔ یہ کہہ کر  
جھٹ پٹ چلم جمائی۔ کنڈا جھاڑ کر آگ رکھی۔ کہا۔ لو بھٹی تمہیں  
سو ہو۔ کل صبح سے تمہارے پاس ہارون کا جلسہ رہیگا۔ بھائی ہم  
سے نودرگا ہی غلام حسین کے ہل والی بھنگٹن سے آٹھائی ہے۔ وہیں  
دن بھر جمعے رہتے ہیں۔ ہمکو ہٹوک پلاتی ہے۔ آج کچھ نقد میں  
کھٹ پٹ ہوگئی" (۴)



طلسم کا مرکب اور لکھنؤ کا روزمرہ ہوتا ہے۔ (۱) اس لئے ان بادشاہوں اور  
 شہزادوں ان رقاصوں اور رنڈیوں ان کلاوتوں اور رکاب داروں ان ہنسن اور  
 زبیداروں ان نثرن نثرن اور گلواریں اور گلواریں مہتر اور مہترانوں جو دار اور کھار  
 اور کھاروں (۲) — — — وغیرہ کی جستجو میں صرف لکھنؤ کے گئے کوچوں کی خاک چھانسی  
 ہے۔ طلسم کی یہ بہت بڑی سی دنیا دراصل لکھنؤ کی چھوٹی سی دنیا ہے۔

---

- 
- (۱) گتگو کی اور مثالیں ضمیمہ کے طور پر شامل ہیں۔  
 (۲) لوگوں کا حلیہ ضمیمہ کے طور پر شامل ہیں۔

## جهان اقدار

• سجای

— جادو  
— مذہب  
— توہمات

• اچھائی

— نظام اخلاق

• حسن

— فنون لطیفہ فن تعمیر و باغیانی

ہم نے اس مطالعہ کو "زمین" سے شروع کیا تھا۔ زمین بہ زمین چلتے ہوئے  
اب ہم "آسمان" تک آگئے ہیں۔ جہاں اقدار کا مطالعہ فطری ماحول سمیت  
اور سماج کے مطالعہ کے بغیر ناممکن ہے۔ کیونکہ صرف فطری ماحول  
سمیت یا سماجی زندگی کی تخلیق نہ ہونے کے باوجود قدریں ان سے متاثر ہوتی ہیں  
اور ان کے تقاضوں کی بنا پر اپنی شکلیں تبدیل کرتی رہتی ہیں۔

قدریں کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ سجائی۔ اچھائی اور حسن۔  
لیکن یہ تینوں بنیادی قدریں بھی مطلق نہیں ہیں۔ اچھائی کیا ہے اور  
اچھائی کیا نہیں ہے۔ سجائی کیا ہے اور سجائی کیا نہیں ہے۔ حسن کیا ہے اور حسن  
کیا نہیں ہے۔ ان سوالوں کا کوئی مطلق جواب دینا ممکن ہوتا تو یہ بات کب کی طے  
ہو چکی ہوتی۔ خیال مطلق میں تو کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ مثلاً سجائی اچھی چیز  
ہے۔ مگر خود سجائی کیا ہے۔ ہر زمانہ نے اپنی ضرورتوں کے تحت اس سوال کا جواب  
دینے کی کوشش کی ہے۔

آج بھی ایک حلقہ خیال غذا لباس اور فنون لطیفہ وغیرہ کو ذہب کی صفی  
لگا کر دیکھتا ہے۔ یہ طریقہ فکر نادرست ہے۔ کیونکہ خود ذہب انہیں چیزوں کی  
طرح فطری ماحول اور سماجی حالات سے متاثر ہوتا ہے۔

یہ ایسے مسائل ہیں جن پر جذبات کی تبدیلی کی روشنی میں گفتگو نہیں کرنی  
چاہئے۔ ان کے لئے تاروں کی چھاؤں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس مقالہ کا مقصد ذہب  
کی سجائی کو جانچ کرنا نہیں ہے۔ لیکن چونکہ اس وقت ہم "طلسم ہوشیاری" کے  
جہاں اقدار کا مطالعہ کر رہے ہیں جس کے بارے میں عام طور سے اس خیال کا  
اظہار کیا جاتا ہے کہ اس داستان میں کفر و اسلام کی کشمکش ہمیشہ کی گئی ہے اور  
اس کشمکش میں اسلام کی فتح دکھائی گئی ہے۔ اس لئے ذہب پر ایک نگاہ ڈالنا  
ضروری ہو گیا ہے۔ ورنہ ذہب تو ایک جزوی قدر ہے۔ ذہب کوئی قدر کامل نہیں  
ہے۔ لیکن یہ جزوی قدر اتنی قوی ہے کہ اقدار پر اثر انداز ہوتی ہے۔ (۱)

(۱) ذہب اور سماج و فطرت کے تعلق کا جائزہ ضمیمہ کے طور پر شامل مقالہ ہے۔

جادو اور مذہب دونوں کا مطالعہ "سجائی" کے سلسلہ میں ہوگا۔ کیونکہ یہ دونوں میں کائنات کے حقائق کی تلاش کرتے ہیں۔ "اچھائی" میں نظام اخلاق کا مطالعہ ہوگا۔ اور "حسن" کے تحت جسمانی حسن کے تصور کے علاوہ فنون لطیفہ کا بھی جائزہ لیا جائیگا۔

"طلسم ہوشیہا" دراصل دیومالا کی تخلیق کی ایک کوشش ہے۔ اس میں ہمیں وہی مجہول العقول واقعات اور وہی مافوق البشر انسان ملتے ہیں جو دیومالا کا طرہ امتیاز ہیں۔ دیومالا کی تخلیق ہمیشہ ہماری سیاسی اور سماجی ضرورتوں کے تحت ہوتی ہے۔ دیوتاؤں کے عروج و زوال میں ان اثرات کو آسانی سے دیکھا جاسکتا ہے۔

انیسویں صدی کا آخری حصہ مسلمانوں کے لئے بہت سخت تھا۔ اس لئے کسی ایسی کہانی کی ضرورت تھی جس کا ہیرو دشواریوں کو جھیل جائے تاکہ لوگ اس کے تجربات سے طاقت حاصل کرسکیں۔ چنانچہ ہمارے داستان گوہن نے ایک "اسلامی دیومالا" کی تخلیق کی۔ لیکن یہ کام آسان نہیں تھا۔ ہندو اسلام یا ان کے قریب صحابوں یا رشتہ داروں کو ہیرو بنانے میں عقیدہ کی دشواریاں تھیں۔ لیکن دوسری طرف یہ مشکل تھی کہ ان کے علاوہ کسی اور کو ہیرو بنانے سے کام نہیں بنتا تھا۔ چنانچہ حمزہ کا انتخاب کیا گیا۔ حمزہ ہندو اسلام کے چچا تھے۔ لیکن ان کا شباب قبل اسلام کا زمانہ دیکھ چکا تھا۔ اس داستان میں وقت کا انتخاب بہت اہم ہے۔ داستان گوہن نے بہشت سے پہلے کا زمانہ بلاوجہ نہیں چنا ہے۔ وہ کسی "مسلمان" کو داستان کا ہیرو نہیں بنا سکتے تھے۔ انھیں تو کسی ہندوستانی مسلمان کو اس داستان کا ہیرو بنانا تھا تاکہ سامعین یا قاری اسے پہچان لیں۔ اس لئے رام، رگ کی محظمن ہونگی اور "جام مٹے ارغوانی ہے دغذغہ ایام" چلمگا۔ بہشت رسول سے پہلے کے زمانہ کے انتخاب نے یہ دشواری دور کردی۔ رام، رگ، کی محظمن اور شراب خواری کے لئے راستہ کھل گیا۔ وہ اگر کوئی ابتدائی مسلمان اس داستان کا ہیرو ہوگا ہوتا تو اسے ان ہندوستانی مسلمانوں کی دنیا میں کون پہچانتا جن کے یہاں زچہ خانہ

میں جمائن کا راج ہوتا ہے اور ابھی تک بڑی بوڑھان لڈی ڈاکٹر کو اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتیں۔ زچہ خاں میں آنے والی اس جمائن کا تعلق قدیم ہندو روایات سے ہے۔ ایک ٹھیکہ میں مہرو کی قدر ان مسلمانوں میں کیا ہوتی جو انہیں ہندو ہیں کہ برفان کے علاج کے لئے مالی سے گڈالنے میں اور جو جھک سے اس طرح ڈرتے ہیں جس طرح ان کا کوئی بٹوس ہندو! یہی وجہ ہے کہ داستان گوہن نے نام تو خاندان ہنجر اسلام سے لیا لیکن گودار لکھنؤ کا رکھا۔ اور ناموں سے ہوتا بھی کیا ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں میں کثرت سے عیسیٰ نام مل جاتے ہیں۔

لیکن مہرو کے انتخاب نے مسئلہ کو حل نہیں کر دیا۔ سوال یہ تھا کہ مہرو کا تصادم کس سے ہو۔ اس زمانہ کا ہندوستان یہ سوچ رہا تھا کہ مٹھی بھرا انگریزوں نے سنہ ۱۸۵۷ء کی لڑائی جیت کر سے لی۔ چنانچہ مقابلہ کے لئے جادو گروں کا لشکر تیار کیا گیا۔ یہ اور بات ہے کہ یہ جادوگر ہندوؤں کے نقشہ پر بنائے گئے۔ لیکن اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ انہیں مسلمان بنایا نہیں جاسکتا تھا۔ پھر ہندوؤں کے علاوہ ایسا وہ کون جاتا ہے جس کی طرف داستان گود دیکھتے۔ لیکن انہیں "ہندوہن" کے باوجود ان جادو گروں کو ہندو مسجد لینا صحیح نہیں ہے۔ انہیں ہندو مان لیا جاتا اگر "طلسم ہوشیہا" کا تصادم واقعی کفر و اسلام کا تصادم ہوتا۔ لیکن "طلسم" کا توجہ میں اور ہے۔ لشکر حمزہ نے طلسم پر ہو کر حطہ نہ کیا ہوتا اگر بدیع الزمان علامت طلسم پر گرفتار نہ ہو گئے ہوتے۔ اور بدیع الزمان ہو کر گرفتار نہ ہوتے اگر وہ ملکہ تصویر پر عاشق/ ہو گئے ہوتے۔ یعنی اصل معاملہ عشق کا ہے۔ اب جب ایک پارلڑائی چھڑی گئی تو مندروں کو مسلمان کروانے اور ان کی جگہ مسجد بنانے میں کیا نقصان ہے! اس داستان میں تبلیغ اسلام کی کوششیں جنوی حشمت رکھتی ہیں۔ بنیادی حشمت تو عشق کو حاصل ہے۔ یعنی اصل چیز "سجائی" یا "اچھائی" نہیں ہے بلکہ اصل چیز "حسن" ہے۔ گراؤ عقائد کا نہیں ہے۔ بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر اسباب کی ایک مشوقہ ملکہ بہار بادشاہ لشکر اسلام پر جان دیتی ہے اور دوسری مشوقہ ملکہ مخیر نورالدین بدیع الزمان بن صاحبقران پر۔ اور اگر اسباب کی بھی ملکہ وہ جہنم خداوند داؤد کی بھی لالان خون تھا۔ حجرہ پنجم کی ایک شاہزادی ملکہ

لعل سفیدان شہنشاہِ نعلم/نوسن کی بھٹان اور قلعہٴ ظلمات کی شہزادی .....  
 فرزند کہ شہزادیوں کا ایک ہوا گروہ اسد بن کوہِ غازی، برعاشق ہے۔ "طلسم" میں  
 عشق کو مذہب پر فوقیت حاصل ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اربع و ہران کے عشق سے  
 واقف ہوتے ہی کوکب روشن ضمیر جیسا جان تیار اور حمزہ سے ہگڑ نہ جاتا۔ کوکب  
 صوف ہگڑا ہی نہیں <sup>اس نے</sup> کو اسلام کو بھی نوک کر دیا۔

چنانچہ ظاہری اہمیت حاصل ہونے کے باوجود "طلسم ہوشیہا" میں دراصل  
 قیاد کا ٹکراؤ نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو لشکرِ امیر ہی کی طرح لشکرِ اسد میں بھی  
 کوئی ساحر نہ ہوتا۔ یعنی سوالِ سحر کی برائی کا نہیں ہے۔ اور سحر کا برائی کا سوال  
 تو اس وقت اٹھتا اگر حمزہ صاحبقران کے اسلام میں کوئی جان ہوتی۔ صاحبقران جس  
 اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں وہ اسلام ہی ہے جان ہے۔ یہ نعلم مجاہدینِ راہِ خدا  
 پہلے درجہ کے تماشین اور عیاش ہیں۔ رات بھر عیاش کرتے ہیں اور صبح کورنڈیوں  
 کے خمیر سے نکل کر وضو کرتے ہیں اور نماز صبح کا فرضہ ادا کرتے ہیں! شراب ہانی  
 کی طرح پیتے ہیں۔ لیکن جب ایک مرحلہٴ "طلسم" پر حاکم مرحلہٴ بدیع الزمان کے رویہ  
 میں اسد کو جامِ شراب پیش کرنا ہے تو اسد بدکھ جاتے ہیں کیونکہ یہ ان کے گھرانے  
 کا دستور نہیں کہ بیٹے جھوٹوں کو شراب پلائیں! شراب کے سلسلہ میں ان کی  
 پرہیزگاری اس منزل سے آگے نہیں جاتی کہ یہ لوگ کفار کے ہاتھ سے شراب نہیں  
 پیتے! خود امیر حمزہ (جن کے پاس گشتہ ہمسفروں کے تبرکات ہیں اور داستانِ گو  
 جنہیں حجتِ خدا اپنا کر بھی کرتے ہیں) کا بھی یہ حال ہے کہ جب وہ کسی قلع  
 میں گرفتار ہو کر آتے ہیں تو "کھروں" سے جھانکنے والوں کو دیکھ کر ہچل جاتے  
 ہیں۔ اسلام کا کوئی دھرم دار ان لوگوں کو مسلمان تسلیم کرنا پسند نہیں کریگا۔  
 یہ لوگ مسلمان ہیں بھی نہیں۔ ان لوگوں کو مذہب کی کمیوں پر کتنا درست نہیں  
 ہے۔ یہ تو لکھنؤ کے "اشراف" ہیں۔ یہیں حالِ جادو گروں کا بھی ہے۔ قدمِ قدم پر  
 مہادیو جی اور کرشن جی کی زیارت ہونے کے باوجود اور پھوانی پر جڑھنے والے سہروں  
 کا نظارہ کرنے کے باوجود ان جادو گروں کو ہندو مسجد لینا صحیح نہیں ہے۔ ان  
 بیٹے جادو گروں کا تعلق بھی لکھنؤ کے "اشراف" ہی سے ہے۔ اب اگر متصادم طاقتوں

میں نہ کوئی کافر ہے اور نہ کوئی مسلمان تو داستان میں مذہبی تصادم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

بنیادی طور پر یہ سوال ہمارے <sup>عمل</sup> دائرہ سے باہر ہے کہ "طلسم ہوشیہا" میں کون کون سی طاقتیں متصادم ہیں ۔ لیکن اس کا فیصلہ کئی پھر جہان اقدار کا مطالعہ ممکن نہ ہوگا ۔ کیونکہ پھر ہمارے پاس کوئی ایسا ہیما نہ ہوگا جس کی بنا پر ہم قدروں میں فرق کر سکیں ۔

"طلسم ہوشیہا" کو ہندو مسلمان طرف زندگی کا تصادم بھی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ داستان میں دونوں لشکروں کے مردوں کی زندگی میں کوئی فرق نہیں ہے ۔ عورتوں میں ضرور فرق نظر آتا ہے "طلسم" میں تین قسم کی عورتیں ملتی ہیں ۔ حرم صاحبقران کی خواتین ۔ وہ شہزادیاں جو مسلمان ہو چکی ہیں لیکن جنہوں نے کلمہ نہیں پڑھا ہے اور وہ شہزادیاں جو کافرات ہیں ۔ داستان گو حرم صاحبقران کی عورتوں کو ملتی دونوں قسم کی عورتوں پر ترجیح دیتے ہیں ۔ لشکر اسلام کی جادو گرہوں میں ایک بے غیری سی نظر آتی ہے اور یہ شہزادیاں بڑی حد تک عاقل طبع مسلم ہوتی ہیں ۔ ان کے برخلاف حرم صاحبقران میں بڑی بوڑھیں کا رکھ رکھاؤ ملتا ہے ۔ مثلاً اہرج کی مشفقہ ملکہ ہران صف شکن اور ان کی ماں ملکہ گئی افروز کی شخصیتوں میں بڑا فرق ہے ۔ حالانکہ اہرج کی ماں دختر خداوند لقا میں !

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ داستان میں بنیادی طور پر دو ہی قسم کی عورتیں پیش کی گئی ہیں اور داستان گوہوں نے ایک قسم کی عورتوں پر دوسری قسم کی عورتوں کو ترجیح دی ہے ۔ یعنی اس داستان میں فکراؤ دراصل اخلاق اور ہد اخلاق کا ہے ۔ اور چونکہ مردوں کے لئے اخلاقی قوانین کی پابندی ضروری نہیں ہے اس لئے مرد ایک سے پیش کئے گئے ہیں ۔ اور چونکہ عورتوں پر ان قوانین کی پابندی ضروری ہے اس لئے عورتوں کے سلسلے میں تصویر کے دونوں رخ پیش کر دیئے گئے ہیں اور اس تقسیم میں اس کا خیال نہیں رکھا گیا ہے کہ عورت مسلمان ہے یا ہندو ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم مذہب کی پابندیوں سے اثر کو معاشرہ کی سخت زمین

ہر آگے۔ اور اگر فکرائے والی طاقتیں معاشرت کی دنیا میں ظہور میں نواقذ اور کئے  
لئے معاشرہ کی کسوفی استعمال کرنی ہوگی۔ خود مذہب کی عالمی حیثیت کو نظر انداز  
کر کے اس کے علاقائی کردار کو دیکھنا پڑے گا۔

لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوگا کہ پھر اس داستان میں جادو کی کیا حیثیت  
ہے۔ لیکن اس بحث میں پڑنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہئے کہ خود جادو کیا ہے  
اور اس کا دائرہ عمل کیا ہے۔ مذہب سے اس کا کیا تعلق ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے  
کی ضد ہیں یا مذہب جادو کی ایک ارتقائی شکل ہے۔ یہ طریقے سوال اہم ہیں۔  
ان باتوں کو طے کئے بغیر یہ طے کرنا ممکن نہیں کہ اخلاق اور یہ اخلاق کے تضاد  
کے لئے اسلام اور جادو کو علامت بنا کر کون استعمال کیا گیا۔

جادو کائنات کو سمجھنے اور اسے جیتنے کی اولین کوشش ہے۔ اس لئے فرہنگ  
نے اسے سائنس کی ناجائز پہن کہا ہے۔ (۱) قبل تاریخ کی دھند میں گھرا ہوا  
انسان بڑا مجبور تھا۔ فطرت کے مظاہر سے بہرہ آزمائی آسان نہیں تھی۔ زندگی فطرت  
کی بھاری زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی۔ وہ بیمار پڑتا تھا اور مر جاتا تھا۔ جنگل  
میں آگ لگتی تھی۔ باری جھونپڑیوں کو پہا لے جاتی تھی۔ ہوائیں زندگی کی  
بنیادیں ہلا دیا کرتی تھیں۔ بجلی کرتی تھی تو اس کے راستے میں پڑنے والی ہر چیز  
جل کر خاک ہو جاتی تھی۔ دھوپ زندگی بھی دیتی تھی اور موت بھی۔ تمام  
مظاہر ناقابل فہم تھے۔ ان میں سے کچھ دوست تھے اور کچھ دشمن۔ انسان  
دشمنوں کو جیتنا چاہتا تھا اور دوستوں سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ چنانچہ جادو  
گون کا ایک گروہ پیدا ہوا۔ اور دو قسم کا جادو ایجاد ہوا۔ ایک ہوسر پہنیں اور دوسرا  
کنوشجس (۲)

(۱) فرہنگ ۶۵

(۲) فرہنگ ۱۲



لیکن یہاں پھر ایک دشواری پیدا ہوئی کہ فطرت اور انسان کے درمیان رابطہ پیدا کرنے کی کیا صورت ہو۔ چنانچہ ریح پر ڈھیرے ڈالنے گئے۔ لیکن ریح پر قبضہ کرنا آسان نہیں تھا۔ اس لئے جادوؤں اور قربانوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ (۱) پھر یہی کام خطرہ سے خالی نہیں تھا۔ قربانوں میں بڑی احتیاط برتی جاتی کیونکہ ذرا سی بد احتیاطی عامل کی جان تک لے سکتی تھی۔ (۲) چنانچہ اس کی ضرورت محسوس کی گئی کہ اپنی جان کو کہیں محفوظ مقام پر رکھ دیا جائے اور خطرہ کے قیل جائے کہ بعد پھر اپنے جسم میں واپس بلا لیا جائے۔ کوئی بہت سی محفوظ جگہ مل جائے تو جان کو مستقل طور پر وہیں رکھا جاسکتا ہے۔ اب جب تک جان محفوظ ہے انسان کے جسم کو کوئی خطرہ نہیں۔ (۳) کہیں کہیں لوگ اپنی جان درختوں میں بھی جھوڑ دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک ہنگامی قصہ میں ایک راجہ جب لہجے سفور پر چلا تو جانے سے پہلے اس نے ایک ہوتا لگایا اور گھروالوں سے یہ کہہ کر سفور پر چلا گیا کہ یہ ہوتا اس کی جان ہے۔ اگر یہ مرجھائے تو سمجھا جائے کہ وہ بیمار ہے اور اگر جل جائے یا گر جائے تو سمجھ لیا جائے کہ وہ مر گیا۔ (۴)

لیکن ان تمام احتیاطوں کے باوجود فطرت پر قابو حاصل نہ کیا جاسکا تو خون کی پھیلت دینے کا رواج شروع ہوا۔ کامیوں میں کوئی طوفان آتا ہے تو آج بھی اس پر نعوکا جاتا ہے۔ یہ جادو کی پہلی قسم ہے کہ ہانی گرد کو پھٹاتا ہے۔ لیکن اگر اس سے کلم نہ چلے تو کسی مشہور اوجھا کا خون چھڑکا جاتا ہے۔ یہ انسانی قربانی کے بجائے کھجے اثرات میں (۵) مالدوئن میں ناریل کے جڑھاویے اور اس کے قدس کا راز بھی ہیں ہے کہ ناریل انسانی سر سے مشابہہ ہوتا ہے۔ (۶) پنجاب میں سلاب کی تہا

- 
- |              |                            |              |
|--------------|----------------------------|--------------|
| (۱) نوینر ۵۶ | (۲) ایضاً ۵۶               | (۳) ایضاً ۷۷ |
| (۴) ایضاً ۷۷ | (۵) کروک : عوامی کہانیاں ۵ |              |
| (۶) ایضاً ۲۶ |                            |              |

کو مکھیا کے ذریعہ ایک ناریل اور ایک روپہ کی پھینٹ دی جاتی ہے۔ (۱)

تسخیر فطرت کے اس جہاد نے جب اور شدت اختیار کی تو جادو کی دنیا میں اسپیشلسٹ پیدا ہونے لگے۔ اب کوئی صرف پلرش کا جادوگر ہے اور کوئی صرف پلرش کو روکنے کا۔

ہمارے داستان گوین نے فریور یا کروک یا پوری کی کتابیں نہیں پڑھی تھیں۔ لیکن جادو کے یہاں میں ان سے کوئی فطرتی نہیں ہوئی۔ بات یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے باوجود جادو ان کی سماجی زندگی میں داخل تھا۔ اسلام نے جادو کو برا کہا تھا لیکن اس کے وجود کا اقرار کیا تھا۔ چنانچہ "طلسم" میں جادو برائی یا بد اخلاقی کی علامت بن گیا۔ لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر جادو برائی کی علامت ہے تو پھر لشکر اسلام میں جادو گروں کا وجود کیا مہنی رکھتا ہے۔ یہاں ایک اہم بات تو یہ ہے کہ لشکر امیر میں کوئی جادوگر نہیں ہے۔ طلسمی لڑائیں میں جادو گروں کے ہنر کام نہیں چل سکتا۔ اور یہ بات کون نہیں جانتا کہ هندوستانی مسلمان جہرمیاں پھنکواتے ہیں اور الٹی سنی پڑھتا تو محاورہ کی عظمت حاصل کرچکا ہے! اور یہ خیال بھی شاید بالکل صحیح نہیں ہے کہ جہاں اسلام میں جادو کا وجود ہے وہیں مسلمان بھی دو قسم کے جادوؤں میں یقین رکھتے ہیں۔ ایک رحمانی جادو ہے اور ایک شیطانی۔ رحمانی جادوگر عامل ہے۔ وہ عمل تسخیر کرتا ہے۔ لوگوں کو قابو میں لاتا ہے۔ انہیں قابو میں لانے کے لئے وہ اسم اعظم کو استعمال کرتا ہے۔ اسم اعظم گئے چنے لوگوں کو معلوم ہوتا ہے۔ علم عامل نوشتوں جنون اور قرآن کی آیتوں سے کلم جلا لیتے ہیں۔ یہ عامل لوگوں کو جانور بنا سکتے ہیں۔ جان لے سکتے ہیں اور بہانت بہانت کے کمالات دکھا سکتے ہیں۔ یہ ایک جگہ سے دوسری جگہ ہلکے جھپکنے میں جاسکتے ہیں۔ یہ ہنر ہنرے غائب ہو سکتے ہیں اور ہلکے ظاہر ہو سکتے ہیں (۲) غرض کہ ان عاملوں کی جہولی میں بھی ہر قسم کی چیز موجود ہے۔

(۱) کروک : عوامی کہانیاں ۲۶

(۲) شوہنوی (۴۳۳-۴۳۴)

چنانچہ اس بات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ "طلسم" میں امر حمزہ صاحبزادہ اور نقاب دار ہمدانہ ہوش کے علاوہ اسم اعظم کے راز سے کوئی واقف نہیں ہے۔ ان کے علاوہ جو چند درویش ہیں وہ مولکون سے کام چلاتے ہیں یا سہارون کو قابو میں کر کے اپنی طاقت بڑھاتے ہیں۔ لیکن بنیادی طور پر "طلسم" میں "مغلی" کا زور ہے۔ لشکر چاہے اسد کا ہو چاہے افراسیاب کا جادوگر تو جادوگر ہے۔ دونوں طرف کے جادوگر ایک ہی قسم کی حرکتیں کرتے ہیں۔

"طلسم" میں بھی فریور کی قسم کے مطابق دو ہی قسم کے جادو نظر آتے ہیں۔ یہ جادوگر روئی کے گالے سے ہمدان بناتے ہیں اور پھر وہ ہمدان ٹوٹ کر ہر سترے میں۔ یہ منقل آتش پھینک کر جادو کی بارش کو ختم کرتے ہیں۔ مٹی سے پتلا بناتے ہیں۔ اور اس کے جسم میں اپنے خون کے کچھ قطرے ڈالتے ہیں تو وہ پتلا جن اعضاء میں ہے اور انسانی حرکتیں کرنے لگتا ہے۔ ان کی جانیں بھی مختلف اشیاء میں رکھی ہوتی ہیں۔ مثلاً افراسیاب کی جان تھنہ، نور افشانی میں ہے۔ کوکب کی جان گل حیات کوکب میں۔ نمچہ قتل بران مخصوص ہے۔ حیات جادو کی جان ایک خنجر میں ہے۔ احتقاق کی جان نواحوال مرغ نشین کی جان میں ہے۔ جادوگر بھی کسی مہم پر جاتے ہیں تو اپنی حیات کے گدے سے چھوڑ جاتے ہیں۔ اور جب وہ طریقے جانتے ہیں تو نشانی کے گدے سنون میں آگ لگ جاتی ہے۔ باغ سب کے ایک درخت میں کی وجہ سے نوافراسیاب کو معلوم ہوا تھا کہ نخل جادو ملا گیا اور گہدہ نور پر زوال آگیا۔ خون کی پھینٹ "طلسم" میں بھی دی جاتی ہے۔ جب کوئی جادوگر کسی جادو کو رد نہیں کر پاتا تو اپنا خون استعمال کرتا ہے۔ آگات چہار دست کی ہڈیاں تو ہلکا تھوڑی انسانی خون کی پھینٹ لیتی ہیں۔ پھینٹ کی رد و بدل سے کام پکڑ بھی جاتا ہے۔ چنانچہ باتوت سخندان مالکہ ہجرہ پنجم کا طریقت طلسمی محبوب کا کل کشا کے جگر کی پھینٹ ہاکو پکڑ میں گیا اور خورشید روشن ضمیر کے طریقت کو موہن بھو، کھلا کر ہرق نے خود اسی کے لشکر پر دوڑا ہی دیا تھا۔ اب رہا ناریل۔ ناریل سے تو "طلسم" میں انگشت جادو پیدا ہوتے ہیں۔



ہر ہزہنت کی تہاری کی ۔ ناریل اور توتھ ناریج کی لاکی تھوڑکی ۔ جسے  
سامری و جمشید کی ہول کو اگاری ہڑھائی ۔ رات بھو کی دھونی رہا کو  
سورہے" (۱)

"ہر طرف جوت کے دئے جل رہے ہیں ۔ ڈھولا جھوم رہا ہے اور ہون  
کھیل رہی ہے" (۲)

جاد و نمار ہو جگے نو صبح ہوئی ۔  
"کسی نے ہان کھا کر سامنے تھوکا ۔ فوراً حریف نے خون تھوکا" (۳)

"طلسم ہوشہا" میں جادو کی بنیاد چار چیزوں پر ہے ۔ کچھ جادو فطرت سے  
تعلق رکھتے ہیں ۔ مثلاً آندھیاں آتی ہیں ۔ بجلی چمکتی ہے ۔ بارش ہوتی ہے ۔  
برف گرتی ہے ۔ پتھر برسے ہیں ۔ اژدھے دم کھینچتے ہیں ۔ ہاتھیں چوڑا لگتے ہیں ۔  
شعر پھاڑ ڈالتے ہیں ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ کچھ جادوؤں کا تعلق آلات حرب سے ہے ۔  
یعنی گولیوں چلتے ہیں ۔ توپیں دانی جاتی ہیں ۔ توپ برسے ہیں ۔ قلم سے ہنائے جاتے  
ہیں وغیرہ وغیرہ ۔ کچھ جادوؤں کا تعلق فنون لطیفہ سے ہے ۔ یعنی تصویریں بنائی  
جاتی ہیں ۔ بظہان رقص کرتی ہیں ۔ جادو کی عورتیں گت گاکر لہجائی ہیں ۔ حاکم  
حجرہ سوم نثارہ نواز ہے اور حاکم حجرہ چہلم شہنا نواز ۔ جو بھی قسم اس جادو کی  
ہے جس کی بنیاد عشق و ہوس پر ہے ۔ نشانی نگاہیں جادو کرتی ہیں ۔ ملکہ پہلے  
کا توجا دوسری ہے کہ وہ حریف کو اپنے اوپر عاشق کروا لیتی ہے ۔

لیکن یہ چاروں قسم کے جادو وغیرہ کی تقسیم کی حدوں سے باہر نہیں جاتے ۔  
صرف مشعل کا جادو ذرا مختلف ہے ۔ وہ ہینا قلم کا ماہر ہے ۔ آنکھ ملا کر بیچ قلم  
کولتا ہے ۔

"مشعل بھوگا ۰۰۰۰۰ آواز دی ۔ اونٹن فرمان ۔ ادھر دیکھ ۔ ہرمن نگر ۔  
من شہنشاہ مشعل جادو و صاحب سامری و جمشید ۔ نافرمان نے آنکھ

ملائی۔ مشعل نے ہاتھ بڑھائے۔ جسے کوئی کشیدہ، کوتا ہے اس طرح  
بڑھائے اور کہہ بنجے۔ پہلی مرتبہ کے بڑھانے میں ملکہ نافرمان خاموش  
ہوئی۔ دوسری دفعہ میں مثل ہیڈ تھرائی۔ تیسری مرتبہ میں لہرا  
کر زمین پر گری۔ مثل مردہ صد سالہ تھی : (۱)

اس مشعل کے تبدیلی قالب کا سراغ پرانی کہانوں میں مل جاتا ہے اس لئے  
اس پر زیادہ دھیان دینے کی ضرورت نہیں۔ مشعل کی موت کا پورا قصہ راجا وکرم کی  
پرانی کہانی سے ادھار مانگا گیا ہے۔ جس طرح عمرو نے اس نعل کشیدہ کو مار ڈالا جس  
میں مشعل چھپا ہوا تھا اس طرح راجا وکرم کے وزیر نے اس ہرند کو مار ڈالا تھا جس  
کے جسم میں بڑھتی کالڑکا اترا ہوا تھا۔ (۲)

اور "طلسم" میں یہ جو بڑھتی کہانی کرنے والی جادو کی پتلیاں ہیں یہ "سنگھاسن  
ہجسی" کی پتلیوں کے خاندان کی ہیں۔

غرض کہ "طلسم ہوشیا" کا جادو تو جادو کے عالمی ذخیرہ سے لیا گیا ہے۔ لیکن  
"طلسم" کے جادوگر ہمیشہ ہندوستانی ہیں۔

"کوئی کہتا ہے اے بھوانی کلکے والی دشمن پر جانو۔ اپنا کام کرائو : (۳)  
"جل دور کلو ہیر۔ لہو جاٹ۔ جان مانو۔ دشمن کا نکسے (نکلیے) پران۔  
تو کھائے کلمجہ۔ لہو جان۔ بڑھو منتر دیوالی میں۔ ایسرو (ایسور) ہاجا۔  
جو ہمارا کام نہ کرے دھوپ کے گنڈ میں پڑے : (۴)

یہ ایک منتر ہے۔ لیکن اس منتر کی ہندوستانی ریج سے کون انکار کر سکتا ہے۔

---

(۱) ۱۰۸-۱۰۹ (۲) کاکس : آریہائی قوموں کی دیو مالا ۷۳  
(۳) ۱۳ (۴) ۴ (۹۰۳)

"طلسم" میں غول (۱) حبث اور پھوت (۲) بھی موجود ہیں۔ لیکن نادین (۳) (۴) غالباً نارد منی کی خرابی ہے اور کلوایر (۲) کے علاوہ ایک محد ایہ بھی ہے۔ (۵) نام حبث انگیز ہے اور ایک بار پھر "طلسم" کے جادوگروں کے بالکل ہندو ہونے کو مشکوک کر دیتا ہے۔ لونا جماری تو خیر ایک مشہور نام ہے۔ بھرون کا ذکر داستان گوین نے عام طور سے لونا جماری کے ساتھ کیا۔ بھروشوجن کے ایک خادم کا نام تھا۔ بنارس میں بھرو کا ایک عظیم الشان مندر موجود ہے۔ پاتوی بھرو کے مندر کی گھنٹھاں بجائے بھروشوجن کے مندر میں نہیں جاتے۔ یہ بھرو کاش کا کوتوال ہے۔

اب ایک طرف تو یہ ہندوستانی نام ہیں۔ اور دوسری طرف ملک اخبر گوہر ہو رہے ہیں جس کے ہاتھ میں ہمالہ جمشد ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جام جم اخبر ہاتھ میں آکر ایک "گند بلورین ساختہ سامی" بن گیا ہے کہ جس میں تمام دنیا کا حال معلوم ہوتا ہے۔ (۶)

بات یہ ہے کہ داستان گو کی قوت متخیلہ ہے لگام ہے۔ وہ اپنے آپ کو ہندوستان کے باہر بھی لے جانا چاہتا ہے۔ اس نے لوح طلسم کو اسی لئے درہائے نل میں رکھا ہے۔ اور چون اس طلسم میں اس نے جادو کو عالمی خرابیوں کی علامت بنا دیا ہے۔

لیکن ہوشیا کے جادوگر ہرائے جادوگروں سے ایک ذرا مختلف ہیں۔ ہوشیا والوں نے کائنات کو اپنا غلام بنالیا ہے۔ یہ جب چاہتے ہیں آسمان کو زمین اور زمین کو آسمان بنالیتے ہیں۔ لیکن مسلمان عامل اور درویش بھی خاصے زبردست ہیں۔ بعض عیار بھی تحفے رکھتے ہیں۔ مثلاً :

"قرآن کے پاس ایک دعا ہے کہ اس کو پڑھنے سے مہروق جن اٹھالے جاتا ہے۔ اور تاج نور الامصار بھی ان کے پاس ہے کہ اس کے پہن لینے سے

(۲۱) (۳)

(۸۶۱) (۲)

(۸۷۸) (۱)

(۷۲۰) (۶)

(۷۸۲) (۵)

(۲۱) (۴)

## غائب ہو جاتے ہیں : (۱)

ان دونوں چیزوں کا اس ایک جگہ کے علاوہ اور کہیں ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن خواجہ عمرو کے تحائف کے ذکر سے تو داستان بھری پڑی ہے۔ ان کے پاس ایک گیم ہے۔ اسے اوڑھ کر وہ غائب ہو جاتے ہیں۔ ایک زنبیل ہے۔ ہے تو چھٹانک بھڑکی تھیلی لیکن اس میں سات شہر آباد ہیں۔ اور ان شہروں میں عمرو کے نام کا گروسکہ جاری ہے۔ اس تھیلی میں وہ دنیا بھر کی چیزیں ڈالتے رہتے ہیں لیکن اس کا وزن نہیں بڑھتا۔ اور بڑی سے بڑی چیز اس میں سما بھی جاتی ہے۔ گویا زنبیل نہ مٹی کی نہ بدے کی نگاہ ہوگی ! خواجہ کے پاس ایک جال الیاس بھی ہے۔ اس جال کی خصوصیت یہ ہے کہ بھاری سے بھاری چیز کے وزن کو ایک سو کر دیتا ہے ! چنانچہ خواجہ کی لوٹ مار میں یہ بہت کام آتا ہے۔ ان کے پاس ایک بارگاہ دانیالی بھی ہے۔ یہ بارگاہ خواجہ کی مرض سے آہستی پرہتی رہتی ہے۔ کبھی بارگاہ ہے اور کبھی صرف ایک چھتری۔ اس کی ایک خصوصیت اور ہے۔ اس پر افواہ سبب جسے جادوگر کا جادو بھی اثر نہیں کرتا۔ ایک گنبد آصفہ واصفہ بھی ہے جسے نہ کوئی توڑ سکتا ہے اور نہ کاٹ سکتا ہے۔ یہ ساری چیزیں خواجہ کو پھروں سے ملی ہیں۔ مزے کی بات یہ ہے کہ جب خواجہ گرفتار ہونے میں تویہ چیزیں خود بہ خود غائب ہو جاتی ہیں اور دشمن کے ہاتھ نہیں آتیں ! خبر یہ تو تحفے ہیں۔ ان کے بارے میں کوئی کہا کہہ سکتا ہے۔ "طلسم" میں عامل بھی بڑے غضب کے ہیں۔

"آسمان پر سناٹا ہوا۔ دیکھا سب نے۔ ابرار سجادہ نشین حکم خدا پرست  
عبادت رب اکبر سے مست آکر پہونچے۔ خورشید کو لٹکارا۔ خورشید نے جاہا سحر  
کروں۔ تخت حکم کو روکوں۔ عدا ہا گولیے مارے۔ نہ رکے۔ سحر نے بھی تاثیر  
نہ کی : (۲)

یہ خورشید بادشاہ طلسم خورشید ہے۔ یہ درویش تو افواہ سبب تک کے قابو میں  
نہیں آتے۔ گنبد کی مشہور لڑائی میں افواہ سبب کو اس کا انتظام کرنا پڑا کہ یہ عالم نجاست



میں دھرجائیں تو قاہر میں کئے جائیں ۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جادو کا زور دونوں صوبہ ہے ۔  
لیکن ابتدائی جادو گروں کے سامنے بھی یہ سوال اٹھا تھا کہ ان کی تمام کوششوں  
کے باوجود لوگ بیمار پڑتے ہیں اور مرجاتے ہیں ۔ بارش نہیں ہوتی اور فصل خراب ہوتی  
ہے ۔ سیلاب آتے ہیں اور ہستیاں تباہ ہو جاتی ہیں ۔ اس لئے ان انسانوں کے ذہن  
نے جادو کی حقیقت پر شک کرنا شروع کیا ہوا ۔ جادو پر بھی شک دراصل مذہب کی بنیاد  
ہے ۔ موسیٰ نے خود جادو کیا ۔ عیسیٰ نے کوڑھوں کو اچھا کیا اور مردوں کو جلا یا ۔ محمد نے  
جادو کو حرام کیا لیکن خود جادو کر کہے گئے ۔ اور پھر صدیوں کے بعد انسان نے  
محسوس کرنا شروع کیا کہ دعاؤں میں اثر نہیں ہے ۔ لوگ اب بھی مرتے ہیں فصلیں اب  
بھی خراب ہوتی ہیں ۔ سیلاب اب بھی آتے ہیں ۔ چنانچہ اس نے سائنس کے ذریعہ  
فطرت کو سمجھنے اور اسے قاہر میں کرنے کی مہم چلائی ۔ لیکن ظاہر ہے کہ داستان کو  
اس تبدیلی کو نہیں دیکھ سکتے تھے کیونکہ ان کی دنیا اب بھی پھر کی گردن چوس رہی  
تھی !

یہ مرحلہ یہ دونوں جادو طلسم میں نبرد آزما ہیں ۔ اور چونکہ ایک دوسرے کی  
شکل اختیار کرتے رہتے ہیں اس لئے ان میں تمیز کرنا دشوار ہو جاتا ہے ۔

" ناگن نے ایک تصویر اختیار کر کے دیکھا کہ جب مجھے بلانا منظور ہوا اور میری  
نوریت ہو تو اس تصویر کو آگ سے سنکنا ۔ میں اس وقت آؤں گی " (۱)

یہ تصویر تونیا ہے ۔ لیکن یہ بات نش نہیں ہے ۔ ہماری گھریلو کہانوں میں  
ایسی بے شمار دیونیاں ہیں جو شہزادوں کو اپنے سر کا بال دیتی ہیں ۔ مصیبت کے وقت  
شہزادہ اس بال کو آگ دکھاتا ہے اور وہ آجاتی ہیں ۔ لیکن اس اقتباس میں خلی  
بات یہ ہے کہ " بال " تصویر میں گیا ہے ۔ لفظ کی یہ تبدیلی بہت اہم ہے ۔ کیونکہ تصویر  
ناگن کو جادو گری سے زیادہ " درویش " ظاہر کرتا ہے !

داستان گوہن نے اپنی دنیا بنانے میں ہندو دھرمالا کے قصوں کو بلا تکلف استعمال کیا ہے۔ مثلاً ہمیں "طلسم" کے تلامذہ میں جادو کے اژدھے اور گھنٹال نظر آتے ہیں۔ عمرو نے ایک گھنٹال بن کر جہاندار کو اس کے لشکر سمیت گرفتار بھی کیا تھا۔ یہ ہندو دھرمالا کا اثر ہے جہاں جمنہ میں ایک سانپ رہتا ہے جسے کوئن نے نندا تھا۔ نیپال کا راجا سانپ "کرتوٹاکا" ایک جھل میں رہتا تھا جس کا نام "نا" ساگر تھا۔ گڑھوال میں تیوگی نوائن کے مندر میں ایک تالاب ہے جس کے پارے میں مشہور ہے کہ وہ پہلے سانپوں سے بھرا ہوا تھا جو "نا" پنچم کی ہوجا کے وقت باہر آجائے تھے۔ موزاہر کے دریا کرسا میں توجٹا روہنی نامی ایک دھورہتا ہی ہے۔ (۱)

اکر جادوگر ہمیں دھرمالائی کرداروں کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ خاص طور پر بھوانی شو اور راون کی شکل میں۔ کہیں کہیں گنپتہ کی شکل کا کوئی جادوگر بھی نظر آ جاتا ہے۔

"حسام نے ۰۰۰۰۰ بھبھوت سے سب بدن رنگا۔ تخت کے ایک کونے پر  
نرسول گڑا ہوا" (۲)

"ایک ساحر ہنسر پر سوار مالے پہننے۔ جواہر زیب بدن کٹے۔ بد صورت  
مہیب ماران سیاہ و سوخ سو سے لہٹے زمین پر اترا" (۳)

پہلے اقتباس کا بھبھوت شوجی کے جسم کا ہے اور نرسول بھی انہیں کا ہے اور دوسرے اقتباس کے سانپ شوجی کی گردن سے اتار کر اس ساحر کو ہنسا دئے گئے ہیں۔ اب بھوانی کو دیکھئے۔

"افراسیاب نے ۰۰۰۰۰ کنزوم کو ہکارا کے اے خوانخوار چہاردست  
جادو آؤ۔ ایک ساحر کریمہ منظر کہ جس کے چار ہاتھ اور زبان منہ  
سے باہر نکلی تھی ازتی ہوئی سامنے آکر اتوی" (۲)

۱۔ خوانحوار چہار دست کے روپ میں بھوانی کو پہچان لینا دشوار نہیں ہے۔  
حاکم حجرہ دم ملکہ تاریک شکل کے تو بالکل ہی بھوانی کا روپ ہے۔ اسے تو انسان  
کے خون کا چمکا بھی ہے !

گنہگار، بھی موجود ہیں ۔

"عروئے جوہ للکارنا سنا۔ مژگرد بکھا۔ ایک ساحر فیل سر کو آتے پایا  
کہ جہرہ اس کا بالکل ہانسی کا ایسا تھا۔ نہ مثل حرمیم کے لٹکائے  
دودانت بھونستے سے ملے ہوئے منہ کے باہر : (۱)

اور اب بجا رہا ۔

"ہکاہک بھاؤ کھلا ۔ ایک دیو کو دیکھا کہ جسم پر سات سو ہیں ۔  
..... سات ہاتھ ..... زبردست سے سرو کر کے نکلا ..... (۲)

۲۔ ملا حشرہ ہفتم ہے۔ لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ راون کا حشرہ رامائن  
سے نہیں اڑایا گیا ہے ۔ یہ راون رام لٹا والا راون ہے ۔ اور یہ شمشہ داستان گوہن  
کو اس قدر پسند ہے کہ عیار اس روپ میں عیار ہاں بھی کرتے ہیں ۔

"سک حطانی بن عرو فوراً صورت ایک مرد مہمب شکل بنا کہ جار سو  
تھوڑے کے اور سات ہاتھ تین پاؤں درست کئے ..... ایک ہاتھ میں  
نوسول ۔ اور دوسرے میں ہنسول ۔ تیسرے میں تلوار ۔ چوتھے میں خنجر  
پانچویں میں گرز آتشیں ۔ چھٹے میں مشعل آتش کی ۔ ساتویں میں  
تعالیٰ برنجی : (۳)

"عروئے ..... کئی سو تھوڑے کے اپنی صورت کو چھپا کر سر کے اوپر لگائے  
اور کئی ہاتھ بنا کر لٹکائے ..... (۴)

ہو اکثر شیطانین کو مار کر پائون میں ان کی موت کے پہچھے سے خدا میں کر آوازین  
دینے لگتا ہے۔ طلسم حورشد یہ کے ایک مرحلہ پر تو اس نے اس ترکب سے کھوشی لےج  
تک، حاصل کر لی تھی۔ لیکن یہ پورا نسخہ ہندو دھرمالا کا ہے۔

"طوطا ہولا۔ اور رقصہ نے اسے بھگوان کی آواز سمجھ لیا۔ چھارانی  
نماری عبادت قبول ہوئی۔ تم یہ کرو کہ اپنی ساری جائیداد اور اپنی  
تمام چیزیں بیچ ڈالو۔ اور دولت کو غربا میں تقسیم کر دو۔ ۱۰۰۰۰۰ اپنے  
مکان کو مسمار کرو اور ۱۰۰۰۰۰ تب میرے پاس آؤ۔ تمہیں ایک نئی روح ملا  
کی جائیگی" (۱)

اور یوں طوطے نے چھارانی سے اپنا انتقام لے لیا تھا۔  
یہ تشابہ ہمیں ختم نہیں ہو جاتا۔ / ٹھیک ہے کہ انسانی قربانی کی روایت  
ہندوستانی میں نہیں ہے۔ لیکن اس افراسیاب کو شاہناہ کا افراسیاب سمجھ لینا  
درست نہیں جس نے :

"ایک ہاؤن سے کھڑے ہو کر جمشد کی ہوجا کی۔ اور ہاؤن کی ہوئی کاٹ  
کر گندہ پر اس مکان کے جڑھائی" (۲)

اور یہ جو شراب اور سور کا جڑھاوا ہے یہ تو ہمیں شمالی ہندوستان سے نکلنے  
میں نہیں دیتا۔ "ناہاک دیوتاؤں" (۳) کو سور کے گوشت اور شراب کا جڑھاوا دیا جاتا  
ہے جو اونچی ذات کے ہندوؤں میں ممنوع ہے۔۔۔ مدانی طاقون میں توان کے ہجاری  
بھی غیر آریہ ہوتے ہیں۔ یہ ہجاری یا توجمار ہوتے ہیں یا دوساد۔ کبھی کبھی تو مہتروں  
کو بھی یہ رتبہ مل جاتا ہے۔ یا پھر یہ فرائض مسلمان ڈفالی انجام دیتے ہیں۔ (۴)

(۲) (۱۷۴)

(۱) کاکر : آریوں کی دھرمالا ۷۰

(۴) کروک : فوک لور ۶

(۳) "Impure godlings"

یہ مسلمان ڈالنے والی اس خیال کو عقوبت پہنچاتے ہیں کہ ہندوستانی مسلمانوں کو عیسائی یا ایرانی یا کہیں اور کے مسلمانوں سے ملا کر نہیں دیکھنا چاہتے کیونکہ انہوں نے بالکل فطری طور پر اپنے عقائد کی تبدیلی کے باوجود اپنے ماضی سے قطع تعلق نہیں کیا ہے۔

ان جادوگروں کے خداؤں کے نام سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے۔ سامری کا وجود تو غیر ضروری ہے۔ کیونکہ مسلمان سامری سے قرآن کے ذریعہ واقف ہوئے ہیں۔

موشالہ پرستی کی بھی دو وجہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ سامری نے بچھڑا بنا یا ہی تھا۔ لیکن ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہندوستان میں گائے کی پرستش ہوتی ہے۔ کرشن جن اور مہادیو اور مہوانی کے ذکر پر حیرت کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ لیکن ان دیوتاؤں میں لات و منات اور جمشید و نریشیت (۱) کے نام دیکھ کر غرور حیرت ہوتی ہے۔ لات و منات عرب کے مشہور بت ہیں۔ "طلسم ہوشیا" میں ان کے لئے جگہ بننے کی کوئی وجہ نہیں حلیم ہوتی۔ لیکن اگر باغ و بہار کے سواندہب میں لات کا بت نظر آسکتا ہے تو لکھنؤ کے مندروں میں کیوں نہیں نظر آسکتا۔ رہا جمشید تو وہ غالباً "جام جمشید" کی کرامت کی وجہ سے جادوگروں کے خداؤں میں شامل کر دیا گیا۔ لیکن بھجاریے زردشت نے کیا قصور کیا تھا؟ حلیم نہیں ہوتا۔ غالباً مہادیو اور کرشن جن کے علاوہ دوسرے خداؤں کو نترانداز کرنے میں کوئی نقصان نہیں۔ کیونکہ باقی لوگ عرب پرانے زنت میں۔ کرشن بھگتی کا بہت زور حلیم ہوتا ہے۔ عروئے کرشن جن ہی کے روپ میں سوسن زبان دراز اور نرنڈ و گرنڈ کو مارا تھا۔ وہ سوسن نے تو ایک قلعہ آتش بنا لیا تھا۔ نور افشان کے ایک تصویر نے اس آتش کو سود کیا اور عروئے کرشن جن کے روپ میں بانسوی بجاتے اس قلعہ آتش میں داخل ہوئے۔

"سوسن زبان دراز ساہ میں ایک نخل کے بیٹھے شراب خواری کر رہی ہے۔ نرنڈ و گرنڈ پہلو میں۔ ناگاہ گانے کی آواز آئی۔ گھبرا کر کہا۔ اے فرزند یہ کون بجا رہا ہے۔ ۰۰۰۰۰ توارخ میں دیکھا ہے۔ ہمارے ہادی رہبر کندھیا فن بانسوی کے استاد تھے" (۲)

اس لئے لات و منات اور سامری و جمشید و زردشت کی موجودگی کے باوجود  
 "طلسم" کے جادوگرین کا ہندو ہونا ثابت ہوتا ہے اور لشکر صاحبقران والوں کا مسلمان  
 ہونا بھی اتنا ہی ثابت ہے۔ داستان گولا کہ کہیں یہ قصہ بعثت سے پہلے کا ہے۔  
 لیکن الحدیث کہہ کر کلمہ پڑھنے والوں کو مسلمان کہنے نہ مانا جائے۔

"شمشاد..... نے سامنے بلا کر ہوچھا کہ تمہارا مکان کہاں ہے اور کہا  
 دین و آئین تمہارا ہے۔ فتنفونے فرمایا۔ الحدیث میں مسلمان ہوں۔  
 یہ کہہ کر کلمہ پڑھا : (۱)

یہ لو، جو باطنی کہہ کر تلوار پر قبضہ کرتے ہیں۔ (۲) ناد علی پڑھ کر دم کرنے  
 ہیں۔ (۳) نہ صرف یہ کہ مسلمان معلوم ہوتے ہیں بلکہ شیعہ مسلمان معلوم ہوتے  
 ہیں اور یہ شیعیت اس قدر عام ہے کہ بختیارک جو شیطان بارگاہ خداوند لقا ہے اسے  
 بھی شیعوں کا درود زبانی یاد ہے۔

"بختیارک نے..... ہکارا..... صلوٰۃ پر محمد و آل محمد : (۴)

لیکن اس پر تعجب نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ لکھنوی حکومت کا مذہب یہی  
 تھا اس لئے شیعہ عقاید کا سایہ پڑنا ہی چاہئے تھا۔ داستان گولانہیں شیعہ ثابت  
 کرنا نہیں چاہئے لیکن چونکہ ان کے ارد گرد یہی مذہب تھا اس لئے وہ اس سے دامن  
 نہ بچا سکے۔

قرآن کے حوالوں سے یہ داستان آباد ہے۔ قرآن بول جال میں بھی ہے اور  
 خط و کتابت میں بھی۔ (۵) قرآن کی یہ شہادتیں داستان گوہن کے اس دعوے کو  
 رد کرنے کے لئے کافی ہیں کہ یہ داستان قبل رسالت محمد کے واقعات بیان کرتی ہے۔  
 "طلسم میں قرآن اس قدر عام ہے کہ کفار بھی قرآن کا حوالہ دیتے ہیں۔

(۱) ۴ (۵۳) (۲) ۳ (۴۱) (۳) (۴) ۱ (۲۷) (۲)

(۵) ۱ (۱۲۵) ۱ (۲۰۹) ۱ (۲۱۳) ۲ (۶۱) ۲ (۴۸) ۲ (۴۸۲) ۲ (۵۱۵) ۲ (۵۴۱) ۲ (۵۴۴) ۲

۲ (۶۱۲) ۴ (۶۲۵) ۳ (۱۱۳) ۳ (۴۳۱) ۳ (۶۶۱) ۳ (۴۰۴) ۳ (۸۲۳) ۳ (۸۴) ۳ (۵۲۱) ۳

۴ (۱۴۲) ۴ (۱۹۹) ۴ (۲۰۶) ۴ (۲۶۲) ۴ (۴۸۸) ۴ (۶۲۱) ۴ (۸۵۶) ۴ (۱۱۰۲) ۴ (۱۱۰۵)

۴ (۱۱۵۶) ۵ (۵۰) ۵ (۴۱۳) ۶ (۸۳)

"جولو" کہ دانشمند ہیں وہ خوف خدا سے روتے تھے اور ۰۰۰۰۰ افسوس کرتے تھے کہ خدائے تعالیٰ کسی جلیل کو ذلیل نہ فرمائے۔ وعضو من تشاء وغدل من تشاء۔ اس کا فرمان ہے۔ ناطق اس امر پر قرآن ہے: (۱)

۰ افراسیاب کے لشکری ہیں۔ اب یا تو یہ تسلیم کیا جائے کہ افراسیاب کے لشکر میں مسلمان بھی تھے یا پھر یہ تسلیم کیا جائے کہ قرآن اس قدر روزمرہ میں داخل ہو چکا تھا کہ غیر مسلموں کو بھی اس کی آیتیں یاد تھیں۔ خیر یہاں تو پھر یہ شک ہے کہ شاید افراسیاب کے لشکر میں مسلمان رہے ہوں۔ لیکن جب زہرِ جاد و اسلام قبول کرنے سے پہلے قرآن پڑھتی نثر آتی ہے تو یہ تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی صورت نہیں رہ جاتی کہ داستان گو جنہیں کافر بتا رہا ہے وہ لوگ بھی نئے کافر نہیں ہیں۔

"از بسکہ ۰ شہزادی طرفدارِ مسلمانوں کی ہے تو کہتی جاتی ہے۔ قال ارکوا انہما بسم اللہ مجربہا مرسہان ان رہی الغفور الرحیم" (۲)

اب قرآن کے ان حوالہ کے بعد داستان گو کے اس دعوے کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے کہ

"ظاہر ہو کہ ۰ قصہ پہلے جناب رسول کے گویا ہے۔ مگر ہر پھر نے خیر جناب پھر کی دی تھی تو عمرو وغیرہ اعتقاد رکھتے ہیں" (۳)

۰ نوٹ: مگر پھر اگلے ہی صفحہ پر "طی شعر خدا دست پھر" (۴) ہو جاتے ہیں اور بحث سے پہلے کا طلسم ٹوٹ جاتا ہے۔ داستان گو کو کلامِ دعویٰ بھی درست نہیں ہے کہ عمرو وغیرہ بچھلی شہادتوں کی بنا پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ کیونکہ خود خواجہ عمرو کا بیان کچھ اور ہے:

"عمرو نے اشارہ اور کناہ اس پیر مرد کا سمجھ کر کہا ۰۰۰۰۰ خدا محفوظ رکھے خلق کی زبان سے ۰۰۰۰۰ مظلوم نے خدا پر تہمت کی کہ عیسیٰ

طہ اسلام بطن مریم سے نہ تھے خدا کے پیدا ہوئے ہیں ۔ اور پھر  
خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کو یہ مقدمہ شق القوم ماجرائے  
شب سراج افتوا سحر کا کیا اور کفار ان پر دین نے ان کو ساحر کہا تو  
مجھ سے بجا رہے پیادے ہر جو کچھ افتوا اور اتہام اہل دنیا کر کے بدنام نہ  
کریں وہ تعجب نہیں ۛ (۱)

خواجہ عمرو کا یہ بیان "طلسم" کی پوری فضا سے میل کھاتا ہے ۔ "طلسم" میں  
ظہر و عصر اور ضرب و عشا کی نمازیں کا ذکر تو نہیں ہے لیکن صبح کی نماز کا ذکر ملتا  
ہے ۔ لیکن یہاں بھی ایک بات اہم ہے کہ "طلسم" میں نماز جماعت کا ذکر تقریباً ملتا ۔  
نماز جماعت کی صرف ایک دو شہادتیں ملتی ہیں اور یہ ۔

"سردار ہرائے ادائے فریضہ" نماز سحر مسجد کرباس میں آئے ۔ امر کے ساتھ  
نماز پڑھ کر سلام طمک کر کے در دولت آسمان جاہ ظل سبحانی ہر جا کر  
جمع ہوئے ۛ (۲)

"شاہزادہ بعد ادائے فریضہ" سحر سوار ہوا ۰۰۰۰۰ امر مسجد کرباس میں  
مع سرداران نماز پڑھتے تھے ۔ بعد فراغ نماز ہو چکا کہ یہ تقاریر کسے بجنے  
ہیں ۛ (۳)

نماز تنہا کی ضالین بہت ملتی ہیں ۔

"شاہزادہ اسد بیدار ہوا ۔ وضو کر کے طاعت رب العزت بجا لایا ۛ (۴)

ان طلسمی مسلمانوں کے استغاثوں پر بھی لکھنوی شخصیت کا اثر ہے ۔  
"ہرق سامان مر" اپنا دیکھ کر دل سے درگاہ رب العزت میں رو کر دعا  
کرنے لگا ۔ یا الہی ہرے رسول خدا ۛ "بہر زمرہ ہرائے مقدمہ کشا ۰۰۰" (۵)



"سرودست دعا یہ درگاہ کھریا بلند کئے ہوئے پکار رہا تھا۔  
 خداوند اپنے آل پہر \* رہائی مجھ کو دشمن سے عطا کر : (۱)  
 "نوجہ" میں بھگدڑ بڑگی ۔ اس وقت یہ رخ نے تاج اتار کر بدرگاہ کھریا  
 محتاج ہو کر استغاثہ کیا  
 یا فاطمہ بنت مصطفیٰ مددے \* زوجہ منعم خدا مددے" (۲)

"اے شہنشاہ عرب مرعجم عالی جناب  
 تاہم کے دنیا میں کھینچوں میں غلاب بہ حساب  
 مصطفیٰ کے واسطے میری مدد کجیئے شتاب  
 ہے یہیں ورد زبان مجھ کو بہ عین اضطراب  
 یا علی یا ایلہا یا ہوالحسن یا ہونواب  
 حل مشکل سرور دین شافع روز حساب" (۳)

اب ان استغاثوں میں جو "پہر زہرہ" "قدہ کشا" "آل پہر" "فاطمہ بنت مصطفیٰ"  
 "زوجہ منعم خدا" "شہنشاہ عرب" "مرعجم" "یا علی" "یا ایلہا" "یا ہوالحسن"  
 "یا ہونواب" "سرور دین" اور "شافع روز حساب" جیسی توکیمیں استعمال ہوئی ہیں  
 یہ زمانہ قبل بعثت کے لئے ہے یعنی یہ توکیمیں تو غالباً لکھنؤ میں آکر یا ہنی  
 ہوئیں !

۱۔ مطالعہ سے یہ نتیجہ نکلا کہ جادوگر ہندو میں اور لشکر اسلام تقریباً شمعہ ۔  
 چنانچہ ان میں اگر مذہبی ٹکراؤ ہو تو کوئی تصحب نہیں ۔ لیکن ہم پہلے بھی کہہ آئے  
 ہیں کہ "طلسم ہوشیا" میں دراصل عقاید کا ٹکراؤ نہیں ہے ۔

مثلاً قاسم نے عشوق کے لئے قلمہ خنطل پر خطہ کیا ہے ۔ لیکن خطہ کا انداز  
 کچھ اور کہتا ہے ۔

"اٹھایا باطنی کہہ کر ظم کو \* بڑھایا کہہ کر بسم اللہ قدم کو  
رفیقوں سے کہا باندھو کمر تم \* ذرا ہو حطہ آور قلع ہر تم  
لڑو بہر خدا اعدائے دین سے \* قتلِ خون لومہراک لعین سے (۱)

"جہاد برائے ہشوق" جہاد راہ خدا میں تبدیل ہو گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ  
داستان کے ڈھانچے میں کسی اندرونی تصادم کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اگر ہوتی تو  
ناول کا فن ایجاد نہ ہوا ہوتا۔ اس لئے داستان گوداخلي تصادم کو بھی خارجی تصادم  
بنا کر پیش کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ "طلسم" میں حق و باطل کی  
دو طاقتیں بنائی گئیں۔ فوجیں آراستہ کی گئیں۔ لڑائیاں لڑی گئیں۔ لیکن تقریباً تمام  
لڑائیاں کے پردۂ زنگاری میں کوئی ہشوق نظر آ جاتا ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ  
غایب کے اس فرق کو بھی داستان گو برقرار نہیں رکھ پاتے۔ کھانے پینے لباس سنگار  
اور اٹھنے بیٹھنے میں یہ تمام لوگ ایک قوم کے افراد معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے توہمات  
کی دنیا بھی مشترکہ توہمات سے آباد ہے اور وہاں یہ طے کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ ان  
میں سے کون ہندو ہے اور کون مسلمان۔ مثلاً مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ جنت میں ایک  
درخت ہے جس کے پتوں پر تمام لوگوں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ جب کوئی یہ ٹوٹ کر  
گرتا ہے تو ملک الموت اس آدمی کی روح قہر کر لیتے ہیں جس کا نلم اس گئے ہوئے  
یہ ہر ہوتا ہے۔ اب باغ سب کے ایک درخت کو دیکھئے۔

"افراسیاب پھر ہر اہ امتحان کہ دیکھوں بہار زندہ ہے یا نہیں اٹھ کر  
ایک باغ متصل باغ سب ہے وہاں گیا۔ اس باغ میں جتنے ساحر ساکن  
طلسم ہیں ان کی نشان موت کے درخت لگے ہیں۔ جب کوئی موتا ہے  
اس کے نلم کا درخت سوکھ جاتا ہے" (۲)

یہ تمام درخت طوطی کی "قلمن" ہیں۔ اور اس کے باوجود کہ داستان گو  
ہندو مذہب کا مذاق اڑانے سے نہیں چوکتا ہم ان شہادتوں کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔

بلکہ غالباً یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ہندو مذہب کی تضحیک کی شہادتیں ان تخیلی شہادتوں کی قیمت بڑھا دیتی ہیں۔ مثلاً ہندو مذہب کے بارے میں داستان گو کا رویہ ہے :

"سلمان نے ۰۰۰۰۰ بادشاہوں کو نامے تحریر کئے ۰۰۰۰۰" خداوند کی رحم دلی ہے کہ ان کے بندے انہیں عاجز کر رہے ہیں اور خداوند ان کو ہلاک نہیں کرتے ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ "و بندے میں جنہیں میں نے عالم خواب میں اس وقت میں جبکہ میں مست نشہ شراب تھا پیدا کئے ہیں۔ اس وجہ سے کہ ہنگام مستی میں غافل تھا قلم تقدیر میرا ان بندوں کو سوکھ اور مضرور لکھ گیا۔ اور اب وہ تحریر مٹ نہیں سکتی۔ یہی باعث ہے کہ خداوند انہیں غارت کرنے سے مجبور ہیں" (۱)

خداوند کی اس مجبوری میں دراصل شو کے وردانوں کا مذاق اڑایا گیا ہے وہ بھی خود اپنے ہی وردانوں کی وجہ سے مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس کی سب سے اچھی مثال محسوس کا قصہ ہے جس کو شو کے وردان نے اتنا طاقتور بنا دیا تھا کہ اس کے سامنے سے خود شو کو بھاگنا پڑا تھا۔ اور داستان گو یہ بھی دکھانا چاہتا ہے کہ ہندوؤں کے خدا قادر مطلق نہیں ہیں۔ لیکن وہ اس منزل پر بھی رک نہیں جاتا۔ وہ تضحیک کی اور منزلیں بھی طے کرتا ہے۔ مثلاً قرآن نے ایک عیاری کے لئے ایک درخت چنا اور :

"اس پر لکھ دیا کہ یہ درخت خداوند جمشید کا دشمن ہے کہ وہ جڑھا کرے ہرن میں ہو کر اس پر بیٹھتے ہیں اور کربال کیا کرتے ہیں ۰۰۰۰۰۔  
 نتیجے اس درخت کے جو تھا لا ہوتا ہے اس میں خداوند کا پشاپ بھرا ہے جو کوئی اس کو آنکھوں سے لگائے وہ سب کو دیکھے۔ کوئی اس کو نہ دیکھ پائے۔ جو کوئی اس جمشید متروک پڑے سب باپ اور دہد ہا دل کی اس کے دور ہو جائے" (۲)

مندرجہ بالا عبارت کی کوئی اور تاویل ناممکن ہے۔ لیکن ہندو مذہب کی طرف اس رویہ کے باوجود جب ہم "طلسم" کے کافروں اور مسلمانوں کا جہان توہم دیکھتے ہیں تو ان میں ہمیں کوئی فوق نہیں نظر آتا۔ وہی بھوت پریت ہیں۔

"دوست اس کا یہ سنتے ہی خوفناک ہو کر بھاگا کہ جاہ جا طلسم میں  
ہزاروں آدمی روز قتل ہوتے ہیں۔ کیا عجب جو یہ بھگتا ہو؟" (۱)

وہی شہید ہیں۔

"اس نے جو پیچھے پھر کے دیکھا مارے ڈر کے تھر تھرا کانپنے لگا اور ہاتھ  
باندھ کر ہو جھا کہ آپ کون ہیں۔ اس نے کہا۔ جہان نم جھرات کو  
جراغ جلا یا کرتے ہو ہم وہی ہیں۔ کہاں نے کہا۔ مری خطا صاف کبجئے  
میں نے اب کی آپ کے یہاں گڑ کا ملیدہ جڑھایا تھا؟" (۲)

دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ کہاں جو جھرات کو کسی کی قبر پر چراغ جلاتا ہے  
اور ملیدہ جڑھاتا ہے مسلمان نہیں ہے! طلسم کے کافر شہیدوں پر باقاعدہ یقین رکھتے  
ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو عمرو یہ عیاری کسے کرتا۔

"عمرو نے یہ دیکھ کر گم سے اپنے دونوں ہاتھ اور دونوں ہاتھوں کھول دیا۔  
اب سارا جسم تو دکھائی نہیں دیتا۔ فقط سر اور دست وہاں ظاہر ہیں۔  
اس طرح سے ملک کے سامنے آیا اور کہا۔ میں ہے دھڑکا شہید ہوں۔ تم  
سب کو کھالوں گا؟" (۳)

دریائے ہفت دن، میں تو شہیدوں کی ایک باقاعدہ فوج ہے۔ اس کا نام  
ہی لشکر ہے سوان ہے۔

"دریائے ہفت دن، سے شعلے نکلے۔ بارہ ہزار جوان ہاتھ سے ہاتھ

ہکڑے ہوئے ہا جسم ندارد سامنے لاجپن کے آکر جمے۔ کہا شہنشاہ کیا حکم ہے؟ (۱)

اور اس لشکر ہے سران کا فہر، آباد کے ایک واہمہ سے جو تعلق ہے وہ بھی ہوشیہ نہیں۔ فہر، آباد میں ایک سڑک پر لوگ رات کو نہیں نکلتے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ رات کو اس سڑک پر شہیدوں کا ایک لشکر گھوڑوں پر سوار نظر آتا ہے۔ یہ سوار سید سالار کے سپاہی ہیں۔ (۲)

"طلسم ہوشیا" میں فہر، آباد کے اس توہم کا عکس کچھ توہمی رکھتا ہے۔ ایک طرف تو اس مشابہت نے داستان کو پھر اودھ میں گھیر لیا۔ دوسری طرف جادوگروں کا شہیدوں پر یہ یقین اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ "طلسم ہوشیا" میں لشکر اسد کے آنے سے قبل بھی چند درویشوں کے علاوہ مسلمانوں کی اچھی خاصی آبادی تھی ورنہ یہ مسلمان واہمہ جادوگروں کے گھروں میں نظر نہ آتا۔ "طلسم ہوشیا" تو مسلمان تک سے آباد ہے۔

"کوئی سامری کا پنا تھا مہنت \* کوئی پٹھا پڑھتا تھا خالی پڑھنت  
کہیں ڈھلی بجتی کہیں بانسری \* کڑھائی کہیں شیخ سدو کی تھی؟ (۳)

اب یہ جو شیخ سدو صاحب ہیں یہ خالی اودھ کے رہنے والے ہیں !

"کافروں" میں نذرو نیاز کا منظر ہم سماجی زندگی کے خاکے میں دیکھ آئے ہیں۔

(۲) منتوں اور مرادوں کا منظر بھی ہم دیکھ چکے ہیں۔ (۵) شاگون اور بدشگون کی مناظر بھی ہماری نظر سے گزر چکے ہیں۔ کہیں مسافروں کے ہجھے رونے کو برا بتایا جاتا ہے۔ (۶) کہیں سو سے تاج گرتا ہے تو کام روک دیا جاتا ہے۔ (۷) کہیں جھٹک آتی ہے تو بدشگونی ہو جاتی ہے۔ (۸) اور آدمی جانے جانے رک جاتا ہے۔ (۹) کوئی خطرات

---

(۱) ۳ (۲۲۲)	(۲) کروک، نوک لور ۲۵۸	(۳) ۲ (۹۲۰)
(۲) ۱ (۲۵۸، ۲۵۷)	(۵) ۳ (۳۹۳)	(۶) ۲ (۲)
(۴) ۲ (۱۲۰۲)	(۸) ۲ (۱۱۹۰)	(۹) ۲ (۶۳)

(120) 7 (2)

ان توہمات میں ہندو مسلمان کا کوئی فرق نہیں ہے۔ اور وہ بھی کہتے ہیں۔  
توہمات مشرک تہذیب ورنہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ عقاید کی تبدیلی سے ان کا کوئی  
تعلق نہیں ہے۔ ضرور ہوا کہ نئے عقیدے نے توہمات کے ذخیرے میں اپنی طرف سے  
بھی کچھ اضافے کئے۔ شہیدوں اور شیخ سدوکوہم نے ابھی دیکھا ہے۔ پہرائی کے  
بالے میان اور ہنگال کے ساتھ ہر سے ہم واقف ہیں۔ کپھارون کے "دم مدار" کے نسون  
کی حقیقت سے ہم آگاہ ہیں۔ مانک ہور (نیل کانہور) کے شاہ مدار ہندو کپھارون کے رکھوالے  
ہو گئے! (۱) ہندوؤں نے تو مسلمانوں کے پیسروں تک کو اپنا لیا۔ چنانچہ مسلمانوں کے  
خواجہ خضر ہندوؤں کے راجہ کدار ہو گئے۔ (۲) اور انہیں خواجہ خضر کی سواری وہ  
مجھلی ہے جو ہندوؤں کے دروازوں پر بنی ہوئی نظر آتی ہے اور جو بعد میں اودھ کے  
نوابین کا سوکاری نشان بھی بن گئی۔

ہ ہورا ماحول تحلیل تمدن اور تحلیل عقاید کا ہے۔ چنانچہ اس ماحول میں  
ہلی ہوئی شہزادیوں نے اگر "مولا مشکل کشا علی عوان علیہ السلام" کا نام سنتے ہیں  
"کھڑے ہو کر تسلیم کی اور گالوں پر انگلیاں جڑ جڑ جٹکائیں کہ یا مولا تمہارے نام کے ہم  
قرآن (۳) تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔

اگر ہم تحلیل تمدن کی حقیقت کو نہ مانیں تو یہ سوال پیدا ہوگا کہ ان نومسلم  
شہزادیوں کو طے این ای طالب کا نام سن کر تسلیم کرنے اور "جڑ جڑ انگلیاں جٹکائیں"  
کا فن کسے سیکھ ہوگا۔ اس لئے یہ بات تو مشکوک ہے ہی نہیں کہ جسم "طلسم"  
ہو گیا۔ میں اسد بن کرب غازی اسلام پھیلانے آئے تھے وہاں مسلمان پہلے سے موجود  
تھے اور ان پر کوئی ظلم و ستم بھی نہیں ہو رہا تھا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو بغل میں  
کتاب دہائے "ملا" گھومتے نظر نہ آتے۔ (۵) اور ان ملا صاحب کو تو ہم ابھی دیکھ آئے ہیں  
جو سامی کا کانٹا خوب پڑھتے ہیں۔ اور ایک ملا صاحب کا تصویر بھی ہم نے ابھی دیکھا  
ہے جو کم سے کم ہمارے تو ڈال ہی دیتا ہے۔ ملا باقاعدہ آباد ہیں۔ "طلسم" کے جادوگر  
انہیں جانتے ہیں۔ افراسیاب ان کا احتیاط کرتا ہے۔ اس لئے امر حمزہ کے پاس ہے

(۳) ایضاً ۲۷

(۲) ایضاً ۶۷

(۱) کروک : فوک لور ۲۱۶

(۵) (۶) (۷) ۲۷۶

(۲) ۳ (۸۳۳)

غز رہی نہیں کہ کسی راجہ داهرنے مسلمانوں کے ایک جہاز کو لوٹ کر ورنون کو کنز بنا لیا تھا۔ پھر آخر اس دن کو غازی کے روپ میں محمد بن قاسم کو بھیجنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔

"طلسم ہوشیا" میں عقائد کے ٹکراؤ یا اسلام کی تبلیغ کا کوئی پہلو نہیں نکلتا۔ اگر افراسیاب کی جگہ کوئی مسلمان بادشاہ ہوتا اور اس نے بدیع الزمان اور ملکہ تصویر کو گرفتار کر لیا ہوتا تو یہ لوگ اس پر بھی ہنسی مچا دیتے۔ بلکہ ان لوگوں نے اس پر بھی حملہ کیا۔ کوکب مسلمان تھا۔ لیکن جب اس نے اپنی بیٹی ہشوقہ امیر کو گرفتار کر لیا تو لشکر خمزہ کے ہاتھن بازو نے طلسم نورافشان پر حملہ کر دیں۔ یہ بات نوداستان گو کوہمد میں سوجھی کہ مسلمانوں کا آپس میں لڑنا درست نہیں ہے اس لئے اس نے کوکب کو خود پرست بنادیا۔

۱۸۵۷ء کے انقلاب میں مسلمان حکمرانوں کی شکست نے اودھ کے داستان گوہن کو مجبور کیا کہ وہ اپنی داستان میں اسلام کی فتح دکھائیں۔ اس داستان کا اسلام سے ہر اتنا ہی تعلق ہے۔ قصہ کے تانے بانے میں اسلام کا سوت استعمال نہیں کیا گیا ہے۔

اور جب ایک بار مذہب کا یہ طلسم ٹوٹ جاتا ہے تو داستان کی راہیں صاف ہو جاتی ہیں اور ہمیں اس کا ٹکراؤ صاف نظر آنے لگتا ہے۔ ٹکراؤ کی ایک صورت ہم اس باب کی ابتدا میں دیکھ آئے ہیں۔ یہ ایک اخلاقی ٹکراؤ ہے۔ اور یہ اخلاقی ٹکراؤ بھی محسوسات میں ہے۔ دونوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اس اخلاق اور بد اخلاق کی کشمکش کے علاوہ ایک چیز اور داستان گوہن کو کھٹک رہی ہے۔ وہ ہے وفاداری۔ یا بے وفائی۔ لیکن یہ عاشق کی وفاداری ہے اور یہ مذہبی آدمی کی۔ یہ ایک غیر مشروط وفاداری ہے۔ داستان گوہن چاہتے ہیں کہ لوگ اپنے سرداروں سے وفا کریں۔ یہ ایک خواہش ہے۔ اور یہ ہندوستانی تاریخ کا ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ اس نے یہاں باہر والوں کو بلایا۔ اس نے میر قاسم اور میر جعفر اور نظام حیدر آباد پیدا کئے۔ اس نے سنہ ۵۷ کے مقدموں میں شہادتیں دیں اور اس نے ایک تجارتی کمپنی کو کمپنی بہادر بنایا۔ اس لئے وفا کی یہ خواہش ہمارے داستان گوہن کو بے چین رکھتی ہے۔ چنانچہ



ادھر سودار نے اپنی جگہ بدلی نہیں کہ ساریے لشکر اور ساری رطابا کی وفاداریاں ایک طرف سے دوسری طرف ہو گئیں ۔

"صمصام نے تمام افسران فوج کو اپنے پاس بلایا ۰۰۰۰۰ کہا ۔ ہم تو یہ خدمت افراسیاب جانتے ہیں ۔ جس کو منظور ہو وہ ہمارے ساتھ چلے ورنہ خدمت کوکب میں رہے ۰۰۰۰۰ سب سوداروں نے عرض کی ۔ ہم تو حضور کے ملازم ہیں " (۱)

یہ حال اس لئے پیش کی گئی کہ یہ واحد مثال ہے جس میں لشکر اسلام والے اپنے سودار کے ساتھ کفر کی طرف چلے جاتے ہیں ۔ ورنہ "طلسم" میں ایسی مثالیں تو انگشت میں جہان کفر والے اپنے سودار کے ساتھ اسلام کی طرف چلے جاتے ہیں/ کچھ "سہ بخت" رہ جاتے ہیں ۔ خود لشکر حمزو میں بھی وفاداریوں کا یہی حال ہے ۔ جب کوئی سودار حمزو کی مرضی کے خلاف رات کو لشکر سے نکلتا ہے تو اس کے ساتھ اس کا سارا لشکر نکل جاتا ہے ۔

وفاداری سے ملا جلا شجاعت کا مظاہرہ ہے ۔ خداوند لقا کے علاوہ "طلسم ہوشیا" میں ہزدلوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ۔ داستان گوا فراسیاب کے خلاف ہے لیکن افراسیاب بلا کا بہادر ہے ۔ باغ سب کی آخری لڑائی تو باد گار ہے ۔ چنانچہ جب وہ اپنی پر مثال شجاعت کا مظاہرہ کر کے مارا جاتا ہے اور لشکر اسلام کو ہرجماتان گھیر لیتی ہیں "جشعون" کا ہانی کھول کر سوکھ جاتا ہے " عارتمن گری میں توقاری محسوس کرتا ہے کہ واقف کوئی ہڑا آدمی مارا گیا اور ہمیں وہ درہودہن یاد آ جاتا ہے جو زخموں سے چور ہڑا ہوا کرشن کو للکار رہا تھا اور دیوتا کرشن اور ہانڈو بھائیوں کی موجودگی میں درہودہن پر پھولوں کی بارش کر رہے تھے ۔ افراسیاب اتنا ہڑا آدمی ہے کہ اس کے مزے کے بعد "طلسم ہوشیا" کئی سو صفحوں تک بیان کی جاتی ہے لیکن داستان پر جان ہو چکی ہے ۔

افراسیاب کی جان تنہا نور افشان میں تھی لیکن طلسم ہوشیہا کی جان امر حمو یا  
اسد بن کرب غازی یا ان کے اسلام میں نہیں تھی بلکہ "طلسم" کے سب سے "کافور"  
افراسیاب میں تھی ۔

افراسیاب بادشاہ طلسم تھا ۔ اور اس کے کردار کی عظمت دیکھ کر کلم اللہ بن کو  
کہنا پڑا تھا کہ افراسیاب مخالفین امام حسین کی طرح کمنہ نہیں ہے ۔ اسی بنا پر  
انہوں نے اس داستان کو انہیں کے ہونے پر توجہ دی ہے ۔ ہم اس وقت اس بحث  
میں پڑنا نہیں چاہتے ۔ لیکن یہ ضرور عرض کرنا چاہتے ہیں کہ افراسیاب کو تو بہادر  
ہونا ہی چاہئے تھا ۔ اس کی بہادری پھر اس دھڑے کو تقویت پہنچاتی ہے کہ "طلسم"  
میں عقائد کا ٹکراؤ نہیں ہے ۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ان داستان گوہوں سے بھی وہی  
غلطی سرزد ہوئی ہوتی جو لکھنؤ کے مرتد گوہوں سے ہوئی تھی ۔

لیکن یہ بہادری کوئی افراسیاب ہی کا خاصہ نہیں ہے ۔ "طلسم" کے کفار عام طور  
پر بہادر ہیں ۔ یہ لوگ اتنے بہادر ہیں کہ جب اسد کے ساتھ آئے ہیں تو افراسیاب  
جسے صاحب اختیار کے سامنے سے بھاگنے کو طار جاتے ہیں ۔ اس بہادر کو دیکھتے جو  
تاریک شکل کے ، سے لڑنے کا حوصلہ کر رہی ہے ۔ یہ تاریک مالکہ حبیروہ دوم ہے ۔ قیامت  
کی جادوگری ہے اور آدم خور ہے ۔ لیکن :

" ہر چند روئے بہار متغیر ہوا ۔ گل سا جہوہ کملا گیا ۔ لیکن آنکھوں  
میں آنسو بھر کر جواب دیا کہ صاحبواہنی جان سے ہزار ہوں ۔ میں خود  
برائے مقابلہ تاریک گئی تھی ۔ تاریک مجھ پر جلی تھی ۔ ہمارے  
برہمن آگیا ۔ اگر وہ آتی ہے آئے دو ۔ تم سب ہٹ جاؤ ۔ مجھ کو ہڑی  
ہوے کہ اس ہلا پر سحر کروں " (۱)

یہ پھول سن بہار اس جادوگری پر جادو کرنے حوصلہ کر رہی ہے جو شہرہ فیلسو کوکھا گئی۔ جس کے سامنے ملک اطلس لگن ہوئی جسے زبردست ساحر کی نہ جلی۔ مساحب سامری نورافشان جس کے سحر کا جواب نہیں دے پاتا۔ اب اگر کوئی اس بہار کو طوائف کہے تو اس کا کیا علاج !

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ "طلسم" میں منفی باتیں ہی نہیں ہیں۔ اس کا ایک مثبت پہلو بھی ہے۔ اور اس مثبت پہلو پر بھی داستان گونے اتنا ہی زور دیا ہے جتنا بد اخلاقیوں کی مصوری پر۔ تضاد کا یہ اجتماع ہمیں پھر لکھنؤ میں لے جاتا ہے۔ جہاں ایک طرف جرات کی غزلوں کا زور تھا اور دوسری طرف انہیں درس حیات و اخلاق دے رہے تھے۔ لیکن جس طرح اس داستان میں "لکھنوی حقیقت" کے یہ دونوں پہلو یہ یک وقت آگئے ہیں اس طرح لکھنؤ کی عکاسی نہ مراثی انہیں میں ہو سکی تھی اور نہ جرات کی غزلوں میں۔ لکھنوی غزلوں نے تصویر کا ایک رخ پیش کیا اور مراثیوں نے دوسرا۔ لیکن اس داستان نے پوری حقیقت کا احاطہ کر لیا۔ اور اس بنا پر اس داستان کو انہیں کے مراثیوں پر فوقیت حاصل ہے !

لیکن "اجھائی" کا ذکر چند اور باتوں کے تذکرے کے بغیر ناتمام رہیگا۔ داستان گوہن نے جو نظام اخلاق بنایا ہے اس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ پناہ مانگنے والے کو پناہ ملنی چاہئے۔ جند، میں شہریوں کا قتل عام نہیں ہونا چاہئے۔ بھاگنے والوں کا پیچھا نہیں کرنا چاہئے۔ اور طہل باز گشت پہنچ جانے پر جند، ختم ہو جانی چاہئے۔ نہتوں پر وار نہیں کرنا چاہئے اور لڑائی میں سہقت نہیں کرنی چاہئے۔ ان باتوں کے حوالے اس لئے نہیں دئے جا رہے ہیں کہ "طلسم" کی تقریباً تمام لڑائیوں میں یہ باتیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ لشکر امیر کسی طہل جند، نہیں مجھاتا ! ایک بات اور ہے کہ انسان کو بنیادی طور پر سچا مان لینا چاہئے۔ امیر حمزہ اور ان کے رفقا بار بار دھوکا کھاتے ہیں۔ گرفتار ہوتے ہیں لیکن جب ان کے عیار کسی کی وفا پر شک کرتے ہیں تو عیار گھڑک دئے جاتے ہیں۔ اعتماد کر لینے کا تقریباً ایسا ہی واقعہ طلسم کی رامائن میں بھی ملتا ہے۔ جب راویں کا بھائی وی بھی شن رام کے پاس آیا تو پندروں کے بادشاہ

سکھوئے کہا کہ وہ جاسوس کوئے آیا ہے۔ لیکن رام نے کہا کہ وہ لو، خود ناقابل اعتماد  
ہیں جوہناہ مانگنے والے ہر شک کریں۔ (۱) وی بھی سن رام کو دھوکا نہیں دیتا لیکن  
وہ دھوکا دے سکتا تھا۔

اب جو داستان اپنے اندر اتنی مثبت قدریں رکھتی ہو اسے "مصطفیٰ" کے تندن  
کا نمائندہ کہنا کہاں تک درست ہے۔ اور اب یہ نقطہ نکالنا غالباً نادرست نہ ہوگا کہ  
لکھنؤ دراصل اتنا بڑا نہیں تھا جتنا ہوا اسے سمجھ لیا گیا۔ یہ بات صرف انہی کے  
مذہبوں میں سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ داستان "طلسم ہوشیا" سے بھی ثابت ہوتی ہے۔  
کسی تہذیب کی تصویر صرف منفی بنیادوں پر نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ یہ رویہ درست  
نہیں ہے کہ چونکہ "باغ و بہار" دلی میں لکھی گئی اس لئے وہ اچھی ہے اور چونکہ  
"طلسم ہوشیا" کو لکھنؤی داستان گوہن نے بیان کیا اس لئے اس میں کڑے پڑے ہوئے  
ہیں۔ نتائج نکالنے کا یہ طریقہ علم طور پر گمراہ کن ہوتا ہے۔ اور اب جبکہ ہم ایک  
آزاد ملک کے شہری ہیں ہمیں اپنے تہذیبی ورثہ کا از سر نو مطالعہ کرنا ہوگا اور جملہ  
بازی سے کام نکال لینے کا کام بند کرنا ہوگا۔

"طلسم ہوشیا" ایک تہذیبی دستاویز ہے اس لئے قابل احترام ہے۔ اسے صرف  
اس لئے نظر انداز کر دینا درست نہیں ہے کہ اسے لکھنؤ کے افہونی داستان گوہن نے بیان  
کیا ہے۔ اس کے ہر حرف میں لکھنؤ رچا بسا ہوا ہے اور لکھنؤ ہماری ہندوستانی  
تہذیب کا ایک حصہ ہے۔ راقم الحروف ہندوستانی تہذیب کہنا چاہتا ہے کیونکہ اس  
کی رائے میں "مشترکہ تہذیب" یا "ہندو مسلم تہذیب" جیسی توکمیں گمراہ کن ہیں  
اور ہندوستانی تہذیب کے ارتقا کی راہ میں رکاوٹ بن رہی ہیں۔ ہندوستان آریوں کے  
آنے سے پہلے بھی مہذب تھا۔ آریہ اپنے ساتھ کچھ روایتیں لائے۔ ان کی جو روایتیں  
ہمارے لئے قابل قبول تھیں انہیں ہم نے لے لیا۔ ہندوستانی تہذیب کی شکل میں  
تبدیلی ہوئی لیکن ہم اسے دراوڑ آریائی تہذیب نہیں کہتے۔ ہوں ہی فصل توک عرب

اور ایرانی اور یونانی اور فرانسیسی مرنکی اور انگریز اپنے ساتھ اپنی تہذیبیں لائے۔ ان کی جو روایتیں ہمارے لئے قابل قبول تھیں انہیں ہم نے قبول کر لیا۔ ہندوستانی تہذیب کے دامن میں اور وسعت آگئی لیکن اس کا نام تبدیل کرنا درست نہیں ہے۔ ہندوستانی تہذیب تو ہندوستانی تہذیب ہے اور تہذیب کے سلسلے میں "مشکوہ" کی صفت کا اضافہ کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اس سے تہذیب کی بنیاد پر حرف آتا ہے۔ مسلمان کہتے ہیں ایک اور دشواری بھی ہے۔ اس لفظ کے استعمال سے یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ یہ "لو" "ایک" تھے۔ حالانکہ حقیقت یہ نہیں ہے۔ یہ "لو" اتفاق سے مسلمان تھے۔ جسے مغرب بعید سے آنے والے اتفاق سے عیسائی تھے۔ اگر ہم نے انہیں عیسائی نہیں کہا تو ہمیں ان لوگوں کو مسلمان بھی نہیں کہنا چاہئے۔ اگر ہم ان "مسلمانوں" کو ان کی علاقائی اور قومی حیثیت سے دیکھتے لیکن تو ہندوستانی تہذیب کو سمجھنے کا کام آسان ہو جائے۔ نو کہتے کہ یہ "لو" مسلمان نہ ہوتے تو کیا یہ "لو" کوئی اور لباس پہن کر کوئی اور کھانا کھاتے ہوئے اور کوئی اور زبان بولتے ہوئے آتے اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ہم انہیں مسلمان کہیں کہیں اگر ہم انہیں عرب ایرانی توک اور مثل کہنا شروع کر دیں تو ہم ان کے ساتھ آنے والی روایتوں کو چھانت کر الگ کر سکتے ہیں اور تب تہذیب کی تحلیل کے مسائل پر سنجیدگی سے غور کر سکتے ہیں۔ مسلمان کہتے ہیں یہ نقصان یہ ہوتا ہے کہ ہندوستانی سوانومل جاتا ہے لیکن عرب توک مثل اور ایرانی سچے ایک دوسرے سے الگ جاتے ہیں۔ اور ہمیں کچھ دلچسپ باتیں بھی نظر آتی ہیں۔ ہندوستانی موسیقی کے ارتقا میں ان "مسلمانوں" کا بڑا ہاتھ ہے لیکن ہم اسے ہندوستانی کلاسیک موسیقی ہی کہتے ہیں۔ ہم نے اسے "ہندو مسلم" یا "مشکوہ" موسیقی کا نام نہیں دیا۔ مصوری کے سلسلے میں ہم "مثل مصوری" کی باتیں کرتے ہیں۔ ہم مثل اور ایرانی کھانوں کی باتیں بھی کرتے ہیں۔ زبانوں کے اختلاف کے تو ہم قائل ہیں لیکن تہذیب کو ہم "مشکوہ" تہذیب کہتے ہر اصرار کرتے ہیں۔ یہ تو منطقی نتیجہ نہیں ہے۔ یہاں یہ تاویل بہانہ کرنا درست نہیں ہے کہ اسلام میں موسیقی حرام تھی اور مصوری ناجائز تھی۔ کیونکہ اسلام میں موسیقی کے حرام ہونے کی کوئی واضح شہادت نہیں ہے۔ موسیقی تو خلافت بنو امیہ کے زمانہ میں طوائف اسلام کے حکم سے حرام ہوئی۔ اس زمانے کے رئیس اپنے دیہاتوں میں گانے والی خواہجہ گورتیں رکھا کرتے تھے۔ ان رنہ رنہ کو روکنے کے

لئے طما نے اقدام کیا اور موسیقی ناجائز قرار دے دی گئی۔ (۱) دسویں اور اشعارویں صدی کے درمیان مسلمانوں کی حکومت کے زیر سایہ موسیقی نے بہت ترقی کی اور مسلمان گانے والوں نے موسیقی کے خزانے میں گران بہا اضافے کئے۔ (۲) یہ بات بہت دلچسپ ہے کہ مسلمانوں کی دنیا میں موسیقی نے طما کے فنون کے بعد زیادہ ترقی کی۔ (۳) ہمسفر اسلام کے زمانے میں موسیقی کے خلاف کوئی واضح حکم نہیں ملتا۔ اور ان کے سو برس کے بعد ہمیں ایک عطا ابی ریح (سنہ ۷۷۲ھ) ملتے ہیں جنہوں نے "تشیق" کی طرز ایجاد کی جس میں دو عورتیں محبت کے گانے گا کر حاجیوں کو خوش کیا کرتی تھیں۔ (۴) مکہ کے رئیس یونانی اور ایرانی گانے والوں کو اونچے دامن میں خرید کرتے تھے۔ (۵) الکندی نے "لے" کے قوانین مرتب کئے۔ موسیقی کے عناصر آلات موسیقی اور شاعری اور موسیقی کے رشتہ پر کتاب لکھی۔ فارابی جو پہلا بڑا اسلامی فلسفی ہے خود موسیقار تھا۔ اور اس کی کتاب "الموسیقی" موسیقی کے بارے میں ایک گران قدر کتاب شمار کی جاتی ہے۔ (۶) ابن سینا اس لئے "استاد" کا لقب حاصل نہ کر سکے کہ وہ موسیقار نہیں تھے۔ (۷) لیکن نظریات موسیقی پر ان کا مقالہ اتنا ہی اہم ہے جتنی فارابی کی کتاب۔ ہارون رشید کے دربار میں ابراہیم اور اسحاق جیسے گانے والے نظر آتے ہیں۔ (۸) یہیں تک نہیں۔ خلافت عباسیہ کے عہد میں گانے والے "مک آپ" کہا کرتے تھے۔ رنگین لباس پہنا کرتے تھے اور لمبے بال رکھا کرتے تھے۔ (۹) خلیفہ عہد الرحمان نے تو ایک مدرسہ موسیقی کھول رکھا تھا۔ اور ہارون رشید کے بھائی ابراہیم اپنے زمانے کے بہترین موسیقاروں میں شمار کئے جاتے تھے۔ (۱۰)

- 
- |                            |                        |
|----------------------------|------------------------|
| (۱) شوستوی ۱ (۲۱۰-۲۱۱)     | (۲) اپنا ۱ (۲۱۱)       |
| (۳) اپنا ۲۱۰               | (۴) اپنا ۲۱۳           |
| (۵) جازف ہل : عرب تہذیب ۵۲ | (۶) شوستوی ۱ (۲۱۲-۲۱۵) |
| (۷) اپنا ۲۱۵               | (۸) اپنا ۲۱۳           |
| (۹) اپنا ۲۱۶               | (۱۰) اپنا ۲۱۶          |

اب ان تاریخی شواہد کی روشنی میں یہ کہنا کہاں تک درست ہے کہ اسلام موسیقی کے خلاف ہے۔ اس لئے اگر "ہندو مسلم تہذیب" کی ترکیب گڑھی جاسکتی ہے تو "ہندو مسلم موسیقی" کہنے میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے۔ یہ تہذیب کے مسائل کو ہمیشہ مذہب کے مسائل سے الگ کر کے دیکھنا چاہئے۔ دو مذاہب کے مابین والے ایک ہی تہذیب کے دائرہ عمل میں رہ سکتے ہیں۔ چنانچہ "طلسم ہوشیہا" میں ہم نے دیکھا کہ تہذیبی طور پر افراسیاب اور اسد بن کرب غازی میں کوئی فرق نہیں ہے حالانکہ ان میں سے ایک ہندو ہے اور دوسرا مسلمان۔ اسد کو موسیقی کا اتنا ہی شوق ہے جتنا افراسیاب کو۔ اور عمرو کی نرے نوازی تو ایک ہیجڑہ کی حیثیت رکھتی ہے اور "نرے نوازی" کرشن کی نرے نوازی سے لی گئی ہے۔ لیکن داستان گو کا یہ کہنا ہے کہ عمرو موسیقی میں جبریل کے شاگرد ہیں :

"جاننا چاہئے کہ عمرو کو کوہ ابو قیس پر اس کے ساتھ حضرت جبریل نے شاگرد کیا ہے اور ان دنوں دانے انگور کے کھلائے میں۔ ایک دانے کی خاصیت یہ ہے کہ عمرو خوش الحان ہے اور لحن داؤدی رکھتا ہے" (۱)

لحن داؤد کا ہو گیا اور نرے نوازی کرشن کی۔ یہی لکھنؤ ہے۔ اور اس لئے لکھنؤ کے داستان گو نظر کردہ ہفت ہنرمندان خواجہ عمرو کو "کھٹک" کا استاد ظاہر کرنے سے نہیں جھجھکتے۔ اور جبریل کو ان کا استاد بنا دیتے ہیں۔ اور وہ ایسا کہیں نہ کرتے لکھنؤ کے شعبہ ماحول میں موسیقی سوز خوانی کے ہمیں میں داخل ہو کر مذہب کا ایک حصہ بن چکی تھی اور مزے کی بات یہ ہے کہ یہ سوز خوانی کا فن ایک سنی مسلمان خواجہ حسن مودودی کا ایجاد کیا ہوا ہے جنہوں نے "موسیقی کی خاص خاصیت" دہن میں سوزوں میں قائم کر کے اپنے شاگردوں کو بتائیں اور اس فن کے باغیچہ اور باقاعدہ بننے کی بنیاد پڑ گئی (۲) ان سوز خوانوں کے بارے میں آگے چل کر شہر کا بیان بہت واضح ہو گیا ہے۔

"مرثیہ خوانوں کے بعد سوزخوان ہیں۔ یہ لوگ نوحوں اور مرنوں کو اصول موسیقی کی پابندی میں گا کر سناتے ہیں۔ ان میں علی الملوم تین آدمیوں کا گرو ہوتا ہے۔ دو سرود پڑھتے ہیں جو "بازو" کہلاتے ہیں اور تیسوا شخص جو بیچ میں بیٹھتا ہے سوز سناتا ہے۔ ان لوگوں نے بھی اصول موسیقی کے پرتے اور راگوں اور دھنوں کے ادا کرنے میں اس درجہ ترقی کی ہے کہ گوہن کو ہجھے ڈال دیا ہے ۰۰۰۰۰ جو درجہ کمال مرثیہ گوئن نے شاعری میں حاصل کیا وہی سوزخوانوں نے موسیقی میں (۱) مرنجھو کا نام کسے یاد نہیں۔ غازی پور میں ایک اوسط درجہ کے سوزخوان بشارت خان صاحب مرحوم تھے جو محرم سے ایک مہینہ قبل اپنا مارمونم نکالا کرتے تھے اور باقاعدہ "رباعی" کرتے تھے۔ راقم الحروف کے گاؤں کی مجلسوں میں مرثیے پڑھتے تھے کہ فلان تاریخ کو فلان وقت کی مجلس میں فلان مرثیہ پڑھا جائیگا۔ اب جولو، ان مرثیوں کو پڑھتے ہیں وہ گانا نہیں جانتے۔ لیکن اوقات کا تقیر اس کی شہادت دیتا ہے کہ ان مرثیوں کی دھنوں کا شعاع وقت کے را، پر باندھا گیا ہے۔ وہ مرثیے اگر غلطی سے کسی اور وقت پڑھ دئے جاتے ہیں تو وہ لطف نہیں آتا اور وقت بالکل نہیں ہونی! سوزخوانی کے اس مذہبی ماحول میں "طلسم ہوشیہا" لکھی گئی۔ چنانچہ ہم گد شہ باب میں دیکھ آئے ہیں کہ "طلسم" میں موسیقی کی دنیا ہندوستانی کلاسیکی موسیقی سے آباد ہے اور اس میں بھی شہری بار بار نظر آتی ہے جو پھر ہمیں لکھنؤ میں پہنچا دیتی ہے۔

حسن کے بیان میں جسمانی حسن کے ذکر کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا گیا ہے۔ کیونکہ "طلسم ہوشیہا" ایک عشقہ داستان ہے۔ اور عشقہ داستانیں جسمانی حسن کے بغیر ایک قدم نہیں چل سکتیں۔ ہماری کہانوں کے شہزادے تو شہزادہوں کی جوتیاں دیکھ کر عاشق ہو جاتا کرتے تھے! اس لئے جسمانی حسن پرستی کو نظر انداز کر کے حسن کے دوسرے مظاہر کا مطالعہ کیا جا رہا ہے۔ جسمانی حسن کے بارے میں اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ "طلسم" میں نوجسمانی حسن ایسا ہے کہ شاید وہاں۔ اور حسن پرستی میں عورتیں مردوں سے کم کاہلہ نہیں رکھتیں۔



جسمانی حسن کے علاوہ "طلسم" میں حسن کا اظہار فن موسیقی و رقص فن تعمیر اور فن باغبانی میں ہوا ہے۔ موسیقی اور رقص کے بارے میں ہم گذشتہ باب میں گفتگو کر چکے ہیں۔ فن تعمیر اور فن باغبانی پر پہلے باب میں ایک نگاہ ڈالی گئی تھی۔ لیکن اس کی کلی حیثیت کیا ہے اس کے مطالعہ کا موقع اب پیدا ہوا ہے۔

فن تعمیر کے سلسلے میں بھی "اسلام فن تعمیر" کی ترکیب استعمال کی جانی ہے۔ اس میں تو شک نہیں کہ ہر مسلمان قوم یہاں اپنے ساتھ اپنا فن تعمیر لائی اور اس نے ہندوستانی فن تعمیر پر اثر بھی ڈالا۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ ہندوستان کا "مسلمان فن تعمیر" دوسرے ممالک کے "مسلمان فن تعمیر" سے مختلف ہے۔ (۱) اس لئے "مسلمان فن تعمیر" کے کوئی معنی نہیں رہ جاتے۔ تاج محل جو اس "مسلم فن تعمیر" کا سب سے بڑا نمونہ سمجھا جاتا ہے اس کے بارے میں ہاول کی رائے دلچسپی سے حالی نہیں ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ تاج محل بالکل وہی ہی عمارت ہے جسے عمارت ستروہین صدی کے ہندوستان میں ہندو اور بدھ طرز تعمیر کے زیر اثر بن سکتی تھی۔ وغیرہ وغیرہ (۲)۔

جونپور کی اٹالا مسجد کے بارے میں شوستری کا کہنا بھی یہی ہے کہ اس کے اندرونی گہارے اور جو کچھ کھمبے بالکل ہندو طرز کے ہیں۔ (۳) فتح پور سیکری کی عمارتوں کے بارے میں مقبول احمد سعدی کی رائے بھی یہی ہے۔

"فتح پور کی مسجد ہو یا شیخ سلم کا مقبرہ۔ ہندو اثر بالکل نمایاں ہے۔ شیخ سلم جشتی کے بارے میں ونسٹ اسمتھ اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتا ہے "اتنے بڑے جوشیلے مسلمان فقیر کے مقبرہ میں ہندو اثر دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔ عمارت کی پوری ساخت ہندو جذبہ کو ظاہر کرتی ہے (اکہردی گریٹ مفل۔ ص ۲۲۲-۲۲۵) اسی طرح ہول کی رائے میں فتح پور سیکری

(۲) منشی • ہندوستانی ورثہ ۵۹-۶۰

(۱) گریٹ ۲۲۳

(۳) شوستری ۲۶۰

کی مسجد مسجد سے زیادہ وشنو مندر معلوم ہوتی ہے" (۱)

جنوبی ہند کے مسلمان بادشاہوں کے قہار کا تذکرہ فی فضول ہے۔ کیونکہ شیعہ مسلمانوں پر ہندو اثرات ہوں بھی زیادہ ہیں۔ ان کے قہار تو بنیادی طور پر ہندو ہیں۔

"طلسم ہوشیہ" میں اس فی قصہ سے کام لیا گیا ہے۔

طلسم کی عمارتیں ہرجون (۲) سے ڈھکی ہوئی ہیں۔ قلموں پر تو ہزار ہزار ہج ہیں۔ (۳) ہام و در پر بھی "ہج مقدم و رنگین" نظر آتے ہیں۔ (۴) کوئی کوئی ہج تو ہشت پہل ہے جولہ کی طرح کھڑا ہے۔ جس میں آٹھ دروازے ہیں۔ اور ہر دروازہ پر ایک ہج بنا ہوا ہے۔ (۵) ہج اور ہارون (۶) کا توجولی دامن کا سانچہ ہے۔ کنگوے نکلے ہوئے ہیں۔ (۷) محراب دار طاق بنے ہوئے ہیں۔ (۸) درون کی محرابیں "ہلال آسا" ہیں۔ (۹) کمروں میں کارنمن نظر آ رہی ہیں۔ (۱۰) گہدوں کی تصویر پر بھی بڑا زور ہے۔

"سحرا کے ہج میں ایک گہد گول سڈول رشک گہد جرخ بنا ہے" (۱۱)

"نام اس گہد کا گہد ہے نور ہے اور اس میں تین درجے ہیں ۰۰۰" (۱۲)

کہیں بڑے خوبصورت ہیں۔

بنا تھا گہد کی صورت مدور \* لگے اس میں ستون سڈو مرم  
 طے ہر اک ستون کے تھا کیا کام \* بنا تھا جال اس میں رشک گد ام (۱۳)

(۱) مقبول احمد صدیقی: راجپوت اور قبل زین و شو کی معاشرت ۱۰۵

(۲) ۱ (۵)	(۲) ۲ (۵۰۵)	(۲) ۲ (۲۸)	(۵) ۲ (۲۵۳)
(۶) ۱ (۵)	(۸) ۱ (۳۳)	(۴) ۱ (۵)	(۹) ۲ (۳۵۱)
(۱۰) ۱ (۴۸)	(۱۲) ۱ (۵۹)	(۱۱) ۲ (۵۵۴)	(۱۳) ۲ (۹۶۹)

(۱) گول اس کے ستون ساٹھ حور \*

تھا درخشاں ہر ستون اس کا \* ساق محبوب سے کہیں اظلا (۲)

ان ستونوں پر جواہر کی بچی کاری کی ہوئی ہے۔ (۲) اور دیواروں کا حال یہ ہے کہ "رزم، طلا میں جواہر کو بچی کر کے انکاری بنائی" ہے۔ (۲) چھتیں منقہ، میں۔ (۵) عمارتیں گم اور پختہ ہیں۔ (۶) کہیں کہیں پتھر کی عمارتیں بھی نظر آ جاتی ہیں۔ (۷) لیکن عام طور سے عمارتوں میں پتھر استعمال نہیں ہوتا۔ لکھنؤ میں پتھر کی عمارتیں بن بھی نہیں سکتی تھیں۔

اب کسی آبادی کی طرف چلمن۔

"واغ ہو کہ شہر ناہر سان کے جالیں دروازے تھے" (۸) داستان گوئے ایک صفر کا اضافہ کر دیا ہے۔ لنکا کے قلمہ میں چار دروازے تھے۔ (۹)

"دروازہ شہر کا نہایت بلند فولادی ماتہ فیل مست جھوم رہا تھا۔ ۰۰۰ چار دیواری شہر پناہ کی منقہ، ورنہ پتھر کی تصویر تھی" (۱۰) "ایک دروازہ رفیع الشان بلند و بہتر از باب آسمان نظر پڑا" (۱۰) ۲ (۱۰۹)

یہ لکھنؤ کا رومی دروازہ ہے۔

"شہر پناہ واقعی نزہت گاہ تھی۔ دیواریں بلور کی تھیں ۰۰۰۰۰ شکار گاہیں اس میں بنی تھیں۔ شاہان جہان کی تصویریں تھیں" (۲۰) ۳ "یہ ہندو مکانوں کا اثر ہے جن میں اب بھی تصویریں دیکھی جاسکتی ہیں۔" "دیواریں قلمہ کی ہوا کے جھونکے سے لہوا کر چھک جاتی تھیں اور سیدھی ہو جاتی تھیں۔ ہر وجہ قلمہ بھی یہی خاصیت رکھتے تھے" (۱۱)

---

(۲) (۳۰) ۲	(۲) (۳۷۸) ۱	(۱) (۳۵۳) ۱
(۶) (۳۰) ۱	(۵) (۸۵۰) ۱	(۲) (۸۴۹) ۱
(۹) <u>رامائن</u> ۱۰۹۰	(۸) (۱۹۳) ۱	(۴) (۶۹۸) ۳
	(۱۱) (۲۲۰) ۳	(۱۰) (۴۱۸-۴۱۷) ۱

ان لرزان دیواروں کی تعمیر میں احمد آباد کے "لرزان میناروں" کا ہاتھ صاف دیکھا جاسکتا ہے۔

خرم لو، قلمہ میں آگئے۔

"دوکانیں محراب دار و منقذ، و رنگین۔ ہر عمارت کے بالا خانے پر

کنگری رکھے ہوئے" (۱)

"اسد نے اس مکان رشک دہ گستان کو دیکھا کہ چار دیواری پر اس کے

مطلقہ کیا ہوا ہے۔ جواہر کی بچی کاری ہے۔ مذہب و مولا ہے۔ ۰۰۰۰۰

کمرے گردا گرد تعمیر۔ شہ نشین سراپا پری کی تصویر ۰۰۰۰۰" (۲)

بنگلوں کی بہار کا کیا کہنا۔ مینا کار میں (۳) زرنگار میں (۴) موتوں تک کے

توسنگے موجود ہیں (۵)۔ کہیں کہیں جہل ستون بھی نظر آجاتے ہیں۔ (۶) لیکن

زور بارہ دری پر ہے۔ "طلسم" میں کوئی باغ ایسا نہیں جس کے بیج میں ایک بارہ دری

نہ ہو (۷) اور اس کی وجہ یہ ہے کہ :

"تیسرے باغ کا اندرونی صحن جس میں چمن بندی بھی جلو خانہ کھلا تھا۔

درمیان میں پتھر والی بارہ دری بھی" (۸)

اور یہ "تیسرے باغ" داستان گوہوں کے سامنے بنا تھا۔ تیسرے باغ کی تعمیر سنہ ۱۸۵۰ء

میں مکمل ہوئی تھی۔ (۹) یعنی اس داستان کی اشاعت سے کوئی تیس اکتیس سال

پہلے۔ چنانچہ لکھنوی ادب میں بارہ دری کے پتھر کوئی عمارت کہے میں سکتی تھی۔

"گزار نسیم" میں دیا شنکر نسیم تک بارہ دری بنوانے سے نہیں مانے۔

(۱) (۳) ۱ (۱۹۸)

(۲) ۱ (۶۵)

(۱) ۳ (۵۲۳)

(۶) ۱ (۳۲۶)

(۵) ۱ (۳۹)

(۲) ۱ (۲۵۳)

(۸) مضامین شہد ۵۵

(۷) ۱ (۲۵۵)

(۹) عطا اللہ ہالوی : تذکرہ شوق ۶۶

بارہ دری وان جو سدنے کی تھی • سو خواب گہ بکاڑی تھی  
گول اس کے ستون تھے ساتھ حور • چٹن مڑگان چشم مخمور (۱)

یہ ذکر تو ہم پہلے ہی کر آئے ہیں کہ لکھنؤ کی "جاندی والی بارہ دری" (۲) کے اثر سے  
طلسم میں زور جواہر کی عمارتیں کھڑی کی گئی ہیں۔ لیکن ہوں بھی ہندوستانی ادب  
میں زور جواہر کی عمارتیں بنائی جا چکی تھیں۔ طلسم داس نے رام کے ایودھیا میں ایسی  
عمارتیں بنائی ہیں۔ (۳) راوی کے سونے کی لنکا کا ذکر کس نے نہ سن رکھا ہوگا۔ ہنومان  
نے جب پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا تو

انی اندھ جلدھ جہون ہاسا  
کنک کوٹ کر ہرم پرکاسا (۴)

اب اگر "طلسم" میں :

"افراسیاب از کورب اس عمارت کے پہنچا۔ دیکھا سارا مکان جواہر گاہے" (۵)

تو کیا تعجب !

ہندوؤں کی دنیا اگر سوالوں سے آباد نہ ہوگی تو گاہے سے آباد ہوگی۔ "طلسم" میں  
داستان گوہن نے کسی مسجد کی سرتونہیں کرواتا لیکن سوالہ انہوں نے غریب دکھلا دیا۔

"عمارت سوالہ کی نہایت وسیع۔ ہر گوشہ ہر پتھر کے جانور بنے ہوئے.....

سونے کی تصویر..... تخت پر ہے" (۶)

تصویرات کا بیان ختم کرنے سے پہلے ایک بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے۔  
"طلسم ہوشیار" میں اکثر شہزادہاں شہر سے دور ہافون میں رہتی نظر آتی ہیں اس لئے  
جب امیر یا ان کے سودا روں میں سے کسی سے ان کا حاشقہ چلتا ہے تو کافی عرصہ تک  
کسی کو خبر نہیں ہوتی۔ یہ "باغ" دراصل لکھنؤ کے اطراف میں ہیں۔ امراؤ جان ادا

(۲) رامائن ۱۲۶۳-۱۲۶۴

(۲) مسامین شہر ۵۵

(۱) گزار نسیم ۱۲

(۶) (۴۸۱) ۷

(۵) (۱۷۴) ۱

(۲) رامائن ۹۶۳

نے ا۔ مکان اور باغ کی بیگم سے صرف کی کہ "شہر سے کوئی گھنٹہ بھوکا راستہ تھا۔  
تو بیگم نے کہا۔

"اے ہے۔ تمہیں یہ جنگہ بہت پسند آیا۔ نہ آدمی نہ آدم زاد۔ خدا  
کی ذات۔ شہر سے کوسوں دور۔" (۱)

بیگم کے اس مکان میں توجہ آور آئے تھے۔ لیکن "طلسم" کے ایسے مکانوں میں جت جوڑ آئے  
ہیں !

یوں بھی ہنگاموں سے دور آرام کرنے کے لئے "باغ" بنوانا ہندوستان کی ایک پرانی  
روایت ہے اور سنسکرت ادب میں اس کی بہتری خالص مل سکتی ہیں۔ (۲) یوں کے  
مہاجنوں کے باغ آ۔ بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

"امراؤ جان ادا" کے مکان نے ہمیں پھر لکھنؤ میں پہنچا دیا۔  
لکھنؤ والوں نے کھانے اور لباس اور زینت میں کہا کہا حسن کاری کی ہے اسے ہم  
گشتہ ایواب میں دیکھ آئے ہیں۔ باغبانی کا ہلکا سا جائزہ لیا جاچکا ہے پھر بھی یہاں  
اتنا مزہ کرنا ضروری ہے کہ جس زمانہ میں یہ داستان لکھی جا رہی تھی اس زمانہ کے  
لکھنؤ نے نہریں بھی دیکھی تھیں۔ اور لکھنؤ میں کئی مشہور شاہی باغ/تھے۔ قیصر باغ  
اور دلکشا اور سکندر باغ تو اب بھی موجود ہیں۔ چہار باغ کا نام وہ گما ہے۔ ہمارے داستان  
گوہوں نے انہیں لکھنوی باغات کے اثر میں اپنے باغ لگائے ہیں اور انہوں نے ان لکھنوی  
باغوں میں اپنی جنت کا تصور بھی شامل کر دیا ہے۔

طلسمات کے سارے دیوار و در • نہ بان کے سرے کوٹھے نہ بان کے سرے در  
نہ آندہ کا خطرہ نہ بارش کا ڈر • نہ سدی نہ گوی کا اس میں خطر  
کسی کوٹھے جس چیز کا اشتہاق • نظر آئے وہ چیز بالائے طاق  
طلسمات کے پردے اور جلمین • ارادہ بہ دل کے کلین اور بندہ میں (۳)

یہ طلسم ہوشیار کا باغ سبب ہے۔ اس میں اور مسلمانوں کی جنت میں کیا فرق ہے۔  
ان ہافون میں جنت ہی کی طرح جواہرات کے مکان بھی ہیں۔

پھر نظر آتا وہ باغ دلکشا \* دیکھ کر جس کو یہ شہسدر رہ گیا  
لعل و یاقوت و زہرہ کے شجر \* روشنی سے جس کی خیرہ ہو نظر  
سم و زہر کی خشت سے اسکو بنا \* بقیہ جس میں جواہر سے ہوا  
میں اس کے زہرہ کا مکان \* گرد اس کے ہر طرف آب روان (۱)

یہ جوہر میں زہرہ کا مکان ہے یہ ہمیں جنت سے فضل ہافون میں پہنچا دیتا ہے!

یہ صحیح ہے کہ "طلسم" کے باغ "فضل باغ" ہیں لیکن فضل باغ کے معنی یہ  
نہیں ہیں کہ ان کی ریج ہندوستانی نہیں ہے۔ ہندوستان میں ہافونی کا فن قدیم  
ہے۔ ہندوستانی ہافونی کا فن بھی کسی دوسرے فن کی طرح ہندوستان کی تاریخ سے  
وابستہ ہے اور ہافون کی توہمت میں باغ بنانے والوں کے مذہبی عقائد کا ہاتھ بھرپور ہے ہافون  
سے زیادہ صاف نظر آتا ہے۔ (۲)

یہی کتاب آگے چل کر یہ بتاتی ہے کہ ہندوستان میں بہت قدیم زمانہ سے  
ہافونی کا رواج چلا آ رہا ہے۔ قدیم ہندو اور سنسکرت ادب ہافون کے ذکر سے بھرا ہوا ہے۔  
(۳) لیکن ہندوستان کے موجودہ طلسمی ہافیات وسط ایشیا اور ایران سے آئے ہیں۔ باہر  
کے عہد میں ایران اور تورکی میں "باغ آب روان" کا فن بہت ترقی کر چکا تھا۔ اسوارٹ  
کا خیال ہے کہ ہندوستانی ہافون میں ہانی ایرانی اور تورکستانی اثر کے تحت آیا۔ (۴) لیکن  
ہیشم کا کہنا ہے کہ ہندوستانی ہافون میں ہانی کا وجود پہلے بھی تھا۔ اور ہیشم کی بات  
دل لگتی ہوئی بھی ہے۔ ہندوستان کی گرم آب و ہوا میں جہاں ہانی کی افراط بھی ہے  
اگر وہاں کے ہافون میں ہانی ہوگا تو وہ زندہ کہے رہیں گے۔ چنانچہ ہمیں قدیم ہندوستان

(۱) (۳۰) ۲ : عظیم مفلون کے ہافیات ۲

(۲) اسوارٹ : عظیم مفلون کے ہافیات ۲-۳

(۳) ایشیا ۵

کے باغوں میں مصنوعی جھلمل اور قلاب نظر آتے ہیں جن میں کبھی کبھی ٹواریے بھی جڑے جاتے ہیں۔ (۱)

"طلسم" میں باغ کو جو رہائشی حیثیت حاصل ہے اس کی بھی کالی داس کے عہد تک میں شہادتیں ملتی ہیں اور باغوں میں پھولدار اور پھل دار دونوں قسم کے درختوں کا وجود بھی قدیم ہندوستانی باغ کی روایت ہے۔ (۲)

لیکن اس میں شک نہیں کہ مفلون نے ہندوستانی باغبانی میں جارچاہ لگا دئے۔ باہر مفلون کا عاشق تھا۔ چنانچہ یہاں اس نے ایرانی انداز پر انجمن لگوانا شروع کیا۔ اور مصنوعی آشاروں کا نقشہ برلین کے نقشوں پر تحلیل ہوئے لگا۔ (۳)

"طلسم ہوشیہ" کے باغ ہندوستانی باغ ہیں جن کا سنگار مفلون کی گل پرستی نے کیا ہے۔ لیکن ہندو اثرات سے انکار کرنا دشوار ہے۔ تاج محل کے باغوں میں اسٹوارٹ کا بیان اہم ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس کا منصوبہ سادہ ہے۔ اہم کے تصور پر ہندو سور کے تصور کی جھاپ صاف ہے۔ (۴)

"سکندرہ" کے باغوں میں اسٹوارٹ کا بیان تفصیلی ہے اور ہمارے لئے مفید۔  
 "نقشہ پر حد سادہ ہے۔۔۔ چار حصوں میں تقسیم کی ہوئی زمین  
 تو باہر کی بھی ہے اور ہندو دیومالائی جیروافہ کی بھی۔ مقدس زمین  
 جس کے درمیان میں سر و پہاڑ ہے جس کے ایک پوشیدہ چشمہ سے  
 شمال و جنوب و مشرق کی طرف چار عظیم اور زرخیز دریا بہتے  
 ہیں۔ درمیانی پہاڑ پر اچھائی برائی اور طم کا مقدس درخت ہے جس  
 کی جٹوں سے ہائی کا مقدس نام لپٹا ہوا ہے جو اس پوشیدہ چشمہ کا

(۱) پیشہ ۲۰۲ (۲) اوپادھیا : کالی داس میں ہندوستان ۲۱۷

(۳) شوستری ۱ (۲۲۸) (۴) اسٹوارٹ : عظیم مفلون کے باغات ۶۲-۶۳



مظہور بھی ہے۔ جنت کے تمام قدیم تصورات میں یہ چیزیں شامل ہیں۔  
 یعنی ایک ہر اسرار پہاڑ۔ ایک قدس درخت۔ ایک پوشیدہ چشمہ اور  
 اس چشمہ کا رکھوالا ایک سانپ۔ ۰۰۰۰۰۰ ابتدا میں اسی پہاڑ کی جگہ  
 ایک عہد کھڑا کیا گیا۔ بدھ عہد میں عمارتوں کے اور چھتیاں بنائی  
 گئیں جو دراصل اس قدس درخت کی علامتوں کی حشمت رکھتی ہیں۔  
 یہ تصور ہندو مندروں نے بھی قبول کیا۔ مسلمانوں نے مندر کو گنبد یا  
 بارہ دری میں تبدیل کر دیا۔ جس کی تصویر ہمیشہ مرکزی جہتوہ پر ہوتی  
 ہے اور جس سے اب تک چاروں طرف پانی کی نہریں بہ رہی ہیں (۱)۔

اس طویل اقتباس نے ہماری کئی مشکلین آسان کر دیں۔ کیونکہ اب یہ نتیجہ  
 نکالا جاسکتا ہے کہ مفلون کے رہائش کے باوجود "مفل باغات" کا رشتہ ہندو دیوالا  
 سے پھر بھی قائم ہے اور اس کی ترتیب میں اب بھی ہندو دیوالا کا ہاتھ ہے۔ مفلون  
 نے شاندار دروازوں کا اضافہ کر کے اس دیوالائی نقشہ کو اور شاندار ضرور بنادیا۔

"طلسم" کے مفلون کے مزاج کو سمجھنے کے لئے ہندوستانی باغ سے نموڑی سی  
 واقفیت ضرور تھی۔ اب ہم مندرجہ بالا شواہد کی روشنی میں "طلسم" کے چمن زاروں کی  
 سیر کر سکتے ہیں۔

"دروازہ باغ کا کاربکون نے پتھر کا مع جوکھٹ بازو بنایا ہے۔ مندرجہ  
 موسیٰ اور ساق اور ہندو نیاں کو تراش کر مثل آئینہ صاف کیا ہے" (۲)  
 "دروازہ مثل آفتاب، تمنائے عاشق وا ہے ۰۰۰۰۰ ہر طرح کے گل شگفتہ  
 تھے۔ نہروں جاری تھیں۔ فوارے چھوٹے تھے۔ ۰۰۰۰۰ چمن کی  
 روشنی پھری خوش قطع ۰۰۰۰۰ نہروں کے گرد پتھریاں بلور کی۔ قریب  
 اس کے ہری ہری گھاس زود کو شرماتی تھی۔ نہروں پر فوارے <sup>چڑھتے</sup> اٹھتے۔

(۱) اسٹوارٹ: عظیم مفلون کے باغات ۲۷

(۲) (۵۶)

کھوڑا جنہا گل با جہن گڑھل \* لالہ و صد ہر \* نافرمان کنول  
کہا درخت پر شہر کہا مہوہ دار \* اپنے اپنے موقع پر سب کی بہار

ہم جمنستان میں ایک جہونوہ سو گزندہ، مہج سوا گڑکا مرنے بنا تھا۔  
گود اس کے جار جمن : (۱)

"جس قدر سینو ہے زہود کا ہے۔ گڑ گڑ بھر کے فاصلے سے باقوت رہنے کے  
گھاس کی تحریروں کی ہوئی ہے : (۲)

"ایک بارہ دری سراسر خوں سے بھری مہج جمنستان کے بنی تھی : (۳)  
"بنی سنہ، مہر کی جھوڑ کی نہر \* گئی چار سمت اس کے پانی کی لہرو : (۴)  
"بنا تھا فرسہ سنگین ہورونی پر : (۵)

"تھے گود جمن مکان بہ کسوت \* جس طرح کہ قصر ہائے جنت : (۶)

ان ہافون کو ہم آسانی سے پہچان سکتے ہیں۔ اگر سنہ، مہر کے جہونوہ اور  
سنہ، مہر کی جھوڑ کی نہر نظر آتی تو یہ کہا جاسکتا تھا کہ یہ باہر کا تصور ہے۔ لیکن  
یہ "جاندنی باغ" ترکستان کے "آفتابی ہافون" سے مختلف ہیں۔ فصل "جاندنی  
ہافون" سے واقف نہیں تھے۔ "جاندنی باغ" تو انہیں اس پہلی راجپوت شہزادی  
سے ملا جو پہلی بار ان کے حرم میں داخل ہوئی تھی۔ (۷) سفید پتھر کا استعمال  
"طلسم" کے ہافون کو "آفتابی" نہیں رہنے دیتا۔ ماہتابی بنا دیتا ہے۔

لیکن ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ "طلسم" کے یہ "فصل ہافات" دلی سے نہیں  
آئے ہیں بلکہ لکھنؤ ہی کے ہیں۔ "نوب عشق" میں شوق نے جو باغ لگایا ہے اس کے  
ہم میں بھی ایک ہنگامہ موجود ہے۔

---

(۱) ۱ (۵۷-۵۸)	(۲) ۳ (۲۰۶)	(۳) ۱ (۲۳۲)
(۲) ۱ (۲۵۰)	(۵) ۲ (۳۹۹)	(۶) ۳ (۲۳۲)
(۷) اسرار : عظیم مفلون کے ہافات ۲۲۵		

بج میں ہنگامہ ایک ہے جس کا • فرائض جس میں تمام اطلس کا۔ (۱)

جوہڑ کی • نہر بدر منور کے باغ میں بھی ہے۔

مطلب وہ جوہڑ کی پاکیزہ نہر • ہٹے چشمہٴ ماہ سے جس میں لہر  
ہٹے اس میں فوارے جھڑے ہوئے • ہوا بچ ہوئی سے لہرے ہوئے (۲)

مثنوی "سحرالبیان" ہی میں سند، مور کی جوہڑ کی نہر/ دکھائی ہے۔ اور  
دراصل باغ کا بیان داستان میں مثنوی/ کا ایک ٹکڑا ہے۔

بنی سند، مور کی جوہڑ کی نہر • گئی جار ہو اس کے پانی کی لہر (۳)

ان مبالغوں سے اس کے علاوہ اور کیا نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ "طلسم" کے ہافون  
کو دیکھنے کے لئے لکھنؤ سے باہر نکلنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اور یوں ہم نے یہ دیکھا کہ "طلسم" کا "جہان اقدار" بھی لکھنؤ ہی کی  
قدرون سے آباد ہے۔

(۱) عطاء اللہ ہالوی : تذکرہٴ شوق ۲۸۱

(۲) ایضاً ۲۵

(۳) سحرالبیان ۴۹

anket-1

جامع مسجد دہلی کے :

"دروازہ شمالی کی طرف ۳۶ سیڑھیاں ہیں۔ اگرچہ اس طرف بھی کہاں بیٹھے ہیں اور سوئے والے اپنی دوکانیں لگائے ہوئے ہیں لیکن بڑا نشاط اس طرف ہمارے اور قصہ خوانوں کا ہوتا ہے۔ تیسرے پہر ایک قصہ خوان مونڈھا بچھائے ہوئے بیٹھتا ہے۔ اور داستان امر حمزہ کہتا ہے۔ کسی طرف قصہ 'حاتم طائی اور کہیں ہوشیار خیال ہوتی ہے۔ اور صدھا آدھی اس کے سقے کو جمع ہوتے ہیں ۰۰۰" (۱)

"قصہ گوئی کی یہ عادت دنیا کی ہر تہذیب اور ہر ملک میں پائی جاتی ہے۔ ۰۰۰۰۰ (انسان) اپنی نفسیات کے ذہنی اور مقہول کے خواب کو انہیں قصوں کے آئینے میں دیکھتا ہے۔ خواہ وہ قصے دیوی دیوتا جن و ہری وحوش و طیور کے ہوں یا اشجار یاستان اور ہمارے آپ کے ایسے چلتے پھرتے انسانوں کے یہ سارے اقسام قصے کے اس ایک مظہر کی مختلف صورتیں ہیں کہ جن نمونوں سے ہمیں زندگی میں محروم کیا جاتا ہے ہم ان کے حصول کی آرزو اپنے خوابوں کی دنیا میں کرتے ہیں ۰۰۰۰۰ لیکن چونکہ قصہ صرف قوی یا انفرادی نفسیات ہی کی ایک تاریخ نہیں ہے بلکہ انسانی تجربات کے نچوڑ تصور حیات و کائنات کی توسیل کا بھی ایک ذریعہ ہے اس لئے یہ عالم بیداری کی بھی ایک شے ہے۔ وہ ایک مخصوص عہد کے ایک مخصوص ماحول کے تصور کا بھی مظہر ہوتا ہے ۰۰۰" (۲)

یعنی قصہ "عالم بیداری کی بھی ایک شے ہے"۔ اور اگر یہ عالم بیداری کی بھی ایک شے ہے تو کسی قصہ کو صرف "ہنک" کے ہمارے ہر جانچ کر اس کے بارے میں

(۱) سرسید احمد خان : آثار الصنادید بہ حوالہ ممتاز حسن : باغ و بہار ۳

(۲) ممتاز حسن : باغ و بہار ۳-۲

نہلہ کر لینے کا انداز صحت مند نہیں ہے۔ ممتاز حسین کو اس کا احساس ہے۔  
چنانچہ وہ خود کہتے ہیں :

”قصہ کوئی زندگی سے نوار اختیار کرنے کا نہیں بلکہ زندگی سے دست  
و گریبان رہنے کا ایک مقصدی مشغلہ ہے۔ ہم زندگی میں جن طاقتوں  
سے ہار جاتے ہیں انہیں خواب میں یا ان قصوں میں مفتوح کرنے  
کی آرزو کرتے ہیں۔ ہم جن چیزوں کی آرزو میں مرتے ہیں ان کی  
تحصیل کا خواب انہیں قصوں میں دیکھتے ہیں۔ لیکن ان کہانیوں  
کا یہ صرف ایک پہلو ہے۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ زندگی کے سفر  
میں جو شعب و نواز امتداد میں وسال کیے آتے ہیں ان سے معاشرت  
اور مطابقت پیدا کرنے کی تعلیم اور یہ قدر حوصلہ پیدا اور مواد کو سمجھنے  
اور سمجھانے کا کام بھی ہم ان کہانیوں کے ذریعے لیتے آتے ہیں۔  
زندگی کی اس خدمت کو ۰۰۰۰۰ کیونکر نوار اور حیل کوئی سے منسوب کیا  
جاسکتا ہے ۰۰۰۰۰ تفریح تو اس کا صرف ایک پہلو ہے جیسا کہ کسی  
بھی مقصد کی تحصیل میں پایا جاتا ہے۔ مقصد اور ادائے مقصد کا اتحاد  
ہی کسی عمل کو فنکارانہ عمل میں تبدیل کرتا ہے۔ حسن ان دونوں کے  
اتحاد کامل سے نکو کرتا ہے“ (۱)

یہ ایک بہت اہم اور قیمتی بیان ہے۔ لیکن میرامن دلی والے کی قصیدہ خوانی کے  
خیال نے ممتاز حسین کو مجبور کیا کہ وہ ”باغ و بہار“ سے زیادہ قیمتی اور عظیم الشان  
داستانوں کو نظر انداز کرنے کی کوئی صورت نکالیں۔ چنانچہ انہیں لکھنوی داستانوں  
کو ”انہوں کی تخلیق“ کہنے کی غلطی کوئی پڑی۔

”اس کی (باغ و بہار کی) نوعیت انیسویں صدی کی ان داستانوں  
سے مختلف ہے جو انہوں کی چمکی میں کہی گئی تھیں“ (۲)

---

(۱) ممتاز حسین : باغ و بہار ۲-۵ (۲) ایضاً ۲۲

لیکن اگر ہم ان کے اس بیان کو نظرات از کوہِ بین تواریح میں دیکھیں تو اس میں ایک ایسا صبار ضرور دیا ہے جس پر ہم اپنی داستانوں کو جانچ کر انہیں رد یا قبول کر سکتے ہیں ۔

ان کا صبار یہ ہے :

”آج جذبات کو عصر کی روشنی میں دیکھا اور جانچا جا رہا ہے ۔ لیکن ادب کا یہ صرف ایک پہلو ہے ۔ اس کا دوسرا پہلو ماضی اور مستقبل کے خواب دیکھنے اور دکھلانے کا بھی ہے ۔ چونکہ مستقبل نادیدہ اور ماضی دیدہ ہوتا ہے اس لئے اگلے وقتوں میں مستقبل کا خواب ہمیشہ ماضی ہی کے آنے میں دکھایا گیا ہے ۔ ماضی کا یہ خواب ہمیشے کی طرف لوٹنے کا نہیں بلکہ آگے بڑھنے کا ایک حقیقت شناس بہانہ تھا ۔“

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ماضی کے اسطرح کو مزخرفات نہیں بلکہ انسانی نفسیات اور اس کے ہوش و خرد کی ایک داستان سمجھتے ہیں ۔

ہمرواپنی دنیائے سود و زیان سے نکل کر عجائبات دنیا کی سرکوتا ہے ۔ اس سر میں مہیب اور محیر العقول طاقتوں کا مقابلہ کرتا ہے ۔ اور ان پر فتح پاتا ہے ۔ گویا وہ ان طاقتوں میں در آتا ہے ۔ اور اس طرح نئی طاقتوں سے لمس ہو کر ہمارا اپنی اس دنیائے سود و زیان میں لوٹتا ہے تاکہ اس نئی قوت کے شعور اور مال غنیمت کو اپنی برادری کے سب انسانوں میں بانٹ سکے ۔ کہیں بھی ایسا نہیں ہوتا کہ وہ اپنے اس سفر سے کامران نہ لوٹے ۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ داستان کا اختتام کہیں بھی ٹریجڈی پر نہیں ہوتا ۔ زندہ کی برقرار ہے امید پر کہ مایوسی پر ۔ داستان گواہی سورشتہٴ امید کو حزن و مایوسی کے جاک کہان سے باہر نکالتا ہے ۔“ (۱)

یہ وہ منزل ہے جہاں فاضلون کی کوئی حشمت نہیں رہ جاتی۔ کیونکہ ہر وہاب تنہا نہیں ہے۔ احد کے ہمراہی چالیس ہزار قزاق اگر منزل اول پر گرفتار ہو گئے اور احد میں کرب غازی تنہا رہ گئے تو کیا ہوا۔ انہیں تو نئی طاقتوں کا تصور ہے کہ اپنی دنیائے سود و زیان میں واپس آنا ہے۔ چنانچہ وہ واپس آئے ہیں۔ انہوں نے اس کا ضرر ہے کہ ممتاز حسین ان پر جاری درویشوں کی روحانی زندگی کو تودیکھ سکے لیکن یہاں "طلسم ہوشیا" میں یہی پردہ ساز جو کھرام ہے اس پر ان کی نگاہ نہ پڑ سکی۔ چنانچہ یہی وہ مقام ہے جہاں انہوں نے اہم شہادتوں کو نظر انداز کیا ہے۔ انہوں نے یہ تودیکھ لیا کہ "باغ و بہار" میں مراد نے ہجرہ کی شہزادی سے گت اور دوسرے بڑھوائے ہیں۔ اور انہوں نے یہ نقشہ بھی نکال لیا کہ

"اس زمانہ کے اعتبار سے یہ کوئی انوکھی بات نہ تھی۔ جہاں ہر سودا کے ایشیاء دھوائے جاتے۔ ہندی کے دوسرے اور گت بھی اردو کے لوگ اپنی بات چیت میں لائے" (۱)

ممتاز حسین کے اس بیان پر کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب وہ یہ کہتے ہیں کہ

"لکھنؤ والے برطانوی سپاہیوں کے تحفظ میں کلچر کے اس دھاریے سے دور ہو چلے تھے۔ اب ان میں نہ تو ہندوستانی کی یہ ملاوٹ تھی اور نہ ان کے بیان میں وہ سادگی تھی اور گھلاوٹ تھی جو کہ میر کی شاعری میں ہے۔ وہ آسان کو مشکل بنا کر پیش کرتے ہیں کہ فن میں مہارت حاصل کر رہے تھے اور ایک رنگ کے مضمون کو سورنگ سے پاک کرنے کی دھن میں تھے" (۲)

---

(۱) ممتاز حسین : باغ و بہار ۵۷

(۲) ایضاً ۵۷



تو ہمیں سوچنا پڑتا ہے حالی نے لکھنؤ کے ساتھ جو یہ سلوک کی کیا وہ قیامت تک کی جاتی رہیگی۔ ہمیں یہ بھی سوچنا پڑتا ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہون اور ذوق لکھنؤ کے تھے۔ آسان کو مشکل بنانے کی مشق تو دونوں جگہوں پر ایک رفتار سے جاری تھی۔ اور دونوں جگہوں کے شعرا ایک رنگ کے مضمون کو سورت سے ہاتھ دینے کی دھن میں تھے۔ اس کی آخر کا وجہ ہے کہ لکھنؤ کی باتیں کرتے ہوئے ہم ناسخ اور رجب علی بیگ، سور کے علاوہ سب کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ لکھنؤ میں صرف دہا شکر نسیم ہی نے اپنی مثنوی نہیں لکھی تھی۔ لکھنؤ میں ایک نواب مرزا شوق بھی ہوا کرتے تھے۔ لکھنؤ میں ایک رجب علی بیگ ہی نہیں تھے۔ جاہ اور قور بھی تھے جنہوں نے داستان طلسم ہوشیا لکھی۔ اس داستان میں بھی کت اور دھڑے استعمال ہوئے ہیں اور اس میں ایسے صدها الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جو شمعہ ہندی یا سنسکرت کے ہیں اور جواج ہمارے روزیہ کا حصہ نہیں ہیں۔ (۱) اور اس کے مثنوی یہ ہیں کہ مروسودا کے لکھنوی ہوئے کے باوجود اور لکھنؤ میں ناسخ کا مکہ چلنے کے باوجود اردو والے ہندی کے الفاظ اور کت اپنی گفتگو میں استعمال کرتے تھے۔ "طلسم" میں ان کا استعمال "باغ و بہار" سے زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ باغ و بہار رشتوں اور شہزادگان عالی مقام کو سنائی نہیں جا رہی تھی۔ وہ کتاب لکھی گئی تھی۔ "طلسم ہوشیا" سنائی گئی تھی۔ چنانچہ اس میں جو الفاظ ہیں وہ اپنے ساتھ یہ سند بھی رکھتے ہیں کہ لکھنؤ کے عرفا انہیں سمجھتے تھے اور ان سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت بھی رکھتے تھے۔

چنانچہ "طلسم ہوشیا" کے مطالعہ سے پہلا اہم نکتہ یہ نکلتا ہے کہ ناسخ کی تمام تو کوششوں کے باوجود اردو نے سب سے کم بول چال نے ہندوستان سے قطع تعلق نہیں کیا۔ اور اس کے لئے ایسا کرنا ممکن بھی نہیں تھا۔ کیونکہ اردو ایران اور ہندوستان کے ملاوٹ سے پیدا ہونے والی زبان نہیں ہے بلکہ ایک بدیسی زبان کو دیہار سے نکالنے کی ایک قوی کوشش ہے ! اس لئے چند الفاظ

---

(۱) ہندی الفاظ اور کت وغیرہ ضمیمہ کے طور پر شامل مقالہ میں ۔

اور جنتِ ملائکین کی بنا پر یہ فیصلہ کر لیا غلط اور بے بنیاد ہے کہ اردو کوئی قلمی  
ہوتا ہے !

اس داستان کے مطالعہ سے دوسرا اہم نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس داستان میں کھروا اسلام کی کشمکش نہیں ہے۔ اس داستان میں یہ کشمکش ہو چکی نہیں ہو سکتی تھی۔ لکھنؤ کی تاریخ اس کشمکش سے ناواقف ہے۔ اور اگر یہ کھروا اسلام کی کشمکش ہے تو خدا کے لئے کوئی صاحب یہ بتائیں کہ یہ نظر کردہ علت پسمندانہ یعنی خواجہ سروہن امہ شہری عنکھ پھونکے کسے نظر آئے ہیں۔ داستان گوہن نے جس چیز کو سفید مہرہ کہا ہے اسے صاحبان لغات عنکھ بتاتے ہیں۔ اسلام کا تبلیغ عنکھ پھونک پھونک کھروا اسلام کی تبلیغ کو ناظر آئے تو کوئی کسے کہ یہ نتیجہ نکالے کہ مطالعہ اسلام کا نہیں ہے۔

اس سلسلہ میں دو رائیں نہیں ہیں کہ داستان کو جانب دار نہیں ہے۔ وہ  
افراسیاب کے خلاف نہیں ہے۔ اس کے موافق نہیں ہے۔ ان کی یہ جانب داری پوشیدہ بھی  
نہیں ہے۔ ایک جگہ دیکھئے۔

"جہنم نے دو چار گولے اپنے ہاتھ سے اسے مارے کہ زمین ٹھہرا  
گئی۔ کئی سو جادوگر نماں شکوہ کی بے ہوش ہو کر گرین .....  
مخموڑ اٹھیں۔ منکر نے اٹھا کر مارے کہ کئی سو ساحر واصل جہنم  
ہوئے۔" (۱)

یہ جمشید ایک طلسم کا بادشاہ ہے۔ گلیے مارتا ہے نوشکوٹ کی لگی سوجادوگرنان  
پر ہوش ہو جاتی ہیں۔ لیکن مغرور جو صرف ایک سودار ہے وہ گلیے نہیں مارتی۔  
سنگ ریزے مارتی ہے۔ اور ان سنگ ریزوں سے لگی سو مخالفین صرف پر ہونے نہیں  
ہوتے۔ صوف مر بھی نہیں جائے۔۔۔۔۔ واصل جہنم ہو جاتے ہیں !

لیکن یہ تو پھر بھی غنیمت ہے۔ بات کئی سو سے آگے نہیں بڑھتی۔ داستان کوہن نے تو اپنی جانب داری میں تناسب کا کوئی خیال ہی نہیں رکھا ہے۔ جہاندار شاہ کی چالیس ہزار توہن سے وہ رخ کرے دس بارہ ہزار آدمی ماریے گئے لیکن ہر ہزار سے بھی توہن کا رنٹا ہوا۔ اور نفعہ میں جب :

"تین توہن کا رنٹا ہوا ۰۰۰۰۰ کئی ہزار نامراد چلے" (۱)

یہ جہاندار شاہ مالک بہیمان گل رہے اور ہمارے قدرت اس کا ایک سودا اور عاقرہ !

"لشکر جانہن سے جدا ہوئے۔ ۰۰۰۰۰ امرتے کشتوں کو مدد ان سے

اٹھوایا۔ تین ہزار آدمی لشکر امر سے اور تین لاکھ فوج عسکر سے کام

آئے۔ کشتے لشکر امر کے دفن ہوئے۔ لشکر مخالف کے توہے گئے" (۲)

جی ہاں۔ تین ہزار آدمی ہو کرے اور تین لاکھ آدمی ہو کرے کام آئے۔ ادھر والے دفن کرے

گئے اور ادھر والے توہے گئے !

"حشام نے یہ سب شوکت اسلام جگہ طعنوں میں نیرے اس کے ہاتھ

سے ہوائی کیا" (۳)

یعنی کمال سہ گری کا نہیں ہے۔ کمال شوکت اسلام کا ہے !

غالباً داستان کوہن کی اس جانب داری اور لشکر اسلام کے لوگوں کو غیر

مسلموں کے ہاتھ سے شراب پینے سے انکار کرتا دیکھ کر لوگوں نے یہ نفعہ قائم

کر لیا کہ اس داستان میں کفر و اسلام کی کشمکش میں اسلام کی فتح دکھائی گئی

ہے۔ لیکن ہم اس نفعہ پر پہنچے ہیں کہ اس میں ایک طرف تو اخلاقی قدروں

کا تصادم ہے اور دوسری طرف ایک مستحکم حکومت کا خواب ہے کیونکہ انرا سبب

اور اسے دونوں ہی کا دیکھا روئے سے تعلق نہایت ہے۔

نصرا نعبہ دراصل کوئی نعبہ نہیں ہے بلکہ ایک ایسی حقیقت کی طرف ایک اشارہ ہے جس کی طرف سے لوگوں نے آنکھیں پھیر رکھی ہیں۔ اور وہ حقیقت یہ ہے کہ اس داستان کی زمین۔ زمین پر اگلے والا سب سے اس کے پہاڑ اور دریا۔ اس کے جنگل اور صحرا اس کے کھیت اور اس کے باغ۔۔۔۔۔ اس کی آب و ہوا اور اس آب و ہوا میں اور اس زمین پر رہنے والے لوگ ہندوستانی ہیں۔ ان لوگوں کی خارجی زندگی میں ہندوستانی نہیں ہے۔ ان کی روحانی زندگی میں ہندوستانی ہے۔ ان کے توہمات کی دنیا مشوکہ توہمات سے آباد ہے۔ چنانچہ اس بات سے ایک اہم نعبہ نکلتا ہے۔ اور وہ نعبہ یہ ہے کہ ناموں سے افراد پہچانے جاتے ہیں۔ ناموں سے قومیں کو پہچانتا درست نہیں ہے۔ چونکہ کسی کا نام عبدالرحمن ہے اس لئے وہ عربی ہے۔ یہ منطوق درست نہیں ہے۔ نام عبدالرحمن بھی ہے اور جمشید بھی۔ نام جمہا بھی ہے اور وہ جہن بھی۔۔۔۔۔ لیکن یہ تمام نام ایک قوم کے ہیں اور اس قوم کا نام ہے ہندوستانی قوم۔ "طلسم ہوشیہا" کے مسلمانوں کے ناموں سے چونکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان میں سے ہشتونلم ہندوستانی مسلمانوں کے ہیں۔ داستان گوہن نے انہیں عرب یا عجم سے درآند نہیں کیا ہے بلکہ گرد و پیش سے جن لیا ہے۔

یوں ہم اس مفصل مطالعہ کے بعد یہ بات یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ "طلسم ہوشیہا" میں جو زندگی پیش کی گئی ہے وہ ہر زاویہ سے ہندوستان کی زندگی ہے۔

اب صرف ایک بات رہ جاتی ہے کہ اس داستان کا ہیرو اپنے سفر سے لوٹا تو اپنی قوم کے لئے کیا سوچات لایا۔ یہ بات ہمارے موضوع کے احاطہ سے باہر ہے۔ اس لئے اس وقت ہم اتنا عرض کر دیا جاتا ہے کہ اس میں کرب غازی سوچات لایا۔ اور یہ سوچات ہے نعبہ ورنہ کی۔ محبت کی ارامن کی۔۔۔۔۔ کیونکہ اس داستان میں یہ بشارت موجود ہے کہ ان شہزادوں کے یہاں اولاد میں ہونگی اور پھر کسی نئی لڑائی کا آغاز ہوگا۔ اس مسلسل کشمکش اور عمل رد و قبول کا نام زندگی ہے۔

اس داستان میں لاجپن علامت ہے ان لوگوں کی جو عقل لب "گھن ناالہ" ہوئے ہیں۔ جو آنے والے زمانے کی آہٹ سن لیتے ہیں اور اس کے لحاظ سے اپنے آپ کو بدلنا چاہتے ہیں۔ اور اسباب علامت ہے ان طاقتوں کی جو ہوتے ہوئے زمانہ سے لپٹے رہنا چاہتے ہیں اور اسد علامت ہے اس طاقت کی جو لاجپن کے خواب سے بستی اس نئے زمانہ کی تخلیق کرتے ہیں۔

جنانچہ یہ بات بہت اہم ہے کہ یہ "انہونی داستان گو" لاجپن کے ساتھ  
ہیں ! اس رجائی داستان کو صوفیوں کی ہڑکھنا درست نہیں ہے۔

یہ ہری چہرہ لوگ کسے ہیں

### زمندار

صہا رفتار ایک زمندار کی صورت میں ، دھونی زانو تک ہاتھ میں ۔ مرزائی کمر تک  
بہنی ۔ انگوچھا سر سے لپٹا ۔  
(۲۲۰)۱

### ٹھاکر

ٹھاکر لوم، ڈھے پٹھے میں ۔ سہر تلوار سامنے ۔ انگوچھے سر پر ہاتھ میں ۔ دھونی  
مرزائی ۔ نیچے نینوں اوپر نین سکھ ۔ مارکن کی دھونیاں ۔ ہاتھ میں چاندی کی  
موشی موشی انگوچھیاں ۔ کمر میں کردھنیاں ۔  
(۲۰۹)۲

### دہائی دولہا

دولہا کے گئے میں نزد جامہ ۔ پھرتا ہاتھ جامہ  
(۲۰۹)۲

### دہائی رنڈی

گہدن کا چوٹی دار ہاتھ جامہ ۔ اس میں ٹول کی گوٹ ۔ رنگاری ڈوٹ ۔ ہر سات  
کھایا ہوا ۔ ۰۰۰ چٹکی کی چھڑیاں لگی ہوئیں  
(۳۲)۶

### مزدور

ہرق سے قرآن نے کہا ۔ تم مزدور کی صورت بناؤ ۔ اس نے فوراً دھونی ہاتھ میں  
ننگے سو ۔ ننگے ہاتھ انڈوا سو ہر رکھ کر مزدور کی شکل اپنے تئیں بنایا ۔  
(۱۳۳)۱

### پھنگی

(ہرق) ایک مرزائی گاڑھے کی پہن کر ٹکرا ہلا س کا کمر سے لپٹا ۔ ٹوکرا کمر  
پر رکھا ۔ جھاٹو پہنچہ ٹوکریے میں رکھ کر منہ پر کھڑا ہاتھ میں کردھار گاہ پر آیا ۔  
(۷۰۳)۳

### مہترانی

رات کو طشت صاف کرنے کے لئے مہترانی مہہ ہارہ ٹوکرا کمر پر رکھے ہاتھوں میں  
نوکریمان اور ہاؤن میں پہلی سونے کی پہننے کان میں پئے۔ بالیمان اور چھکے آراستہ  
کئے بعد نازوانہ از آنکہ ہر ایک سے ملائی اپنی آن بان دکھائی جاتی تھی۔ (۶۸۵)۱

### سقف

صوفیہ ۰۰۰۰۰۰ اپنی صورت سفون کی ایسی بنائی۔ کھاروے کی لنگ ہاتھ میں ۔  
نسمہ گئے میں ڈالا ۔ سوہرہنگی ہاتھ میں ہیچ ہگری کا اللہ میری ڈالنے کے لئے کھلا  
رکھ کر گردن میں لپیٹ لیا ۔ کھوئے کمر سے لگائے ۔ کانٹے قسمے میں ہاتھ ہے ۔ نسمہ  
مٹک ہاتھ میںے کا اللہ کو کالہ ہے ہر ڈالا ۔ اور مٹک آئی کر کے گئے میں ڈال کر بہت ہر  
سنبھالی اور سفے کے سامنے جو روئی کھا رہا تھا آکر سلام کیا ۔  
(۳۳۵)۱

### دھوپن

لہنگا بہت مقبول اطلس کا ۔ نیچے ڈوپہ ۔ اور دلائی ۔ انوک بھوئے ہاتھ  
ہاؤن میں ۔  
(۱۸۱)۵

### حلوائی

جو حلوائی بنا تھا تعال ہاتھ میں لئے مونڈھا پھل میں داپے پئے کمر سے  
گھڑے تعال کے کنارے چراغ جلتا ہر طرف پھرتا ۔  
(۳۵۵)۳

### حجام

(صوفیہ) صورت اپنی مثل حجام کے بنائی ۔ انوکھا ہاتھ ہاتھ میں سکھ کا  
پہن کر سوہرہنگی ملا زمان شاہی کی طرح ہاتھ ۔ کراہک کسوت رویال میں لپیٹی ہوئی  
پھل میں داپے ۔ ڈیہا مرہم کی کمر میں رکھی ۔  
(۳۰۲-۳)۴



### ہافیان

ہافیان ۰۰۰۰۰ ہلجے کھوٹان لئے ہوئے = روٹی بند کی کرتے ہیں۔ ہاتھوں میں  
سوئے کئے گئے = گئے ہیں ہنسلیاں = دھوٹیاں بند ہی ہیں = گئے ہیں جھوٹے ہوئے  
ہیں = کمر میں زنجیروں سے کی ہیں =  
(۱۰۴۳)۲

### ملن

سناوئے فی الفور صورت اپنی ملن کی ایسی بنائی = ہاتھ میں کئے = پہنچوئے  
پہنئے = جنری سرخ اوڑھی = لپٹکے پرسوائی لگائی ۰۰۰۰۰ پھولوں کی ٹوکری ہاتھ  
میں رکھ کر جھم جھم کرتی د باغ پرانی =  
(۶۲۵)۱

### خوانجہ والا

قلمیں ہالوں کی کپڑی ہاس نکلتی تھیں = کان میں سمکن گھڑس = کمرے میں  
نہی = پتے اس میں پھریے تھے =  
(۸۶۹)۱

### خوانجہ والا

میر ۰۰۰۰۰ دھونی ہاتھ = مرزاں بہن ۰۰۰۰۰ خوانجہ والا بن کر پھرتے لگا  
(۷۶۱)۱

### جوہری

میر ۰۰۰۰۰ خود بھی جوہری بنا = چہکن بہن کر = چکوتے دار پگڑی سرور  
ٹوٹ گئے میں ڈال کر = بھاری جوتا ہاتھ میں = انگوٹھیاں جواہر کی ہاتھ میں  
بہن کر جوہریوں کے ہمراہ باغ میں زہران کے کہا =  
(۳۶۲)۱

### نوائی

ہ پگری سر پر ۔ سات ہات کا جامہ ۔ کمر میں گنگر ۔ ملا سا روپال ہاتھ میں  
(۱۰۶۲)۲

### کہاری

کہاریاں ۰۰۰۰۰ لہنگے / کئے پہنے ہاتھوں میں کئے مگر ہان پڑے کان میں  
ہالے ۰۰۰۰۰ تنے اور مچھلیاں سین پر لگائے تخت کو اٹھائے ظاہر ہوئیں ۔  
طلسم اول ۲۳

### مڑھا

"شطہ نما پگری سر پر ہاتھ میں ۔ جھکن کھڑا کی ہوئی پہنی ۔ تھہ پگری میں  
لگایا ۔ صا سونے اور جامہ کی کا گنگا جینی ہاتھ میں لیا ۔  
(۳۱)۱

### مڑھا

صرصر نے صورت اپنی مڑھے کی بنائی ۔ صائے طلائی ہاتھ میں لیا ۔ سر پر گول  
پگری ہاتھ میں ۔ تھہ اس پر لگایا ۔ طوہ غیش ۔ جھکن پہنی  
(۲۴۰)۱

### نوکر

چالاک نے جنی ہوئی جھکن پہنی ۔ پگری تھہ دار سر پر ہاتھ میں ۔ جینی ہاتھ  
کمر سے لگایا اور طکہ نقلی کے ہمراہ ہوا ۔  
(۳۶۵)۲

### خدت گار

صار صورت اپنی خدت گاروں کی ایسی بنا کر جینی جھکن پہنی کر جینی ہاتھ کمر  
سے گھڑیں کر سر پر پگری ہاتھ ہ کر ہاتھ پر روپاں تھہ کیا ہوا ڈال کر بارگاہ میں آئے  
(۶۳-۶۲)۲

### خدمت گار

صوفام خدمت گارہن کرہنی ہگری ہاتھ کرکمرچاہدسے کس کر۔ یعنی ہاک  
کمرسے لگا کرکہنی ہر شال روپال تہہ کہا ہوا ڈال کر ہر طرف لشکرہن پھرنے لگا۔  
(۱۰۷)۱

### خدمت گار

(صوف) ایک خدمت گار کی صورت بنا۔ چہکن پہنی۔ گولیدار ہگری سر ہر رکھی۔  
بڑے پائنجے کا ہاتھ پہنا یعنی ہاک کمرسے لگایا اور بارگاہ میں کمت کی آہا۔  
(۱۱۳۷)۲

### خدمت گار

صوف ۰۰۰۰۰ ایک خدمت گار کی شکل بنے۔ گولیدار ہگری سر ہر۔ جلی ہونی چہکن  
نوب جسم انور مشیوع کا ہاتھ پہنا۔ ہاپنی فردوزی  
(۱۰)۵

### چوہدار

چکوئے دار ہگری جمی میں نصف طلائی لگا ہوا۔ چہکن جلی ہونی صاف لگا جمی  
بنا ہوا۔  
(۹۶۸)۳

### رکابد ار

صوف ۰۰۰ اپنی صورت مثل ایک رکابد ار کی بنائی۔ یعنی سراپا موٹ کر ٹریں  
جو گوشہ پہنی اور لنگ زانو تک کی ہاتھ ہی ہاؤن میں بڑی نوک کا جوتا پہن کر دھڑکھڑ  
سے لہنی اور فعال ہاتھ میں رکھا ہر زانی کمر تک کی نوب قامت لہرائی۔ (۵۲۰-۴۱)۱

### ہاوریجی

قران نے اپنی شکل ہاوریجی کی بنائی۔ علیے کچہنے کڑے پہنے۔ جس میں ہلدی  
اور گھی کے دھبے تھے۔ چہرہ ان توکاری چہلنے کی رنگین اور صافی گھی مصالحہ

جھانٹنے کی کدھے پر ڈالکر لشکرِ فولاد میں کیا ۔ (۱۳۳)۱

### سہاہن

قرآنِ رندؔ، روضِ عہاری کا لگا ہوا ۔ کوئی والی جھونپڑے کے سہاہن میں کرتا رہوئے ۔  
نیلے ہنسی سر پر دھونر کا انگرکھا ۔ گاڑھے کا گھٹا ۔ جادو گاڑھے کا کمر سے پتہ ہا ہوا ۔  
سہر کہنہ ہشت پر ۔ ظوار ہوائے چٹے کی نیام کی ۔ کوئیں گر گئی ہے ۔ پہلا نکلا ہوا ہے ۔

(۲۶۶)۵

### جعدار

چالاک نے صورت اپنی جعدار جو کی داران کی اس میں پٹائی ۔ بگڑی سرخ سر  
پر ہاتھ کر گھٹا جست پہنا کر کان ہاتھ میں لے کر ہتھکڑیاں جسم پر آراستہ کر کے چلیے  
پرآمدہ ہوا ۔

(۳۵۴)۲

### گانے والا

سب نے دیکھا ایک موٹے ضعیف و نحیف مشرور کا ہاتھ اگلی وضع کا اس میں  
سوس کے ہوتے ۔ مجلس سے دھڑکتے ۔ آبِ روان کا کرتا ۔ اوس میں نین سکھ کے  
ہوتے ۔ جگن کی ہوشان میں ہوتی تھیں ۔ سرخ دھڑکتے سر پر ہاتھ تھپتھپاتے کدھے پر  
جوتا بھاری کام کا زرد زنی ۔

(۱۵۲)۶

### سازندہ

(چالاک) آپ بھی رندؔ، روضِ عہاری کا لگا کر کوئے کی صورت بنا ۔ کمر ہاتھ کر  
ایک سارنگی کمر میں لٹکا کر کاتہ ہے سے لگائی ۔ کاتہ اس کا ہاتھ میں لیا ۔ بالوں  
میں نعل لگا کر گھونگھریں بنایا ۔ مانگ نکالی ۔ کان میں ایک بالی ڈالی ۔ نیکے دارھیں  
سر پر رکھی ۔ طرکی بونی کان میں رکھ کر تن کمر پٹی کا انگرکھا ۔ گہدن کا ہاتھ  
نوب تن کیا اور دہانچہ پر آکر ڈھیرا ۔

(۶۸۷)۳

### کلاوت

صورتیے بہ سج کر طحہ شہر کراہی صورت کلاوت کی بنائی ۔ دائیں سینے تک بڑھائی اور رنگت سرخ و سفید روشن لگا کر درست کی ۔ گالوں پر جھریاں بڑی ہلیم ہوئی تھیں ۔ کوزہ پشت پر ہوا ہنرے تھن بنا کر کرتا پہنا اور ہگری سر پر بادھ کر جوڑی نے کی کمر سے لگائی ۔ دائرہ ہاتھ میں لیا اور سامنے اہل محل کے آکر اس طرح ہارکھاد گائی کہ سب کو وجد طاری ہوا ۔

(۲۰۶)۱

### کوپا

بھاری ٹھوس سر پر ۔ ایک کان میں بجلی ۔ ایک میں انگوٹھی ۔ شروع کا گھٹا بھاری جوتا ۔ چھوٹی سے ستاری ہاتھ میں ۔

(۲۰۶)۵

### نٹ

خوفام نے ایک جگہ شہر کو صورت اپنی مثل شکل دار ہاؤز یعنی نٹ کی بنائی ۔ لنگوٹ کس کر ہاتھ پر مٹی جڑھائی ۔ کان میں کڈل پہنا ہاتھ کھڑے پر رکھا ۔ کالا گڈہ گوہار گردن میں بادھا ۔

(۶۵۸)۱

### نٹ

صورتیے دیکھا بہت سے نٹ جلے جاتے ہیں ۔ بس یہ بھی ایک لنگوٹ بادھ کر ہاتھ کھڑے پر رکھ کر گئے میں نیلا ڈھالہ لپٹ کر خم بجاتے ہوئے ٹھون میں مل گئے ۔

(۷۹۶)۲

### کوان

ٹیکا مانعے پر لگا ہوا ۔ سر پر آنکھوں میں گھلا ہوا ۔ من اور ہان سے لب لعلیں آراستہ ۔ ناک میں حلقہ تھک کا بڑا ہوا ۔ انوکھے ہاتھ میں پہنے ۔ لہنگا سنبھل دار زیب بدن کئے ڈھک کی گائی بادھے ۔ سبوجہ شراب کو ہراٹھائے ہاتھ میں بوتل لئے بہ/ ناز و انداز چلی

(۳۱۱)۱

### نٹھی

ہرق ۰۰۰۰۰ نٹھی نوجوان کی ایسی صورت بنا ۔ لہنگا نہایت ہر زر قیمتی پہنا  
جس میں گوٹ کی جگہ پٹھا ٹکا تھا ۔ چھڑیاں چٹکی کی ٹکی ہوئیں ۔ کڑی ناف تکی  
کی آستینوں دار گئے میں ڈھکھ ایسا رنگا ہوا کہ جس پر تصویریں سور خجر اوند کی  
ہی تھیں ۔ سبز گوٹ لگی تھی لہجکا ٹکا تھا ۔ گڑا کر کے گات چھپائے ایک آنجل کدھے  
پر ۔ دوسرا لٹکا ہوا ۔ سر پر مادی، نکلی اس میں ست در پھرا ۔ ماتھے پر پندی پندی  
ببندی لگی ۔ کانوں میں اودراج لٹھے ہوئے ۔ چاندی کے جھمکے لوہے میں بڑے ہوئے ۔  
ماتھوں میں کڑے چاندی کے بڑے ۔ ہاٹن میں گھنگھرو پندھے ۔ اس شکل شمائل سے  
آراستہ ہو کر ۔ لاک میں ہلاق ڈال کر پند حسن واد الشکر حوت میں آیا ۔ (۱۲۰ ۸۱۱)۳

### لکڑھارا

نطخ کشوری ۰۰۰۰۰ صورت اپنی بدل کے یعنی ایک ہینم کشہ میں کے لکڑھون  
کا گھما سر پر رکھ کر جوتیاں لافھی میں لگا/لشکر سروسٹ میں آیا ۔ (۲۰۰)۱

### گڈھرا

انگوچھا گڑھے کا سر پر ۰۰۰۰۰ کھل کاٹھے پر ۰۰۰۰۰ دھوی باٹھے میں ٹکے  
ہاٹن لافھی ماتھ میں ۔ (۲۸)۳

### بڑھیا

ہرق نے اپنے تئیں ایک بڑھیا بنایا ۔ بال سر کے اور ہلکے بھون سب سلید  
سر ملتا ہوا ۔ لکڑی ماتھ میں لٹھے بڑے ہانچوں کا ہانچا ہ پھنے چادر اوڑھے ۔ ہٹاری  
بھل میں دہائے کوہان کے خیمے کی طرف چلا ۔

### تیرہ سال کا لڑکا

صو کی شکل زویا ایک طفل خوبصورت کی ایسی دکھائی دے لگی کہ معلوم

یہ ہوتا تھا کہ انوکھا گنار پہنتے تھے تین کمر پشان لگے تھے ۔ وہی گوتا پٹھا ننگے  
 سوہرے ۔ جواہر اور گوہر اس میں شکے تھے تین گے میں طوق منت کے تھوہ پڑے تھے  
 ۰۰۰۰۰ ہائجامہ اطلس کا ہاتھ میں ۔ جوتا بھاری پہنتے ۰۰۰۰۰  
 (۱۵۵)۱

### امیر

خوفام نے کپڑے اس کے اتار کر آہ پہنتے ۔ انگوچھا سوہر ہاتھ ہا اور دھونی  
 ہاتھ کر مرزائی پہن کر اس کی شکل دیکھ کر وہی ہی اپنی صورت بنائی اور لکڑی  
 لیے کر گائے وضوہ جہانے لگا ۔  
 (۸۵)۱

### برہمن

یہ ماجرا جو اس نے دیکھا فوراً ایک دھونی گھٹون تک ہاتھ میں چھوٹی  
 کوڑیاں رکھنے کی دھونی میں بنائی ۰۰۰۰۰ انگوچھا سوہرے ہاتھ ہا ۰۰۰۰۰ صورت اپنی  
 برہمن کی ایسی بنائی ۔ زناہ گے میں ڈالا ۔ لٹا پٹل کی اور ڈول ہانی سے بھرا ۔  
 کڑا ڈول کا بجانا شروع کیا ۔  
 (۶۰۰)۳

### برہمن

عمرو (نے) ۰۰۰۰۰ صورت اپنی پنڈت کی بنائی ۔ نقشہ دیکر دھونی زانو تک  
 ہاتھ کر پونھی لیے کر بیٹھا ۔  
 (۳۵۸)۱

### برہمن

ابوالفتح عمار نے ۰۰۰۰۰ صورت مثل برہمن کے بنائی ۔ جتوئے دار تھیں پہنی  
 انگوچھا کندھے پر ڈال کر ایک سوہرے میں انگوچھے کے پتوہ ہاتھ ہا ۔ دوسرا سوا سینے  
 کے قریب لٹکایا ۔ مرزائی کے نیچے جینو چھپایا اور دھونی پتھری ہاتھ ہے نقشہ پٹھانی  
 بردیا ۔ لشکر سے نکل کر عکن ساعت پکارتا جلا ۔  
 (۴۱۰)۱

### مہنت

عمرو نے صورت اپنی مہنتوں کی ایسی بنائی ۔ جٹائیں بلالوں کی سوہرے در

ہج بات من زنجیر کمر سے بات د کر لنگوٹا کسا۔ موٹے زہار ہار نکلتے ہوئے رکھے۔  
جسم من سے پھر لیا۔ کان من کٹال ڈال لیا۔ ایک انگلیں آ سے پھری سامنے  
رکھی ۰۰۰۰۰ پھر مالا لے کر مرگ جھلنے پر بٹھا اور جہنمے لگا۔  
(۲-۶۰۱)۲

### مہنت

عسروہان سے درو کوہ من آیا۔ کچھ لکھیاں جمع کر کے آگ۔ سلگائی اور پھپھوت  
منہ پر ملا۔ جٹائن بالوں کی پٹ کر جڑا سر پر بات دھا۔ لنگوٹ کس کر دست پناہ  
سامنے رکھا۔ ایک ٹھیک سامنے رکھ لی۔ کان من کٹال پھینے گئے من کشیں ڈالی  
مہنت من بٹھا۔  
(۷۶۳)۱

### جوگی

ہرق نے صورت اپنی جوگی کی بنائی۔ کانوں من کٹال اور منہ پر پھینے۔  
بالوں کی جٹائن پٹ کر خاک گندہ کن۔ ہاتھوں من سلیمانی دانوں کی سمیں  
بات د کر گئے من سلیمانی پھینے۔ مالے ڈالے منہ پر موتوں کو خاک کر کے پھپھوت  
ملا زری کا حلقہ سر پر رکھا اور مرگ جھالا درخت پر بٹھا اور طہورہ لیکر  
بجائے لگا۔  
(۱۲۴)۱

### جوگی

ہمن ان من جوگی بنے۔ گھوٹے کرتے پھینے۔ نہٹ بات دھے۔ ہال سر کے لٹھے  
کنگھے سر من گھڑسے۔ لکڑیوں پر جھولیاں لٹکائے۔ ٹوپیوں من سے لگائے (چلے)۔  
(۱۳۳)۲

### جوگی

جالاک نے ۰۰۰۰۰ صورت اپنی مثل جوگی کے بنائی۔ ہمنی جار اور موٹ کر  
نہٹ بات دھے منہ اس پر لگایا۔ جھولا گئے من ڈالا۔ کسکول گدائی کے کرے من منہ  
ڈال کر کات دھے پر لٹکایا۔ کڑا لومے کا ہاتھ من ڈالا ایک شاخ درخت نعام کر  
صدا کہنے لگا۔  
(۵۹)۲



### ساحر

سامنے ایک ساحر کو آئے دیکھا کہ سارا بدن اس کا چاندی کا ہے۔ ہال سر  
کے مقبض کے ہیں۔ اسباب سحر کا لئے۔ کالے سانپ سر سے لپٹے للکارتا ہے۔ عمو اس  
کو دیکھ کر بھاگا۔

(۷۶)۱

### ساحر

ایک ساحر زمین کے اندر سے پیدا ہوا کہ اس کے منہ اور ناک کان سے شعلے  
آتے تھے نکلے تھے۔ کھوڑ چندن کے تمام جسم میں لگے تھے۔ بت کہتی سے شائع  
تک بتا رہے تھے۔

(۲۶-۲۷)۱

### ساحرہ

شہزادے نے دیکھا۔ مائے پر بندی لگن ہے۔ قورقہ ستور کا کہتا ہے۔ مائے  
فل کے مسکے کی طرح رنگا ہے۔ ستار اور چندن سے سارا جسم رنگین ہے۔ گی  
ہر جوڑا سا بتا رہا ہے۔ گنا ٹھڈی پر گنا ہے۔

(۲۱۰)۲

### جادوگر

شہزادے نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بنی سنوری سوخ جنوی اوڑھے۔ مہجر کا  
لہنگا پہنے مانگ میں ستور پھرا۔ مائے پر چندن لگا۔ سر سے ہاتھ جڑاؤ کہتا  
پہنے۔ ہاتھ کھائے ہوئے آئی ہے۔

(۱۷۰)۲

### جادوگر

ایک ساحرہ اژدہ پر سوار۔ ڈراؤنی صورت بنائے۔ ہر زالہ نلا قلعہ بنا رہے۔  
کالی پھر رہا اوڑھے۔ بالوں کی جٹائیں لٹکائے۔ مٹی تھوپے۔ مٹیوں کی کھوپڑیوں کے  
ہار گئے میں ڈالے آہنچیں۔

(۶۶)۱

### ہندو سولہ سال کا لڑکا

انکھوں میں سورہ کا دہالہ دیا۔ ہاتھوں کو حنا آلودہ کیا۔ انکھوں پر ہنسی  
رنگا ہوا پہنا۔ گہن کا ہاتھ زب تن کر کے کنگا لائی میں ہاتھ ہا۔ ہماری اوکی  
مقش کی پھندے لگے موی اس میں فکے ہاتھ میں بہن کر زہل سے کھا اور ڈھ  
نکال کر دریا میں عسرت پھینکی۔

(۹۲)۱

### بچن

کوئی ہاتھ ہرے کا سن ۰۰۰۰۰ گھملا جوتا پہنے۔ گے میں کرنا آب روان کا  
ہاتھ میرے گے ہاتھ چھوئے۔ رومال ناک پوچھنے کا کرتے گے ہتھ سے ہتھ ہا۔ ہاتھوں کی  
منڈھیاں گدھ میں۔ ناک میں ہلاقی ہڑا۔ آنکھوں میں کاجل گہرا گہرا گالوں تک  
بہا ہوا۔ ایک موی کی نتھنی پہنے ہوئے۔ اسی جان اسی جان ہکاری موی قریب ہران  
آئی۔

(۲۷۸)۲

### مولوی

افراسیاب نے بھی دیکھا مولوی صاحب کی اگے لوگوں کی وضع۔ نینو کا ڈھونڈ  
سور ہتھ ہا ہوا۔ کرنا زب جسم۔ کش پہنے ہوئے۔

(۲۷۷)۶

### مسلمانوں کا سراپا

چنانچہ مثل اہل اسلام تو صورت اپنی بنائے ہی تھا۔ یعنی داڑھی عری۔  
مثل مجاہدین خضاب کی ہوئی۔ مونچھیں منڈی۔ ہاتھ فخنون سے اونچا۔ گے  
میں کرنا۔ اوپر اس کے جا۔ ماتھے پر سجدہ کا گھگا۔ تسبیح ہاتھ میں۔ (۲۵۰)۲

### درویش

ہرق نے ارادہ ہماری کا کیا اور دیئے میں پہاڑ کے پھیر کو درویش ظارک اللہ نیا  
کی صورت اپنی بنائی۔ تہہ کمر سے زانو تک ہاتھ میں۔ جسم سارا خاک آلودہ کیا۔

بال سر پہلے پہلے لگا کر زانو تک لٹکائے۔ ناخن برابر ایک بالشت کے انگلیوں میں لٹکائے۔  
ایک ہاتھ سیدھا کر کے اس طرح کرخت کیا کہ معلوم ہوا خشک ہو گیا ہے۔ اور دوسرے  
ہاتھ سے گھڑا عواب سے پھرا بہوش آواز کو ہر رکھا۔

(۱۱۵)۱

### قبر

میرا ایک فقیر آزاد کی صورت میں کیے سلی ٹاگے ٹھنکے منکے سے آراستہ ہوا۔  
تہمت ہاتھ میں۔ تسمہ لگایا۔ رومال چھڑی ہاتھ میں لی۔ ہلہل کا پنجرہ لٹے صدائیں۔  
کہتا ہوا۔ بہت۔ کہتا ہے میرا میرا یاں تیرا کون ہے۔ کوئی دم کا ہے میرا  
پھر آتا کون ہے۔

(۱۱۳)۲

### قبر

تہمت گروی ہاتھ میں اس پر تسمہ لگایا۔ کھکول گداہی کاٹھ ہے سے لٹکایا۔  
رومال چھڑی ہاتھ میں لی۔ ہلہل کا پنجرہ لٹا سلی ٹاگے ٹھنکے منکے سے آراستہ  
ہوا۔

(۵۶۱)۲

### قبر

آذر جادو چارون عابریں کو ساتھ لئے آکر پہنچا۔ دیکھا ایک فقیر بیٹھا اپنی  
مچ میں جھوم رہا ہے۔ ٹھیک رکھی ہے۔ دھونی روائے ہے۔ دھنکا ٹھیک میں  
کھرسا ہے۔ منڈ میں کے ایک طرف ظہن کا پٹ لگا ہے۔ آسنی بچھن ہے سامنے چلم گانچہ  
پتے کی رکھی ہے۔ نوبل دھرا ہے۔ تپسنی معلوم ہوتا ہے۔

(۸۹)۱

### مسافر

انہوں نے دیکھا کہ دو مسافر کو ہاتھ ہے۔ درہی کٹھ ہے ہر ڈالے۔ لوٹا ڈوری  
لکڑی میں لٹکائے۔ لکڑی کاٹھ ہے ہر رکھے ہاؤن گرد آلود۔ رخسار پر خاک پڑی۔ ہسینہ  
آہا ہوا عطاریے ساتھ آئے ہیں۔

(۳۷۶)۲

۱۴۲۰

یہ سچ کر رہو، روضہ ہماری کا نکالا۔ ایک شہدے کی شکل بن کر تیار ہوئے۔  
گالھے کی عرفی۔ سوہرہ۔ کوہ سے بہتے ہوئے نکلے۔ ہائے ہائے جن چھوٹ گیا۔  
رہ، باز کی شامت ہو۔ چوہا رہے جو یہ آواز سنی صدا دی۔ میان شہدے صاحب مزدوری  
کر رکھے۔ قرآن نے جواب دیا کیا حضور کوئی مردہ اٹھاتا ہے یا کسی کو نہلاتا ہے۔  
(۵۰۹)۶

**پہلوان**

زمین سے ایک ساحر پیدا ہوا۔ چٹ لنگوٹ باندھے۔ مٹی بدن میں بھری۔  
 نلا گڈا گئے میں باندھا۔ سر پر کشتی ڈھاپا باندھا۔ ہاتھ ران پر مار کر خم ہاجاتا  
 سامنے بادشاہ کے آیا۔ آداب سے لایا۔ بادشاہ نے کہا۔ اے پہلوان جادو تم اپنا  
 جالمس ہزار پھالے کر..... خدمت خداوند باختر میں..... جاؤ۔

(۵۳۴)۲

گفتگو

### ہنرگاہ اور خود

ملکہ ہوشنگ، جادوئے بلائیں لے کر ہوجھا واری خبر تو ہے۔ مزاج کسا ہے۔  
اس وقت غیب آئے گا کیا باعث ہوا۔ آفہ بہر تمہاری سلامتی کی دعائیں مانگی ہوں۔  
موسیٰ کی نقابی ہو۔  
(۲۶۱)۵

### قصر

جہانگیر (بی) ۰۰۰۰۰ کہا شاہ جن عقی مولا۔ اس نے کہا داتا پھلا ہوراج ہاتھ  
کرو۔ دھرم کالج کرو۔ اس نے کہا سائن آپ کا کہان سے آنا ہوا۔ کہا بابا جہان  
سے سب آئے ہیں۔ کہا بہن رہنمائی جائے گا۔ جواب دیا جائے کو سنبھار آیا ہے قصر  
کو تکررہ سکتا ہے۔  
(۵۱۶)۴

### دو مہولہ بان

نور جادو کو شریک ہونا مخمور کا حلیم ہ تھا۔ فی الجہہ براہ استصحاب قریب  
آکر کوہا ہوئی کہ اے بہن مخمور تم کہان۔ یہ کیا ماجرا ہے۔ وہ بہن ہمارے پاس  
آئے ہوئے کا/ ہاتھ میں مہندی لگی ہوئی تھی۔ کہیں جھوٹوں میں پھرا نہ کیا۔  
(۲۹)۲

### جھٹال

اس نازنین نے ہاتھ جھٹک کر چڑھایا اور کہا۔ جاؤ جاؤ میں اسے پرے مروت  
مردوں سے بات نہیں کرتی۔ مریبان قدم ہر گھڑا کے اے جان جہان میں تابعدار  
ہوں۔ تمام سرگردن اطاعت سے نہ اٹھاؤں گا۔ اس محبوبہ نے ہاتھ ہر سے سوا اٹھایا  
اور اپنا ماتھا کوٹ لیا کہ ہے میں نکڑی ماری اس طرف آکر کس غضب میں بڑگی۔  
ایسے لوگوں کو کہہ دو کہ کسا جھجڑا رہا ہے کون میرے پیچھے بڑکا ہے۔ اچھا کہو کیا کہتے  
ہو۔ مریبان نے پھر تو گلی سے لگالیا اور ہمار کرنا چاہا۔ اس گل بہر میں نے کہا۔  
بھئی نہ بکھو کوئی آجائے گا۔ یہ کہہ کر چھوٹے کپڑے اپنے سینھالے اور خاندان نکال

کراہک گہری کھائی اور چاہا کہ خاصدان بند کرے۔ مریوان نے لائی پکڑ کر کہا۔ واہ  
واہ حسن بھی۔ اس نے انکو دعا دکھایا۔

(۴۳۷-۳۸)

### کوسنے

صرصر مار کھا لنگ کوسنے کے موئے موٹڑی کاٹے کن ماریے جاتا ہے من استاد  
کو گہری گور میں توہن اور تیرا حلوا اور مٹھی کھاؤں۔ میرے جوان مرگ۔ خدا کیے تیرے  
ہاتھ توہن تو ناشاد اور نامراد دنیا سے جائے۔

(۲۴۸)

### کوسنے

صرصر لنگ کوسنے کے تیری استغاثی غارت ہو جائے خدا کی طرف رجہ پر۔ کیا تیری  
جنتا ہے تیرے استاد کا مودا نکلے۔ لای کھٹا پر مچھ جاتی جائے۔

(۷۷۱)

### کوسنے

صرصر نے جو یہ کلام سننے لگی کوسنے دہنے کے تیری جھوڑ کے منہ کو جھلسون  
اور جو مجھے اپنی جھوڑ کہے اسکی صورت کو آگ لگاؤں۔ منگل انوار اپنی لڑی جوی  
پر سے اوتاروں۔

(۶۴۷)

### کوسنے

لوگو یہ نکوڑی دائی کسی ہاتھ دھو کر ہماری ملکہ کے ہچھے ہڑکن ہے۔ خدا  
کی مار اسکی صورت کو سات انوار آٹھویں منگل کی جھاڑو اسکو اڑھائی گھڑی کی موت۔

(۸۸۹)۳

### کوسنے

آٹھ جہر اپنی دختر ملکہ سہو کو پکڑ لای۔ طلسم میں پہنچ کر دو طمان ہے  
نور نور سے ماریے اور کہا اے امان بھی تھک کو مسلمان دھکڑا کرنا تعابد نصیب کیسے غارت  
ہوں ناشدنی تیرے جتنے کتاہ جیسے۔ سامری تھک کو نہ غارت کیے یہ تیرے کیا کیا۔ تمام  
برادری میں ناکہ کھادی۔ لری چلو پھر ہائی میں ڈوب ہو۔

(۲۰۲)۲

## گفتگو

منزل ۰۰۰۰۰۰ ان دونوں کو سوکرم راز و نیاز دیکھ کر جل گئی ۰۰۰۰ ہکاری ایسے  
 ہوئی اس جوانی پہلے = موڈی کاٹے کوٹولکر بیٹھی ہے = اس نکوٹے کو گہری گور من  
 توہن = نیسے اوپر سے صبح و شام صدقے اظہار ہن =  
 (۱۴۱)۲

## عورتوں کی زبان

سامری کسوں اب کہی اس موٹے سے من بات نہ کون = اس <sup>کے</sup> منہ کو جھلسا  
 آء کا لگاؤن = درگور چھائیں پھوٹیں = اودل تو اسکا نام نہ لے جل اپنا کام کر =  
 (۵۰۵)۴

## بول چال من اظہار توہم

جد مر عملہ رخسار نگاہ افغا دہی ہے سیکھن عورتیں بعد رہد رہا گئی  
 من کوئی جھیل من گری کوئی = کہتی ہوئی بھاگی = اے ہوا دیکھو مجھے کس نگاہ  
 سے گھورا ہے شوکرے نور من بھٹک جن کا سایہ ہوا اب مجھ کو یقین آگیا = ہماری  
 ہٹوسن کے سہرے ہی جن آگیا تھا = غضب کی باتیں بٹاتا تھا = ہری لونگن ہری  
 الانجیان جو مانگو دہتا تھا = آخر چند دن من مرگن = کس ملا سیانے سے کچھ =  
 ہوگا = وہی من آنکھ اسکی ہے = جہوہ سوخ ہے = بس ہوا چند دن من عملہ  
 رخسار کوہ جن لے جائیگا = ایک نے کہا چپ و خلا دیوانی = اری ہم سے ہوجھ  
 کہ جنگل جنگل پھرتے من = نہ کسی دیو کوہ کسی جن کوہ بہوت ہریت کوہ دیکھا  
 = سب ڈھکولے من = = بھی ایک بات مان کے ڈرائے کے واسطے بنائی ہے کہ  
 مائے وائے ہو = صدقے چلے اتوں = من خود اسے فوب کر چکی ہوں = مرا مان بڑا  
 بد مزاج تھا = کہیں نکلنے نہ دیتا تھا = و نکوڑا آفہ بہو دیوانے من قتل لگا کر جاتا  
 ۰۰۰۰۰ من نے ایک دن سوکھولکر کھٹلا شروع کیا ۰۰۰۰۰ دیوانان = جھٹانان  
 ساس سب = کہکے پھٹے لگن کہ ہری بہو ہر کوئی جڑھ بٹھا ہے = مٹھے والے دوڑے  
 ہری داک کو پہونچے = ایسے کس ملا سیانے کو بلاؤ = تمام گھر عورتوں سے بھر گیا ۰۰۰۰۰  
 سب نے ہوجھنا شروع کیا = مان کون صاحب = من نے کہا = شیخ مدوہون ۰۰۰۰۰





سے کوئی نہ جائیگا ۰۰۰۰۰ اس نازنین نے ۰۰۰۰۰ ان باتوں کا جواب دیا کہ اوں  
اتنا میرا ہوجھنا کہ ساتھ چلتی ہو غضب ہوگا مزاروں باتیں تم نے مجھے پکڑوائیں۔  
(۹)۳

### کنیز

(وہ لونڈی) جب حلوہ کو کہے پاس سے نکلی اس نے کہا۔ وہی ریلڈی سمجھو  
سوائے اتوائے کے اور کچھ نہ آیا۔ اب مٹکی ہوں نہیں صلوم کہ ہرجانی ہے ۰۰۰۰۰  
اس کنیز نے ۰۰۰۰۰ ہنس کر کہا اے میں اتوائی تم ہو کہ ہرات میں جارہی نکلتی  
ہوہ کوئی بہساب کو نہ جائے۔ پھر کہا میرے حلق میں مرنے۔  
(۵)۳

### کنیز

کنیزوں اور مزاروں انیسویں صفحہ کے پاس آئیں اور اسکا ظلم دیکھ کر  
روئے لگیں۔ ہلنگ ہر مرنے کی طرح لگا دیا اور گرد اس مہر سپہر طاعنی کے سب نے  
حلقہ کیا۔ کوئی ہلی سے سر ٹکرائے لگی۔ کوئی غور مچائے لگی۔ کسی نے چہرہ پر نظر  
کی جگر چڑھلا ئیں لیں۔ کوئی ہترار ہوں۔ کسی نے گالیاں شاہ طلسم کو دین کے اس  
بھڑیے افراسیاب نے ہے ہے اس نازنین کی جوانی پر بھی رحم نہ کیا ۰۰۰۰۰ کوئی <sup>ملکہ</sup> کا  
منہ پکڑ کر کہتی کہ میں واری کچھ نہ سے تو بولواے ملکہ اس تیری چنڈری کا سر  
مرنے افراسیاب کی جان پر پڑے جس نے مجھے زخم کیا اور مرنے کے قریب پہنچایا کھٹا  
سے لگایا ۰۰۰۰۰ ایک نے کہا اے لوگو میں بہ حیران ہوں کہ اس جوانا مرگ افراسیاب  
کا عطری ملکہ نے کیا ڈھالا بگاڑا تھا ہیں کہ ایک شخص پر جن آکا ۰۰۰۰۰ وہ  
اپنی جروا کی تو خیر رکھے کہ ہر طرف ہڈیاں پھری ہے مثل مہر ہے کہ جودو  
دل راض تو کیا کرے گا قاض۔  
(۲۶۲ = ۶۳)

### کنیز

لونڈیاں کھسو پھسو کوئی میں۔ ایک کہتی ہے کہ بیلو کی آگ بھڑکی۔ ضبط  
نہ ہوگا۔ دھگڑے کو نکال لائیں۔ اب کسی خوش میں۔ پھولوں نہیں سہانی میں۔  
(۲۶۵)۴

### ہوت

اس طریقہ حفاظت نے گھڑک کو کہا۔ لوڈی گاڑے تیری نظر کو چھائیں بہر حال  
تو نگوئی یہ حوصلہ رکھتا ہے کہ بھول تولیے۔ اپنے بھوکو خاک میں ملاؤں۔ اس بھول  
کے ناکسے والے کو صدقہ افارون ۔

(۲۴۱)۲

### نوکرانی

جہاں نے کہا قریب شوم میں نے آج سنا ہے کہ کوئی جو آپ کا بھاگا ہے۔ اور  
آپ نے جہانگ میں رہتے ہیں سب کا امتحان کیا ہے۔ لوڈی بھی حاضر ہوئی ہے کہ  
میرا بھی امتحان لیتے۔ عذرہ نے کہا اے جہاں نے امتحان کن کا ضرورت ہے۔  
میں آج رات کو سحر تیار کرونگی۔ جہاں میرا ہوگا خود چلا آئیگا۔ جہاں نے کہا واری  
جاؤں کل کی بات کل کے ساتھ ہے آج جو سب کے ساتھ کیا ہے میرے ساتھ کہتے۔  
(۱۹)۱

### نوکرانی

ایک بولیں۔ ہوا وہ مرد واپسی ایسا سجدہ کر نکلا حسین مہد جہن میں کہ ملک  
ہر کا میرا بھی اپنے دینوں کی قسم عیب حال ہے۔  
(۲۱)۱

### داہا

چھو چھو ہنسے لگے ۰۰۰۰۰ لو صاحب یہ ہمو کو کچھ دینگے۔ ہماری بھی کی  
روشن برہنے رہینگے۔ اپنے تو بڑا خوش نصیب ہے۔ یہی لالہ زار نوکسی چشم نے  
صد و چہ کے صد و چہ سوکار سے ملک حیرت جادو کے اڑائے ہیں۔ وہ سب تمہارے  
واسطے ہیں۔ خود ملک ہمو کو دینے والی کم ہے ہی تمہارا احسان یہ ہے کہ ہماری  
چھو کوری کوریچ و ملا ل نہ دینا۔ کوئی رڈی لوڈا نہ کرنا میں نے کو دینوں میں ہالا  
ہے۔ ہڈی غدی ہے۔ ذرا ذرا سی بات ہر کھانا دن بھر نہیں کھاتی۔

(۱۲۲-۲۳)۵

### محل سوا میں

سارہ ہر سمت دیکھتا صحیفہ میں کائناتوں انہوں جلسوں کی باتیں سننا  
جاتا تھا کوئی کہتی تھی دیکھتے اس طالع کا کیا انجام ہوتا ہے۔ کوئی ناک بھون  
چڑھائی کہتی تھی اتنے سے بت پر اس چھوڑی ہے کہ آگت ڈھائی کے مودوا ساتھ لگا  
لائی۔ اماں ہاوا کی ناک کھوائی۔ کوئی ہاتھ ان کھیلے ہان کھائی تھی کوئی سن لگائی  
تھی۔ کوئی کہانی کہتی تھی کہ ایک تھا بادشاہ۔ ہمارا تھارا خدا بادشاہ کہانی ایسی  
چھوٹی ہے بات ایسی مٹھی ہے یہی کہتے سارہ دیکھتا سننا ہارو دہری تک پہنچا  
یہاں طنز کن کا بہرہ کھڑا تھا۔ ایک طنز کن بکاری۔ ہو کس دیر۔ (۶۱۲)

### عہزادی

ملکہ نے کہا۔ سبحان اللہ کیا کہتا ڈرے آپ کے دہے سے کہ ایسی چاہتے  
والی ہر کچھ رحم نہ کیا۔ دوسرے کہ مری میں بھون کو طرا اور مجھ سے صرف  
کرنا چاہتے ہو۔ اس نے گئے میں ملکہ کے ہاتھ ڈال دیے۔ ہمار کیا۔ ملکہ نے ہاتھ  
جھٹک کر کہا مری ہی لا کھوند دو گے۔ اس نے کہا مری جان کچھ ہر توہان اگر میں  
تیرا لا کھوند دوں تو میں بھلا کب زندہ رہوں۔ (۶۱۱)

### عہزادی

تیرنگہ کو سب نے اڑے ہاتھ لیا۔ کہتے لگی۔ واہ واہ تم سب نے مجھے  
دیوانی ضرور کیا ہے۔ اے لوگو! آپ لوگوں کی صرف کرو تو کچھ نہ ہو۔ میں نکوئی  
پر خوف جو بول اٹھی تو سب نے ہنس دل لگی میں اڑانا شروع کیا۔ اے میں دیکھو  
مجھ کھت کو سات ہاتھ نہیں آتا۔ یہ تمہیں لوگ جیہا تک ہو۔ اپنے مطلب کی  
کہہ جاؤ۔ اور دوسرین کو بھٹ کر ہنسو۔ سہا رفتار نے کہا جیہا تو جہاز کا کانا کین  
ہوگی۔ یہ آسمان پر نہ کو نہ گریبان میں آئیے۔ (۱۸۱)

وزیر زادی

دل آرام نہ کہا واری جاؤں آپکی نانی جان ملک مہر رخ سرور کرنی میں صہا زنتار  
نہ کہا مجھ کو آپ کا کہی میں ۔

(۱۸۰)۱

وزیر زادی

وزیر زادی سرور، جادوئے دیکھا ۔ ملک تصویر جادو سے کہا واری جاؤں یہ دہر  
سلطنت ہمارا اس طرح نکلے گا اور قتل ہوگا اور آسمان موندہ جو زندہ ہو کر نکلے گا پھر قتل  
نہ ہو سکے گا اور شہزادے کے دشمن کو ہکڑ لے گا ۔

(۲۵)۱

ضلع جگت

دروزی سے مخاطب ہو کر بولا کہ خطبہ اب تم نے اپنی کتبوت لگائی ہے کہ  
کچھ دنوں میں قطع میں اور کچھ ہو جائیگی ۔

(۴۶۳)۲

ضلع جگت

دوسرا بولا کہ میں مان ۰۰۰۰۰ ایسا جانور بھی بنا سکتے ہو جواز سکے ۔ رکابدار  
نے کہا جناب آپ کو وہ مڑا بنا کر دکھلاؤں جو گھر کے اڑتا ساند جائے ۔ اس کلام پر  
سب نے تہقہہ لگایا کہ میں جرب دست ہلے ظریف معلوم ہوتے ہو ۔

(۵۴۲)۱

ضلع جگت

سرور نے عرض کیا کہ حضور میرا گانا آدھا ابھی ہے اگر تعوی میں غراب مجھے  
عنایت فرمائے تو جوانوں کا مڑا صہ ہڈی میں پائے ۔ ملک نے ہنس کر کہا تو صہ سے  
بھی جگت ہونے لگا ۔

(۴۴)۲

### بادشاہ اور ملائم

انرا صاحب مسکرا کر اس کی جانب نگران ہوا اور کہا میں صمصام نصاریٰ عاری  
 تو ہو چکی۔ ہماری اطاعت ضرور نامہ دار ۰۰۰ ہے ۰۰۰ بہ دل قبول کرلی ہے۔ اب اس کا  
 وہ رقبہ اور مرتبہ کرونگا کہ شاہان روئے زمین رشک کوں گئے اور ہوا نکاح میں ان کے  
 ساتھ کر دیا جائیگا۔ صمصام نے کہا۔ اسے اپنی اپنی جوتی پر سے قربان کوں۔ وہ ہوا  
 اپنی صورت تو چینی میں پھاب کر کے دیکھے۔ حضور مجھ سے اسن دل لگی نہ فرمائیں۔  
 (۲۲۲)۱

### وزیر زادی

سوگند کو سوارہ نے چھڑا شروع کیا اور کہنے لگا کہ اے ملکہ آپ کی وزیر زادی  
 مجھ کو اشارے سے بلائی ہے کہ بہار کے درے میں چل کر ہم تم ہم لکڑی ہوں۔  
 سوگند نے جو یہ کلام سنئے تو سوارہ پر ایک دو ہتھکڑیاں موٹے موجدنا جن۔ خدا تجھے  
 غارت کرے۔ چھوٹے۔ لو صاحب بھلا اسی سوری کیا کھاٹ کئی تھی جو اس سے اشارہ  
 کوئی۔ میں تو اس سے لوتا بھی نہ اٹھاؤں۔ ہوا اپنے حوصلے نکالتا ہے۔ ارمان بھی  
 کرتا ہے۔ جوان مرگ تو اپنی ہوس میں رہیگا میں کبھی تھو کوئی بھی نہیں ۰۰۰۰۰  
 حضور اللہ قسم مع کہتے نہیں ہزاروں بھوکہ ملا کر اسے تسرے کو رکھ دوں گی۔ یہ  
 دل لگی اپنی مان بہنوں سے کیے۔  
 (۵۸۲)۱

### درویش

اس ہونے جب نام ناسی شہزادہ گراں سنا پکار کر کہا اگر یہ ارادہ ہے اور  
 فتح طلسم کا طے کیا ہے تو ہم اللہ کوں روک سکتا ہے تھوٹ لے جائے۔ (۵۷)۱

### بازار میں

اب لوگ جوہری سے ہوجھنے لگے اجن مہراج جن اسے جواہر دیا کس لئے۔  
 ایک نے کہا۔ لالہ کس اس کو لیے مرنو کچھ وصول میں ہو۔

### بد مذاتی

ایک نے صروسے کہا۔ بڑے میان جو غزل گائے ہوئے ہم کو لکھ دو۔ صروسے نے کہا۔  
 قلم تو میرے پاس ہے تم دو ات اپنی دو تو من لکھ دوں۔ وہ لکے گالیان دیتے۔  
 پھٹے بڑھاپے پٹے خدا بھکوارت کرے۔  
 (۶۸۲)۴

### شہزادی

حسرت..... کر پکڑ کر پٹی۔ بھاڑ میں جائے ایسا گھر۔ چولہے میں جائے ایسا  
 ساند۔ اے صاحب تم اس قدر گھبرا گئے ہو تو اپنا راج نہ کر رکھو۔ تم آدمی کو آدمی  
 میں نہیں سمجھتے ہو۔ لو صاحب مجھے لات مار پھٹے۔ اور کوکھ کو ٹھکراتا ہوا ہوتا ہے  
 (۲۴۰)۴

### نچلے طبقہ کے میان مری

خوٹام نے کہا رہ نوجا ملازاری میں مجھے شہنشاہ کے سامنے لے جا کر ذلیل  
 کرونگا۔ یہ تو یاروں کے پیچھے دیوانی ہے۔ مجھے خلوہ میں نہیں لای۔ آج نوری  
 سب حقیقت کھل جائیگی۔ کلوار نے یہ کہا۔ دور پھٹے نوکھا مری حقیقت کھولے گا۔  
 پہلے تو اپنی بہنیا کی تو خیر لے کر جولونڈیوں پر جان دے گی ہے اور لوڈے اسے  
 گھیرے گھیرے پھرتے ہیں۔ ایسی برسوں کا ذکر ہے کہ سلاوہ دیو کا لڑکا نچلے سامنے  
 دوی دے گا اور اس سے ہٹا کی۔ موٹے جھڈو تو پھٹا دیکھا کیا۔ اتنا بھی نہ کہا  
 کہ یہ نوکھا کرتی ہے۔ اور آگے کیا کہوں۔ جس کا باپ اس کا باپ لیکن کوئی پتے  
 سے اور ہار سائی بکھارنے سے جان چل گئی۔ اس سب سے اتنا کہ سے بھی نکالا  
 نہیں سب سے کیا مطلب کہ میں کہوں۔ مولا سطر سے تن بہت رکھوا لے اور گروالے۔  
 کلوار نے کہا تو ایسی کہان ڈال کی فوجی ہے۔ یہ کہو کہ میں طرح دے جاتا ہوں۔  
 نہیں تو ایک بار تو صبح کو پکھن ایک شام کو۔ ایسی پندرہ روزہ ہو گا ذکر ہے جن  
 کھڑے کا لوڈا جو آتا تو تو اسے کوٹھری میں لے گی۔  
 (۲۰۵)۴

### شہزادی

حیرت جادو کے سحر نے تھلکے ڈال دیے۔۔۔۔۔ بہار جادو نے بڑھ کر آوازیں ۔  
دیکھو ہوا ۔ ہٹ جاؤ۔ شامت نہ آجائے ۔ یہاں بھی کوئی دم کا نہیں ہے ۔ (۱۲۸)۴

### شہزادی

جب دماغ بارہُ ناب سے گرم ہوا ۔ بہار نے کہا ۔ باجی یہ کیا غلطیہ طلسم  
میں ہے ۔ (۱۲۶)۱

### شہزادی

بہار نے ۔۔۔۔۔ چمکار کر کہا ۔ مان ڈرو نہیں ۔ ہم تعین ہمار کوہن کرے ۔  
کن کے صاحب زادے ہو ۔۔۔۔۔ ہولا تم ہمیں ماروگی تو نہیں ۔ ہمیں باجی  
امان نے مارا ۔ ہم یہاں بھاگے آئے ۔ (۱۵۹)۱

### دو طبقے

مار کا کل نے ۔۔۔۔۔ کہا ۔ اے یہی تم کہاں جانی ہو اور کہاں سے آئی ہو ۔  
تم تو میں سچ کہوں ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو ۔ یہ میں جانتی ہوں کہ کھڑا اور کہنا  
پہلے ہو ۔ پھر میں کچھ چھین تولوگی نہیں ۔ اے سامری اتنی رکھائی بھی اچھی  
نہیں ۔۔۔۔۔ وہ نازک بدن یہ سن کر پھری اور اس کے پاس آکر تعالیٰ کو نور کھدیا ۔  
اسکی بلائیں لین ۔ گرد پھرنے لگی ۔۔۔۔۔ مار کا کل نے کہا ۔ یہی میں ملکہ ولک  
نہیں ہوں ۔ اس نازنین نے کہا ۔ اچھا اے یہی اب مجھ نگوڑی کا حال سنو ۔ ہوا  
خاوند ۔۔۔۔۔ ایسا ظلمی نگوڑا اور بد گمان ہے کہ میں کہا کہوں ۔ ایک تو اس مرد پر  
میں یہ عادت ہے کہ کسی وقت جھوڑتا نہیں ۔ پس ہر وقت اس کو یہی شغل ہے کہ  
بغل میں اس کے پڑی رہوں ۔ میں سچ کہوں مجھ کو ایسا مردوا جمجڑا ہوا معلوم ہوتا  
ہے ۔ اور ذرا کسی سے ہنس کر بات کرو تو جھٹلا لگاتا ہے ۔۔۔۔۔ ہوا اس مرد پر  
لک میں دم ہے ۔ مگر کہا کہوں ۔ گڑبھرا ہنسنا ہے کہ نہ اگلے بنتا ہے اور نہ نکلے ۔



اب یہ ٹانگہ کھولتی ہوں تولاخ ہے اور وہ ٹانگہ کھولتی ہوں تولاخ ہے۔ مان باپ کے کئے کو بھرتی ہوں۔ میں سچ کہوں جیسا میں بیاہ کے آئی تھی اس کی اب آگہی نہیں رہی۔ روز کے چلا ہے سے لہو پٹنے کا سوکھ گیا۔ مار کا کل نے کہا۔ بھئی شکر کرو کہ تمہارا بڑا سہاگہ ہے۔ ۰۰۰۰۰ اس نے کہا بھار میں جائے ایسا سہاگہ۔ آگہ لگے اسے سہاگہ کو آپ بھی خوب ہیں۔ درگزی اسے سہاگہ ہے۔ جب اس نے لعل سے جان گھل گھل کر تمام ہوگی تو سہاگہ کو لیکر جاہن گئے۔ پس اس کے یہاں تو روٹی کھا لو کھڑا بہن لو۔ اور میرا جن چاہتا ہے کہ باغ کی سرکون۔ گانا روز سنون۔ شراب بہن۔ جن کون۔ لمبے میں نکڑی کا جانوں یہ گائے بھٹس کی طرح کھلی بھوس کھائی اور کھونٹے پر بندہ میں رہی۔ یا تو یہ ہے یا خصم کی بھل ہے۔ مار کا کل نے کہا۔ اس سے بیٹھوں کو دیا دھوکہ دے رہے ہیں کہ اس کا دیدہ ہوائی نہ ہو جائے۔

(۸۵-۱۸۴)۲

### شہزادہ بان

خاطر نے کہا بہن تمہیں سچ بتاؤ گا کیا۔ منہ پر جواب دیا کہ اگر اسباب بھٹنے کی شامت آئی ہے۔ جو ہمارا جن چاہا وہ ہم نے کیا۔ میں کسی کی لونڈی بنادی ہوں۔ وہ اپنا دیا ہوا ملکہ وصال دھرجھوٹے ۰۰۰۰۰ خاطر نے اسے کلمات سن کر بہت سمجھایا کہ بہن شہنشاہ سے بگاڑ کر ہم کہاں رہیں گے۔ مثل چلی آئی ہے کہ دریا میں رہنا اور مکرچھ سے پورے منہ پر کیا ہی اپنے کام لگو۔ یہ سمجھانا تہہ کر رکھو۔ وہ مسخرا میرا کیا کرے گا۔ آج تک بہار کا اس نے کیا بتلایا۔ کئی سے سب دیتے ہیں۔ شاہزادی ہوں کوئی باجی نہیں ہوں جو مار کھا کر چھکی ہو رہی۔ اسے تو میں اپنی ذات کی اشرف اور اپنے نام کی منہ پر جو اس نے <sup>نہیں</sup> شاہزادے کے ہاتھ سے دھرتے نہ اڑاؤں۔

(۲۲۱)۱

### شہزادی

حیرت نے ہرق کی طرف دیکھ کر کہا کہ کیا موٹے نے صورت بنائی ہے۔ کون ہی زبرد نہ ہو کا کوئی نہ ہو ان نہ کھاتا۔ بھلا کچھ فرق بھی تمہاری شکل اور اس موٹے

کاٹے جوانا مرگ کی صورت میں ہے۔ یہی ہلکے کی جگہ نہیں۔ رنڈی مرد میں جب  
ساتھ ہوتا ہے طبیعت آپ میں ہلے ہلے کی نہیں رہتی۔

### شہزادی اور سہیلی

نگار نے کہا بھار میں جائے محبت جہانگیر کی اور موافقان کا تھا جس نے  
آپ کا یہ حال کرایا۔ قصہ نے کہا۔ بچ بہن ایسا تو نہ کہو تم کو ابھی محبت کا مڑا  
نہیں جب دل تمہارا کسی کو بہار کرے گا اس وقت یہ حال کھلیگا۔

(۵۸۵)۲

### شہزادی

لومونڈی کاٹا مجھ کو یہ وارنہ سمجھا ہے۔ اپنی حکومت پر دھمکا ہے ابھی  
طلسم ہو گیا آباد ہے۔ میرے مان باپ بھی جیسے ہیں۔ شاہ انرا سیاب کو سامری سلامت  
رکھیں وہ شاہ تو میرا حال سن کر ان چلی ٹھونک دے گا۔

(۸۹۳)۲

### شہزادی اور کنیز

چند کنیزوں نے ساریے مکان میں روشنی کی اور رقاصوں کو بلوایا کہ ملکہ کا دل  
بہلے۔ اور چند ہرستارین آکر پاؤں ہاتھ دہائے لگن۔ اور یہ منت ملکہ کو جگانے لگی  
کہ واری آج کاہرے کا صدہ و ملا ہے۔ دشمنوں کا کیا حال ہے۔ ہم حضور کی ہلا لکھ  
موجائیں۔ نالغہاد و مراد دنیا سے گور جائیں۔ کچھ ہم سے نوازشاد فرمائے۔ دل ہر  
جو گوی ہو پٹائے۔ کہ اس کی دہر کریں۔ اگر کسی پر دل آیا ہو تو اس کی تسخیر  
کریں۔

(۲۲۲)۱

### نظر کردہ ہفت ہفت ہفت

میر نے کہا ایک لونڈی میری بھاگ گئی تھی۔ آج ہاتھ لگی۔ یہ کہہ کر  
صرصر کو گود میں اٹھا لیا۔ اور رخسار پر رخسار رکھ کر کہا۔ جانی میرے آئینے کی خبر سن  
کر مجھے دیکھنے آئی تھی۔ صرصر نے کہا اے میرے میں بھگو کا آگ لگانے آئی.....

اپنے ہر غموت نچھکوسم نہیں آتی کہ سب کے سامنے مجھکو ہمارکوتا ہے۔ عرو نے کہا  
اے ہماری عشق میں <sup>شر</sup>پانی پانی ہو کر بہ جاتی ہے۔ ۰۰۰۰۰ صرصر نے کہا میں تیرے عشق  
پر جھاڑو پھرون موئے خدا کرے ترا منہ سڑ جائے جس سے تو نے مجھکو ہمارکوتا ہے۔ عرو  
نے کہا ۰۰۰۰۰ نچھکو طلسم کوکب میں بھیج دیتا ہوں۔ کل میں بھی آؤنگا۔ تیرے  
سامنے مزے اڑاؤنگا۔ صرصر نے کہا۔ تیرے مزے کو جھل کا میں نالافی نکوڑی ہوں جو تو  
مجھکو وہاں بھیج دے گا۔  
(۱۲۰)۳

### شہزادی

ملکہ بہ حال سن کر مسکرائی۔ دامن جھٹک کر اٹھی اور کہا۔ اے ناہکار  
ساحر خدا زمین اس طرح ہلادہ پا اپنے گھر جاتی ہوں۔ اور اس موئے بڑھے جو دار  
کو جس نے مجھ پر بہ بہتان جوڑا ہے۔ دیکھ تو کسی سزا دینی ہوں۔  
(۳۶)۱

### شہزادی

اس قیدی کو یہاں سے لے جاؤ کہ میری لڑکی نے کس کوریج و مصیبت میں  
نہیں دیکھا تھا ۰۰۰۰۰ ایسی ظلم خدا کنوارا بنڈا ہے خون جسم کا ہلکا ہے۔  
(۱۰)۱

### ہنگامات

سب مہمون میں امر کی بہ سودا رہے۔ اس طرح امر کے پھر جائے سے  
مٹنے ہوئی اور کہا۔ لو صاحب ان کاغذ تو ناک پر دھرا رہتا ہے۔ بات بات پر قی  
پھوٹے میں خطا ہوتے ہیں۔ اب جو واکرمنت کرینگے جب بھی نہ بولونگی۔ اور میں  
کنا کروں۔ وہ تو نکوڑی مہہ ہارہ وزیرزادی میرے پیچھے ہڑ جاتی ہے مگر خیر اللہ کی قسم  
اب جو موئی میرے مقدمہ میں بولی تو بیٹے سے مکہ کھل دونگی۔  
(۲۵۰)۲

### شہزادہ اور شہزادی

اس نے ملکہ کو گئے لگالما۔ آسمو پونچھے۔ نمکین دی کہ جانی میں ترا غلام

ہوں ۔ دیکھنا کہ میں اس شعبہ کے پاس جا کر کیا کام کرتا ہوں ۔

(۶۵)

### شہزادہ اور شہزادی

ملکہ نے کہا بسم اللہ نونی فرمائیے ۱۰۰۰۰۰ اس نے کہا اے جان جان تجھے  
جیب ذقن کو دیکھ کر مری بھوک لگی ۔ اب کھانے کو حسن سخت دل ہے اور  
ہنسنے کو خون جگر ہے ۔ تمہارا دیدار د نظر ہے ۰۰۰۰۰

(۶۶)

### سوداگر اور کلوان

دیکھتے ہیں آدر جادو مائل ہوا ۔ اور کہا ۔ میں کلوان ذرا ادھر آؤ ۔ تمہاری  
شراب دینی جاؤ ۔ اس نازنین نے ذرا گھونگٹ ہٹا کر مسکرا کر اس کی طرف دیکھا  
اور کہا یہ شراب بکائو نہیں ہے ۔ آدر جادو قریب کیا اور کہا ۔ کہاں جانی ہوا اس  
فنجہ لب نے مہم ہو کر کہا جہاں میرا جی چاہتا ہے ۔ تم ہوجھنے والی کون ہو ۔ کوئی  
کوئی وال ہو ۔ آدر جادو نے دیکھا یہ حسن حسن کرمانی کرتی ہے حلیم ہوتا ہے کہ  
راضی ہے ۔ یہ سمجھ کر ہانک پکڑ لیا ۔ اور اس نے ہان ہان کر کے کہا دیکھو کوئی  
آجائگا ۔ بدنام ہو جاؤ گی ۔ تمہارا کچھ نہ جائگا ۔ آدر جادو نے کہا چل کر سامنے  
درخت شاہ دار کے نیچے ہم تم دونوں بیٹھیں ۔ شراب پئیں ۔ دود و پائیں کریں ۔  
پھر چلی جانا جلدی کیا ہے ۔ ہمارے تمہارے ملاقات ہو جائیگی ۔ ہمہ اطاعت کرونگا ۔  
جو کچھ کہاؤنگا وہ دونگا ۔ وہ نازنین کھل کھلا کر ہنسی اور کہا ملاقات اپنے گھر  
والن سے کرو ۔ کیا میرے خاوند نہیں ہے ۔ میں اسے راہ گزیر سے بات نہیں کرتی ۔  
آدر منہ میں کرتے لگا ۔ کہا میں اس طلسم میں رہتا ہوں ۔ مسافر نہیں ہوں ۔ صاحب  
الفراسیاب ہوں ۔ اس مہوش نے کہا تم کوئی ہو ۔ میں اسی شمع دیدہ نہیں ہوں  
جو بیکار مردوں کے دم پر چڑھ جاؤں ۔ آدر سمجھا کہ یہ ناز و حقارت کرتی ہے  
۰۰۰۰۰ کلوان کو کوہ میں اٹھا کر چلا ۰۰۰۰۰ وہ نہیں نہیں کیا کی ۔ اس نے درخت  
کے نیچے لا کر اظرا اور کھو سے اپنی چادر کھول کر بچھائی ۔

(۱۷۰-۸۶)

مجلس

مجلس

[illegible]

- کسی بات کا آئندہ ہو جانا (۲۶۸)۱ بائین بٹانا (۲۷۶)۱ بات نہ ہو چھٹا (۲۷۱)۱  
 بائین سٹٹا (۲۳۸)۲ بات بات میں تل ہو چھٹا (۲۵۰)۲ بائین چکٹانا (۲۶۲)۱  
 بات کو کرہ میں ہاتھ دینا (۵۸۹)۱ باجھین کھل جانا (۳۲۷)۷ بازی لے جانا  
 (۲۹۷)۳ باغ باغ ہونا (۱۵۳)۳ بات میں ہونا (۵۹۱)۱ بائین ہاتھ کا  
 کھل ہونا (۲۸۰)۲ بٹالہ جانا (۵۲۵)۲ بخار چڑھنا (۲۲۴)۲ برس پڑنا  
 (۵۲۳)۲ بڑا بول بولنا (۱۵۰)۲ بڑے بول کا سورج ہونا (۸۴)۲ بڑھ کر بولنا  
 (۹۰)۲ کسی کی کوئی مسلط نہ سمجھنا (۳۹۵)۲ بس بولنا (۴۸۹)۲ سر کی  
 کاٹھ ہونا (۶۱۲)۱ ہست کی خبر ہونا (۲۵۷)۲ ہلین ہجانا (۱۰۲۳)۲  
 ہلین جھانکنا (۵۷۶)۱ ہکھانا جانا (د نام کنا جانا) (۶۰۱)۱ ہیلانا (۱۴۷)۲  
 ہل کی لٹا (۷۷۲)۲ ہن آنا (۳۱۰)۲ ہٹا ہٹا کھل بگڑ جانا (۵۲۳)۲ ہول ہالا  
 ہونا (۱۰)۱ کسی چیز کا بھاڑ میں جانا (۵۹)۱ ہٹا ہٹا نکالنا (۵۵)۱ ہٹنا  
 نکالنا (۲۵۹)۲ ہٹکاٹا (۵۹۰)۱ ہٹکا ہٹکا (۲۳۲)۲ ہٹول ہڑنا (عوضہ کے  
 بعد آنے کی شکایت) (۴۱۰)۳ ہٹہ ہٹہ دام ہونا (۵۰۳)۲ ہٹکی ہٹکی ہٹنا  
 (۱۱۷)۳ کسی پر ہٹھ رہنا (کسی کے نام پر کنواری رہ جانا) (۱۱۴)۴ ہڑا اٹھانا  
 (۱۳۲)۲ ہڑے ہٹھری لگانے طلب حاصل ہونا (۱۱۵)۲ ہا ہوش ہر مارنا  
 (۷۲۳)۲ ہانچون کسی میں سوکڑھائی میں ہونا (۴۹۳)۲ ہانچون سوارین میں  
 ہونا (۱۸)۲ ہانی ہانی ہونا (۵۸)۲ کسی کے سامنے ہانی ہونا (۸۳۱)۲ ہانی  
 کا سورے گڑ جانا (۶۹)۲ ہاؤن اٹھ جانا (قوار) (۴۰۸)۲ ہاؤن ہوجانا  
 (۴۲۸)۳ ہاؤن گاڑ دینا (۷۴۹)۲ ہاؤن گل ہونا (۳۳۰)۲ ہاؤن کا  
 اونچے سے ہڑنا (۵۸۹)۱ ہاؤن پھلانا (ہوس کرنا) (۱۳۹)۲ ہاؤن میں منہدی  
 لگی ہونا (۲۱۲)۲ ہاؤن پھلانا (۴۸)۲ ہاؤن کی جوتی کا سور چڑھنا (۱۱۳)۱  
 ہاؤن کے سے زمین نکالنا (۲۹۹)۲ ہاؤن پھلانا (۲۱۱)۲ ہٹی ہڑھانا (۴۷۰)۲  
 ہٹس ہڑنا (ہونا نہ ہونا ہونا) (۶۳۱)۱ ہٹے کی بات کہنا (۹۸۹)۲ ہٹھر کی لکھ ہونا  
 (۴۴۰)۳ ہڑے کی ہوو ہونا (۱۲۲)۲ کسی کی ہرجھان میں سے ہٹاٹا (۳۷۷)۲  
 ہردون میں زودہ لگانا (۴۹۳)۲ ہستہ آجانا (۳۹)۲ ہٹم کدہ نہ ہونا (۲۷۷)۲  
 ہٹم کدہ نہ کر سکتا (۷۴۸)۲ ہٹکی اٹھنا (۲۷۲)۲ ہٹکی الٹھنا (۷۵۸)۲

ہلکوں سے جاوے کھ کرنا ۶ (۲۲۰) ہلکے نہ چھپکانا (ہراسان نہ ہونا) ۶ (۵۱۲)  
 کسی سے پھر جانا ۴ (۸۷۱) پھسل پڑنا ۳ (۳۸۰) پھسل جانا ۶ (۱۵۸) پھولے  
 دیدن نہ پھانا ۲ (۳۱۱) پھولے مکہ اچھا نہ لگنا ۲ (۲۵۴) پھول جانا ۷ (۲۰۲)  
 پھولن نہ سنانا ۴ (۲۶۵) پھولے نہ سنانا ۲ (۲۹۱) پھلجھڑی چھوڑنا ۳ (۷۳۲)  
 پھول پھٹنا ۶ (۲۲۵) پھلے جانا (نا جائز صلیق) ۲ (۲۱) پھل پڑنا ۳ (۲۵۹)  
 پھٹ پالنا ۴ (۳۰) پھٹ سے ہاؤن باہر نکالنا ۴ (۳۹) کسی سے پھٹ رکھوانا (حاملہ  
 ہونا) ۴ (۳۰۷) پھٹ کا ہلکا ہونا ۴ (۳۹) پیچ پڑنا ۴ (۲۳۱) پیچھے پڑنا  
 ۱ (۴۴۰) ٹاڑ لپٹا ۳ (۹۷۲) ٹاڑ جانا ۴ (۱۰۰) ٹاک لپٹا ۶ (۷۵۷) ٹپا کا تاج  
 نجانا ۱ (۲۲) ٹپا ٹپا پڑ جانا ۱ (۵۴۹) ٹپا پر پھوٹنا ۶ (۶۷۱) تن بدن کی خبر  
 نہ ہونا ۴ (۷۵۵) تل رکھنے کی جگہ نہ ہونا ۲ (۷۴) طوانہ لگانا (تمام نہ کرنا)  
 ۳ (۲۵۵) طوار کا دھنی ہونا ۲ (۲۹۹) ظہن میں تل نہ ہونا ۱ (۶۶) کسی پر  
 ٹھوکانا ۱ (۵۸۲) ٹھان کا غرہ ہونا ۷ (۴۵۳) ٹیل ماش ہونا ۶ (۳۴۰) تن ہانچ  
 کرنا ۳ (۶۵) تیغ کیے گھاٹ اتونا ۴ (۵۲۸) ٹپتا رہ جانا ۱ (۴۱۶) ٹالا ہالا پھانا  
 (کتوا جانا) ۱ (۲۵۷) ٹانگہ لپٹا ۷ (۱۱۶) ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا ۴ (۲۰۵)  
 ٹرانا ۳ (۵۷) ٹھنڈا ہو جانا (مر جانا) ۴ (۱۵۹) ٹھنڈے ٹھنڈے بدلائی ہونا  
 ۴ (۸۰۰) ٹوٹ کر کرنا (والہا نہ منوجہ ہونا) ۳ (۹۵۵) ٹڑھی سیدھی سنانا ۳ (۸۰۲)  
 ٹڑھی جال چلنا ۴ (۲۸۷) جاہڑنا (حاملہ کر دینا) ۴ (۲۴۵) جادو جگانا ۱ (۱۲۸)  
 جان سے بچنا ہونا ۱ (۶۵) جان بھاری ہونا ۳ (۶۳۶) جان بچ کر کوئی کام کرنا  
 ۱ (۶۵۵) جان پر من جانا ۴ (۸۹) پہلا دینا (تائب کر دینا) ۴ (۵۲۷) جان کی پڑنا  
 ۶ (۹۷۶) جان پر کھیلنا ۴ (۲۷۲) جان جل جانا ۴ (۳۰۷) جان جڑنا ۳ (۶۵۱) جان  
 دے کر کوئی کام کرنا ۶ (۸۶۹) کسی پر جان دینا ۴ (۳۰۷) جان مٹھلی پر لٹے پھرنا  
 ۴ (۷۳۱) جان مٹھلی پر لپٹا ۴ (۹۷۶) جان کھانا ۳ (۲۵۶) جان سے ہاتھ نہ ہونا  
 ۴ (۲۸۶) جان لڑا دینا ۴ (۲۳۸) جان پر کھیلنا ۴ (۷۷۵) جراعت کا دم بھونا  
 ۴ (۲۱۸) جسم کا کوئی حصہ رو جانا (من ہو جانا) ۳ (۱۹۶) جگر آب ہونا ۴ (۳۹۵)  
 جگرا ہونا ۳ (۲۵۷) جان لیون پر آنا ۴ (۶۰۴) جاہ سے باہر ہونا (انتہائی مسرت)  
 ۳ (۵۳۵) جل مین کر کتاب ہونا ۳ (۱۵۰) جامے سے باہر ہونا (بے خبری کے صنون  
 من) ۶ (۳۹۶) جاہ سے باہر ہونا ۴ (۱۸) جنگل میں منگل ہونا ۲ (۲۳۸)



جوتا تیز کرنا ۲ (۲۵۴) جوتی ہزار ہونا ۵ (۲۵۱) جوتی خور ہونا ۲ (۲۶۱)  
 جوتین کا صدقہ ۳ (۵۵۵) جوتی کی نوک پر مارنا ۱ (۶۱۴) جوتا کھانا (مواصلت)  
 ۱ (۲۳۴) جوتروٹی گندم نما ہونا ۶ (۸۰۳) جھاڑ کا کانٹا ہونا (۱۸۱۱) جن  
 آنا ۱ (۴۶۳) جھروٹ کھانا ۲ (۵۲۹) جن چھڑا دینا ۵ (۲۱۲) جن جھوٹ  
 جانا ۱ (۴۶۷) جھنڈے پر چڑھنا ۳ (۷۱۱) جھنڈا گاڑنا ۴ (۵۰۹) جھوٹے کو  
 گھر تک پہنچانا ۲ (۴۵۰) جھوٹ کے پل پانہ ہونا ۱ (۲۰۱) جھٹے جن مرجانا  
 ۴ (۴۸۵) چار چاند لگانا ۲ (۳۵۱) چال چلنا ۱ (۸۶۵) چال جوکنا ۴ (۴۵۱)  
 چاندی ہونا ۳ (۲۰۱) چپا چپا کر پاتین کرنا ۵ (۱۲۲) چپنی پھر پانی میں ڈوب  
 مرنا ۲ (۲۰۲) چنگین میں اڑنا ۳ (۲۵۹) چراغ یا ہونا ۳ (۸۲) چراغ سحری  
 ہونا ۵ (۲۶۲) چراغ گل ہلکی غائب ہونا ۱ (۴۵۰) چڑھ آنا (حلقہ کرنا) ۴ (۶۸)  
 چکنا گھڑا ہونا ۴ (۱۱۲۷) چلتا دھندا کرنا ۵ (۲۹) چلم سو کرنا ۱ (۸۶۶)  
 چل نکلنا ۱ (۷۷۹) چلو میں الو ہونا ۱ (۳۸) چوکی پھولنا ۳ (۲۷۱) چولی  
 دامن کا ساتھ ہونا ۱ (۷۸۳) چونا لگانا ۱ (۸۲۴) کسی چیز کا چولھے میں جانا  
 ۱ (۵۹۱) چھائی پر کودن دلنا ۳ (۲۸۸) چھائی پر موند دلنا ۲ (۲۶۷) چھکے  
 جھوٹ جانا ۱ (۵۴۶) چھکے چھڑانا ۵ (۵۰۷) جھوٹا مہ بڑی بات کرنا ۲ (۳۶۱)  
 چھینٹے دینا ۱ (۸۶۷) چوٹی کو پر نکلنا ۱ (۱۰۵) حرام زادے کی رسی دراز ہونا  
 ۲ (۴۴۸) حرف آنا ۳ (۴۸۱) حساب دوستانہ در دل ہونا ۴ (۲۰۳) کسی کے  
 حق میں کانٹے ہونا ۲ (۱۲۹) حقہ پانی پتہ ہونا ۱ (۶۸۵) حلقہ بہ گوئی ہونا  
 ۵ (۳۵۲) کسی کا حلوہ کھانا (نانہہ میں شربت بہہ دینا) ۴ (۲۰) حلوہ پھٹی  
 کھانا ۱ (۴۴۸) حلوہ ہونا ۲ (۱۵) کسی چیز پر خاک ڈالنا ۵ (۱۱۷) خار کھانا  
 ۱ (۴۶۲) خسی کم جہان پاک ہونا ۳ (۲۶۷) خون اگنا ۶ (۸۵۳) خاک چھاتنا  
 ۲ (۷۷) خال خال ہونا ۱ (۸۷۴) خوشی کے طریقے معلوم جانا ۴ (۴۵۵) کسی  
 کو خطرہ میں نہ لانا ۴ (۳۰۷) خواب خرگوش ۵ (۲۷) خون سے مائدہ پھرنا  
 خون کا پیاسا ہونا ۴ (۱۰۵۳) خون خشک ہونا ۴ (۲۷۸) خون کا دریا بہنا  
 ۴ (۷۷۷) خون سفید ہونا ۱ (۱۴۷) خون کا رنگ لانا ۶ (۸۸۸) داغ دینا  
 ۵ (۳۲۳) دال میں کالا ہونا ۱ (۵۸۹) دال میں نیکہ ہونا ۷ (۳۹۳) دال

نہ گنا ۱ (۲۵۷) دانتا کلکل ہونا ۲ (۴۱) دانت لگانا ۲ (۲۰۶) دانت کھینچے  
 کرنا ۲ (۱۸۶) دانت کھینچے ہونا ۲ (۱۰۵) دانت نکال دینا ۴ (۴۶۵) درگزر  
 جھانپن ہوئیں ۱ (۲۲۴) دل بھاری کرنا ۶ (۷۲۳) دل بھٹ جانا ۷ (۲۱۳)  
 دل کے بھبھکے بھونٹنا ۴ (۷۰) دل سدھ کا آب ہونا ۱ (۸۰) دل توڑ کرکویں کام  
 کرنا ۵ (۳۰) دل فٹنڈا ہونا ۶ (۸۸۸) دل میں چٹکی لپٹا ۱ (۸۷۲) دل پر  
 جھریان چلنا ۷ (۳۸۲) دل خون ہونا ۷ (۱۲۶) دل کا خوف سے ہانی ہونا  
 ۳ (۷۵۶) دل پر سائب لوہا ۲ (۳۱۲) دل صاف ہونا ۱ (۲۴۰) دل میں غبار  
 ہونا ۶ (۳۶) دل سے اتر جانا ۵ (۲۵۳) دل کی دل میں رو جانا ۵ (۴۵۸)  
 دل کی لگی بھٹنا ۳ (۲۲۵) دل کو دل سے راہ ہونا ۲ (۴۵۷) دل کڑا کرنا  
 ۴ (۵۶) دل کھٹا ہونا ۴ (۱۶۰) دل کھوٹا ۴ (۱۶) دل کھول کرکویں کام کرنا  
 ۵ (۴۰۱) دل لگانا ۱ (۴۱۵) دل ہلا دینا ۶ (۱۵۶) دل سے لگی ہونا ۴ (۴۶۰)  
 دماغ آسپن پر ہونا ۶ (۷۲۳) دماغ نہ ملنا ۶ (۷۸۸) دم میں آنا ۱ (۴۶۸)  
 دم بھرتا ۶ (۸۰۵) دم پر چڑھنا ۱ (۸۷) دم دینا ۱ (۴۶۴) دم میں دم ہونا  
 ۱ (۷۸۳) دم ے مارنا (شکایت ے کرنا) ۷ (۳۳۷) دم دہا کر بھاگنا ۶ (۳۴۱)  
 دن برے ہونا ۴ (۴۳۲) دن بھاری ہونا ۱ (۸۳۱) دن لگنا ۲ (۲۷۱) دن  
 حد رات شبرات ہونا ۳ (۱۰۵) دور کے ڈھول سہاڑے ہونا ۴ (۱۰۳) دوڑ دھوپ  
 کرنا ۱ (۶۷۷) دودھ کی مکھی کی طرح الٹ کرنا ۳ (۱۵۳) دودھ کی مکھی کی  
 طرح نکال بھینکنا ۳ (۵۶۱) دھلمز کی خاک لیے ڈالنا ۱ (۶۰۱) دھٹا پٹنا ۵ (۱۲۱)  
 دھوپ میں چوڑا سفید کرنا ۵ (۲۶۱) دھوم ہونا ۴ (۱۰۲) دھوئیں اڑا دینا  
 ۵ (۳۳۱) دیدہ بھٹ جانا ۵ (۳۶۸) دیدہ دن میں جوں جھٹا ۱ (۱۲۱) دیدہ  
 ہونا ۳ (۲۶۰) دیدہ ہوائی ہونا ۱ (۵۸۹) ڈنکا بھٹنا ۴ (۲۸۷) ڈنکے کی  
 چوٹ پرکویں کام کرنا ۱ (۸۱۵) ڈھپے ڈالنا ۲ (۴۶۱) ڈھالا بگاڑنا ۱ (۴۶۳)  
 ڈھلکا ہان تھالی کا بیگن ہونا ۱ (۵۰۵) ڈھول گئے اندر خول ہونا ۳ (۷۶۸)  
 ڈیڈہ ہانکنا ۳ (۴۹۲) راسہ دیکھنا ۲ (۴۲) رام ہونا ۳ (۴۵۴) راہ بٹانا  
 ۳ (۲۵۹) راہ پر آنا ۵ (۳۳۷) راہ دیکھنا ۳ (۱۸۸) راہ کھولی کرنا ۴ (۲۷۵)  
 رتی کا نذر ہونا ۴ (۴۲) رس دراز ہونا ۷ (۳۲۴) ریشہ حیات قطع کرنا ۵ (۳۳۶)

دن کا بولنا (۵۸۷)۱ رنگ جمانا (۵۴۵)۲ رنگ کد جانا (۵۴۳)۳ کسی کی  
 روشنی پر پڑے رہنا (۱۲۲)۱ رونگھے کھڑے ہو جانا (۲۱۴)۱ رول دینا (۴۶۶)۱  
 رویان ملا ہونا (۳۵۴)۱ زیان لڑنا (۱۸۰)۱ زیان میں کانٹا پڑنا (۴۶۲)۲  
 زخم اٹھانا (۱۵۵)۱ زخم پر نمک چھڑکنا (۱۰۳)۲ زیادہ کا پھر جانا (۸۵۷)۲  
 زمین آسمان کے قلابے ایک کر دینا (۱۱۲۹)۱ زمین پر پلٹن کا دھڑکا (۸)۱ زندگی  
 پر حرف آنا (۷۲۱)۲ زندگی سے حائد نہ ہونا (۶۴)۱ زہر مار کرنا (۶۳)۱  
 سات ہاتھ کا آنا (۱۸۱)۱ سانپ کے نکلنے کے بعد لکیر پھٹنا (۲۵۲)۲ سائے کی  
 طرح حائد رہنا (۵۳۸)۲ سہزادہ ہونا (۴۹۵)۲ سبق پڑھانا (۱۵)۲ سبق  
 دینا (۲۵)۲ سٹاپ کر دینا میں آنا (۴۵۴)۲ سیدھا سیدھا جانا (۷۸۶)۲ سو  
 اٹھانا (۴۰۹)۲ سو آنکھوں سے جانا (۷۶)۲ کسی کام کو سو آنکھوں سے کرنا  
 (۷۵۷)۲ سو پر پلٹن رکھ کر پھاگنا (۲۵۳)۲ سو پر پلٹن رکھ کر جانا (۸۰)۲  
 سو پر چڑھنا (۱۴۷)۱ سو پر حائد رکھ کر دینا (۷۵)۲ سو پر موت کا کھیلنا (۳۲۲)۲  
 سو چھاڑنا پھاڑ ہونا (۱۳۱)۲ سو چڑھنا (۷۵۸)۲ سو دھنا (۲۶۱)۱  
 سو کھانا (۲۰۷)۲ سو کرے ہل آنا (۲۲۳)۲ سو مٹانے میں اڑنے پڑنا (۴۹۳)۲  
 سو مٹانے پر رکھنا (۱۱۰)۲ سو مٹانے پر لٹنا (۴۶۰)۲ سکہ پھٹنا (۱۴۴)۲  
 سکہ جاری ہونا (۲۸۷)۲ سجدہ پر پھر پڑنا (۴۹۴)۲ سجدہ لینا (۲۱۸)۲  
 سٹافے میں آ جانا (۷۵)۲ سن ہو جانا (سٹافے میں آ جانا) (۹۴۷)۲ سنہرے  
 سوار ہونا (۱۸۷)۲ سیدہ و سید کا اختیار ہونا (۱۸۲)۲ سیدھا ہو جانا (سٹافے  
 بعد ٹھیک ہو جانا) (۲۹۷)۲ سیدھے مکے بات نہ کرنا (۴۶۴)۲ شکار میں نہ لانا  
 (۲۷۱)۲ شیشی بکھارنا (۹۰)۲ شیشی کرکری ہونا (۶۰)۱ شیشی مارنا (۷۶)۲  
 شمشیر کا دھنی ہونا (۴۹)۱ شمشیر میں اتارنا (۸۱۹)۱ شیطان چڑھنا (شہوت)  
 (۱۳۵)۲ شگوفہ چھوڑنا (۱۱۷)۲ سہر پڑنا (۴۹۳)۱ صغای کرنا (طرح) (۳۵۷)۲  
 سم بکھ ہونا (۳۵۸)۲ طاق ہونا (۸۵۰)۱ طاق پر نہ ہونا (۲۵۱)۱ طبیعت  
 آنا (۴۱۵)۱ طرح دینا (۱۰۷)۲ طوطا چشم ہونا (۶۵۱)۲ طوطی بولنا (۵۴۷)۲  
 طوطے کی طرح نگاہ پھیرنا (۱۶۸)۲ طوطان جوڑنا (۳۶)۱ طوطان رکھنا (لہٹان)  
 (۲۲۱)۲ غن غن کرنا (۲۶۷)۲ ظل پر پھر پڑنا (۴۱۷)۲ ظل دنگہ ہونا  
 (۸۸۰)۱ ظل کا مارا جانا (۱۰۳۲)۲ ظل کے ناخن لینا (۴۱۷)۲ غصہ نہ ہونا

- (۲۹)۲ فوطے کھانا ۲ (۳۶۸)۲ فوس ہو جانا ۲ (۱۸۵)۲ فوشون کو خیر ہو  
 (۲۳)۲ فوعن پر سامان ہونا ۲ (۸۸۵)۲ قریے دینا ۱ (۷۵)۱ فی نکالنا ۳ (۷۹)  
 قاریے میں بحال نظر آنا ۲ (۷۴۸)۲ قلب نعروانا ۷ (۲۰۴)۲ قلمہ بگاڑنا ۳ (۴۹۴)  
 قلمی کھل جانا ۵ (۲۷۷)۲ قلم توڑ دینا ۱ (۸۹۴)۱ قندیل لٹک ہو جانا ۲ (۳۴۵)  
 قول کا کرسی نفع ہونا ۵ (۱۳۵)۱ قافہ نغمہ ہونا ۲ (۱۰۲)۱ قیامت پر ہا کرنا  
 ۵ (۲۷۷)۲ قیہ ہونا ۳ (۲۱۹)۲ کاٹ کھانا ۵ (۲۶۳)۲ کاغزو خون نہ ہونا ۱ (۶۰۵)  
 کاغے کا منقرہ ہونا ۱ (۴۳۷)۲ کافہ کا الو ہونا ۱ (۳۷)۲ کانیر ہو جانا (سجاء جانا)  
 ۴ (۳۴۶)۲ کام آنا (ماریے جانا) ۲ (۴۶۴)۲ کلم نظم کر دینا ۲ (۲۴۷)۲ کان ہٹی  
 آواز سنائی نہ دینا ۲ (۸۴)۲ کان پکڑنا ۱ (۳)۱ کان پر جون نہ رہنا ۷ (۳۵۰)  
 کانوں پر حاتمہ دھونا ۱ (۶۱۳)۲ کان ہٹی آواز سنائی نہ دینا ۳ (۷۰۵)۲ کان کاٹنا  
 ۲ (۱۷۶)۲ کان کھڑے ہونا ۱ (۵۴۲)۲ کان ہونا ۳ (۳۷۷)۲ کباب ہونا ۲ (۶۵)  
 کتے کی موت ہونا ۲ (۱۲۲۶)۲ کتے کی موت ماریے جانا ۵ (۵۸۸)۲ کٹ جانا (جھنپ  
 جانا) ۳ (۲۸۶)۲ کجا پڑنا ۱ (۹۵)۱ کف افسوس ملنا ۵ (۳۵۳)۲ کلمہ پک جانا  
 (۳۸)۲ کلمہ پکا دینا ۶ (۴۷)۲ (۱۶۳)۲ کلمہ پھٹ جانا ۶ (۸۸۴)۲ کلمہ پر پھور رکھنا  
 ۶ (۱۶۴)۲ کلمہ پر چھری چلنا / کلمہ ٹھنڈا ہونا ۲ (۱۶۰)۲ کلمہ خون ہونا  
 ۵ (۳۱۹)۲ کلمہ منہ کو آنا ۱ (۶۰۸)۲ کمر ہالہ ہونا ۲ (۷۵)۲ کمر حمت ہالہ ہونا  
 ۲ (۳۴۳)۲ کمر کھنا ۲ (۵۹۸)۲ کلاو کرنا ۳ (۶۲۹)۲ کنوین جھکوانا ۱ (۸۶۹)  
 کوا گہار ہونا ۲ (۷۴)۲ کنوارا چھل اٹارنا ۱ (۶۰۱)۲ کھڑے کھڑے کوئی کام کر دینا  
 ۵ (۴۳۳)۲ کھیت پڑنا ۲ (۴۲۱)۲ کھیت چھوٹا ۷ (۷۸)۲ کھیت چھوڑنا ۵ (۳۴۰)  
 کھیت رہنا ۱ (۶۵۲)۲ کھیرے کی طرح دو فکڑے ہونا ۳ (۴۱۱)۲ کھیل بگاڑنا ۲ (۳۴۰)  
 کھیل بگڑنا ۲ (۱۰۵۶)۲ گھرے کا ہل پھروانا ۶ (۴۴۵)۲ گھرے کی طرح پھول  
 جانا ۲ (۸۰۵)۲ گرگٹ کی طرح رنہ بدلنا ۵ (۳۵۹)۲ گردن لٹا ۵ (۴۳۷)۲ گردن  
 ناپنا ۶ (۹۰)۲ گڑے مردے اکھاڑنا ۵ (۵۷۵)۲ گئے کا ہار ہونا ۲ (۲۱۱)۲ کوہ کھانا  
 ۲ (۷۶۷)۲ گھات میں لگا ۲ (۲۴۴)۲ گھات میں ہونا ۱ (۷۷۸)۲ گھات گھات  
 کا ہانی پینا ۳ (۹۹۰)۲ گھٹن ہانی پڑ جانا ۱ (۶۰۵)۲ گھن لگا ۲ (۱۳۰)۲ گھوڑے  
 کا سکدری کھانا ۵ (۲۷۵)۲ گھونگٹ کھانا (سجاء گھٹا) ۳ (۷۷۴)۲ گھن کے چراغ جلا نا

- ۱ (۵۸۹) لات مارنا ۵ (۲۹۰) لافس مارنے سے ہانی کا جدا نہ ہونا ۱ (۱۴۶)  
 لام ہونا ۱ (۴۵) لہکا ہونا ۴ (۲۰) لٹو ہونا ۱ (۲۲) لڑائی مارنا ۴ (۴۷)  
 لکیر کا قطر ہونا ۴ (۲۰) لگا دینا (نکالت کرنا) ۳ (۲۳۸) لگا کر لیے جانا ۶ (۷۶)  
 لگا لگا (اہلہ ہونا) ۴ (۱۷۷) لگائی پھجائی کرنا ۱ (۵۹۰) لگی لہی نہ رکھنا  
 ۳ (۴۱۵) لہیا ہونا (بھاگنا) ۱ (۴۱) لنگوی میں بھاگ کر کھلنا ۲ (۶۲۹) لنگوٹا  
 بار ہونا ۱ (۶۰۶) لوٹا نہ اٹھوانا ۴ (۴۳۲) لوہا پرستا ۱ (۷۲۲) لوہا مالا  
 ۲ (۶۳) ماضی ٹھکانا ۲ (۴۱۷) مارے جوہن کے خوش کردینا ۱ (۵۵۹) مانگ  
 اجڑنا ۱ (۱۶۲) مٹی خراب ہونا ۱ (۴۵۹) مٹی میں مل جانا ۴ (۱۱۱۵) محل  
 کرنا ۳ (۳۸۵) محنت ٹھکانے لگا ۲ (۳۲۹) کسی پر مرجانا (طعن ہونا) ۶ (۸۳۵)  
 مرجین لگا ۵ (۹۵) مزا اڑانا ۱ (۹۳) مطلع صاف کرنا ۴ (۴۸۴) مقدمہ سرسبز  
 کرادینا ۱ (۲۴۱) مہ بنوانا ۱ (۴۱۶) مہ پر آنا (ظاہل ہونا) ۶ (۸۰۳) مہ  
 پر چڑھنا ۶ (۷۶) مہ پر موانعان اڑنا ۲ (۵۶۲) مہ پھلانا ۲ (۲۰۹) مہ  
 جوتے میں گال کاٹنا ۳ (۶۳۰) مہ جڑھنا ۳ (۱۰۱) مہ دکھانے کے قابل نہ رہنا  
 ۲ (۳۱) مہ سے دودھ کی مہک آنا ۱ (۶۱۳) مہ دیکھ کر رہ جانا ۳ (۲۲۳)  
 مہ کالا ہونا ۱ (۵۸۹) مہ کی کھانا ۲ (۳۹۴) مہ میں ہانی پھر آنا ۴ (۶۹۸)  
 مہ میں خاک ہونا ۳ (۷۶۸) مہ میں دانت نہ پھٹ میں آت ہونا ۱ (۴۵۳)  
 مہ لگانا ۱ (۶۳۶) مہ لگنا ۳ (۴۵۷) مہ موڑنا ۲ (۲۱۱) مہ نہ پڑنا ۴ (۱۰۳۴)  
 موج میں ہونا ۵ (۳۱) موہ لہنا ۳ (۳۸۰) موٹے جسم ملانہ ہونا ۵ (۲۸۸) مہلت  
 میں کر سھٹنا ۱ (۸۷۸) مھٹا مھٹا میں اور کھٹا کھٹا ٹھوکرنا ۳ (۲۷۳) ٹال گئی  
 ہونا ۳ (۸۷۳) نام جھٹلے پر چڑھنا ۲ (۲۲۸) نام نہ ہونا ۱ (۲۱۷) کسی کے  
 نام سے کانٹنا ۵ (۳۳۲) کسی کے نام پر جان دینا ۵ (۳۲۳) نام کو جانا ۵ (۲۵۲)  
 نام کرنا ۴ (۵۶۸) نانی مونا ۲ (۳۵۳) ناک پر خضہ دھرا رہنا ۲ (۴۵۰) ناک  
 کاٹ لہنا ۷ (۱۲۱) ناک رگڑنا ۷ (۱۰۸) ناک کٹ جانا ۳ (۷۱۱) ناک کھوانا  
 ۱ (۶۱۴) ناک گھسنا ۱ (۸۶۸) ناک چنے چھوانا ۳ (۵۶۲) ناک کا بال ہونا  
 ۱ (۶۱۴) ناک میں چڑھانا ۱ (۶۱۴) ناک میں دم آنا ۴ (۱۸۴) ناک میں  
 ہونا ۴ (۳۱۱) نظر پھولنا ۱ (۴۱۴) نظروں سے گرا دینا ۵ (۲۷۱) نقشہ بگڑنا

- ۴ (۸۸) نکال لے جانا (بھاگ لے جانا) ۳ (۲۹۵) نگاہوں میں تول لیتا ۱ (۸۶۱)  
 نگاہوں سے کرنا ۶ (۱۵۸) نمک میں لگا کر پیمان کرنا ۳ (۲۹۵) نوک دم بھاگنا  
 ۵ (۲۲۰) نہ روئے رفتن نہ پائے ماتن ۴ (۴۰۲) نہ مہ سے بولتا نہ سو سے کہتا  
 ۳ (۲۵۱) نہا گل بھولتا ۶ (۸۴۹) نہا گل کھلاتا ۱ (۷۲۰) کسی چیز سے ہاتھ  
 اٹھانا ۴ (۵۱) ہاتھ اٹھ جانا ۵ (۲۴) ہاتھ آنا ۴ (۲۱۷) ہاتھ پائوں بھولتا  
 ۱ (۲۲) ہاتھ پائوں مارنا ۴ (۶۹۰) ہاتھ پائوں ٹھنڈے ہونا ۵ (۷) ہاتھ پائوں  
 ۴ (۱۰۴) ہاتھ پھیلانا ۷ (۳۶۶) ہاتھ دھو کر ہچھے پڑنا ۳ (۸۸۹)  
 ہاتھ صاف کرنا ۲ (۵۷۵) ہاتھ لگنا ۴ (۴۶۸) ہاتھ میں مہندی لگنا ۵ (۱۱۱)  
 ہت چھد ہونا (دست دراز ہونا) ۳ (۸۰۹) ہتھے چڑھنا ۴ (۲۴۹) ہتھیلی پر  
 سر لٹانا ۴ (۵۹۸) ہندی کی چندی کرنا ۱ (۱۲۲) مہ تن چشم ہونا ۷ (۱۹)  
 ہوا باندھنا ۵ (۳۹۹) ہوا بکڑنا ۴ (۱۰۲) ہوا سے لڑنا ۵ (۳۹۶) ہوا کھانا  
 ۳ (۲۳۰) ہوا میں ہونا ۷ (۵۳) ہوا کے گھولے پر سوار ہونا ۱ (۶۱۳) ہوند  
 چاہنا ۴ (۳۹۱) ہو بہ اڑنا ۲ (۸) ہونٹوں پر دم آنا ۵ (۲۴۳) ہیکڑی نکل  
 جانا ۱ (۷۸۲) یہ مہ اور سالہ ۳ (۵۳۹) یہی گوہیں میدان ۴ (۹۳) یہ مہ  
 اور طہہ ۳ (۲۸۸) ۔

## ضمیمہ

- ضرب الامثال
- کہاوتیں

اپنے دام کھوئے تو ہر کھیا کو کہا دوس ۳ (۷۱۰) آپ زہم جہان زہم  
 (۲۲۲) اپنی گن من کتا بھی عمر ہوتا ہے ۲ (۲۹) اپنی ہائی اور ہر گوائی  
 (۱۸۰) از خوردان خطا و از بزرگان خطا ۳ (۸۷۱) آلودہ را آلودن جہل  
 است ۱ (۸۵۵) آگہ جائے لوہار جائے دھونکے والے کی بلا جائے ۴ (۵۵۰) اللہ  
 نہادہ نواسی کو تھے نانا ۲ (۵۲۲) الانسان حرص علی صانع ۴ (۳۵۰) اللہ ہا  
 جب بتائے جب دو آنکھیں ہائے ۳ (۶۲) اللہ ہے کی داد نہ فریاد اللہ ہا مار پیٹھا  
 ۶ (۳۵۸) اوکھلی میں سودا تو دھمکن سے کہا ڈور ۳ (۲۲۱) ایک انار اور سو  
 ہمار ۴ (۲۲۳) ایک توجوری دوسرے سونپری ۱ (۲۷۸) ایک حمام میں سب  
 لنگے ۱ (۳۲۱) ایک کو سائی ایک کو پدھائی ۵ (۲۳۳) اہلجی زرا زوالے نست  
 ۳ (۷۰۰) ایک توجوری دوسرے سینہ زوری ۲ (۲۹۲)۔

بڑے بول کا سونچا ۱ (۲۱) بکری کی مان کب تک خرمناہنگی آخر ایک  
 دن چھری کے طے آئی ۴ (۸۹)۔

ہائی کا ہنگامہ ہر آکا ہے ۵ (۲۰۰) پتہ کھڑکا پتہ پھڑکا ۵ (۲۹)  
 برائے شگون کو اپنی ناک کھانا ۱ (۲۷۸) پیسہ اپنی گانٹھ کا بار اپنے ساتھ کا  
 ۵ (۹۵) پھٹ پڑے وہ سوتا جس سے فوفن کان ۱ (۵۹۱)۔

تعلی پھولی یا نہ پھولی جھنگار تو ہوئی ۳ (۷۱۱)۔  
 فوی ہاہ نگر جنڈیے پڑی ۴ (۶۳)

جاٹا دھن دیکھتے تو آگہا لہجئے ہانت ۱ (۳۶۲) جاکوہی جاہے وہی  
 سپاگن ۷ (۱۱) جاکور کھین سائمان مار نہ ساکے کوئے ۵ ہال نہ ہنگا کوسکے کہ  
 دوجہ پوری ہوئے ۳ (۷۲۲) جان دین ہی لاختہ اور کوئے معیے کھائیں ۱ (۳۲۱)  
 جان نہ پہچان پئی خالہ سلام ۴ (۵۰۶) جان ہے توجہان ہے ۲ (۲۲۲)  
 جس کی تیغ اس کی دھم ۴ (۷۶) جس کو خطا رکھے اس کو کون چکھے ۴ (۱۵۵)  
 جو دودل راض تو کہا کوگا قاضی ۱ (۲۶۳) جو کرجئے مین وہ برستے نہیں  
 ۴ (۹۲) جو گلہ تھے میرے اس کو زہر کون دے جئے ۳ (۸۵۷) جہان ڈروہان اپنا  
 کھر ۴ (۱۵۵) جیسی کوئی ویسی پھری ۲ (۵۸۴)۔ جان ہے توجہان ہے ۲ (۲۲۲)۔



چار دن کی چاکہ نی اور پھر اٹھ سو رات ۲ (۳۹۳) چور کی ڈالہی میں  
 تنکا ۷ (۳۰۳) چوری پر سب سے زوری ۲ (۲۹۴) چون آب از سر گوشت چہ یک نوز  
 چہ یک دست ۶ (۲۲۰) چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۵ (۶۴) چورو چار بکھارو  
 باج پھر و سہے میں کیے و سہے ۳ (۷۵۳) چوٹی کی فضا آتی ہے تو پر ہند اکری ہے  
 ۶ (۳۶۹)۔

خلو خود ن روئے باید ۵ (۳۳)  
 خانہ خالی را دیوی کرد ۱ (۸۸۷) خود نہ پردہ ملت کا درد کردہ  
 ۲ (۶۶۳) خس کم جہان پاک ۴ (۵۱۸) خود کردہ را در مان نیست ۳ (۶۹۷)۔  
 دیرے پر چوٹی میں کافی ہے ۷ (۷۶) درزی کی سوئی کہیں گاڑھے میں  
 کہیں نور ملت میں ۵ (۲۴۱) دریا میں رہنا اور مکر مجھ سے پھر ۱ (۲۲۱) دشمن  
 اگر قہرست نگہبان قوی تراست ۴ (۱۷۱) دود کا جلا چھا چھ پھونک پھونک کر  
 پھتا ہے ۲ (۱۳۹) دھویں سے نہ جیتے گہرے کے کان اٹھئے ۵ (۲۳) دھویں کا  
 کٹا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا ۵ (۱۸۱) دھویں کا گہا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا ۵ (۶۱۴)  
 دھویں کا چھلا آدھا آدھا ملا ۱ (۵۲۷) دودل راض تو کتا کویا کا فاض  
 ۵ (۱۲۰) دور کے ڈھول سہاؤئے ۱ (۲۲۵) دیر آید درست آید ۳ (۷۷۹)  
 دیکھا نہ بھلا صدقہ کی خالہ ۳ (۵۵۵) دیوانہ بہ کار خوش ہمار ۲ (۳۵۷)

ڈھول کے اٹھ رچل ۶ (۴۹۷)

رس جل گئی ہل نہیں جلا ۲ (۴۶۸) رکھ بت رکھاہت ۳ (۴۵۷)

وہ را می توان و ۴ (۳۶۸)

سوچ کے اٹاریے سے نالو ملک نہیں ہوئی ۴ (۹۸۳) سوچ کے جالے جھاج  
 میں میں رہتے ہیں ۴ (۹۷۲) سودن چور کی تو ایک دن ساء کی ۲ (۲۹) سوہار  
 سٹار کی ایک بار لہار کی ۴ (۱۱۲۱) سودن سٹار کی تو ایک دن لہار کی ۱ (۴۳۳)  
 سوہا جتا بھاڑ نہیں پھوڑا ۳ (۳۳۵) سوہا ہوا برابر ۱ (۵۹۸) میان پھٹے  
 کوتوال اب ڈر کا ہے کا ۱ (۱۸۱) سید میں انگلیں سے گھس نہیں نکلتا ۶ (۵۶۷)

شکار کے وقت کھانا کھاسی ہے (۱۷)

صبح کا بھولا جوشام کو آئے اس کو بھولا نہیں کہتے (۱۸۵)۴

صحت میں ازیں چاندی (۸۹)۴ حبان را چہ بیان (۱۰۱)۴

قطرے کا جوگا گھڑے ڈھلکائے تو کہا ہوتا ہے (۵۴۱)۴ قہر و روضہ ہرجان

درویش (۲۸۶)۳۔

کافذ کی نالوج نہ ڈوں کل ڈوب جائیگی (۱۶۴)۴ کہیں کے دن بنے اور

کہیں کی رات (۲۹)۲ کردی خوش آمدنی پیش ہے (۲۴۴)۴۔ کرکھا جھوڑے پاشے

کو جائے • ناحق کی جوت جولا ہا کھائے ہے (۲۰۶)۴ کوئی ہمدرد ہجمنے لگے (۴۱۱)۳

کوہ کندن و گاہ ہر آوردن (۵۳۸)۲ کہیں گلے کے سامنے چراغ چلتا ہے (۲۴۴)۱

کھیرے سے کھوٹا اس کو عرش کا قوط (۱۰۵)۴ کیا اور کر نہ جانا۔ ہوں تو کرد کھائی

(۶۱۲)۱۔ کرتا ارمان نہ کرتا پشیمان (۳۵۲)۲۔

گرہ کشتن روزاول (۵۹۰)۱ گزبھری ہنسنا اگتے بنے نہ نکلے (۱۸۴)۴

گھر بار بھارا کو بھری کھینے کو حاتمہ نہ لگاتا ہے (۳۴۵)۴ گھر کے مالک ہو مگر کسی

جیز کو حاتمہ نہ لگاؤ ہے (۳۴۵)۴ گھر کا بھدی لگا ڈھائے (۶۰۸)۳ گھڑی میں

گھڑیاں ایک دم میں بھونچال ہے (۹۴)۴ گھر کی گوان کیا جھونپڑی کیا میدان

ہے (۹۶)۴ گدہم اگر ہم نہ رہد ہمیں غنیمت است (۱۱۶۴)۴۔

لائون کا آدمی بائون سے نہیں ملتا (۲۱۵)۴ لافیں ماریے سے پانی جدا

نہیں ہوتا (۶۱)۳ لشکر ہے مرنے کے ہر قہر قہر ہے ہر نوکس ہے نہر ہے (۱۶۰)۴۔

مار کے آکر بھوت بھاگتا ہے (۲۲۹)۲ مان بھون میں لڑائی ہوں لوگوں

نے جانا بھڑی (۶۱۲)۱ مان جھوڑے موس سے بھٹکا (۳۴۴)۱ مان نہ مان میں

نیرا مہمان (۵۶۵)۳ مرغا کہا نہ کرنا (۲۹۳)۶ مرگہ ابھو جھینے دارد (۲۵۲)۱

مفت کی شراب قاضی نے بھی کی حلال ہے (۲۴۴)۴ منہ لگائی ڈھپلی گائے ٹال ہے ٹال

مونیے کا گھاؤ مہمان جائے یا پائون (۵۵۵)۳ مہمان کی جوتی مہمان کا سو

(۴۸۵)۶۔

نام بڑا درشن ٹھوٹے ۱ (۴۲۶) نزلہ برخصوصیف سٹو ۳ (۸۹۵)  
 نکلا جئے ہرے احوال ۳ (۷۳۹) نکلی آئی کوہرہ جاؤ ۶ (۶۱۱) نہ آسمان بہ ٹھوٹو  
 نہ گریمان میں آئے ۱ (۱۸۱) نہا نودن ہرانا سودن ۳ (۵۵۹) نیکی ہرہاد گہ  
 لازم ۱ (۲۵۱)۔

وہی بھول اچھا جو مہاسو چڑھے ۳ (۴۵۷)  
 ہاتھیں لاکھ لٹے جب بھی سوا لاکھ لکے کا ۳ (۱۹۸) ہمارے گھر سے تو  
 آئے اور نام رکھا ہی سندر ۲ (۸۲۱) ہنوز دلی دہراست ۲ (۱۹۳) ہونہار  
 ہوا کے چکنے چکنے ہات ۲ (۱۱۲۷)۔

یا سو نہین سو وہی ۱ (۳۵۹)

---

ضمیمہ

### لفظوں کی دہا

- ہولمن اور سنسکرت کے الفاظ
- رندھو کے متروک الفاظ
- انگریزی کے الفاظ

ذیل کی فہرست میں بولچون اور سنسکرت کے وہ تمام الفاظ اکٹھا نہیں کیے گئے ہیں جنہیں داستان گوہن نے "طلسم ہوشیا" میں استعمال کیا ہے۔ یہاں صرف وہ الفاظ اکٹھا کیے گئے ہیں جن میں سے مشغراب ہماری زبان روزوہ میں داخل نہیں ہیں۔ ان الفاظ کی اہمیت یہ ہے کہ یہ اس لکھنؤ کی ایک داستان سے نکالے گئے ہیں جس میں ناسخ کی تحریک اخراج الفاظ کامیابی سے چل چکی تھی مگر خود اس داستان میں داستان گوہن نے ناسخ کی اہمیت کا اعتراف کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے اور جس لکھنؤ کی اردو کے بارے میں ممتاز حسین نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ هندوستان سے اس کا رشتہ ٹوٹ چکا تھا۔

بولچون اور سنسکرت کے الفاظ کے علاوہ وہ الفاظ بھی اس فہرست میں موجود ہیں جن کا تعلق کل کے روزوہ سے تھا لیکن آج کے روزوہ میں جنہیں داخل نہیں ہے۔ اسے تقریباً قلم ہی الفاظ مراد دلی والے کی باغ و بہار میں موجود ہیں۔

آخر میں انگریزی کے ان الفاظ کی فہرست بھی دی گئی جنہیں اس داستان میں استعمال کیا گیا۔ اور شاید یہ کہنا غلط نہ ہو کہ ایک "ہوڈر" کے علاوہ باقی تمام الفاظ ان داستان گوہن نے اردو میں پہلی بار استعمال کیے ہیں۔ "ہوڈر" کو ظاہراً سب سے پہلے انفا نے اپنے ایک قصیدہ میں استعمال کیا۔

یعنی ایک طرف تو ان داستان گوہن نے ناسخ کی اہمیت کے باوجود هندوستانی الفاظ کے استعمال سے پرہیز نہیں کیا اور دوسری طرف انہوں نے انہی الفاظ کے استعمال میں بھی کوئی جھجک نہیں محسوس کی۔

اس قصیدہ کے آخر میں وہ نظم کہتے ہیں اور دوسرے شعر بھی اکٹھا کر دیے گئے ہیں جو اس داستان کے اوراق میں بکھیرے ہوئے ہیں۔

## بولچن اور سنسکرت کے الفاظ

اچھک (بے ٹکان)	... اچھر (دیر) ۳ (۵۷۵)
(اگر معمول ایسا اچھک پہننے والا نہ ہوتا اولاد نہ ہوجاتا) ۶ (۱۰۱)	
اچھت (جوکون کی ایک قسم) ۴ (۵۲۷)	... اچھلی (چھل) ۱ (۸۷۱)
اچرج (عجب) ۱ (۲۶۷)	... اچھا (خواہش) ۳ (۵۵۲)
اچھن (جھانک) ۳ (۷۶۸)	... اچھائی (ڈھائی) ۳ (۸۸۹)
اچھری (لاٹی ہوئی) = دانتہ = پیاہتا کا پٹا موندھے = وہ اچھری = اچھن کون پوچھگا) ۶ (۷۲۳)	... اچھان (جگہ) ۴ (۱۶۵)
اچھری (عورت) ۴ (۱۲۳)	... اچھم (اچھا) ۴ (۱۷۲)
اچھان (نسل) ۳ (۵۵۱)	... اچھس (دھپا) ۱ (۸۹)
اچھتا (ماتہ بھاری سامنے کب سے بے مالہ ہے بھے = جو آج پٹا پھر مورا نہ اچھتے آئی ہو) ۴ (۱۰۲)	... اچھے آئے والا) ۱ (۶۱۳)
اچھار (لاؤ) ۱ (۱۰۷)	... اچھ (غائب) ۱ (۲۶۲)
ان (تاج) ۳ (۵۵۲)	... انھ (نیزخوار گھوڑا) ۱ (۷۸۴)
انھ (موت) ۱ (۷۱۱)	... انھاس (نالاہ) ۴ (۳۱)
اچھ (طرف) ۴ (۹۶۰)	... اچھائی (مستانی) ۳ (۲۶۰)

اومریا کومریا (حفاظت کرنے والا) ۰۰۰ پامنی (آنکھوں کی ایک بیماری) (۲۴)۱  
(۲۱)۲

بان (نسر) ۴ (۷۶۷) ۰۰۰ پلینی (پانیس) ۴ (۱۶۵)

پاٹرا (دیوانہ) ۲ (۲۰) ۰۰۰ پت پت - اٹنے سے پت پر اس چھوڑی  
پے آت ڈھانی (۶۱۲)۱

پجوت (پجائے) ۴ (۱۶۲) ۰۰۰ پجار (پجار - خیال) ۱ (۲۵۹)

پدا (طے - قسمت کا لکھا) ۲ (۵۱۲) ۰۰۰ پدھنی (چھوٹا لوطا) ۴ (۱۵۷۳)

پراجنا (پھٹنا - موجود ہونا) ۲ (۱۶۵) ۰۰۰ پرچھیک (اصطلاح جوڑی - غریب)  
(۷۱۱)۱

پرم راکس (پرم راکس - پرممن جو) ۰۰۰ پرن (پرن) ۳ (۱۷۸)  
خیت ہوگا مر ۵ (۵۶۷)

پو (پو) ۱ (۲۶۵) ۰۰۰ پو (پو) ۱ (۲۶۵)

پرمپت (پنج شاخہ) ۱ (۷۱۱) ۰۰۰ پکت (سخت) ۳ (۲۵۰)

پمنٹ (پہانی) ۱ (۱۰۷) ۰۰۰ پیج (پہلے دربان) ۳ (۲۳۸)

پراکی (پراکی - جوگی - ظرک لکھنا) ۰۰۰ پروکن (جوکن) ۳ (۱۵۲)  
(۱۶۵)۲

پروگی (پروگی - جوگی) ۴ (۲۱۷) ۰۰۰ پوری (مخالف) ۳ (۵۷۵)

پکھہ (جنت) ۶ (۷۷) ۰۰۰ پگا (پگھا) ۱ (۲۵)

پلی (طاقت ور) ۱ (۷۱۱) ۰۰۰ پیو (پولمن) ۱ (۶۳۱)

پولنا (پاگل ہو جانا) ۳ (۷۸) ۰۰۰ پھنی (پھنے کا پھات) ۱ (۲۴۸)

بھیمان (موت کی چمائی کی	۰۰۰ بھیا (بھیک) ۴ (۹۶۰)
گھنڈیان ۲ (۵۲۰)	
بھیک (بھیک مانگنے والا)	۰۰۰ بھرا (بھری) - بھری اس بھری من نہیں
۶ (۱۷۸)	آئے کی ۳ (۲۶۰)
بھگت (خادم) ۴ (۳۰۲)	۰۰۰ بھوجن (کھانا) ۱ (۸۲۳)
بھوار (برطانو) ۱ (۵۸)	۰۰۰ بھوک کرنا (بھوک کرنا) ۴ (۱۲۳)
بھوک دینا (بھوک کا چڑھاوا)	۰۰۰ بھٹا (بھین) ۱ (۱۷۶)
۱ (۱۶۸)	
بھو (بھوہر) ۲ (۲۶۷)	۰۰۰ بھپ (کھ) ۴ (۱۳۸)
بالاکن (بالک سلام) ۴ (۱۶۸)	۰۰۰ بالوں (بالوں) ۱ (۳۹۹)
بٹال (بٹال - بٹال لٹرا)	۰۰۰ بھت (بھت داری) ۱ (۱۷۴)
۴ (۷۸۳)	
بج کرنا (بج داری کرنا) ۳ (۸۰۵)	۰۰۰ بھل ہائی (بھل) ۴ (۱۲۲)
بران (بران) ۱ (۲۶۶)	۰۰۰ برتاب (بتاب) ۴ (۸۳)
برہما (بھوک) ۴ (۵۷۹)	۰۰۰ برہما (برہما - برہما) ۱ (۷۱۱)
برہمت کرنا (برہمت کرنا) ۱ (۱۶۹)	۰۰۰ برہمت (برہمت - برہمت) ۳ (۱۸۷)
بھس جانا (بھاس جانا)	۰۰۰ بوت (بوتا) ۳ (۹۵۸)
۴ (۲۳)	
بھن مائیں کا جانا (بھن مائیں کا	۰۰۰ بھائی (بھائی) ۳ (۶۰۰)
جانا - بھن مائیں مائیں)	
۴ (۷۱۹)	



- ٹاکا (دھاگا) ۶ (۲۹۲) ... ٹھن (ٹھنوی - ٹھنڈا کرنے والا) ۱ (۸۹)  
 ٹلا (اسطلاح جوڑنے - ٹولہ) ... ٹھٹ (ٹھٹ) ۱ (۲۶۴)  
 (۷۱۱)۱  
 ٹھٹا (گاڑا - دھن کرنا) ۱ (۲۷۱) ... ٹھٹا (توت کے ٹھٹے دن ہونے والی رسم)  
 (۷)۶  
 ٹھٹائی (گھٹی ہوئی پھٹک) ... جاپ (توت) ۱ (۱۶۸)  
 (۸۲۳)۱  
 جھٹا (جڑ جانا) ۳ (۱۰) ... جھٹا (صوف ہونا) ۳ (۱۰)  
 جل (چرکا - دھوگا) ۲ (۵۴) ... جل (پانی) ۱ (۸۵)  
 جوجھٹا (لڑنا) ۲ (۵۵۹) ... جویا (سوی - گلہ) مخاطب ۱ (۱۸۱)  
 جورو (سوی) ۲ (۳۵۳) ... جوجھٹا (پولنا) ۲ (۲۷۳)  
 جوگے (جوگہ - ہوگہ - ٹاہل) ... جوجھٹا (خیر نہ ہونے) ۱ (۱۲۸)  
 (۳۸)۳  
 جھل (جھلاہٹ) ۶ (۵۲۰) ... جھلا (جھلا جانے والا - قصہ) ۶ (۵۱۰)  
 جھمکو (جم کر) جھمکو سے ظوار ... جے (جھٹے) ۶ (۱۰۰)  
 جلیے لگی (۲۵۹)۲  
 جت لکن (دل من سمائے والا) ... جھٹاک یا جھٹاک (چرب زبان - تار طرازا)  
 (۳۴۷)۱  
 (۱۸۸)۱ کہہ جاؤ  
 جورو (کودار) ۳ (۱۵۳) ... جوجا دینا (کسی جگہ کو کھور سے لپک کر ہٹا کر)  
 (۴۱)۱  
 جت رانا (پے روف بنانا) ... جت رمان (چاند) ۴ (۷۸۷)  
 توپان بنانی ہے - جھٹے جت رانی ہے  
 (۴۲۳)۱

- چنڈال (بیج ذات سمجھتی) ۶ (۲۰۲) ۴۰۰ چھکریا (چھوکی جڑ کی) ۳ (۸۶۹) ۱۰۰  
چوہک (چار بھون والا دیا) ۳ (۹۲۳) ۱۰۰ چھٹا (شورو) ۱ (۵۸۹) ۱۰۰  
دانا (دہنے والا) ۲ (۳۶۹) ۱۰۰ داپرو (غراب) ۱ (۴۵) ۱۰۰  
دان بن (خوشخوات) ۳ (۸۲۸) ۱۰۰ دہدھا (لومہ = شک) ۳ (۲۴۵) ۱۰۰  
درہن (زیارت) ۴ (۱۱۸) ۱۰۰ دہلکھتا (شک کرتا) صرور سمجھے گا  
ہوا ہے جو عہدہ کے کام صداقت  
اہلہ کو دلکھی ہے۔ ۱ (۲۲۳) ۱۰۰  
دوہاجو (دوسری شاہی والی باوا) ۱ (۶۰۱) ۱۰۰  
دھکا لگنا = اصطلاح تاعینی ۱ (۲۵۱) ۱۰۰  
دھرم (ظاہر = بہادری کا توہین) ۲ (۱۵۸) ۱۰۰  
دھرم ہے ۲ (۱۵۸) ۱۰۰ دھن ہو (دھندہ ہو = مبارک ہو)  
۲ (۱۳۵) ۱۰۰  
دھمال (دھاجوکی) ۲ (۳۹۱) ۱۰۰ دھنی (دولت مند) ۱ (۲۹) ۱۰۰  
دھیان (خیال) ۴ (۱۳۵) ۱۰۰ دھنیر (گھنڈ)  
(نہیں معلوم = دھنیر کا ہے پر ہے)  
جھنڈا ان کا دھنیر ڈھانڈا (۲۵۵) ۲  
دیا (کم) ۱ (۷۱۱) ۱۰۰ دہم (دھن) ۲ (۹۶۰) ۱۰۰  
دیوا (دہنے والا) ۱ (۵۹۰) ۱۰۰ راس (غیر خالص = نہ خالص اگر ہو تو)  
راس طے ۶ (۲۶۳) ۱۰۰

رسولی کرنا (کھانا کھانا) ۱ (۲۷۱)	۰۰۰ رکت (خون) ۲ (۴۴۴)
روگ (بیماری) ۲ (۱۷۳)	۰۰۰ سدھ (پورا ہونا) ۱ (۷۱۱)
سورگ (سورگ - جنت) ۲ (۷۸۳)	۰۰۰ سورگ (برابر سے مقابلہ کرنا) ۲ (۲۳۷)
سوی پھل (سوپھل) ۱ (۲۶۶)	۰۰۰ سپون (نکمل) ۳ (۵۵۲)
سجورگ (اٹکان) ۳ (۵۵۹)	۰۰۰ سمار (دینا) ۱ (۲۶۷)
سنگ (حصیت) ۳ (۶۰۰)	۰۰۰ سنگت (ساتھ) ۲ (۱۵۴)
سوت (سوکن) ۲ (۹۳۷)	۰۰۰ سام (سانولا) ۱ (۳۴۷)
سیدھا (خشک اٹاج) ۳ (۱۸۷)	۰۰۰ سوا (خدمت) ۲ (۱۲۲)
<p>سج کا لفظ ہے۔ اور کھانے کی ان چیزوں کو کہتے ہیں جو برہمن کو دی جاتی تھیں کیونکہ وہ کسی اور کا پکایا ہوا کھانا نہیں کھا سکتا</p>	
سورگ (خدمت گار) ۲ (۱۶۱)	۰۰۰ گان (وجہ) ۲ (۲۹)
کا کا (کوا) ۲ (۹۸۰)	۰۰۰ کلم روم (کلم دیوی کی طرح خوبصورت)
کانور (چلو) ۲ (۳۰۲)	(۲۴۷) ۱
کمبر (حک کا ٹکڑہ) ۲ (۹۶۰)	۰۰۰ کمبر (کمر)
کرنا (مہربانی) ۳ (۵۵۲)	کمبر آگ کے چلنے سے = ۲ (۳۱۷)
کرنا (قسم) ۶ (۱۵)	۰۰۰ کج (صورت کی چھائی) ۱ (۱۷۸)
	۰۰۰ کرکھ (کرکھ - اصطلاح جوش - کھڑا)
	(۷۱۱) ۱
	۰۰۰ کرنا کم (برے والے سے صلق رکھنے والی)
	رسم (۱۰) ۶

- کل جیسا (سبب زبان - منحوس) ... کشک (کاشان) ۲ (۱۳۲)
- کجبل (بڑا - لحم عظیم) ۳ (۴۲) ... کڈ (کدری طالب) ۴ (۱۶۵)
- کڈی (دیوانہ کی زنجیر) ۱ (۱۳۷) ... کڈلی (جودش کی اصطلاح) ۱ (۴۱۱)
- کڈا (اصطلاح جودش) ۱ (۴۱۱) ... کڈا (لڑکی) ۳ (۳۸۰)
- کوت (کھیتی باڑی کی اصطلاح) ۲ (۲۲۶) ... کوٹھا (وہ کمرہ جس میں کھڑکی نہ ہو) ۲ (۲۵۲)
- کھٹا (ہلکا) ۱ (۴۶۳) ... کھڈت (خراب کھٹا - توڑ پھوڑ) ۲ (۴۶۱)
- کھلاڑ (فاحشہ) ۲ (۵۴۷) ... کھم کسل (خیریت) ۱ (۸۹)
- کھن (حاملہ) ۱ (۳۳۳) ... گات (عورت کی چھائی) ۱ (۵۸)
- کھو (جوان رہنا) ۱ (۲۴۶) ... گت دان (پوشیدہ خیرات) ۲ (۵۷۰)
- گبرا (ماتمون میں لپھٹے کئے لئے پھولوں کی مالا) گبرا ماتم میں باندھ لیا ۲ (۳۳۳)
- گہی (گوالن) ۳ (۲۷۱) ... گھام (دھوپ) ۱ (۸۵)
- گگی (نادان - میں ایسی گگی نہیں ہوں مجھے سب مری دانی بٹا جکی ہے) ۲ (۱۷۴)
- گگی (نادان - میں ایسی گگی نہیں ہوں مجھے سب مری دانی بٹا جکی ہے) ۲ (۱۷۴)
- لجھس (دولت) ۱ (۲۶۷) ... لکڑ (کھڑے) ۱ (۱۳۱)
- لوفمون (لاشتاؤن) ۱ (۱۸۱) ... لوٹا (بٹا) ۲ (۳۰۷)

لوٹا وگھیری (لوٹے باز عورت) ۴ (۲۲) ۰۰۰	ماس (گھٹ) ۴ (۸۰) ۰۰۰
مان (عزت) ۳ (۱۵)	۰۰۰ مٹر (سحاب) ۳ (۲۴۵)
مٹھن (اصطلاح جوتی = مہسٹری)	۰۰۰ مسان (سھان = مرکٹ) ۱ (۱۹۹)
۱ (۱۱) ۴	
مٹھا (عزت = مانٹھا) ۳ (۱۵)	۰۰۰ موت (سحاب) ۵ (۲۶۵)
موجانا (موجانا) ۴ (۶۲) ۰۰۰	۰۰۰ موڈی (سو) ۱ (۳۵)
مورکھ (احق) ۱ (۹۳)	۰۰۰ موڑے (سیرے) ۱ (۱۱) ۴
مکٹ (تاج) ۱ (۸۴۴)	۰۰۰ مہالیں (زبردست) ۱ (۲۳)
مہین (ماریک) ۱ (۱۴۸)	۰۰۰ مہا (مان) ۳ (۹۵۸)
مگھ (اصطلاح جوتی سے دراصل)	۰۰۰ ٹاٹھ مٹھا (اب حاتمہ ٹاٹھ مٹھا اپٹا رہنے
مٹھ سے = مٹھا ہا) ۱ (۱۱) ۴	دو = مٹھن درگوری اسے ملا ہے)
	۲ (۳۵۵)
مٹھ (مہیت) ۱ (۱۵۵)	۰۰۰ ٹوائن (ٹرائن = وٹو) ۱ (۱۱) ۴
نوک (جہنم) ۵ (۱۶۹)	۰۰۰ نوک کٹا (جہنم کا گڑھا) ۶ (۶۲۲)
نوبن (نئی) ۱ (۱۱) ۴	۰۰۰ ہار (گئے گئے لئے پہنوں کی مالا)
	ہار گئے مٹھ ڈالے ۲ (۲۳۳)
ننھاری (ٹاٹھ) ۴ (۲۱۲)	۰۰۰ ہر (ہری = خدا = مہادیو) ۳ (۱۸۵)
نرلٹا (مٹھا لے جانا) ۴ (۱۳۸)	۰۰۰ مگڑ (اکڑالا) ۳ (۳۵۵)
نم (مگھ کرنا =	۱ (۲۹)

نظرو

آدم (شوهر) ۳ (۷۱۰)	۰۰۰ اعانت (اعانتہ) ۴ (۵۲۲)
ايمصالک (اعمال) ۴ (۳۶۳)	۰۰۰ بچہ (بچہ) ۱ (۳۴۵)
بھٹا (بھٹ کرنا) ۱ (۲۴۳)	۰۰۰ بھن (بھن) ۱ (۱۷۱)
بني (بانی) ۳ (۶۵)	۰۰۰ بنہ (بنہ) ۷ (۳۷۷)
بصب (بصائب) ۳ (۴۸۲)	۰۰۰ تباکو (تباکو) ۳ (۹۷۳)
طولا (کلہن) ۳ ہر ایک کو طولا	۰۰۰ جم جم جتن (اہل لکھنؤ کا ایک
تھا کہ ملک اس طرح ہر ایک پھر	دھانہ محاورہ ہے) ۲ (۱۳۵)
ہے۔ آخر دھنوں کی مراد ہر آئی	
۱ (۵۸۹)	
جہاج (جہاز) ۱ (۱۱۱)	۰۰۰ جہل خانہ (جہل خانہ) ۳ (۸۱۲)
خیم (شوہر) ۴ (۱۸۵)	۰۰۰ دھان (دھان) ۴ (۶۸۲)
ذری (ذرا) ۴ (۱۰۸۷)	۰۰۰ رسوخیت (رسوخ) ۱ (۲۱۱)
عراکت (عراکت) ۳ (۲۴۰)	۰۰۰ عہد امت (عہد امت) ۴ (۵۰۴)
ظلی (ظالم) ۴ (۱۸۴)	۰۰۰ کسین (کسین) ۵ (۵۰۵)
کالا جہل خانہ (کال کوٹھوری)	۰۰۰ گہک (گاہک) ۷ (۳۶۸)
۳ (۸۱۲)	
مچھان (مچھ) ۳ (۶۲)	۰۰۰ ممان (ممان) ۲ (۶۳)
نخصی (رائڈ) ۳ (۲۳۷)	۰۰۰ وان (وہان) ۲ (۲۷۴)
وقفیت (وقفیت) ۱ (۲۸۴)	۰۰۰ مینکے (مین) ۲ (۲۶۸)
ھمکا (ہم کو) ۳ (۶۰۰)	۰۰۰ ممان (ممان) ۳ (۷۱۱)

### انگریزی کے الفاظ

ارڈلی ( Orderly ) ۱ ( ۶۸۲ )	... بریگیڈیئر ( Brigadier ) ۲ ( ۲۵۰ )
پاس ( Pass ) اس نے اپنا پاس دکھایا ۲ ( ۷۱۳ )	... پریڈ ( Parade ) ۲ ( ۷۱۶ )
پلیٹ ( Plate ) ۱ ( ۲۵۹ )	... پوڈر ( Powder ) ۲ ( ۲۳۷ )
ٹکٹ ( Ticket ) ۲ ( ۴۷۲ )	... ٹیٹر ( Theatre ) ۱ ( ۴۷۲ )
روڈ ( Round ) پہرہ والوں کے گرو کے صحنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ۱ ( ۲۲۹ )	... فیشن ( Fashion ) ۱ ( ۴۷۲ )
لین ( Line ) ۲ ( ۱۵۶ )	... ہوٹل ( Hotel ) ۶ ( ۶۲ )

## کت اور دھڑے

الف ایک ہونک سائن • مرگھٹ من واک ہرجھائن

جہان دیکھو تہاں روپ ہے تہارا • ایسا ہے ہونک ہارا

وجہن کہے تو کیا کہے کچھ کہئے کی نہیں بات

مندر سیاہ ہوک من اچھ ہو دکھات

(۲۶۶-۲۶۷)

اس نگری سے کام نہیں ہے خاص وطن کو جانا ہے

دنیا دولت لوک کلم ہر نامک جن بھٹکانا ہے

ہل دل کے چلئے لوکن سے بھر تہاں نہیں آنا ہے

بھگوت آفہ پھرتا بھٹئے مرکو نہ دکھلا نا ہے

(۵۹)۲

آہ کیوں تو جگہ جل جائے اور جنگل جل جائے

یہ ہاں جہاں نا چلے کہ جہان آہ سٹائے

(۲۶۵)۱

ان ہونی کی ہون کو ناکت میں سب کوئے

ان ہونی ہونی نہیں ہونی ہوئے سو ہوئے

(۱۱)۳

ایک تو دنیا دہ بھڑے دوجیے ابن سار

اے ہاوی کو دست ہے متواں متھار

(۶۷۸)۴



باجن اور افسدہ دھانن • باجن دیکھے کو دوار آئین  
 باجن چلن ہو جھٹ مری • گردہر کی باجن نا دھری  
 دھیرے اپنا سنبھاریے باجن • جہر باجن کی چھائی پروان  
 تل پھرگی باجت منست ہولن • باجن لاکے سکھ ڈولن  
 باجن پھٹن نہال پھولن سدھ گھر کی باجن

(۶۸۲)۲

بڑے آئین لال لال ڈورا اور گایے گایے پھنونا میں تب کو منات ہے  
 اوس چترائن تائی چنچل میں چاہ دیکھے میں مرگہ گھنچن • لجات ہے  
 دامن میں کوتھے تائی سود ہو نہارو جات کو اک ہار دیکھو تو پران اکھات ہے  
 با میں سے گایے کہیں یا ہوئے ہوئے جب رہن لاج کے جہاج میں مانو ہوئے پھرے جات ہے

(۱۱۱)۱

پھو پھننے دن چڑھے بھاگ بھاگ میں بت ہو سوا  
 (ایک منتر) (۲۸۵)۲

پھنن کی اسی کمال ہوڑھے رچھ کے اسے ہال مانو چوڑھے کی لاؤئی مای ہے  
 کالی رات مانو کی اسی سیاہی جڈو تو نے کہاں ہائی ہے (۱)  
 (۶۳۰)۲

ہائی لکھ سو پھنائے لکھائے سے دکھ روئے  
 دھو سا جو رہے کہ نسوے کا ہو جائے سے ہوئے  
 (۶۴۲)۲

• ایک خوبصورت آنکھوں والا پردہ

(۱) اس کیت کا مصنف خود داستان گو ہے۔

ہگ آگے پتا رہے اور ہگ ہاجھے پت جائے  
 کاگے پت کوٹ کا کھوٹاں نا کھائے  
 (۱۸۰)۲

ہم من کوہو کے کھو مان کان • من دیکھے واروہ کے کھت ہوا ہران  
 (۲۰۱)۲

نہیں من رہتا ہے دھان ہوا نہ سکھ ہے دل من نہ نیک رہتا  
 ترا من لکھ من نام ہر دم چہے سہن من چہے پتان  
 نہاری آساکے ہے سرین نہاری دہن کو تہن نہان  
 دلایے سکر انوکھے لہن غلے ہون انوکھے لالا  
 (۲۰۰)۲

چہے و سکر دعت پردہنے ہوئے نیک نہ چہون من  
 سب کاج بہانے کو لکھے سکر ہوت سرین کے چون من  
 دیکھ بہار کچھ نہ ہی بدھتا پر پنج کے چون من  
 ہرمت پتی اب پتہ اہو دل چہونے پلا کے چہون من  
 (۶۴۱-۶۴۲)۲

جوہن ایسا جانتا کہ پت کہے دیکھ ہوئے  
 نگر دھڑھوا پتہ کہ پت نہ کہو کوئے (۱)  
 (۲۰۰)۲

جاگوراکھے سائیان مار • ساکے کوئے  
 ہال نہ ہکا کر سکے دوجہ سری ہوئے (۲)  
 (۲۰۳)۲

• پتہ • راستہ

(۱) ہوا • جوہن ایسا جانتی .....

(۲) رحم ..... مار سکے • کوئے • ہال نہ ہانکا کر سکے دوجہ سری ہوئے

جہے جہے جہار مانوں مور پکھ وار پھولن کن وار دوسون پہلے مین  
 مین منہار کھ مین ناگن کے ناگہ کہ مین نار کھول کن سو مین منواری مین  
 گاجرسون کاریں اٹھ مہارے سون اٹھ مہارے برہم بہت اوپر ڈاریں سدا سون سدا مہارے مین  
 لائے لہکاریں گوری بہت اوپر ڈاریں سورے کی دیوار اوپر چوں کے مہارے مین  
 (۲۶۵-۲۶۶)

جمن باجن باجے ہا کو مو لہن اب بجاوت ہم چلن ہا کو بدودین جا کے سنگ سنگ  
 اور غد مل اس سے تاکو چھوڑ کہو تاکو مکھ جوتے  
 نیچے سب راگ رنگ نیچے سیکھ مین کے سنگ بہان ہران مہارے ہران مہارے ہانہ د ہوتے  
 جا کے سہاگہ سہاگہ ہوتے مے اب تک ایواگہ تاکو کہ مین ہوکا رانا ہو کے روتے  
 جا کے سنگ جاندی س راتن مین جاگت نی تاکے سنگ ایک ہار آگہ ہو کے سوتے  
 (۹۶۲)۴

دامن چھپ چھاپ دیکھ واکو مسکات جاند سورج مین پھلا کہان ہ سدرتانی مے  
 ہان مین نہ پھول مین نہ کنول مین نہ مکھ ملن دیکھت مرجھائے و توبہ کو پٹکان مے  
 کوڑا اور سونے گلاب کی اسوواکی سوگندہ نو طر ہو نہ ہان مے  
 کہو سے توکن کے رہن مے جولائی تا بہ ہاؤن جسے مہدی لگان مے  
 (۹۵۹)۴

دکھ مین سب ہو کو پھجین سکھ مین پھجے نہ کوئے  
 جو سکھ مین ہو کو پھجین تو دکھ گاہے کو ہوئے (۱)

دھوپ ہڑت دھری نہت اوپر چھٹکا گھام  
 دھری ہلکت جات مین تیہو نہ جتوت گھام  
 (۲۰۱)۲

سہو سحر پکارت ہے جہیل کے انور تو میں سکھایو  
 یمن سوہریس یمن جن سے آکے نامہ سے سلطان کو چھڑایو  
 پھر پڑی جب کھیر کی قہ انور مار کے یمن چلاو (۱)  
 یمن یمنی کون سنگھ اللہ کی مری ہی مار کو سولنگار  
 (۲۶۷)

سہو کو سی ہوا کہ مون انارماو کی سی سوری بھل کے ٹھانڈ مانو نارنگی بگائیں  
 ہما بھانڈ کے ٹھانڈ پچھیں دریاں کی سی مودنگ کی سنگ دیا لٹ دھوائیں  
 کھیلنے کی گتہ آئی چکری چکوا پچھو ہوت توری پچھن یمن کج کی سی چھائیں  
 کہت ہم داس رہے ہم ہی کے ساند کام چوٹ کاڑھے کو توری لگائیں  
 (۲۶۸)

سج بٹلائے یمن کیا مڑو یمن تہہ سے پوچھن بات  
 جیٹا ہو کر کون چلے ہوئے ہوئے کے ساند  
 (۲۶۹)

سنئے مالک پکار ہماری • ہم تو آئیے سن تھاری  
 یمن پائی اپراد ہی گھرو • باپ لہی یمن ادھ بیچ پور  
 تاجن دکھ رہن دن راتا • ہواؤ سہائے موہیے یہ ہاتا  
 کسی سنی سپہ پکارا • اب کا پھر ہماری مارا  
 (۲۷۰)

(۱) یہ مصرعہ "طلسم" کے قبل اسلام کے طلسم کو توڑنا ہے کیونکہ اس میں خیر  
 کی لڑائی اور طی این ای طالب کے مانعوں غنہ کے مارے جانے کی خبر موجود  
 ہے۔ اور یہ مناجات طلسم والے کر رہے ہیں ۔

سدر روپ اور مکہ اور اہل و اسیر مڈول  
کئی کراہے چکے اونچے گئے گئے گول  
(۶۲۵)۲

سدر روپ سوپ مہامن ہون للہجے جسے آنکھوں میں لہجے  
جون مور سوچیں چھب دیکھے رکھیں چھب دیکھے میں چھبے  
ہاں کھوات مہار او ساریں چاہے تو چدر کو ہ دہے  
اک اور پٹاؤ پٹے ہ پٹے ٹھک پٹھے میں مکہ کو دیکھا میں کہے  
(۸۷)۱

سدر روپ سوپ مہامن ہون للہجے جسے رگہ میں لہجے  
جون مور سوچیں کی چھب دیکھت کی چھب دیکھے میں چھے  
ہاں کھوات مہار او ساریں چاہے تو چدر کو دیکھے ہ دہے  
کے اور پٹاؤ پٹے ہ پٹے ڈھک پٹھے میں مکہ کو دیکھا میں کہے  
(۶۲۵)۲

سومن موہن من مہن کنجن ہون اڈول  
کئی کراہے چکے اونچے گئے گئے گول  
(۸۰)۱

کا کہن کا مے کہن کہن سوک پھائے  
گونگے کا سا ساہنا کہ سمجھ سمجھ پھٹائے  
(۷۵)۲

کب گگہ کہا کہے ایسا ہاں کن راجت او دہی ہے  
جاؤں مے دریں ممکن سوکان پھٹیں مے توری پھٹیں ہے  
چدر کے آگن مین تل راجت ایس راجت دانت مے کی  
پھولن کی پھولن مین مانوں کھلت مین جھوٹا جیس کی  
(۲۶۷)۱

کوئی رسائیے طریے میں بان • طریے میں بان ہوا کیے میں بان  
(۸۱۳)۳

کوئی میں سنان کے گندا ہوا جاؤنگ  
(۸۲۱)۳

لکڑی جل کوئلا پھٹی اور کوئلا جل کر راکھ  
میں ہاں اس جلی نہ کوئلا پھٹی نہ راکھ (۱)  
(۲۶۵)۱

لوما لوما سب کہیں لوما ہری ملائے  
ہم آگے پت رہے اور ہم ہاجھے پت جائے  
(۲۵)۱

لاج اور سلج چھاٹ پر پھو، جوگن میں سلی گئے ڈار پھر کوئی رنگا ونگ  
مردے کی کھٹائی سہونگ دھما اتھے تن من سب ماریم دہنہہ کو جلاؤنگ  
کلم میرے رام اور رحم کے نام سے آنسوؤں کی مالا ہر امن کا نام گاؤنگ  
ہمارے کے دامن کی پھچھا کے مانگے کو آنکھن کے کھریے جار اور جاؤنگ  
(۹۶۰)۲

میں لکھتی ہوں روی لکھا ہوا کلم  
اکھریے نہ کوئی چھو سو دہنہہ ہر ہوا اہہہ  
(۹۶۱)۲

ہمت کھلت اب چلی میرے سائن کے دیوار  
(۹۶۶)۱

## قدر سماج اور فطرت

رگہ وہ گنگا کو سفر کرنے والے آریہ گوشت خور تھے۔ کوئلہ/ اسے طاقتور سے  
 آگے تھے جہاں کا فطری ماحول زراعت کے لئے موزن نہیں تھا۔ لیکن انہیں  
 کہ ہاتھوں کو جب "بہت جلد ہو" کی زرخیز وادی ملی تو ان کی صلاحیت زراعت کی  
 ایک زبردست انقلاب ہوا۔ گائے کا شکار بن گئے۔ کھیتی کے لئے ہاتھوں نے اپنی  
 خدمات پہلے کن۔ ہاتھوں کے لئے گائے کا وجود ضروری ہے۔ اس لئے گائے کو بچا  
 ہوگا۔ گائے کے تقدس کی یہ کہانی ہونے لگی کہ وہی کی وادی میں زراعت انقلاب کے  
 ہے۔ ہون میں آفتاب پرستی کو بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ ہونان میں ایک جوہر ہے۔  
 جاپان کا بادشاہ آج بھی سوچ کا بیٹا ہے۔ فرانسیسی مصر میں سورہ وقف ہوا کرتے  
 تھے۔ ہندوستان کے سورہ وقف ہون سے ہم لوگ واقف ہیں۔ سوچ کی اولاد ہون  
 عیسائی کینڈر دریاؤں کے سلاب اور کھیتوں کے باغیچے کو دکھانا بہت مشکل  
 کام نہیں ہے۔ یعنی مذہب پر فطری ماحول کا عکس پڑتا رہتا ہے۔

غلاف کعبہ کو لیے لیجئے۔ کیا غلاف کعبہ موسیٰ کی اس عبادت گاہ سے منظر  
 ہے جو کئیے مٹا کر پہنائی گئی تھی۔ اگر یہ غلاف مسلمانوں کی اس عبادت گاہ سے  
 یہ بات تسلیم کر لی جاتی۔ لیکن یہ غلاف کعبہ تو کعبہ کے نام میں کی طرح اسلام  
 سے ہرانا ہے (۱) یہ غلاف دراصل اس لئے اس عبادت گاہ کا عبارت تہذیب  
 اولادوں کے جھگڑنے سے محفوظ رہ سکے۔ اس غلاف کا تعلق یہ اسلام سے ہے اور  
 نہ بت پرستی سے۔ مسجدوں کے گول گھنڈوں میں صحرائے عرب کو ہر طرف سے  
 ڈھانک لینے والے آسمان کو دیکھا جاسکتا ہے !

حد تو یہ ہے کہ اسلام کے خدائے تبارک و تعالیٰ کو جو نام دیا گیا اس کی عرب میں  
 اسلام سے زیادہ ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کعبہ کا نام بت اللہ کون ہوتا اور  
 پھر اسلام کے والد کا نام عبد اللہ کیسے پڑتا۔ اسلام سے پہلے بھی عرب کے بت  
 پرستوں میں "اللہ" کی پرستش ہوا کرتی تھی۔ (۲) کعبہ میں تین سواکھ یا



اس سے بھی زیادہ بت تھی۔ لیکن ان بتوں کے اور ایک اور طاقت تھی اور اس کا نام "اللہ" تھا۔ (۱) قرآن نے قبل اسلام کے اس نام کو احصال کیا۔ حالانکہ اس لفظ کے ساتھ جو قرآنی تصورات ہیں وہ بت پرستوں کے تصور سے بہت مختلف ہیں۔ ایسا غالباً اس لئے ہوا کہ عرب کے نومسلمین کے لئے یہ پرانا نام کسی نئے نام کے مقابلے میں زیادہ قابل قبول تھا۔ اس نام نے ماضی سے ان کے رشتے کو قائم رکھا۔ چنانچہ کہہ کے تمام بت توڑ ڈالے گئے لیکن کہہ بت اللہ کا بت اللہ رکھا۔ یہ کوئی اجنبی نام نہیں ہے۔ یہ ایک فطری بات ہے۔ اور اس جذبہ احترام ماضی کو ہمیشہ اسلام نے بڑی خوب صورتی اور جابک دستی سے احصال کیا۔ کیونکہ ناموں کی کیا حیثیت ہے۔ یہ بات اہم نہیں ہے کہ اسلام کے خدا کا نام کیا ہے۔ اہم تو وہ سیاسی اور سماجی انقلاب تھا جو اس نئے مذہب کے سائے میں آ رہا تھا۔

یہ بات صرف "اللہ" پر ختم نہیں ہو جاتی۔ اسلام کے پہلے ڈھانچے پر گرد و پیش کے مذاہب کا اثر ہے۔ خود اسلامی خدا کے تصور پر یہودیت کا اثر ہے۔ سب سے پہلے موسیٰ نے ایک خدائے نابدیدہ کا تصور پیش کیا تھا۔ اور اس عظیم تصور نے مصر کے یہودی غلاموں کو فرعون سے ٹکرانے اور بحرا خضر کو پار کرنے کا حوصلہ دیا تھا۔

اسلامی نبیوں اور علماء نے ہمیں یہ خارجی اثرات دیکھے جاسکتے ہیں۔ مثلاً حج عرب کے بت پرستوں سے لیا گیا اور صوم یہودیوں سے (۲) اور رمضان کے احکامات کی تبدیلی میں مسلمانوں اور یہودیوں کے سیاسی تعلقات کا عکس دیکھا جاسکتا ہے۔ (۳) حد الضحیٰ بھی عرب کے بت پرستوں کی دین ہے۔ (۴) مثلاً کہہ ان

(۲) سلطان نہوار ۲

(۱) شوشوی (۵۱)

(۴) شوشوی ۲ (۵۰۳)

(۳) سلطان نہوار ۵۱

میں حاجیوں کی قربانی کا پورا منظر جون کا تون عرب بت پرستی کی تاریخ میں نظر آتا ہے۔ (۱) حج کے آداب پر بھی عرب بت پرستی کے اثرات دیکھے جاسکتے ہیں (۲)

لیکن دنیائے اسلام میں مذہبی تحلل کی سب سے بڑی علامت محرم ہے۔ اس نے مذہبی تحلل کے ساتھ ہی ساتھ تہذیبی تحلل کا فرض بھی انجام دیا۔ لیکن یہ ظاہر یہ بات بہت حیرت انگیز معلوم ہوتی ہے کہ محرم کو صرف چند ممالک میں ایک "عظیم تہوار" کی حیثیت حاصل ہے۔ اور ان چند ممالک میں هندوستان کا نام سرفہرست ہے۔ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ هندوستان کے مسلمانوں کو حسین ابن علی سے کچھ زیادہ محبت ہے اور ایران عراق عرب اور مصر کے مسلمان حسین سے محبت نہیں کرتے ہیں۔ اس بات نہیں ہے۔ دراصل یہ ظاہر ہے زیادہ روایات کا مطالعہ ہے۔ جن ممالک میں کیلا کے واقعہ سے طبعی جلتی روایات موجود تھیں ان ممالک میں محرم کے "ادارہ" کو فروغ ملا۔ چنانچہ یہ بات بحث طلب نہیں کہ کیلا کا واقعہ عرب میں اس تہوار سے جھوٹا ہے! محرم کا آغاز عراق یا ایران میں نہیں ہوا بلکہ مسیحیوں میں ہوا۔ وہاں ادنیٰ تاہر کی کا محرم صدیوں سے منایا جا رہا تھا۔ یوں ہی سات دن سوگ منایا جاتا اور عشرہ کو ظہرت دیرا کی تذکرہ کیا جاتا۔ (۳) یہ محرم پہلے سات ہی دنوں کا ہوا کرتا تھا۔ دس دن کا محرم تو لکھنؤ کی ایجاد ہے! هندوستان میں اسے اس لئے فروغ حاصل ہوا کہ یہاں دس روز کا دسہرہ موجود تھا جو خود ایک قربانی کی یادگار ہے۔ اور جب ظاہر کی تبدیلی نے دسہرہ منانے کی اجازت نہیں دی تو محرم کو اپنا لیا گیا اور جب لکھنؤ میں ایک شعبہ حکومت قائم ہوئی تو محرم کو ایک سرکاری حیثیت حاصل ہو گئی۔ اس مسلمان محرم میں ہندوؤں کے لئے بھی کافی کشش تھی۔ چنانچہ محرم منانے میں شعلی ہند کے ہندو شعبہ اور حلی مسلمانوں سے پیچھے نہیں ہیں۔ اور صرف یہی نہیں ہوا کہ ہندوستان کے نومسلموں نے محرم کو ایک علامت اور تہوار بنادیا بلکہ

(۱) گپ : اسلام کی مختصر انسائیکلو پیڈیا ۱۵۶

(۲) مسلمان تہوار ۲۷ (۳) مسلمان تہوار ۸۹

دس محرم کو طاقی کوہلاؤن پر ملتے لگتے لگے اور لوگ محرم "دیکھتے" کے لئے گھروں سے بچتے کو انگلیاں پکڑ کر نکلتے لگے اس کے علاوہ "مہابھارت" اور "رامائن" کی روایتوں پر بھی ایک نیا روپ دھارا اور ایک "کوہلائی ادب" پیدا ہوا۔ اس کوہلائی ادب میں اتفاق سے اردو شاعری کی اعلیٰ ترین مثالیں ملتی ہیں۔ بدینہ کے حسن این طی کو ہندوستانیوں نے ہندوستانی بنالیا۔ چنانچہ مسلمان ذہنوں میں ہندو روایات کے داخلے کے لئے ایک دروازہ کھلا رہ گیا۔ آج جب ذاکرین حسن یہ بیان کرتے ہیں کہ حسن جب زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر ٹھہرے لائے تو ان کا جسم کئی لمحوں تک تھوڑے پر لٹکا رہا تو مسلم بائبل لوگوں کو مہابھارت کا ایک سہاوی یاد آنے لگا ہے جس کا بدن بون میں تھوڑے پر لٹکا گیا تھا۔ اس سہاوی کا نام بہمن ہوتا تھا۔ اور جب ہم حسن کے ایک دوست حسب این مظاہر کو میدان جنگ میں بون دیکھتے ہیں کہ ضحیٰ کی وجہ سے لٹکے آنے والی بہمن روپال سے بالادھ لی گئی ہیں تو ہمیں مہابھارت کا ایک اور سہاوی یاد آتا ہے جس کا نام بھارت تھا۔ وہ بھی اپنی بہمن کو روپال سے بالادھ کر کرکشیو کے میدان میں درودھن کی طرف سے لڑا تھا۔ (۱)

محرم سے ایک اور واقعہ ہوا۔ ہندوستانی مسلمانوں کی ریج موسیقی کے لئے تڑپ رہی تھی۔ ان کے ذہنوں میں رگ وید کے متغیوں کے خواب بھی گونج رہے تھے۔ مندروں میں بھجن گائے جا رہے تھے۔ لیکن اسلام موسیقی کے خلاف تھا۔ لکھنؤ نے موسیقی کی یہ پیاس بھی بجھادی۔ سوزخوانی اور نوحہ خوانی کے محسوس میں موسیقی چپ چاپ مذہب کے نہان خانوں میں داخل ہو گئی۔ یہ کام صوفیوں نے شروع ضرور کر دیا تھا۔ لیکن طوائف اسلام موسیقی کو قبول کرنے سے برابر انکار کرتے رہے تھے مگر جب موسیقی سوزخوانی بن گئی تو عرصہ طحا کا منہ بند ہو گیا۔ بون محرم نے ہندوستانی مسلمانوں کو ہندوستان کے عظیم ماضی سے وابستہ کر دیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ اسلامی تحریک جو ہندوستانی مسلمانوں کو دریاؤں کی وادی سے اٹھا کر رہنما

عرب میں لے جانا چاہتی ہیں وہ محرم پر عہدہ حملہ کرتی ہیں اور اسے بت پرستی کا ٹپ دے کر ناجائز قرار دیتی ہیں ۔

ممن اس سے غریب نہیں کہ محرم جائز ہے یا ناجائز ۔ کیونکہ اس مقالہ کا دینیات سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ ان مثالوں کے ذریعہ تو صرف یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ مذہب اپنی مقامی قدریں اور روایات لے کر گھر سے نکلتا ہے ۔ مگر وہ جہان قیام کرتا ہے وہاں کے لوگ اسے اپنے رنگ میں ڈھال لیتے ہیں اور ان روایات کو رد کر دیتے ہیں جو ان کے ماضی سے میل نہیں کھاتیں ۔ اسلام صوم و صلوٰۃ لے کر نکلا تھا ۔ ایران میں روزہ اور نماز کی روایات موجود تھیں ۔ انہوں نے ان عبادتوں کو قبول تو کر لیا لیکن انہوں نے انہیں اپنے نام دئے ۔ ہندوستانی مسلمانوں کے لئے آریائی ایرانیوں کی روایات زیادہ قابل قبول تھیں ۔ اس لئے یہاں کا عام مسلمان صوم و صلوٰۃ کی بات نہیں کرتا لیکن وہ روزہ اور نماز کے متنی جانتا ہے ۔

آزاد ہندوستان میں اس حقیقت کی تبلیغ کرنی چاہئے کہ یہاں کا مسلمان عرب کے مسلمانوں سے بہت مختلف ہے ۔ اور مذہبی طور پر مسلمان ہونے کے باوجود یہیں حیثیت سے وہ تمام تر ہندوستانی ہے ۔

لیکن اس کے متنی یہ نہیں کہ یہ لین دین صرف اسلام کی خصوصیت ہے ۔ ہر مذہب اپنے عہد کی قوی پسند طاعت ہوتا ہے ۔ اس لئے وہ اس لین دین سے کنارہ کش نہیں ہو سکتا ۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے ۔ رنگ وید جو آریوں کی سب سے مقدس کتاب ہے اس کے مصنفین میں بھی دراوڑی لہو و عاقل ہے اور اس کی زبان پر بھی دراوڑی زبانوں کا اثر دیکھا جاسکتا ہے ۔ (۱) کوئی بات اتنا بڑا نہیں ہو سکتا کہ تبادلاً الفاظ کی راہ میں پسند کر دے ۔ آج کی ہندی آمریت کی سمجھ میں یہ بات جس قدر جلد آجائے اتنا ہی اچھا ہے ۔ ظاہر ہے کہ موجودہ ہندی وید مقدس کی زبان سے زیادہ مقدس نہیں ہو سکتی !

مذہب نہ صرف یہ کہ دوسرے مذاہب سے لمن دین کرتے رہتے ہیں بلکہ یہ بھی ہوتا ہے کہ خود مذاہب حالات ان میں تبدیلیاں کر دیتے ہیں ۔ رامائن کے ہیرو کو بھی تحریک نے کتنا بڑا بنادیا یہ بات کوئی راز نہیں ہے ۔ رامچندر کی شخصیت کو سیاسی تصادم اور عقیدے کے ٹکراؤ نے بڑھا دیا وہ وہ زیادہ سے زیادہ بنارس کے ایک راجا تھے ۔ (۱)

دیومالا دراصل ہماری سیاسی اور سماجی ضروریات کا مذہب پر ایک تصور ہے۔ چنانچہ کبھی کبھی ترقیہ پتائی کی زحمت بھی نہیں اٹھائی جاتی۔ بلکہ اپنے کلم کا قصہ جون کا تون کہیں اور سے درآمد کرلیا جاتا ہے۔ چنانچہ مہابھارت کے دان ویرکرن اور مصر کے موسیٰ کی پیدائش کی کہانیاں کا تقابلی مطالعہ کر کے مقام اشعواک کو دیکھا جاسکتا ہے۔ (۲)

[illegible]

خدا نظر نہیں آتا۔ اسی کا وجود منظر میں کوئی تبدیلی نہیں کرتا۔ سناٹا اب بھی اتنا ہی کھنکھرتا ہے۔ لیکن غلام اور گہ بان کے اندر ضرور ایک تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اب روحانی طور پر وہ اکلا نہیں ہے۔ چنانچہ پیر رنگہ زند کی اور پیر رنگہ ریگستانوں میں ایک سادہ اور عظیم تصویر پیدا ہوا جس نے یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں کی "وحدت" کا لباس پہن لیا۔

۱۰ بات صرف مذہب ہی تک محدود نہیں ہے۔ حسن کلیں بھی حال ہے۔ اسے چھوڑنے کے مختلف ممالک میں جسمانی حسن کے ہزار مختلف کون ہیں۔ لیکن اسی پر فوراً کچلنے کے دلی کی شاہی عمارتوں میں پتھر کون استعمال ہوتا ہے اور لکھنؤ کی شاہی عمارتوں میں پتھر کون نہیں استعمال ہوتا۔ ۱۱ فوق بلا وجہ یا عورت نہیں ہے۔ اس کی ایک سیدھی سادی وجہ ہے۔ دلی کے ہاسی اراوہی بہانوں کا ایک سلسلہ ہے۔ لیکن لکھنؤ کے آس پاس کوئی بہانہ سلسلہ نہیں ہے۔ گومٹی کا ساحل اینٹن ہی فراہم کر سکتا تھا۔ چنانچہ دلی میں لال قلعہ صبر کا کیا اور جامع مسجد بنی۔ اور لکھنؤ میں چھتر منزل بنائی گئی اور آصف الدولہ کا امام باؤ صبر کا کیا۔

فطرت کا حافعہ موسیقی میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ ان سرد ممالک میں جہاں رات اور دن کے درمیان بہت فاصلہ نہیں ہوتا۔ یا بہت فاصلہ ہوتا ہے راگنوں کے اوقات ضرور نہیں کٹے جاسکتے۔ وہاں رقص کی "لے" تیز کی جاسکتی۔ وہاں فاکس ٹرائٹ ایجاد ہوئے۔ لیکن نسبتاً گرم ممالک میں راگ راگنوں کا راج ہوگا اور رقص کی رفتار مدہم ہوگی۔ چنانچہ ہندوستانی رقص اور موسیقی دونوں میں یہاں کی زرخیز صفت کی نوع روی<sup>۱۲</sup> یہاں کے بڑے دریاؤں کی سبک خراش کا جادو چلتا ہے۔ یہاں اعضا کی جھپٹن گنگو کوئی ہیں اور کہانیاں سنائی ہیں۔

لباس کی خواہش خراش پر بھی فطرت کا جادو چلتا ہے۔ لندن کے عورتا تنزیہ کے انگر کے نہیں پہن سکتے۔ لباس سفر کو سکتے ہیں۔ کرتے بھی ہیں۔ لیکن ہر منزل پر وہ مقامی ماحول کا اثر قبول کر کے بدل جاتے ہیں۔ ہلچل یہاں کھٹک کے

سامنے آیا تھا۔ لیکن هندوستان کی کھلی ہوئی فضا میں جو ہاجامے آباد ہیں ان میں کھڑک کا ہاجامہ بالکل اجنبی معلوم ہوگا۔

نظام اخلاق کا بھی یہی حال ہے۔ وہ قومیں فوجوں اور تاجروں کے ساتھ سفر کرتا ہے۔ لیکن راستے میں وہ اپنی شکل بھی تبدیل کرتا رہتا ہے۔  
 هندوستانی مسلمان کا نظام اخلاق عیسائی مسلمان کے نظام اخلاق سے مختلف ہے۔ حالانکہ مذہبی طور پر یہ دونوں ایک ہیں۔ نتیجہ میں پاکستان تو بن سکتا ہے لیکن هندوستان کا مسلمان عیسائی نہیں بن سکتا اور نہ ہی کسی فرقہ پرست کو "آدمی" کا درجہ لکھنے سے روکا جاسکتا ہے۔ هندوستانی اور عیسائی مسلمان دو حقیقتیں ہیں۔ عرب کے لوگ پانی کے ایک قطرہ کی قیمت سے واقف نہیں اس لئے وہ ایک ایک قطرہ کا حساب رکھ بھی سکتے ہیں اور دے بھی سکتے ہیں۔ لیکن "سہت سندھو" کی وادی میں اور گنگا و جمن کے گہوڑوں میں اور برہمنوں کے کناروں پر اور گاؤں اور بھدرا کی دنیا میں رہنے والے پانی کی قیمت کا انداز نہیں لگا سکتے۔ چنانچہ یہ فیصلہ کوئی مذہبی کتاب نہیں کر سکتی کہ کیا اچھا ہے اور کیا برا۔ اس بات کا آخری فیصلہ مسند فطرت کرتی ہے۔ وہ کسی چیز کو قبول کرتی ہے اور کسی چیز کو رد کرتی ہے۔ یہ محض اتفاق ہے کہ مسلمان انہیں علاقوں میں پہلے پہلے جو گم ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ مذہب ہوا جس میں اور یا اخلاق۔۔۔ ان تینوں کا فطری ماحول سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ چنانچہ "طلسم ہوشیا" کے جہان اقدار کی کسوٹی لکھنو کا فطری ماحول ہے اور اسی ماحول میں پیدا ہونے والا سماج ہے۔





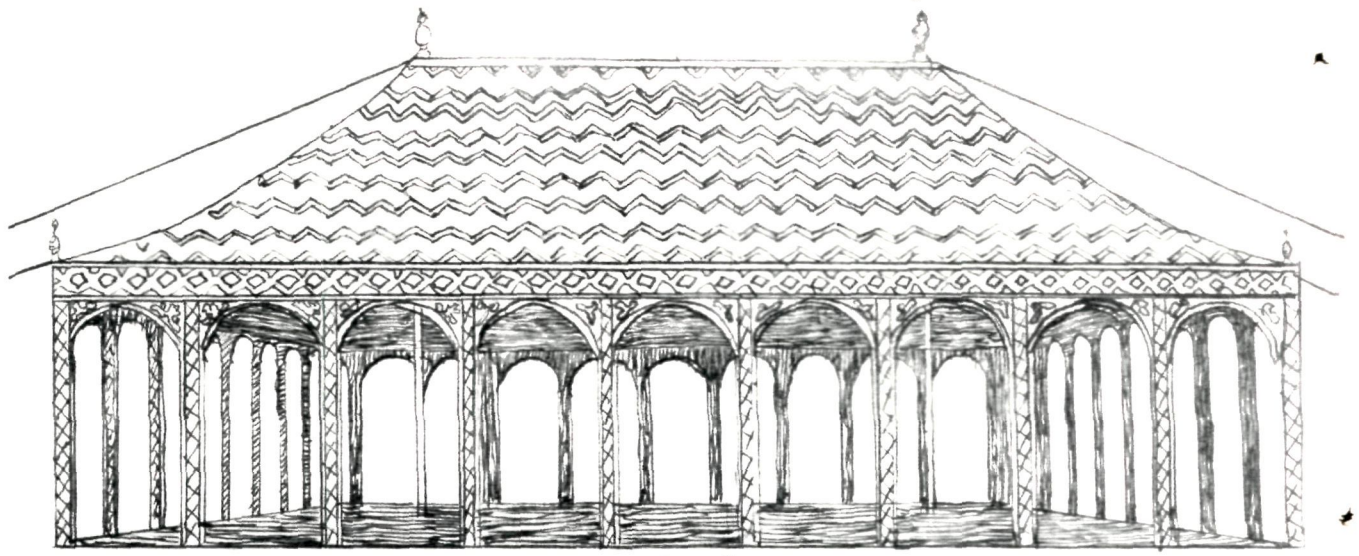
ایستیا - افریقا اور یورپی کے  
تھمہ - علاقے - بھارت اور سریا  
جھنگا  
ظالم و شرف رہا میں کی سر ہے



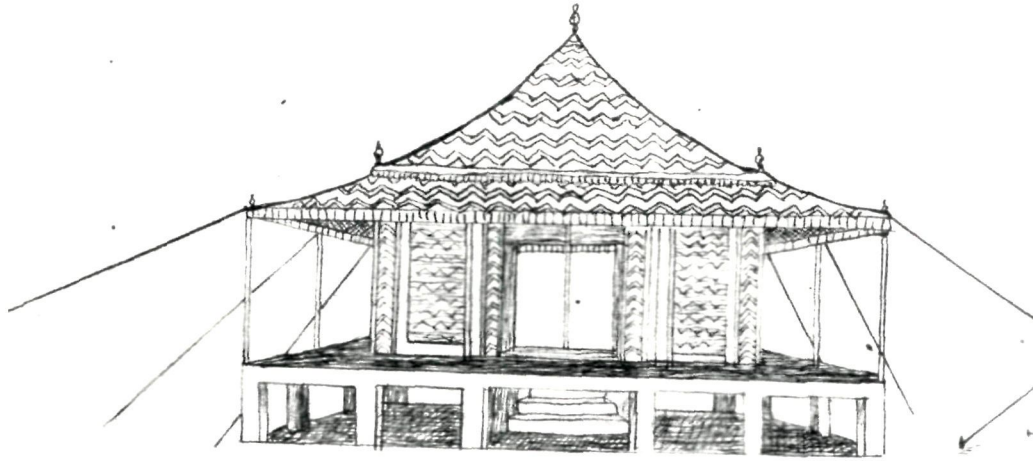
ہندوستان کی پاکستان کے  
 شہر - علاقے - اور دریا  
 جس کا  
 طلسم نقش ربا میں نکر ہے



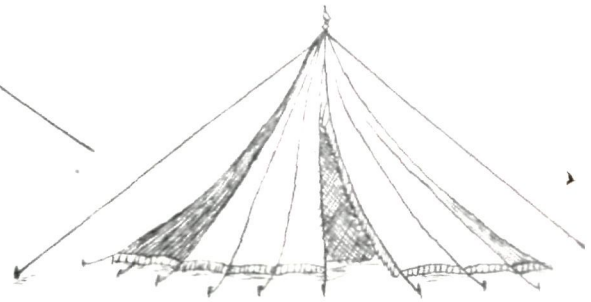




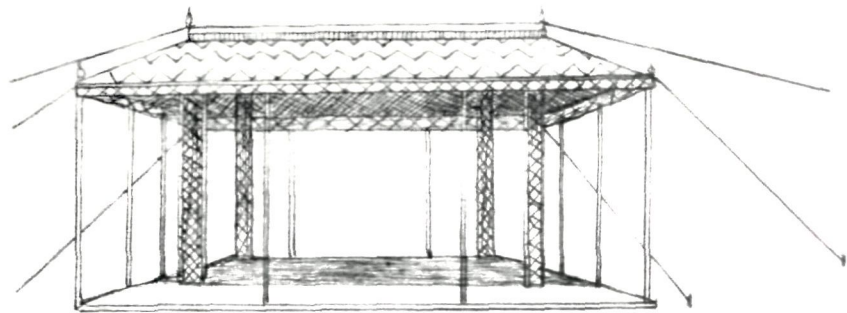
بارگاہ



چوبیس راوٹی



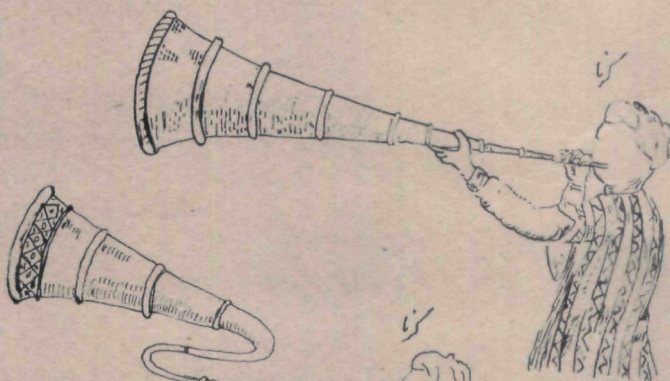
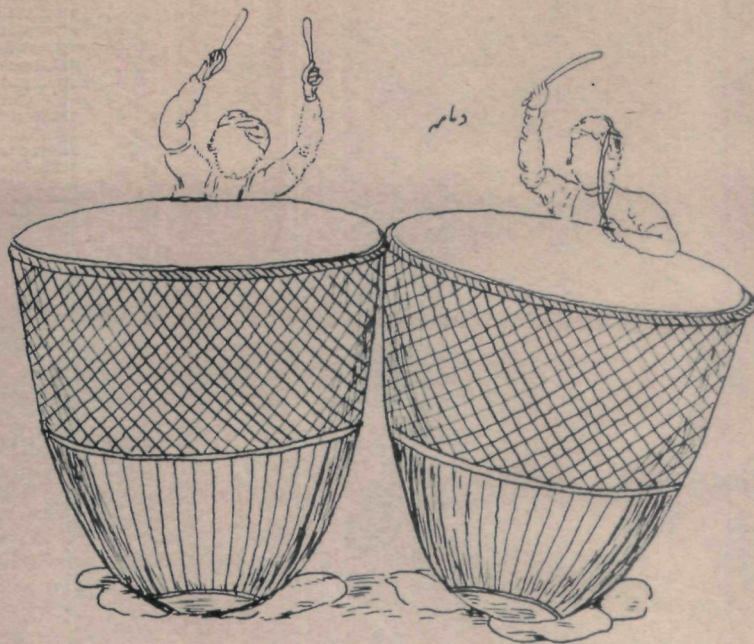
زمین دوزیک سرخہ



منڈل

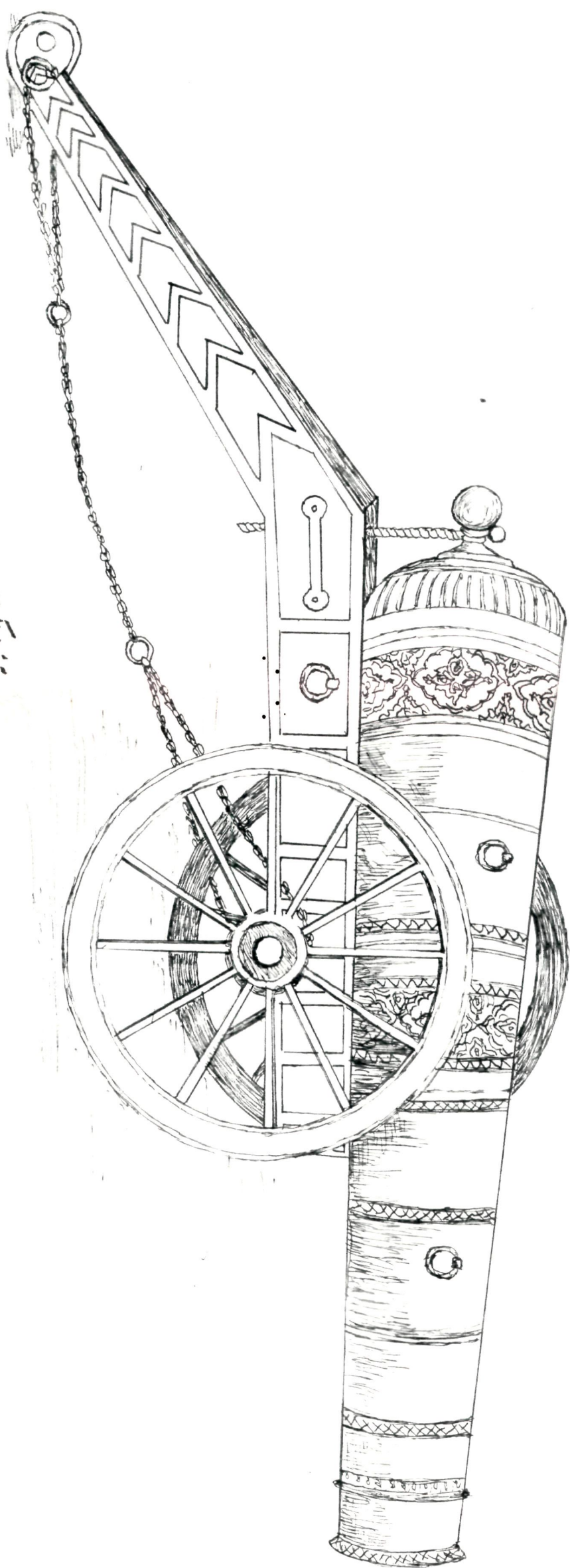
آئین اکبری



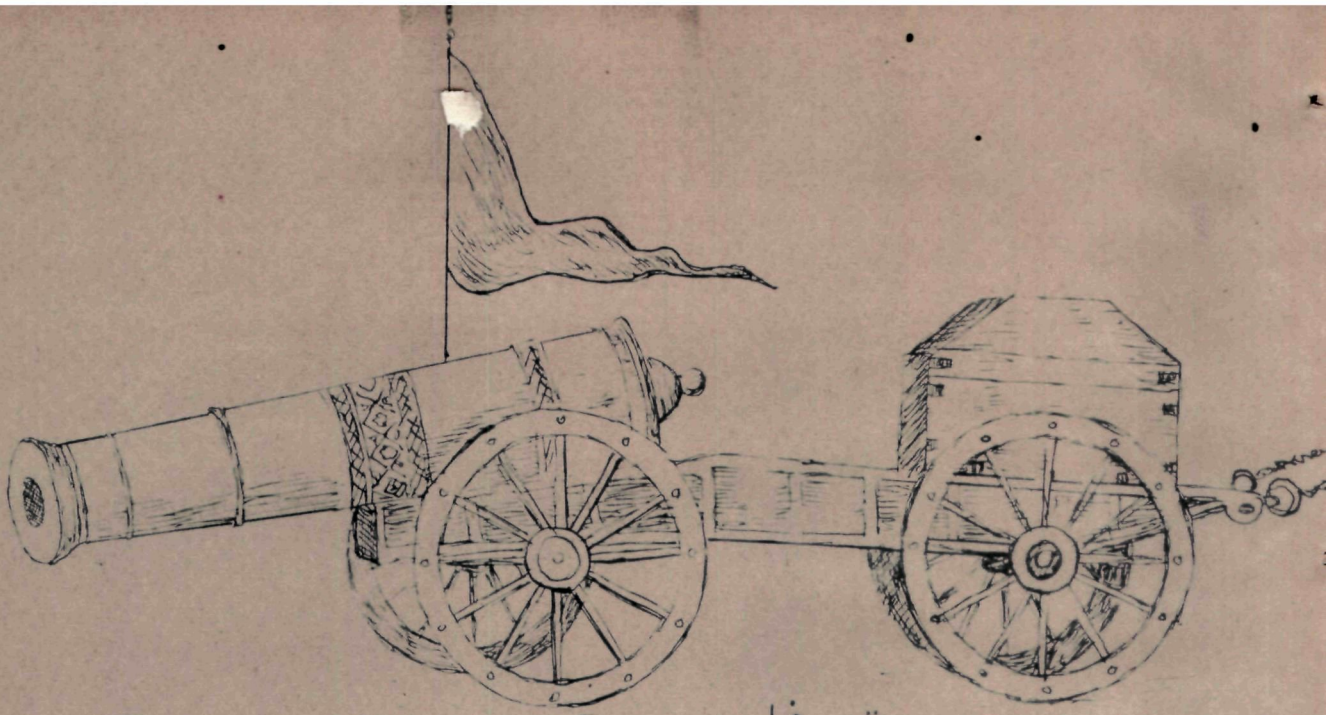




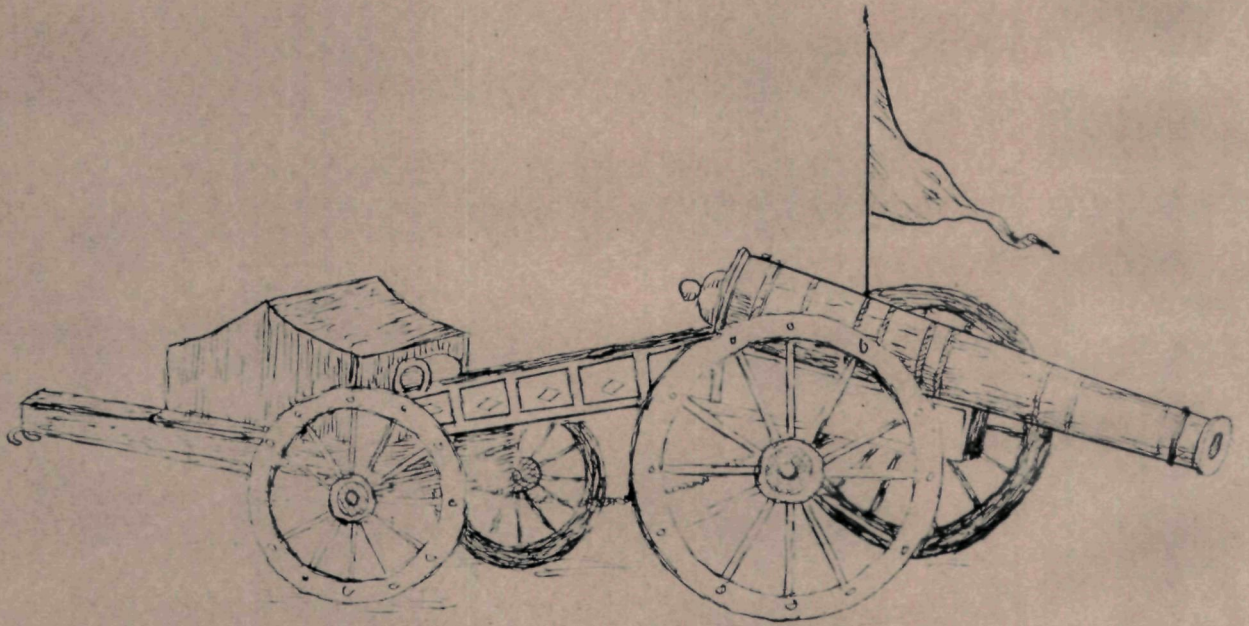
نوشه توپ مخترع اکبر



آئین اکبری



توپ فیل

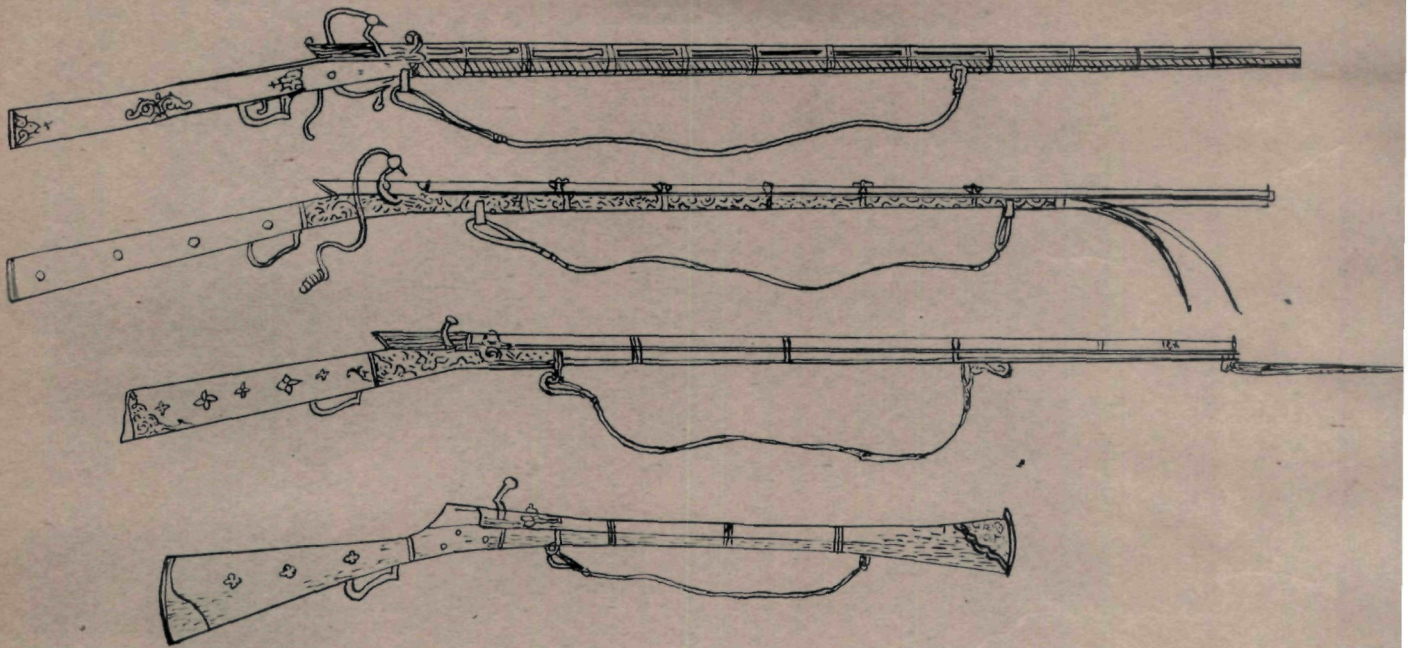


توپ بیل

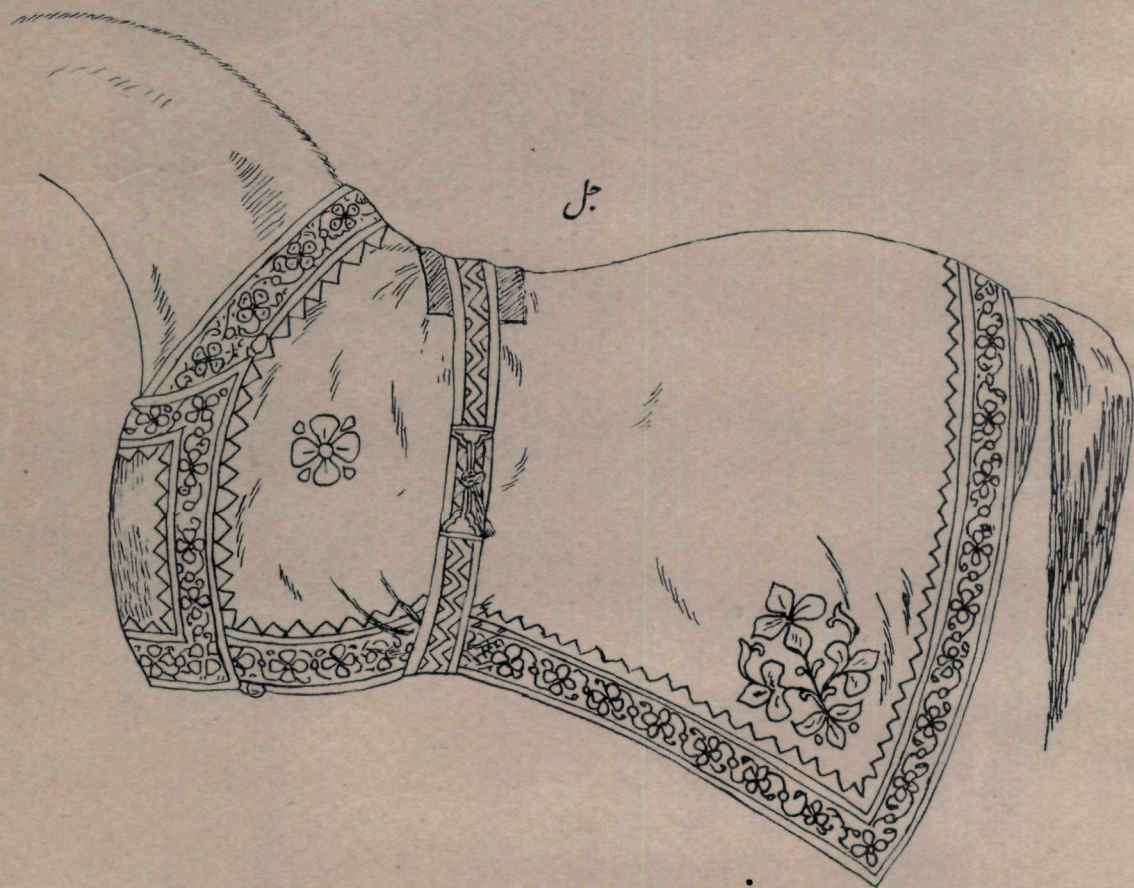
آئین ابیری



نقشه بندوق

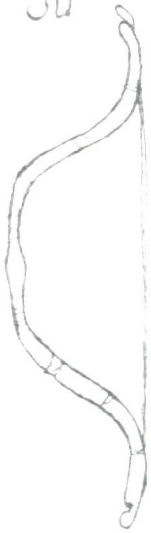


جل



آئین اکبری

لَمان



نَاقِب



کارد



دَباک



بَشر

رَدَه لَمان



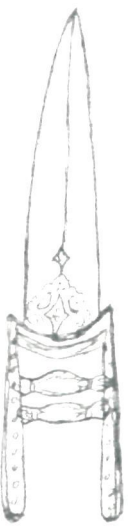
لَو پَين

سَند



9

جَده



برج

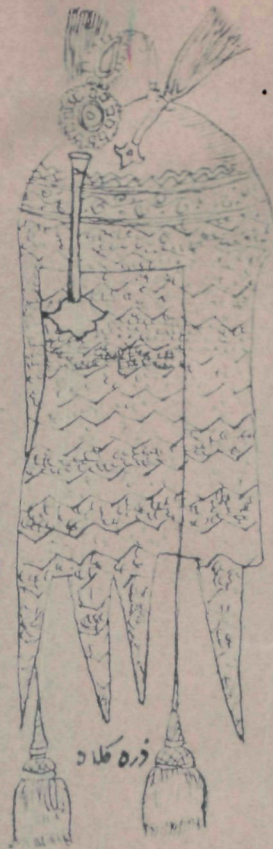


کَها

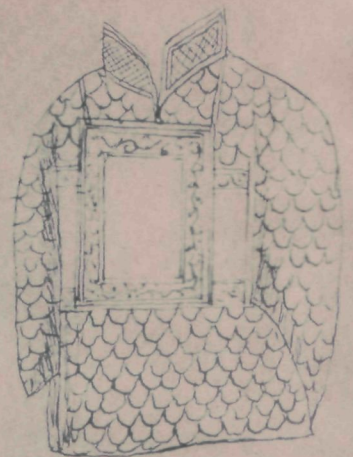




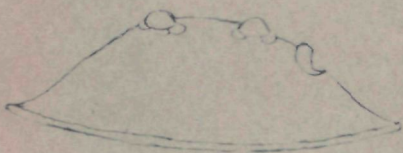
دبلغه



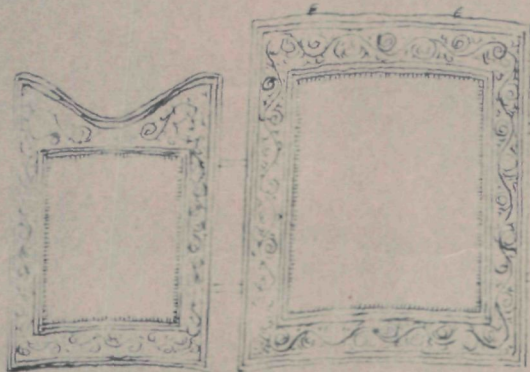
زره ملاد



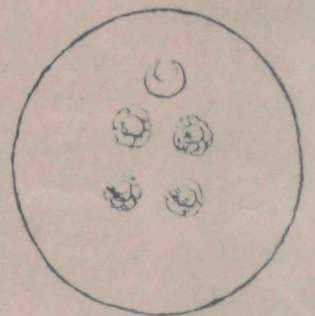
کبک



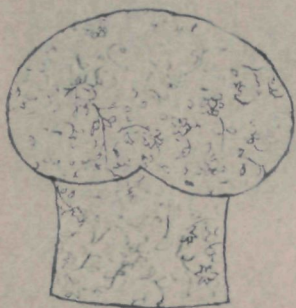
دھال



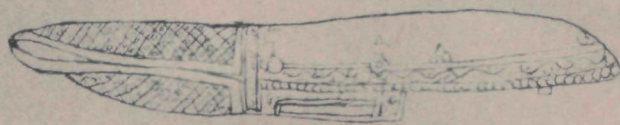
چهار آئینه



سپه



جوشن

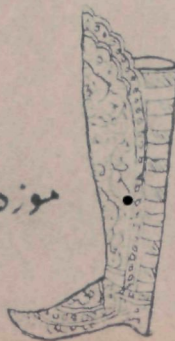


دستانه



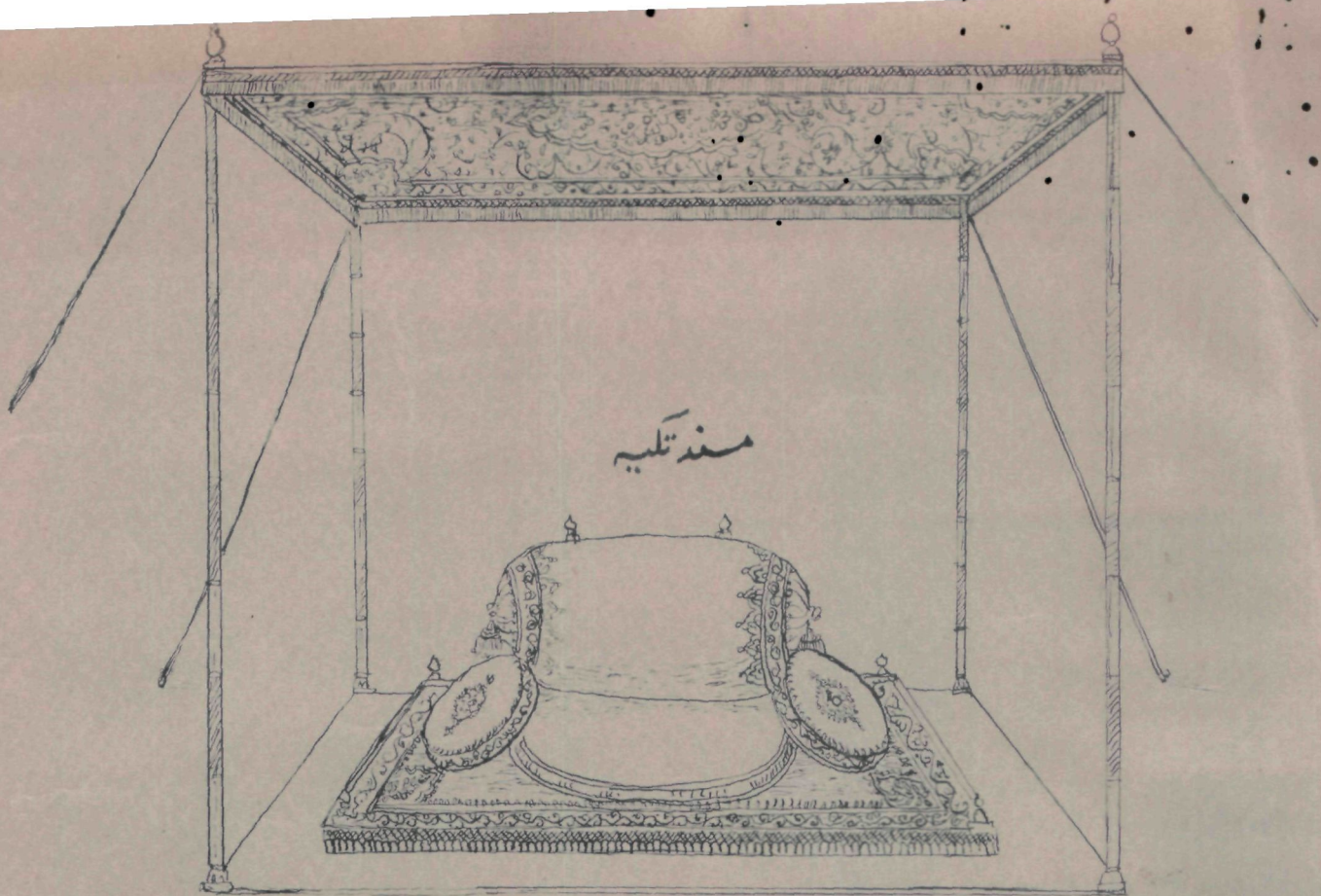
زرد

موزه آهنی

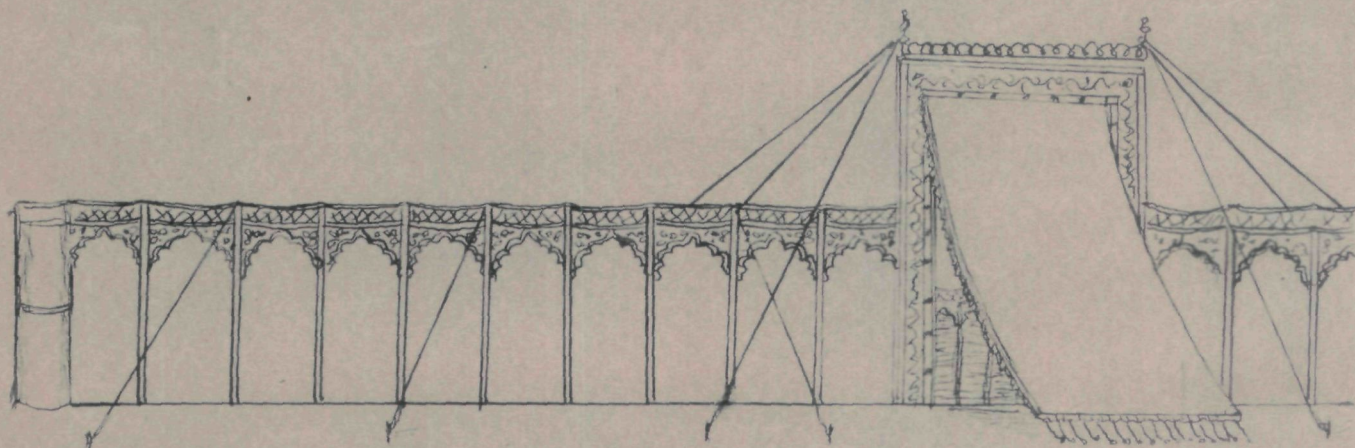


آئین آبري

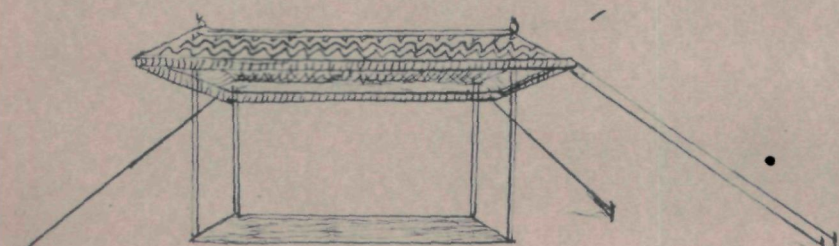




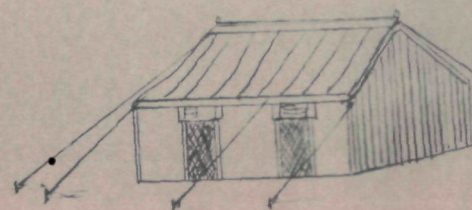
منداکیه



سراییده



شامیان



آمنه آبری

خنگاه

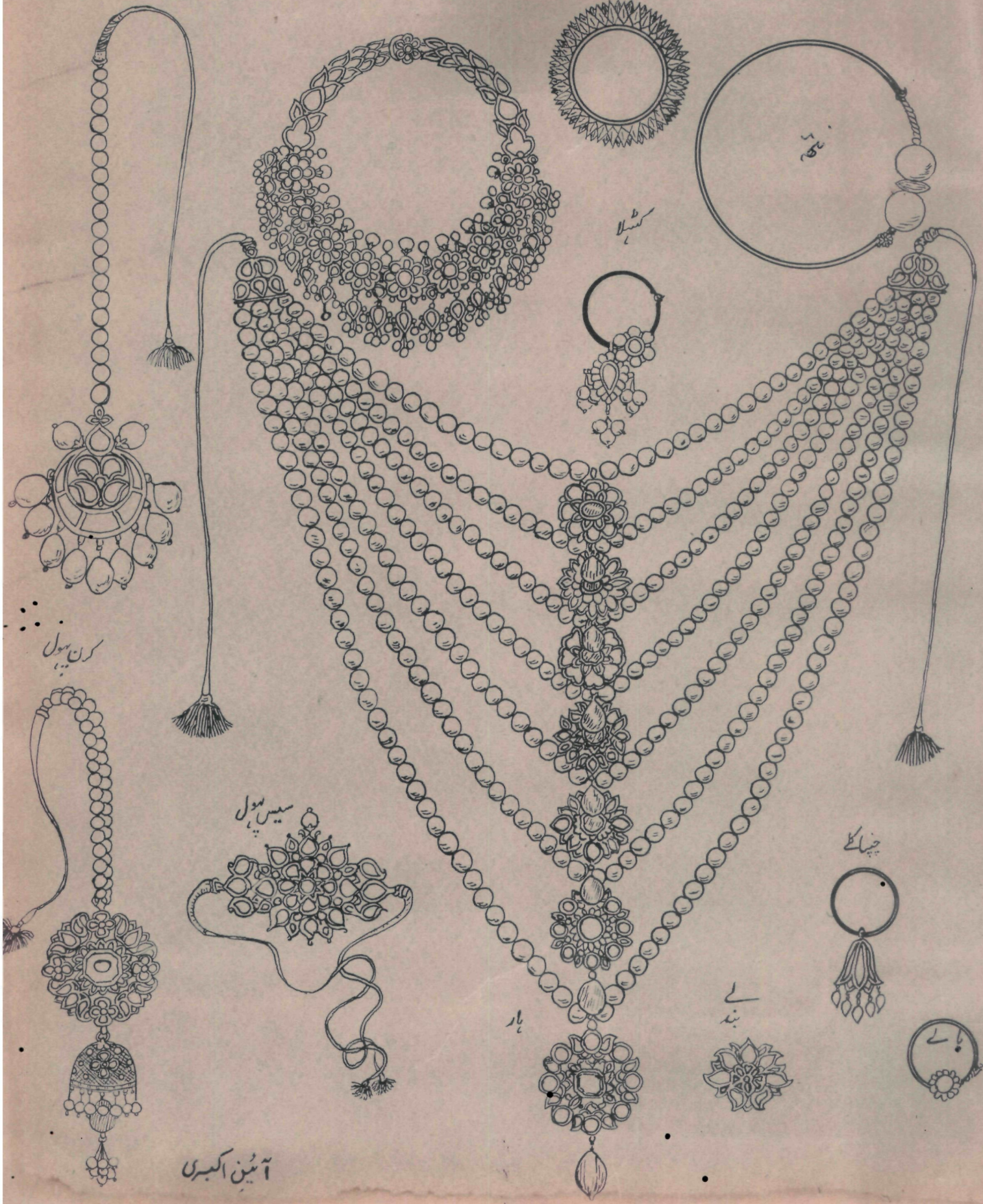


دستا

طوند

کتنلن

سیر



کرن پهل

سیس پهل

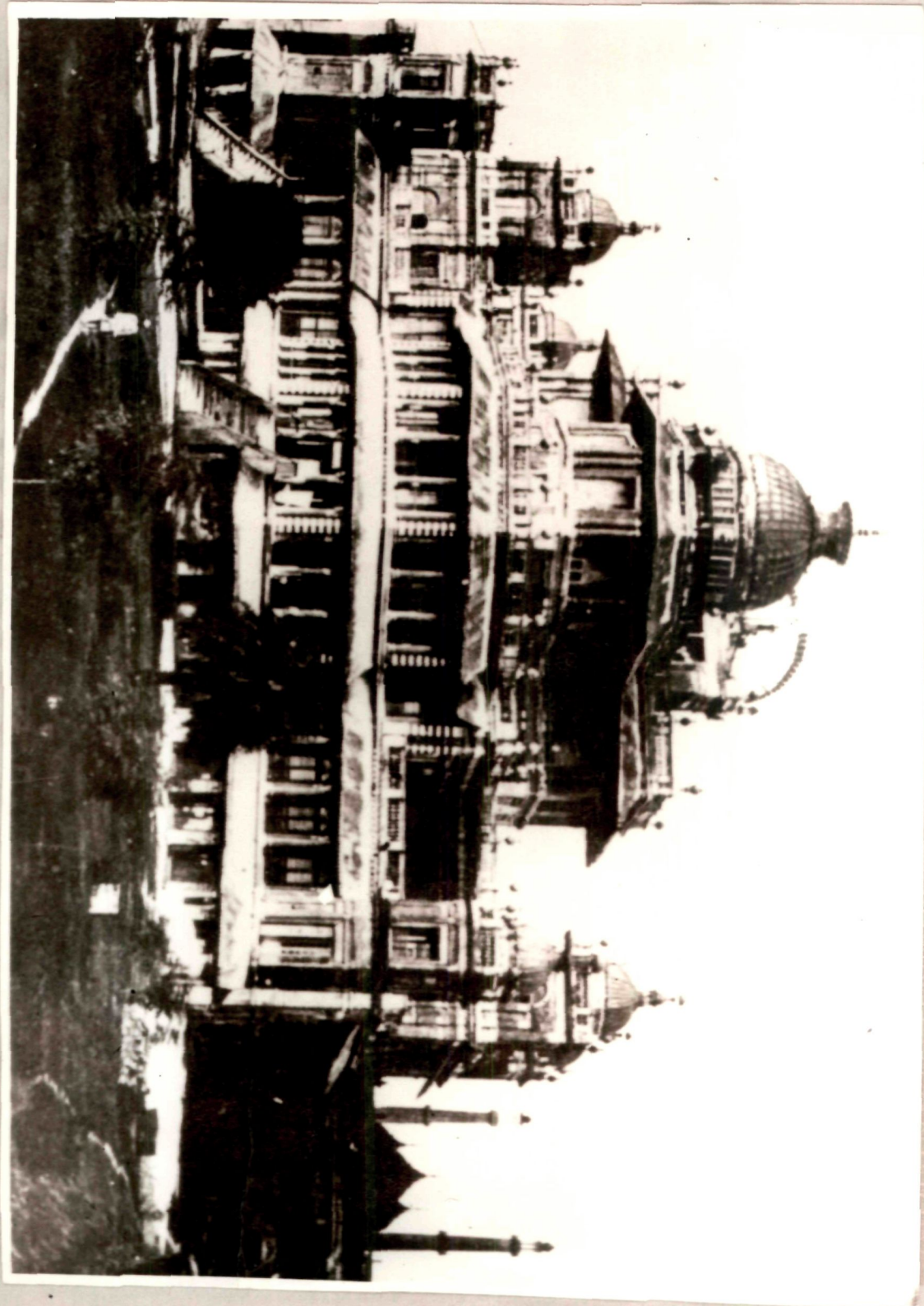
چنک

بنده

یار

آئین اکبری





کونی اوشن المول

## کتابیات

- بنیادی مصادر
- اعدادی مصادر

## کتابی مصادر

احمد حسین قمر	- طلسم ہوشیاریا - جلد پنجم مرد و حصہ (دوسرا ایڈیشن)
	نول کشور - لکھنؤ
احمد حسین قمر	- طلسم ہوشیاریا - جلد ششم (دوسرا ایڈیشن)
	نول کشور - لکھنؤ
احمد حسین قمر	- طلسم ہوشیاریا - جلد ہفتم (چوتھا ایڈیشن)
	نول کشور - لکھنؤ
محمد حسین جاہ	- طلسم ہوشیاریا - جلد اول (پہلا ایڈیشن)
	نول کشور - لکھنؤ
محمد حسین جاہ	- طلسم ہوشیاریا - جلد دوم (پہلا ایڈیشن)
	نول کشور - لکھنؤ
محمد حسین جاہ	- طلسم ہوشیاریا - جلد سوم
	اودھ اخبار - لکھنؤ سنہ ۱۸۸۶ء
محمد حسین جاہ	- طلسم ہوشیاریا - جلد چہارم (دوسرا ایڈیشن)
	نول کشور - لکھنؤ

## ادبی مصادر

احسان کمال الدین (مترجم)	- روضۃ القیومہ
	منزل نقشبندیہ - لاہور
اختر شعرائی (مترجم)	- جوامع الحکایات ولہ امع الروایات
	انجمن ترقی اردو ہند دہلی - سنہ ۱۹۲۳ء

ابوالفضل حمیری

- تاریخ اورد، زوب

Rieu., III 10008 or 1671; Aligarh rotograph  
No. 45.

ابھوداس ناگر

- فتوحات عالمگیری

Rieu., I 269A; ADD. 23884; Aligarh rotograph  
No. 42.

ہال کشن برہمن

- خطوط

ADD. 16859

حاتم خان

- عالمگیر نامہ

Rieu; I - 268; ADD, 26233

برقانی موزیم

خانی خان

- منتخب الہاب

ایضاً ایک سوسائٹی آف بنگال - کلکتہ سنہ ۱۸۷۲ء

خورشید الاسلام

- تقلید بین

انجمن ترقی اردو (ہند) طبع گڑھ سنہ ۱۹۵۷ء

د اراشکوہ

مترجم

محمد علی لطیفی

- سفینۃ الاولیاء

نہس اکادمی - کراچی سنہ ۱۹۵۹ء

د یاشکر نسیم

- گزار نسیم (چھٹا ایڈیشن)

نای پریس - لکھنؤ

رجب علی بیگ سورہ

- فسانہ عجائب

سائق مصمد خان

- ماسر عالمگیری

ایضاً ایک سوسائٹی آف بنگال - کلکتہ سنہ ۱۸۷۱ء

سید صباح الدین عبد الرحمن

- ہندوستان کے عہد وسطی کا فوجی نظام

صارف پریس - اعظم گڑھ سنہ ۱۹۶۰ء

سید عابد حسین

- قوی تہذیب کا مسئلہ

انجمن ترقی اردو (ہند) طبع گڑھ سنہ ۱۹۵۵ء

عبد الحلیم عہد

۱۔ مہاسین عہد

لاہور ایڈیشن

عبد اللہ یوسف علی

۲۔ انگریزی عہد میں مدد و ستان کے تمدن کی تاریخ

مدد و ستان اکادمی - الہ آباد سے ۱۹۳۶ء

عبداللہ ہالوی

۳۔ مذکرہ عہد

مکتبہ جدید - لاہور سے ۱۹۵۶ء

قرطالمن حیدر

۴۔ آگ کا دریا

طارق پشاور - لکھنؤ

کلم الدین

۵۔ اردو زبان اور فن داستان کوئی

دائرہ ادب - ہائیکل پور - پٹنہ

کیان چک

۶۔ اردو کی قری داستان

انجمن ترقی اردو - (پاکستان) کراچی سے ۱۹۵۴ء

گوری سنگھ ہراجہ اوجھا

مترجم

۷۔ قرون وسطی میں مدد و ستان تہذیب

ہرم چک

مدد و ستان اکادمی - الہ آباد سے ۱۹۳۱ء

۸۔ انتخاب طلسم ہو گیا

محمد حسن عسکری

مکتبہ جدید - لاہور سے ۱۹۵۳ء

۹۔ دیوار اکبری

محمد حسین آزاد

دارالاشاعت پنجاب - لاہور سے ۱۸۹۸ء

محمد شریف بن منصور

۱۰۔ آداب الحرب والشجاعت

بن محمد

برفلی میوزیم - کھولاک - جلد دوم

P.17803;ADD.16855

۱۱۔ انسان اور اس کی خافت

مجنون گورکھپوری

ایوان اشاعت - گورکھپور

۲۰

- مرزا محمد ہادی رسوا ۔ امراؤ جان ادا
- مہول احمد صدیقی ۔ نیا ادارہ - لاہور سے ۱۹۵۶ء
- میرامن ۔ راجپوت اور نسل زن و عمو کی شاعری
- مرتبہ ۔ آلہ آباد پبلشرز ہاؤس - آلہ آباد سے ۱۹۴۷ء
- ممتاز حسین ۔ باغ و بہار
- میرحمن ۔ اردو فرسٹ - کراچی سے ۱۹۵۸ء
- میرحمن ۔ سحرالبہمان
- میرحمن ۔ اسجوکیشنل پبلشرز - طلی گڑھ
- میرحمن ۔ ہماری داستان
- میرحمن ۔ ادارہ فروغ اردو - لاہور

اور  
ماہنامہ "نیادور"  
لکھنؤ - جنوری سے ۱۹۶۱ء



- Abul Fazi  
Tr.  
Blochman, H.  
Ed.  
Philot, D.S.
- : Ain-i-Akbari  
Asiatic Society of Bengal, Calcutta 1927
- Ali, Salim
- : The Book of Indian Birds (6th edition).  
Natural History Society, Bombay.
- Ali, S.A.
- : The Sprit of Islam  
Christophers, London, 1946
- Altekar, A.S.
- : The Position of Women in Hindu Civilization  
B.H. University - 1938
- Atkins, A.G.
- : The Ramayana of Tulsidasa  
Hindustan Times, New Delhi.
- Asiz, Abdul,
- : The Imperial treasury of the Indian Mughals  
Lahore, 1942.
- Badauni  
Tr.  
Irwin, W.H.
- : Muntakhabut't-Tawarikh  
Asiatic Society of Bengal, Calcutta 1924.
- Bashan, A.L.
- : The Wonder that was India  
Sidgwick & Jackson, London 1956.
- Baum
- : Muhammadian Culture  
Henry Schuman, New York.
- Bartold, V.V.  
Tr.  
Suharwardy, S.
- : Musulman Culture  
University of Calcutta, 1934.
- Bele, T.W.
- : An Oriental Biographical Dictionary  
Allen & Co., London.
- Bhattacharyya,  
Haridas
- : The Cultural Heritage of India  
Ram Krishna Mission, Calcutta.
- Billinton, M.F.
- : Women in India  
Chapman & Hall. Ltd. London 1895.

- Brown, P. : Architecture in India and Ceylon  
Taraporewalla & Sons., Bombay 1956
- Chand, Tara : Influence of Islam on Indian Culture  
The Indian Press, Allahabad 1954.
- Chopra, P.N. : Society and Culture in Mughal Age  
Shiva Lal Agarwal & Co., Ltd., Agra 1955.
- Cox, G.W. : Thy Mythology of Aryan Nations  
Kegan Paul, French, Trubner & Co., Ltd., 1903.
- Chook, W. : The Popular Religion and Folk-Lore of Northern India.  
Archibald Constable & Co., Westminster, 1896.
- Crook, W. : The Tribes and Caste of North West Provinces and Oudh.  
Calcutta - 1886.
- Dastar, M.N. : The Moral and Ethical Teachings of Zartushtira  
University of Bombay, 1928.
- Donaldson, D.M. : Studies in Muslim Ethics  
London, 1953.
- Dowson, J. : A classical Dictionary of Hindu Mythology  
Kegan Paul & Co., Ltd., London, 1891.
- East, H. : Literature and Reality  
P.P.H., Delhi, 1955.
- Fingan, J. : The Archeology of World Religions  
Princeton University Press - U.S.A., 1952.
- Fox, R. : The Novel and the People  
Cobbett Press Ltd., London, 1948.
- Frazer, J.G. : The Golden Bough  
Macmillan Company, New York, 1951.
- Garratt, G.T. : The Legacy of India  
Oxford University Press, 1937.
- Govt. of India : History and Practices of the Thugs  
Allen & Co., London, 1837.

- Hall, E.E. : Bulfinch's Mythology
- Hamley E.B. : Opereations of War (3rd ed.)  
William Blackwood & Sons., London.
- Havell : Indian Architecture  
John Murry, London, 1913.
- Hay, S. & Others : Sources of Indian Traditions  
Columbia University Press, New York, 1958.
- Haydon : Biography of Gods  
Macmillan, New York, 1948.
- Hanswirth, Ferida : The Status of Indian Women  
Kegan Paul, Trench, Trubner Co. Ltd.,  
London, 1932.
- Hell, Joseph  
Tr.  
Bux, S.K. : Arab Civilization (2nd ed.)  
Lahore.
- Hughes : Dictionary of Islam  
W.H.Allen, London, 1935.
- Il Musannif : The Romantic Land of Hind  
W.H.Allan, London, 1882.
- Irwin, W. : The Army of the Great Moghals  
Eurasia Publishing House, New Delhi, 1962.
- Jaffar, S.M. : Some Cultural Aspects of Moghal Rule in India  
(2nd ed.)  
Peshawar, 1950.
- Jone, W. : Music of India  
Susil Gupta, Calcutta, 1962.
- Kabir, Humayun : The Indian Heritage  
Asia Publishing House, Bombay, 1960.
- Kapadia, K.M. : Marriage and Family in India  
Oxford University Press, 1955.

- Shaikh M.H. : Women Under Islam
- Law, B.C. : Historical Geography of India  
Societe Asiatique De Paris
- Leach M. (ed.) : Dictionary of Folklore Mythology and Legend  
Funk and Wagnalls Co. New York.
- Lovell V. : The Nations of today  
Hodder & Stoughton, London, 1923.
- Mackenzie, D.A. : Myths of Babylonia and Assyria  
Gresham Publishing Company London.
- Mackenzie, D.A. : Egyptian Myths and Legends  
Gresham Publishing Company, London.
- Manucci  
Tr.  
Irwin, W. : Storia Do Mogar  
R.A.S. 1907.
- Munshi, K.M. (ed.) : Indian Inheritance (II Vol.)  
Bharatiya Vidya Bhawan, Bombay, 1956.
- Mustafa, Khursheed : Travel in Moghal India  
M.I.Q.
- Omen, Charles : A History of the Art of War  
Mathuen & Co., Ltd., London, 1924.
- Perry, W.J. : The Origin of Magic & Religion  
Mathuen, London, 1923.
- Prabhavananda  
&  
Manchester, Fredrick : The Upanishads  
New American Library, New York 1957.
- Rajagopalacharia, C. : Mahabharata (3rd. ed.)  
B.V.B. Bombay.
- Sarkar, J.N. : Military History of India  
Sarkar & Sons., Calcutta, 1960.

- Singh, B.K. : Some Aspects of Society and Polity as Depicted in Jaisi  
Paper read in the Aligarh Session of Indian History Congress, 1960.
- Shastri, S.R. : Women in the Sacred Laws  
B.V.B. Bombay 1953.
- Shushtery, A.M.A. : Outlines of Islamic Culture
- Spate, O.H.K. : India and Pakistan  
Mathuen, London, 1957.
- Spence, Lewis : The Outlines of Mythology  
Watts & Co., London, 1949.
- Srivastava, A.L. : The First two Nawabs of Awadh  
Shiva Lal Agarwal, Agra, 1954.
- Stuart, C.M.V. : Gardens of the Great Mughals  
Adam & Charles Black, London, 1913.
- 
- Sykes, P.M. (Tr.) : The Glory of the Shia World  
Macmillan, London, 1910.
- Turner, R. : The Great Cultural Tradition (II Vol)  
Macgraw-Hill Book Company, London 4.
- Tylor, E.B. : Anthropology (II Vol.)  
Watts, London, 1946.
- Upadhya, B.S. : India in Kalidasa  
Kitabistan, Allahabad, 1947.
- Venkateswara, S.V. : Indian Culture Through the Ages  
Longmans, London, 1932.
- Wensink, A.J. : A Hand Book of Early Mohammadan Titiens  
E.J.Brill, Leiden, 1927.
- 
- Warner, A.G. (Trs.) : Shahnama of Firdausi  
Kegan Paul, London, 1905.